[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اطلاع

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلئے موجود ہے فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی فلان ہے اس کتاب کے تذییل پیچ کے تین صفحہ سادہ میں کتب کلیات و دواوین اردو و کتب قصہ جات نثر و جیب کتب فسانہ نظم درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا قدر یہ حاصل ہو سکے۔

کتب کلیات و دواوین اردو

کلیات انشاء اللہ خان - نتیجہ طبع شاعر نامی ناسخ میر انشاء اللہ خان انشا تخلص عہد نواب سعادت علیخان میں برابر مقرب حاضر جواب تھے

کلیات قشاق سخ - عمدہ کلیات جسمین نادر نادر رسائل شامل ہیں

۱- شاہد عشرت ۲- سخن شعرا ۳- اشعار ناسخ - ۴ - مرغوب دل - ۵ - قیصر بے مثال - ۶ - گنج تواریخ ۷- چشمہ فیض - ۸ - قند پارسی - ۹ - زبان ریختہ - ۱۰ -

قطعہ منتخب از بلوہ نگری طبع وقاد مولوی عبد الغفور خان صاحب

شاہد عشرت فقط

سخن شعرا ,,

اشعار ناسخ ,,

مرغوب دل ,,

قیصر بے مثال ,,

گنج تواریخ ,,

زبان ریختہ ,,

قطعہ منتخب ,,

دیوان ... مع ... جلد تصنیف نواب سید محمد خان ... لکھنوی شاگرد ... -

کلیات تراب - مجموعہ فیض کتب ہیں ۱- دیوان ۲- مثنوی ...

عاشق صنم ۳۰ - ثمریان ۴۰ - نتیجہ ...

کلیات ناسخ - دو دیوان صغیر اور حاشیہ پر نتیجہ بلندی فکر امام بخش ناسخ شاعر مستند لکھنوی

کلیات آتش - طغرائے شعرا نامی خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی معاصر ناسخ

کلیات نظام - کلام سخنور خوش فکر نواب محمد ... خان بہادر

کلیات تسلیم - جسکا تاریخی نام نظم ارجمند ہے نتیجہ جوش فکر و زبان آوری بلند خیال منشی تسلیم شاگرد حضرت دہلوی

کلیات میر تقی - استاد مستند مسلم الثبوت کا کلام بعد نظر ثانی کے چھپا

کلیات ظفر - سلطان الملک ملک الکلام چار جلدیں -

کلیات مومن خان جدید المطبع -

بہارستان سخن - جسمین تین استادوں کا کلام ہے یعنی حقائق غزلین ۱- شیخ امام بخش ناسخ - ۲- خواجہ حیدر علی آتش - ۳- مہدی حسن خان آباد شیریں سخن کا مجموعہ ہے ہر ایک استاد سے نزدیک صحیح لکھا یا ہے بحرترتیب بلا مزاحم لکھا نہ سب ہے -

دیوان گویا - از طبع رسالدار فقیر محمد خان گویا شاگرد خواجہ وزیر تخلص وزیر استاد نازک خیالی بہت عمدہ دیوان ہے -

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد سوداخانه ستایش رفیع ست و زیاده ازان که دلالی وسیع الباع زبان
حمد خالق اشیا عمده متاع پرداست همانا چنین که خانه پر درست مستغنی از رونق بازار
من کشته فرسق که در پی تو چه دکان می آرایم چگونه به متاع بازار زده بازرگانی
نمایم کالا آب کردن چه سود که صرف قماش دکانداری ست ازینجاست که جمع
در کشادن دکان بازاری دارم و شام در گره در بستن آن ست لیکن [illegible]
طرز خموشی انداختن ست و زنجیر کردن در محال گوشی بر وقتی [illegible]
[illegible] سرور دو عالم نعت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم [illegible]
عرض عرض داند و سر سلم [illegible] بلکه فرض آری من چه باشم که به جوهری خامه [illegible]
از کسان با ده زبان بی تحری نما پرنده مستوفت خدا است تا به تشکر نگاری قافیه پیمای آن
[illegible] خانه رخسار [illegible]

واللیل ذلفیتی سواد زلف مشکبارش منقبت آل محمد بر لب نگی وارد کہ زبان در وصفش
لال کہ محب ہمیشہ مانند لال در جامۂ آل ہر کس را کہ محبت رنگ نسبت افتاد یکشنر زرق
فرقدان پا نہاد آنانکہ بمدح آل قیص مآل شتافتہ اند در درج دہن دندان را
سلک لال یافتہ محمدت اصحاب تا زش بمدح خلفای راشدین اند کہ رونق
چار طاق دین اند منکران را کہ چار اند چار سنگ فتند و بجواب چار پہلو می خفتند بر چار میخ
استقامت زدند کہ گلشن پاک نہ را چار چمن کرد تا بہجوی چار چار گوگر لیاقت بر سر یک یا
نشستن ندارد چنان بر چار بالشت چار یار چار زانو زدند کہ ہیچ ہمہ ہرچند تسلیم
لیاقتی ندارد کہ حرف ورق گیر نگرشی نشاند اما خود را بہ دانہ ہنر اپیش [illegible] نوا
سخیہ قلمش دیدنی دارد و گفتہ زبانش شنیدنی کہ میرزا رفیع سودا شاعری بود
از نکات سخن ماہرو ذوقش آراستہ و پیراستہ بصفات باطن و ظاہر ذہن ذکا و
طبع ارجمند داشت و فکر رسا و خیال بلند بپایۂ تمام و دیدہ می رفت آہوی اندیشہ
می گرفت اصنام غیر نکرہ آراستن کاہر دست بستہ آن بزرگوار بود و در پی صید چم خوردہ
شتافتن حوصلۂ ابنای روزگار زود پشتان کہ ترازوی تلاش می افراختند لرزیدہ
شاہین نگاہش از دست انداختند اما آنکہ خود را من ترازوی سخن می گفتند چنان
از پیش رخصت ہوش کردند کہ سخن ترازودن و ترازو شدن از ذہن فراموش

کردند هر اسپ افگنی که همعنان آن فارس مضمار معنی فرس راند بتعلیل وازون

ایستن خویش نقل واژون خواند بزرگ زادهای طبع والاییش از ستم ناسخان

کسوت تناسخ پوشیدند و چون عمر رمشیطلیست از نام آرسیدن کرده ها کرده رسیدند

محمد حسین خان صاحب مطبع مصطفائی دهلی که توانا فرزند است یگانه زمانه بافضائل

حکیم عبد الرحیم خان صاحب و دیگر صاحبان که نظم سیر طبع اوشان قسم تجدید طبع طبعش

نهادند و داد حق پژوهی داد نخل اغلاط را که بوجه کهنگی تناسخ گاوزمین ریشه

دوانیده بود از پا انداخت و بحکم سیر چشمی از صرف زر دیده و خریده لطبع کلیات

بیدل همت چون قلب یش حریف کثرت مشتریان نگردید بانگ بهای بهوی بحر و بان

مطبع اوده اخبار رسید مالک مطبع یعنی منشی نول کشور که رشتهٔ النوع کریان است

و اصل فرع اقسام بخشش و انواع احسان گیتی خدیو جید و انعام ست بهمان

سالار نوال و اکرام صیت نزلش الکاف عالم فرا گرفته و آوازهٔ همت و بالاک

آسمان گرامی ذاتش بستوده کاری موصوف و صفت یکتائیش در ربع

مسکون معروف آنطباع این نسخه در مطبع کان پور که آن هم شاخ مطبع

اوده اخبار است تجویز فرمودند باستظهار مولوی محمد اسمعیل که آن کارخانه

سپرد گی اوشان ست نامور نمودند اگرد نگارش حال این بزرگ قلم رو

که اسپ افگنی بهادر یک یک بود ... نقل واژون ... زمینه ... کرده ...

بنام خدا برای خود کتاب دیگر تیار شود والله تعالی مرتبه اش زیاده کناد و
سور دهر اهم آقا و ارا دو این چند سطر عبارت کلیتره بطرز دیباچه بر شوق خاطر
خطیرش نگاشته ام دورین دهر که مدار بی ثباتی ست یاد بود خویش گذاشته ام

بسم الله الرحمن الرحیم

سطرے چند بطور دیباچه تصنیف یکی از تلامذهٔ ارشد میرزا رفیع المتخلص بسودا
مع قصیده نه صد و پنجاه شعر بنظر ختم این مطبع در آمده آغاز کلیات مجربیات
کرده شد میرزا محمد رفیع السودا تعداد مدایح فضل و کمال این مرد بزرگ
منقهٔ ورخامه و زبان دبیان و بنان نیست و این معنی مثل آفتاب نور به عالم
روشن ست وانچه بعضی صاحبان سابق و حال از تیخ و شناب ملال خاطر
بهم رسانیده چیزی در حق ملازمانش تقریر کرده و حال را خالی کرده اند و نسکند
زیاده از وهم ایشان ست ناحق ستم بر نامه و خامه نموده و عبث راه نا انصافی پیمود
چراکه در عالم سخن هندی مرتبه میرزا بکمال رسیده و این فن بسر حد اتمام
رسانیده از عرش برین گذرانیده نزد بان فکر و اندیشه این مردم را
ادعای رسا ئے آن رواق بلند خیالی ست محال بل حرف ست دور از خیال

از سخن چمن معنی بار و صاحب کمالان
انصاف شعار انست کہ مطعون خودنمائی
گردد این چند اوراق رسالہ مرگردن
شان زیادہ گویان بر وقع ...

قصیده ۵

[illegible]

بسینہ سیکو فتند اشتاب حسرت از دیدہ میراندند تا آنکہ فضل و کرم ایزد باری
با بخت و طالع سخنوران مددگاری کردہ آن جماعہ در زاویہ عدم متواری
آفتاب ظہور جناب مرزا رفیع سودا از مطلع فضل و کمال شارق و بازغ گردید
واین فرقہ و سخنورش غم و جماعہ پائمال الم کہ راقم حروف ہم کردہ است بداد
خود رسید بر صدق مقال این ... ناقل بیان تمام کمال بلاغت نظام
آن قدوہ متاخرین بل شرف متقدمین و متوسطین خصوص قصائد و مثنویات
و غزل شاہد بیت روشن و برہانیست مبرہن اگرچہ این احقر العباد ضراعت نہاد
کہ نا آشنائے قلمرو سواد بل بیگانہ اقلیم استعداد است نہ چیزی باعزہ دیگر نہاد
دارد و نہ بجناب مرزا رفیع کہ خلاق معانی تازہ گذشتہ زیادہ از اینہا اتحاد لیکن
چون **مصرع** انصاف شیوہ ایست کہ بالای طاعتست بدو ہم شیفتہ نازنین
صنمان افکار در دمندانہ و گرفتار عنبرین مویان اشعار متین و عاشقانہ است
واز کمان ابروشاہدان کافرکیش خانہ برانداز مضامین و کلام متین تیر در جگر
خوردہ و خانہ صبر و قرارش ا سیلاب عشق کافرنگاہان سخنان محاورہ قدنیہ
بسیلاب بردہ و جناب مرزا در احیای اموات نگاہ کشتگان این علم مسیحائی بعمل
آوردہ اند لاجرم در تحریر این سطور دادای ام آن مغفور مبرور مجبور گردید امید

[illegible]

سو مصحفی کے واسطے تا اسکو نہین وہ		مضمون کو کیا اوسکی ہین اس بحر مین زنجیر

شعر مصحفی

شانہ پہ میرے مہر نبوت نہین نہین		کرتا ہون صاف دعوی وحی و پیمبری

مضمون شعر مصحفی

شانہ پہ نہین مہر نبوت نہین کرتا		پیغمبری و وحی کے دعوی کے ہین تشہیر
یہ بات جو واہی تو بکا بند کر آنکھین		اس حرف سے کیا پائی تری شاعری توقیر
تخصیص ہے تجھپر ہے نہین شانہ پہ جسکے		ہو مہر نبوت کرے دعوے یہ مواہیر
اس شعر سے کچھ شعر کا تجزیہ نہ نکلا		اور پوچ یہ بک کر تو ہوا داخل تکفیر
اس مہر نبوت کے جو مضمون کو تو لایا		نزدیک تری فہم کے ہے تازہ یہ تقریر
الجھاؤ یہ اس تازگی معنی نے ڈالا		عاجز ہے جسے سلجھانے مین ہو ناخن تدبیر
لائے ہین کہین مہر نبوت کا وہ مذکور		جو شاعری کے فن مین ہین ہمیشہ مشاہیر

مضمون منہ

سودا کے تئین کہتے ہین تھا شاعر معلق		کیا مصرعہ بے ربط کیا تو نے یہ تحریر

[illegible]

تو حمق کو جانی ہے بلاغت سو وہ لیا ہی
کرتی ہو بلاغت پہ تری لعن بلاغت
اے مصحفی جانے ہو تو اپنا جسے دیوان
جو مانی و بہزاد سے رکھتا ہے زیادہ
مضمون معانی سے نہین بہرہ کچھ اسکا
رکھ چشم حماقت پہ ذرا عقل کی عینک
پرواز معانی کی ہین کس نک سے چہرہ
انداز رقم چہروں کی اون حور وشون کے
خم بھون کمان دیکھے گر اونکا خم ابرو
ابرو و غمزہ و چشم و نگہ ناز و کرشمہ
چشم اونکی ہین وسنا و نہ رکھا ہو یہ غمزہ
رخسار ہین اونکی وہ بھرا رنگ کہ جسکے
خوبی خط اونکے ہے بنفشہ کو ہی سودا
زیبندہ ہے کیے زلف و زینہ کے خیال
محبوبی و انداز و ادا خوبی و شوخی

جامہ تلیغون دے تیرے حق مین یہ تحریر
سن تیری فصاحت یہ فصاحت کی ہی تقریر
نفرین خلائق کی ہی گویا کہ وہ جاگیر
صورت کشی معنی و مضمون بہن تشبیہ
گیسو و زبان جس سے تو کرتا ہے یہ تقریر
باریکی مضمون کی دیکھو اوسکے تصاویر
اور کیسی صفائی سے ہو اون چہروں کی تحریر
تصویر بھی ہو دیکھے عرق خوہی تشویر
مژگان کی کبھی دیکھو اگر شے نہ چلے تیر
کی کھینچ مو کھینچے ہین اوسنے یہ تقصیر
سوراخ ہو جس سے جگر عاشق دلگیر
گل ڈالے ہی غیرت سے گریبان کے تئین چیر
مرغول کیے زلف سے سنبل ہی بہ زنجیر
دکھلا خرد و ہوش کو کرتے ہین وہ تسخیر
ہر عضو مین اونکی ہو بھری اوسنے یہ توقیر

دیوان کو مدون نہ کیا بلکہ جہان میں / وہ ایک پری خانہ چین کر گیا تعمیر

اے شپرہ بینائی میں آنکھیں ہیں تری گو / اوس پر تو خورشید کی مطلق نہیں تقصیر

پھر طالب فائدہ خوشگوئی سودا / تو غور سے گر دیکھتا اے حمق کی تصویر

اندیشہ بے معنی تری طبع کا ہو خنجر / کرتا نہ تجھے وادی بدگوئی کا رہگیر

پر کثرت نشہ نے بے حمق کی تجھکو / لعنت تری ایمان جو آنکھوں کے تئیں چیر

حسن سخن و لطف بیان دیکھنا اوسکا / اور بکتا نہ ہذیان یہ اے واہیوں کے پیر

منه

سچ پوچھو تو اردو کی فقط صاف زبان ہے / مضمون نہیں کچھ جاننا زنہار وہ تحریر

اس شاعر ساحر کی کے حق میں تو ... / ہے تیری حماقت کی دلیل یہی تقریر

سودا کے سخن کے تئیں اوستاد تو مانا / کرتا اگر اے جرعہ کش بادہ تقصیر

اسطرح سے مبدا ہیں تقریر و بیان کے / پیشو کریں کھا کھا کے ہوتا زیر و زبر

دیکھا و کے کلام کو جو تو ہی باسیق اوسکے / اوستاد بنا ہر کوئی زیر فلک پیر

ہوتے وہ اگر ... کے مانند / تو قطع نہ ہوتی وہ اوستادی کی زنجیر

اب تک ہے اسی بات کا یہ سلسلہ جاری / ہیں سب ہی اوستاد جہ تقدیم و تاخیر

تو اوسکو کہے صاف زبان دیکھے جسکی / نقاشی کو ہی خاک بسر کردہ تصویر

سودا کی فصاحت ہے جو کچھ نظم بیا ہین — رکھتی وہ فصاحت نہین خاقانی کی تقریر

دی و سنے وہ الفاظ و معانی کو بلاغت — پہنچتا ہی کہے خلق جو سحبان کا اوسی پیر

ہر معنی ہر لفظ ہے خورشید سا روشن — ہر شعر مین خامہ نے کیا اوسکے جو تحریر

اشعار کے ملحوظ مراتب کے قرائن — جسطرح سے تھے اوسکو وہ کب آئین تقریر

یکسر کے قصیدہ سے غزل تا بہ مخمس — ترجیع سے تا مثنوی وہ فخر تحاریر

مطلع سے غرض کھینچ گیا تا حد مقطع — ہر شعر مین معنی کی جدی رنگ سے تصویر

انداز ہر اک اوسکے قصیدہ کا جو دیکھو — تمہید سے ہی تا گریز اک نئی تقریر

وہ ربط سخن اور وہ آئین بیان کا — پاوے نہ کبھو کوئی کرے کیسی ہی تدبیر

دعوی جو کرے ہمسری کا شعر مین اوس سے — داناؤن مین ہوتا ہی بہ تحقیق وہ تشہیر

ہر چند اوڑے عرش پہ جا ذہن کسیکا — پر ذہن کے سودا کے رہیگا وہ سدا زیر

مضمون کی نقش پہچھرا ہی گویا ذہن اوسکا — کیا منہ جو کرے کوئی وہ گلریزی تقریر

گو نام کو ہندی ہو پر فارسی ہے وہ — اشعار مین اوسکے وہ مضامین ہین گرگیر

کب سیر گلستان کی خوش آوے اوسے جو رکھے — دیوان کو سودا کے نظر اپنی کی جو زیر

وہ مخترع طرز کہ طرز قدما پر — کھینچا خط نسخ اوسکی ہی خامہ نے بہ تحریر

رنگ سخن ریختہ کرتا ہے اوسی کا — اب فارسی کا رنگ رخ اوستادونکی تقریر

قطعہ ۱۰

ہین یہ انصاف تو خورشید سے روشن
ہر کوئی سمجھتا ہے تجھے دُوسے کش سودا
کیا ربط سخن کو ترے سودا کے سخن سے
جس جا ہین کہ جا صاف سخن اوسنے بیا کے
گذرا ہی وہ عالم مین اک اوستاد زبردست
خوبی معانی کہون یا بندش الفاظ
تھی ریختہ کی قدر خزف ریزہ سی کمتر
عالم وہ اک قلزم ذخار سخن تھا
تھا نقد سخن ناسرہ وقلب سے بدتر
نیسان کا سحاب آب خجالت سے ہو دیکھے
حیرت زدہ آفاق مین ہین دیکھ کو اوسکے
شبنم نہین گلشن مین دم صبح گلون پہ
اکثر جہلا کہتے ہین استادونکی اوس سے
رہتی ہے ہمین آٹھ پہر سیر سخن کی
یک حرف مشابہ کسی مضمون کا اونکے

لکھو دو سبل حمق ز لیکن تیری تقصیر
گر صاف سخن طبع سے پاتا تری تقطیر
ذرہ مین کہان مہر جہانتاب کی تنویر
اوسجا نہ فرشتہ کے تئین بنگیی تقدیر
کیا کیا کرون وصف سخن اوسکی مین تحریر
پاکیزہ بیانی کہون یا صافی تقریر
دی اوسکی زبان نے گہر و لعل کی توقیر
مضمون گہر اور آپ تھا غواص گہر گیر
فکر اوسکی نے خالص کیا جون زرگری اکسیر
اوسکے دہن لب کے گہرباری و تقریر
اوان مضامین کو گہا سے تصاویر
دیکھ اوسکی معانی کو ہین عرق خجلت تنویر
ہین سارے مضامین جو اگر کیجے تحریر
اونکے جو ہین آفاق مین اوستاد مسلّم
باقی نہین اوسمین جو وہ سودا کی ہو تقریر

چون کر گیا وہ سارے زمانے کی مدت
رکھتا نہیں اوس سے ذرہ کی بھی نسبت
تھا اہل ولایت سے وہ اور شاہ عالم
کی ہجو ہر اک شخص کی ہر چند کہ اوس نے
ہر ایک سبب کہ وہ خود آپ مغل تھا
اور دوسرے مغلون کی جو خلقت مین تھی
اور تیسرے زمین اوسکا سایہ کرے گی
معذور رکھا اوسکے تئین کتنی جہت سے
کیا اوسمین تو فضل و بزرگی و نجابت
ظاہر ہے حسب اور نسب ہی تھا مجہول
حیران ہون مین ایسے نسب اور حسب پر
باطن سے ترے کھاتے زہد باطنی رکھا
اس ظاہر و باطن پہ کہت کچھ دو زری
مرزا کو ترے سامنے مطلق نہین کچھ قدر
ہے پیر تو کہتا ہے جنھین اون کی زبانی

کرتا ہو اوسے طرح سے ہر ایک کی تحقیر
کر اوسکی تقلید کی ڈال ہجو مین تدبیر
اوسکا بچاؤ ان ہوسکا کوئی گلوگیر
پر اس طرف اوسکو نہ کیا ہوئی تقصیر
اور جتنے بزرگ اوسکو نظر آوے تھے وہ پیر
کرتے ہین سدا ہیں یون کیا دہ تحقیر
ہر چیز کی ہو مجال اوسے نزد خرد و پیر
اک شخص سے ایسے موافق ہوئی تقدیر
سمجھا ہے بتائے زر تحمیق کی اکسیر
تحقیر کو تنگ اوس سے ہو تیری ہی جو تو فقیر
اس عجب و تکبر مین تو کرتا نہیں تقصیر
ظاہر کی بدی ہی تری آفاق مین تشہیر
یہ صورت و سیرت کسی فرد کو بھی نقد میر
یک ذرہ نہیں پاس سے میر کو توقیر
مطلع جو یہ ہو پہنچے نہ جسے فہر کی تنویر

ہوش و خرد و فہم و ذکا عقل و فراست ہر اک کو دیا حق نے جوان ہے کوئی یا پیر
تابنک بدو ہر جو ہے رونسے یا شب گر نہین تفاوت کے نہ اوسکے کرتے تاخیر
ہے خوبی تمیز ہے ساری یہ کہ ہر ایک کرتا ہے جدا عنبر و عطر و صبل و سیر
ہر گز نہ کہے چرخ کہن کوئی زمین کو تاریکی شب کو نہ کہین مہر کی تنویر
تیرے سخن اور اوسکے سخن کو کہے یکسان تیزسے بے بہرہ ازل سی ہو جو بے پیر
ایجاد کیا اوس نے کہ جس طرز و روش کو سوا اوسکے ہی خامہ پہ ہوئی ختم وہ تحریر
نطق اوسکے نے بخشی ہے سخن کو جو حلاوت وہ لطف نہ پیدا کرین ملک شکر و شیر
کر غور و تامل سخن و شعر کسی کا کرتا ہے بجز فضل حق آفاق کو تسخیر
جس شخص کی تعلیم الٰہی کرے تکمیل دلکش ہو جو اوس سے کرے اپنی تشہیر
اے مدعی ان بیتو مین خود کھنچ گیا ہے پہلے ہی تری صورت سیرت کی وہ تصویر

از سودا

پکڑی جو لو رستے نے کہین کھینچی چڑیا سمجھا کہ نہین باز کوئی مجھسا کلان گیر
یا شب کو بیا گھونسلے مین جگنو کو لا کر جانے یہ دل اپنے مین کیا ماہ کو تسخیر
یہ بات جدی ہو کہ وہ ہر ایک کو سمجھے دم کر یک شتاب کی چمکے جو شب قیر

مصنف

تجھے عرش پہ چہوا ان کسنا مرغ معانی
لفظون کا بچہا دام کیا اونکو گرہ گیر

اندیشہ کو شاہین خیال ہو کو شہباز
وہ کہ گئے اس فن کے جو تھے موجد تقریر

معنی ہے شکار اور خیال اوسکا ہو صیاد
خورشید سے ہر چند معانی ہو ہوا گیر

اوس باز معانی کے اوڑ لیتے تو آیا ز
اور جانورون پر اوسے زنہار نگر سیر

معنی کو اوڑاتا ہے کوئی جانورون کے
ہین فرض کیا یہ کہ ترا باز ہو اشیر

احرار ہو لے جو عصافیر کو خارج
کرتا ہے عصافیر نے کیا کی تری تقصیر

جتنے کہ ہین طائر وہ سب احرار ہوا ہین
تا قاف ہین سیمرغ سے لے تا بہ عصافیر

تو نے تو معانی کا بنا باز اوڑایا
تا پکڑے تو اوس باز سے احرار ہوا گیر

اس شعر نے مطلع کو نہایت ہی حسین
اوس مطلع غرا کو بھی لازم ہی تقریر

اس شعر مین عنقا کا اگر ذکر نہ آتا
احرار ہوا پاتے کسی طرح نہ توقیر

منہ

لیتا ہون کمان فکر کی جب ہاتھ مین آ کے
پاتا ہون عنقا کے تئین اوسکو سر تیر

کیا چستی تری فکر کی ہو تیر و کمان مین
رکھتا ہو تو عنقا کے تئین جس سے سدا زیر

لے مصحفی عالم مین تو ہو ایک شکاری
عنقا سا شکار اپنے جو پاتا ہو سر تیر

عصفور سے سیمرغ تلک سب ہین شکار
یاد نگیا نہ اونکو جو معانی کے ہین نخچیر

سودا

تھا ذوریٹوراوہ کہ تعلیم سے جسکے
معنی سے رہا باز تو عنقا یہ ہوا تسخیر

دستور یہ ہے شعر کے کہنے کا جہاں مین
کرتا ہے بقدر اپنی طبیعت کے جو تحسیر

لیتا ہی معانی کے تئین طبع مین ٹھہرا
کرتا ہے پھر الفاظ مین لا دسکو گرہ گیر

تیری یہ عجب فکر ہے جسمین نہین کرتا
رکھنے کے معانی کی تو الفاظ مین تدبیر

کیونکر ترے اشعار مین ہو نور معانی
طینت کی تری طبع کی ظلمت سے ہی تخمیر

روشن ہے معنی و مضمون کی اک شمع
از بسکہ مچایا ہے تری طبع نے اندھیر

تجھے سبھی اشعار کے معنی کے بیا کین
ہے بند غرض بو علی سینا کی بھی تقریر

تمہید قصیدہ کے تئین سن ہو جو لوتے
کھینچی ہی ہر اک شعر مین مضمون کی تصویر

مخمس

دیوان کو میرے نہ لگا ہاتھ تو نادان
ہر صفحہ کا غذ پہ یہان شعر کی تصویر

اعجاز خلیلی کو کوئی پہونچے ہین دلوگ
چالاکی سے ہاتھونکی بچھاتی ہین جو زنجیر

ہر چند کہ دونون کا مربی تو ہی نیسان
پر قیمت کا نور کو کب پہونچے ہے طباشیر

بیچتا ہے کب ونکے تئین عطاریکا عمو
دکانون مین جسکے ہو نہ ہان عنقا

خشخاش کے دانونکو اگر دودہ مین رکھین
شیرینی نہ پیدا کرین جو دانۂ انجیر

ہر چند کہ یاقوت کے ڈھنگ اسمین ہین سارے
پر ہووی گی کیدک کہ یاقوت کی توقیر

[illegible]

کہتے ہین سبھی چہرے کی تصویر کا لکھنا | یہ رنگ کی تصویر فقط تیری ہے تقریر
اسطرح سنا کب کہ مصور کے تئین کو | کوئی کہے تو کھینچ مرے رنگ کی تصویر
اس شعر کو اس رنگ سے او سوقت تو کہتا | گر فہم سے بہرہ تجھے دیتی تری تقدیر
ہر چند مصور نے گل و لالہ کا بے رنگ | چہرہ مین کبھی پر نہ طلائی تری تصویر
پانیکو رہ راست کی تقریر و بیان کے | کوشش مین تو اور سعی مین کرتا نہین تقصیر
پر سیکھنے دیتا نہین تجکو طرف و سکے | یہ حمق کہ بنتا ہے ہر اک آن گلو گیر
اس رنگ کی تصویر سے تصویر کا تو رنگ | گر تو نبا ہو جاتے معانی تو نہ تغییر
سودا کا قصیدہ وہ کہ جو شعر ہے اوسکا | معنی کی نزاکت سے ہو صندوقہ تصویر
یہ تیری زبان سے جو ادا ہووے نہ ہرگز | تھی اس سے جواب اوسکو بھین بہتر کوئی تقریر
نادر یہ مقولہ ہے کہ اس کہنے پہ تو نے | سودا پہ کیا اپنے یہ ترجیح مین تحریر

مستزاد

سودا نے کہا نغز قصیدہ مین یہی نہ | کچھ اسکے سوا اور تو میری نہین تقصیر
مصرع ہے بصد خون جگر مصرع کو چھپایا | مصرعہ یہ عجب پوچ تو لاتا ہے بہ تسطیر
مصرع کا جو مصرع مین ہر لفظ ہے آگو دہ | عین اوسمین سماتا نہین ہرگز کسی تقدیر
سوطرح کے وہ نظم ہین ہر شعر مین تیرے | صحت کی جنھون کی نہ مسیحا ہو نہ تدبیر

[illegible]

[illegible]

مصنف

مصنف

گر مار کے سو بار جلاوے تجھے تقدیر
ایسی نہ زبان کی تری نہار ہو تقریر

تقریر وہ یہ معنی کی تصویر ہے جسکی
خامہ کو میرے فخر ہو اگر لینے تحریر

سودا

مستغنی ذاتی نہ ہوس کی ہون تسخیر
معدن ہو جہان سونیکا وان خاک ہے اکسیر

لبریز ہے کیسہ دُر مکنون سے جن کا
کب شبہہ فرشتونکو حضور اونکے ہو توقیر

ہے لعل سے نسبت نگہ چشم کو جنکے
جاتی ہو دو پلکی یہ نظر اونکی یہ تحقیر

ہے وہ دُر یکتا بجہان جسکی زبانکی
لڑتی ہو سدا ابر گہر بار سے تقریر

یون صفحہ پہ پوے ہو صریر اونکے قلم کی
تعلیم ہے منشی فلک کو جسکے تحریر

ہوتا جو سخن فہم تو بہزاد سمجھتا
پرداز کو معنی کے جو کھینچے ہین وہ تصویر

پیرا ونکے کرے فکر رسا کا اوسی غربال
مضمون چھپی کو دبین ہو صورت تخمیر

معنی کی جو ہو نام سے مشہور مو کل
اوسکو بھی نچھوڑین وہ کبھو بن کیے تسخیر

اونسا نہ ہو کوئی کبھو آفاق کے اندر
تا فیض سخن اوسکی طبیعت مین ہو تخمیر

رکشن ہو وہ ایسونکے جنھین حق نے دیا فہم
تا دانی سے کب اپنے تئین کرتے ہین تشہیر

اور اونکا کوئی فضل کمال اونکو دیکھے | ہین طرفہ معجون جو ہون خبط سے تخمیر
سرقہ کو نہ سمجھے نہ توارد کو گر اون سے | پوچھے جو کوئی کیا ہے یہ دونون کر و تقریر
پھر بعد تامل بجواب اونکی یہ ذہنیت | رووے یہ کہین سرقہ کو توارد کو کہین شیر
محسود نشانہ ہے تخیل مین وہ جنکے | ہووے نہ گمان حسد اونکے سے جدا تیر
اتنا نہ سمجھے نہین نادان کہ جہانتک | حاصل نہین ہوتی ہے کچھ ان باتون سے توقیر
سر رشتہ ہے عزت کا فقط ہاتھ خدا کے | افزایش قدر اپنی مین چلتی نہین تدبیر
قطرہ وہی پانی کا ہے قسمت کی ہے تفریق | ہو ایک تو گل ایک گہر ہو کے گرہ گیر
اونکا ہو اگر بو علی سینا بھی معلم | تعلیم کرے کس طرح اوسکی نہین تاثیر
نسبت سے فلزات کی مس ہووے ہے سونا | پتھر کی جو ہو جنس ہان کیا کرے اکسیر

مصنف

اوستاد کو منظور جو اکسیر یہ تھی چوٹ | ہر جا پہ جدی رنگ سے کیا صرف کی اکسیر
دیکھ اسکو ہے اوستاد ونکی تقریر کا یہ طور | اردو کی فقط صاف زبان اوسکی ہے تقریر
کیا ربط ہے سودا کے سمجھے طرز سخن سے | گہ کہا باعث تو نے یہ ہے مرد کہن پیر
مضمون و معانی سے نہین بہرہ کچھ اوسکو | اون کی تبین تو یون کہے جنکی ہے یہ تقریر

تو اوسکے عوض لکھا اپنے ہی سخن کو — کچھ آئی ردیفی پہ شاید نہیں تقریر
پر حق نے بیترے مجھے اس پر متوجہ — ہونے نہ دیا تاک تری مطلق نہیں تقصیر
تو گیا کرے ہی طور یہی سب احمقا کا — طبع اونکی نہیں ہی تی ہو تحقیق کی جاگیر
جو وہ سخن خوب بڑا کہتے ہیں اوس کو — اور کرتے ہیں ذکر اوسکے مصنف کا یہ تحقیر
ہیں متفق اللفظ وہ اس بات کے اوپر — اق اہیونکی ہیں کہ جو صاحب نہیں تدبیر
کہتے ہیں غزل اور قصیدہ کی زبان کے — تقریر و بیان کر نہیں ہی فاصلہ سو تیر
ہے طرز غزل اور قصیدہ کی ہی طرز اوس — آپسمیں ہو ان دونوں کے فرق زبر و زیر
مصروف غزل گوئی ہیں لیکن گروناگا — کرتے ہیں قصیدہ جو بصد فکر یہ تحریر
کہتے ہیں قصیدہ بھی غزل ہی کی یا سخن — مطلق انھونکی کرتی تفاوت نہیں تقریر
طور غزل اپنے کی قصیدہ ہیں بھی ہر گز — کر نہیں رعایت کی نہیں کرتی ہیں تقصیر
پایا نہ قصیدہ ہیں جو کچھ وزن غزل سے — اور دیکھے کلام اونکے کی یکساں ہی جو توقیر
ثابت یہ ہوا اوس سے کہ ایمان نہیں قدر — تقریر قصیدہ کو غزل سے کرین تغییر
ہے طرفہ یہ تقریر کہ اس کہنے پہ اپنے — یا وصف کہ اک حرف ہی اسکے نہیں تاثیر
کہنے کا غزل اور قصیدہ کا جو مذکور — آتا ہو تو لاتے ہیں یہ اسطرح یہ تذکیر
سودا کی غزل سے تئین رکھا نہیں منظور — جو طور غزل کا ہی سو کہتی ہیں وسے ہی

ہے سچ یہ مثل عقل کو جانتے ہین ہر اک شخص — ہر ایک کو وہ سیر ہے اور اپنی سوا سیر
لیکن یہ سمجھتا ہے حماقت پہ دلالت — یہ خبط نہووے کسی خاطر مین گرہ گیر
دانا جو ہین کرتے نہین دانائی کا اقرار — دانائی کی گو اون کے مقر ہوویں جہانگیر
کیسی ہی بنا کرے باتین کوئی نادان — دانا وہ نہین ہوگی یہ سخن اوسکے کو توقیر
منظور جو رکھتے نہین سودا کی غزل کو — کرتا ہون اونھونکی تشفی کو مین تحریر
لے رودکی سے تا بہ حزین جتنے تھے شاعر — ہر ایک ہو اگرچہ کہ فن اپنے مین نحریر
گذرا ہے پر آفاق مین جو اکبری دورا — اللہ نے اوسوقت کو بخشی تھی یہ تاثیر
اوس عہد مین کامل ہوئے ہر فن مین ہزارون — حاجت نہین اظہار کی سب ہین مشاہیر
تعریف خصوصاً طبقی کے شعرا کے — اوس عصر کے کر نہین زبان کرتی ہے تقصیر
وہ بلبلین تھین گرچہ ہزارون سے زیادہ — گلشن مین سخن کی تھا ہر اک چہچہہ تقریر
ایک ایک کی ہی چہچہہ و شور سے اب تک — کرگوش سپہر برین پرگوش جہانگیر
اوس دورہ کی اون بلبلون مین سے ہین زیادہ — وہ بلبلون کا زمزمہ و نغمہ جہانگیر
نام اونکا ظہوری و نظیری ہے کہ کوئی — بلبل نہ کیا زمزمہ اون کا سا بہ تحریر
گلزار فن شاعری مین تا بقیامت — بجتی رہیگی اونکی ہی دستانکی بم و زیر
کر سیر چو بین گلشنین دیوانون کی اونکے — گر فہم سے کچھ بہرہ تو رکھتا ہے یہ تقدیر

[illegible]

ہرگز نہیں گھٹتا گہر و لعل کا رتبہ
دیکھا سخن اہل جہاں تا سخن میر

جبتک کہ نہ ہو سنگ نہ ہو ڈھیلا
پاتا ہے سخن کب گہر و لعل کی توقیر

سوا نہیں سو اک بات ہے انکا سخن و شعر
رکھتا نہیں یہ جتنے ہیں گمنام و نشان گر

کہیں باتیں خدا نے یہ تمام اونکے سخن میں
وصف اپنے ہیں یہ شعر جنہوں نے کیا تحریر

ہیں وہ دُر یکتا جہاں جنکے زبان سے
لڑتی ہے سدا ابر گہربار سے تقریر

یہ کیا غضب فہم جہان پہ ہوا خدایا
انکو نہ دیا تو نے مگر فہم بہ تقدیر

جو ایسی باتیں ہوں غزل و سکوں کہیں
اور لہجہ میں ہو عام کے سو پاوے وہ توقیر

آیا ہے عجب دور یہ تا چند کرے گا
اسطور سے اور وضع سے گردش فلک پیر

نادان سفیہ اپنے تئیں سمجھیں گے دانا
اور لاینگے دانائوں کی کہہ ہجو یہ تحریر

اچھوں کو برا جو کہے بیشک وہ برا ہے
ہو ویگی بروں کی کہیں اچھوں میں توقیر

سمجھا نہ برا ہو ویگا آفاق میں کوئی
اچھوں سے جو اچھے ہیں تو اونکی کرے تحقیر

مانند ترے اور بھی بے معنی بکے ہیں
زندان حماقت میں ہو جو کوئی زنجیر

کس نے نہ پڑھا نہیں کچھ اوسکے سخن کی
رکھتی ہے زیادہ یہ مثل مہر سے تشہیر

جو خاک کوئی پھینکے ہے خورشید کے اوپر
سو ڈالے ہے خاک اپنی ہی آنکھوں میں وہ بے پیر

نازاں ہے عبث تو سخن اپنے پہ اے [illegible]
معنی سے تری طبع کا ہرگز نہیں تخمیر

[illegible]

تھا شعر کا شوق ذوق انکو جوانی سے نہایت — مصروف اوسی میں رہے جبتک کہ ہوئے پیر

ایک عمر کے عرصہ میں بہت شوق و شغف سے — اون خان نے کیا تھا غرض ایک تذکرہ تحریر

وے کبھی نہ تھی منتخب اپنی سے ہوا و کہ — جسمیں کسی آگے کے دکھلانے کی تھی تدبیر

مذکور سنا فارسی گوئی کا مکین سے — اشرف علیخان نے جو بافواہ جماہیر

دل و نکے میں آیا اسے لیجا اوسکے میں — رکھے ہو وہ اس شہر میں استاد کی تشہیر

اس تذکرہ کو لیگئے القصہ وہ اوس پاس — تا دیکھے وہ اوس تذکرے کے شعر تباخیر

جو شعر کہ چسپاں تھے اسمیں کرکے صاد وہ اپنے — اور سننے کے احوال کو دیوے وہ تعزیر

دکھلایا جب وہ تذکرہ کو خان نے مکین کو — تب عذر دماغ اپنا بیان کرکے وہ تنکیر

تصحیح رکھی اوسکی کئی شرط پہ موقوف — جو جو اوسے منظور تھا لا اوس کو بتقریر

جسدم کئی ان شرطوں کی اشرف علیخان نے — لایا جو تکرار وہ اقبال میں تاخیر

ہاتھ اپنے سے ایک بند پہ لکھا اوسنے وہ شرطیں — جو باتیں کہا ہیں تھیں قرار اوسکی تدبیر

پھر اونسے کہا کیجیے پھر اپنی اب اس پر — تا ہووے باسناد و مزین بتحاریر

اصلاح کی لکھو اسناد اشرف علیخان سے — وہ منگی سند تعلیم چاہیے

اسطرح ہوا تذکرہ اوپر متوجہ — کرتی ہے زبان جسکے بیان کرنے میں تاخیر

ابکار مضامین و معانی کے سب اسمیں — تھی زادہ طبع اونکی جو گذری ہے میں تاثیر

در بیان رسالہ عبرۃ الغافلین

کا نا کوئی مصرع کوئی مصرع ہو بنایا
بمعنی کوئی لفظ کہ اوسکی لکھی تقریر

معنی سے گذر کے کہین لفظونکی رعایت
لفظون کا تبدل کہین معنی کی ہو تغییر

ٹھہرایا ہو بمعنی کوئی مصرع اوستاد
مصرع کوئی بمعنی کہ اس مین کیا تسطیر

لکھا ہے کہین شیخ نے بے علمی کا ایما
پھیرے کہین لفظ اوسکو جو تھی شیخ کی تقریر

لکھی ہے کسی شعر کی تقریر تضحیک
سمجھا نہ کہ ہے اپنی ہی نافہمی کی تقریر

کرڈالے قلم خوردہ کہین صفحے کے صفحے
خط کھینچ کے اوراق کے اوراق کیے قیر

لے سعدی سے تا جامی و خسرو و حسن تک
لے مولوی روم سے تا محسن تاثیر

جو تھے متقدم متوسط متاخر
ذات اونکی ہوئی شاعری کی بانی تعمیر

وہ تذکرہ اون سب کے سخن سے تھا مزین
قاصر ہے ثنا جنکے مین آفاق کی تقریر

اوس تذکرہ پہ ہات وہ اسطرح کیا صاف
جسطرح سے چو رنگ لگاتی ہے شمشیر

سودا ہوا اوس دم گل تصویر سا حیران
یون دیکھی جب اوسکی وہ چمن بندی تحریر

بعد اوسکے افاقے مین جو آیا تو یہ سمجھا
نزد اوسکو اس اصلاح مین کچھ ہوگی نہ تقصیر

استاد فلک بنکہ ہے خلق کے نزدیک
از رہ شرف خاک رہ اونکی ہے اکسیر

کرتا ہے کلاموں کو جو اون شخصونکی اصلاح
استادونکی استادیکی وہ ٹھہرا بہم وزیر

سوداکے ہوا دل کو یقین دیکھ یہ جو حال
وقت اپنے کا وہ شخص بلا شک ہے بڑا پیر

لکھنے کا رسالہ کو جو پہونچا اوسکا حوال
بھیجے تھا بقا کو تئین دی شعر کی اسناد
ہرچند مری بحث مین یہ تکرار کئی روز
سودا کے جو ہین شعر مکین رد ایراد
ایک شعر ازانجملہ یہ لکھتا ہے کہ جسکا
مضمون کو اوس فارسی کے شعر کے موزون
تھا ول مرا محفل مین گرفتہ قدح آسا
سودا کی یہ اوس شعر پہ حجت ہے کہ تو نے
رکھتے ہین قدح کو وہ گل ولالہ سے تشبیہ
ہے شکل گل ولالہ شگفتہ کہ گرفتہ
صورت گل ولالہ کی اگر ہوتی گرفتہ
معنی کے سوا بندش الفاظ کے آگے
اوستاد کا تب شعر سند کیجئے اسے
اوستاد کے اوس شعر کے مضمون کو بھی تو نے
کیا یاد خوشی سے دھجی جب شہر مین سیر

جان اپنی وسی شان کا وہ موجب تکثیر
پاس اوسکی جو عالم مین تھا یکتا ئی مشاہیر
سن اسکو کہ ہے صحبت آخر کی یہ تقریر
ہین طرفہ مضامین معانی کی وہ تسخیر
ہر لفظ ہے تخجیر معانی کیلیے شیر
گر بینے کیا ہند مین اسطرح سے تسطیر
صہبا سے کی ہوئی کی شگفتہ میری تدبیر
کس واسطے باندھا ہے قدح کے تئین دلگیر
جو ڈال گئے شعر کے بنیاد کی تعمیر
ہے وہ وہی نکر اس رنگ سے تقریر
کب کرتی پیالہ کی تشابہ سے وہ تدبیر
سودا نے رسالہ مین مفصل لکھی تقریر
پھر اوسنے دیا کرکے بقا کے تئین تحریر
الفاظ مین ہندی کے کیا لا کے گرہگیر
نظروں مین قدح ہو دل بگرفتہ کی تصویر

یہ بولے وہ سب بھیجتی ہے تمکو ملکین بے | جلدی ہو بلایا تمکو چلنے مین ہو تاخیر
سودا نے کہا اسگھڑی مجکو خفقان ہے | بہتر ہے جاؤ اور کہیو موافق یہ تقریر
کل آؤنگا مین نکلنے کہہ دو یہ تم اونسے | جاگیر نہین ہے جو کرینگے مجھے تغییر
یہ سن چھری ایک شخص نے کھا دو سکو دکھائی | اور سر پہ کھڑے وہ ہوئے لیکر برہنہ شمشیر
کہنے لگے لیجائینگے ہم تمکو اسی وقت | چلتے ہین ملکین کے کہنے ہر گز نکرو دیر
اور لے لو رسالہ کو جو لکھا ہے وہ تمنے | جائیگی نہین پیش تمہاری کوئی تقریر
سودا نے اون اشرار کی دیکھی جو یہ شدت | سمجھا کہ کرینگے نہ یہ بد ذاتی مین تقصیر
ناچار میانے کو منگا اوس مین وہ بیٹھا | جب دیکھی کوئی اوسنے بجز اسکی نہ تدبیر
اونین سے چھری کھینچ وہ ہین آگے چلے تھے | چڑھ بیٹھا میانے مین بھی اک نطفہ خنزیر
اسطرح سے جب لیچلا تنہا اوسے پاکر | وہ لشکر شیطان دغا پیشہ بے پیر
گھر اوسکے سے پہونچے تھے تا دس قدم اسکو | ناگاہ تماشا یہ دکھائے اونہین تقدیر
نواب سعادت علیخان ہاتھی پہ اوپر | با فوج و حشم اوسگھڑی آکر ہوئے کہ گیر
دیکھین تو ہے مرزا رفیع ایک میانے مین بند | اور گرد ہی بس میانے کے اک مجمع منافق
سودا سے لگے پوچھنے یہ ماجرا کیا ہے | سنکے کہا وسکا احوال کی کچھ تھوڑی سی تقریر
بٹھلا لیا نواب سعادت علی خان نے | سودا کے تئین اپنی خواصی مین بتوقیر

کچھ مجکو نہ تھی دسترس سخن اپنے کی تکرار
اصلاح دی اپنے تئین سمجھا کہ بنا مین
لکھا ہے سو اسطے تا نزد سفیہان
خالص ہو اون اوستادونکا نقد سخن بیسا
نافہمی سے جب اونسے لکھے اونپہ مطاعن
دیوان کو منگا اوسکے ہین جسطرح کہ اونسے
دیکھی اوسیطرح سے اشعار کے اوسکے
پر میرے اور اوسکے ہی یہ لکھے ہین تفاوت
احوال یہ کر عرض ہو نواب سے رخصت
پہونچی جب اوسی یہ خبر آفاق مین جو تھا
وہ آصف ثانی کہ عدل اوسکے سے دائم
یہ شعلہ ور آتش خشم وقہر کے اوس کے
بجھتی تھی آتش غضب و غصہ کی اوسکے
مختار تھا اوس عصر مین نواب کا نائب
فرمایا اوسے آصف دوران نے بلا کر

مجھپر نہ گوارا ہوئی اوستادون کی تحقیر
اوستاد انھونکا ہین جو وہ اوستاد مشاہیر
اوستادونکے حرف آئے نہ درعزت و توقیر
ہے قلب نما سامنے جسکے زر اکسیر
جلکر مجھے ناچاری سی تب سوجھی یہ تقریر
اوستادونکے اشعار کیے ہین زبر دستیر
باشرح و بیان معنی کی تقریر کی تحریر
بیجا ہے وہ تقریر بجا ہے مری تقریر
گر آیا اوسی رات کو گھر اپنے مین شبگیر
فرمایا درس آ ہو وہ کلہ شکن و شبگیر
شاہین رہا عہد اوسکے مین محکوم عصافیر
اوس لحظہ تھی قاصر ہو بیان جسکی ہین تقریر
ہر چند کہ ارکان تھے بچانے کی تدبیر
لایا تھا ممالک کو وہ سب اپنے بہ تسخیر
ان شیخونکی تمنے سنی یہ بدعت و تقصیر

[illegible]

سودا نے کہا انکی ہین تقصیر گذرا — سرکے مرے آگے اونہون نے کیے جب آ...

یہ کیا کرین اسمین کہ مقدر مرا یون تھا — انسان کو لازم ہو رہے تابع تقدیر

رخصت اونہین سودا نے کیا عطر دا اور پان — حاصل یہ اونہین اس حرکت سے ہوئی توقیر

پرکالے نواب آصف الدولہ کے تھے جا — جا عرض کیا دیکھ گئے تھے جو یہ تفسیر

سودا کے تئین یے چلے تھے جیسے وہ مردود — لیجاتی گھر اپنے اوسے بالفرض و تقدیر

اور ڈالتے تلوار سے مار اسکو وہ نامرد — عزت کئی سودا کی نہ اک جہانٹ کی تحقیر

پایا ہے اکیلا جو سلاطین کو اکثر — اسطرح سے ہین لیگئے لا خنجر و شمشیر

پرکندہ کیا اونسے جو استاد کو اوسکے — وس کندہ کی اب مشکل و دشوار ہے تطہیر

سودا کا کشاکش وہ ہوا موجب عزت — اس سے بڑھی ورا وسکی تو استاد کی توقیر

اللہ جو اشخاص کو کرتا ہے مقرر — اونکے لیے ہر امر مین عزت کی ہو توقیر

شاعر کے تئین کام ہو کیا تیغ و سپر سے — جب لڑنیکو دے حق تیغ زبانکی او سکو شمشیر

اثبات قصور اوسکے ہو تیغ و زبان کا — جسد بسنے کی باتیغ و تبر لڑنیکی تدبیر

اے مصحفی اس طرح سے یہ سانحہ گذرا — جو تو نے بقا سا تقیے ہو کے تحریر

بدذاتی مین کچھ شبہہ تھا اونکو لیکن — خفت دے اوسے کون دے عزت جسے تقدیر

ہے سننے کی یہ نقل کہ اس جنگ جدل سے — جس سے پڑی افساد کے بنیاد کی تعمیر

[illegible]

جہل اوسکی کا اور سرقہ کا زنہہ تجھکو لکھنا
جہل اوسکی کرے نازسد اعلم وہنر پہ
ہر چند کہ ہین اوسکے مراتب تجھکو ملحوظ
اس لکھنے سے قدر اوسکی نہ یکذرہ ہوئی کم
اغلاط و توارد کا کرے اوسپہ تو بہتان
لکھنا تو اگر یہ کسی گمنام کے حق مین
اوس کا ہنر و فضل ہر اک دل پہ لکھا ہے
ہر فرد کے ہے پیش نظر تجھسے زیادہ
جانے ہو اوسے ماہی مہ ذرہ و خورشید
ایسا نہین گذرا ہے جہا نہین کوئی ابتک
ذکر اوسکا ہو لکھنا ترا ایسا کہ جہا نہین
گر نظم و گر نثر مین جو یہ تو نے لکھا ہے
کیا ہجو تری اوسکی اگر مدح کرے تو
دھو ہیلے تو با مشک و گلاب اپنے دہن کو
کس واسطے گذرا ہے وہ مقبول طبائع

گر ہوتی ترے دیدۂ تفہیم مین تبصیر
اور سرقہ نے طبع و دل عالم کیا تسخیر
ہے اوسکو تجاہل مین حسد کی تری تقصیر
اور تیری حماقت کی زیادہ ہوئی تشہیر
لعنت تری اس جھوٹ پہ افتری بے پیر
جب خلق کی نزدیک تھی سچی تری تقریر
ذکر اوسکا نہ تھا کچھ ترا محتاج تحریر
احوال کا اوسکے جو تغیر اور ہے قطمیر
ہے بس کہ وہ آفاق مین مشہور مشاہیر
اور بعد کے ہونیکی خبر رکھتی ہے تقدیر
ذرہ کرے خورشید کے احوال کو تحریر
کچھ شان کی اوسکے نہین شایان وہ تقریر
ہو رتبہ و قدر اوسکی کا وہ موجب تحقیر
اوس شخص کا نسب الازبان اسم تو قمر
تو آپ ہی کہہ پاوے ای واہیو کے پیر

۲۹

اور وہ ہین خبردار جو اوس سے تھے نزدیک
بیٹھے کہین گو صحبت سودا مین پہونچا
منہ اپنے سے جو چاہے سو بکے رنہ رکھو ہے
تحقیر کرے اوس سید پاکیزہ نسب کی
اک مین کہون تجہ سے سخن واقعی تیرا
نے دوستی سودا سے ہی نہ دشمنی تجھے
ساری یہ زبردستی خوبی سخن ہے
جو گذرے ہین مقبول خدا اونکے سخن سے
مقبولی و مردودی طرف سے ہی خدا کے
تو آیا کہیگا اور کہے گا کوئی کیا اور
سب پختہ کہتے ہین یہ سودا کے سخن کو
لگا نہین کہاتی ہی کسی باتین واس سے
یہ نکتہ ہے آویزہ گوش دل دانا
قائم نرہا کوئی میدان مین اوسکے
تنہا زخیال و سکار کہے تہا نہ چنگال

یہ اپنی طرف تو نے کنایہ کیا تحریر
پر میٹے سخن اپنے کو دی ویسی ہی توقیر
بے رتبہ کئی شعر ترے خلق مین تشہیر
لی تو نے تہمت لعنت و نفرین کی جاگیر
تفہیم مین اوسکے نکرے فہم جو تقصیر
دنیا مین کسی شخص کو بیچ جان یہ تقریر
کرتی ہی جو عالم کے دلون سے تمکین تسخیر
دلہاے خلائق پہ ہی چہائی ہوئی تاثیر
پیش آ ہمین نہین جاتی ہی کچہ سعی و تدبیر
شاعر جہان جتنے ہین کی خورد و ستا پیر
جو حق نے دیا ہی شرف و عزت و توقیر
یون کہنے کو لوگونکے تو او ستا بھی ہین پیر
ہرچند کہ احمق کے جگر کے لیے ہے تیر
زعم اپنے مین گو بیشہ معنی کا ہوا شیر
تھے جتنے معانی و مضامین کے نخچیر

احمق ہے سو سمجھا ہے قباحت جو کسو کی — مضمون ہو اور لیکے لڑے اوس سے وہ تقصیر
سہوا و کہیں میں پڑی اوس سے ہو لڑائی — تھے ورنہ ہم ہیچ زمین جون شکر و شیر
کہنے سے ہو گر کوئی ہی بادلی کوئی — تو اوسکی خطا سے بری و پاک ہو تقریر
ممکن نہیں پہونچا ہے ہم رتبۂ معصوم — بالفرض ہوا شعر میں خاقانی کا بھی پیر
سہو اور خطا ہے بشریت کا لوازم — انسان جو ہی ہر امر میں ہی مصدر تقصیر
پاک اپنے تئیں جانے جو انسان خطا سے — بے شبہہ و شک جرم و خطا کا ہی وہ تسخیر
عیب گر اوسکے تئیں ہر یک نگران ہے — کچھ اوس سے کسی شخص کی بڑھتی نہیں توقیر
تیری نظر عقل کو دی حق نے جنھوں کے — عیب اپنی بجز چشم کے کند اونکی ہی تدبیر
آفاق میں جو عقل سے مند ور ہیں اوسکے — اور ونکی خطا جوئی پہ مصروف ہو تدبیر
حمق اپنے سے اور ونکے ہنر کو جو کہی عیب — کیونکر نہ خطا بیون کا ہووے ہدف تیر
حال اوسکے سو ایک شعر نظیری ہے مطابق — اسواسطے مضمون کو کیا اوسکے میں تحریر
یک عمر لگا دوستوں کا عیب جہلمین — دشمن ہے سن اپنے تو ذرا وصف کا تذکیر

الکمال سمجھتے ہیں معرف تیرے جسکو
کس نقص سے اوسکے تئیں کرتا ہے وہ تقریر

اس قصہ کے لکھنے کا ہوا مصحفی باعث — تھا ورنہ دماغ اسکے کسے کرنیکا تحریر

[illegible]

گر خوب ہے اپنے سخن خوب کو بد جان
گو بد ہے سخن غیر کا کر اوسکی نہ تحقیر

ہر شیشۂ دل کیلیے ہو تیری زبان سنگ
تا چند رکھے گی یہ درشتی تری تقریر

رکھیگا بنا تیغ زبان اپنی سو کب تک
ہر خاطر و ہر دل کو لگا زخم تو دلگیر

صد مرہم و بخیہ سے ہے زخم دل خلق
تقریر بتری چاہیئے پیدا کرے تاثیر

گر فہم ہے تو اپنے تئین ہیچمدان جان
تا تجکو جہان کہے دانا و فہیم ہو توقیر

بالفرض اگر تو فلک فضل و ہنر کا
خورشید ہو گر ذرہ مثال اوسکی نہ تحقیر

جون ہو سکے تو نقش خودی کے تئین گم کر
تا صفحۂ ہستی میں ہو قائم تری تصویر

کیسا ہی تو اچھا کہے اوس پر ہو اصلی
گر سعی کہ ہو اوس سے بھی اچھی تری تقریر

زنہار طبیعت کو نکر حمق کا پیرو
گر عقل کو فکر اپنی کا تو راہبر و پیر

تعریف نکر آپ تو پڑھکر سخن اپنا
ہے تجکو قسم اوسکی جو ہے خالق تقدیر

دیگی جو تری طبع کی تئین خوبی
سامع نکرے گا کبھو تحسین میں تاخیر

اور ہو وہ اگر پوچ و لچر واہی و ذلیل
تعریف تیرے نادسی ہو دیگی تو تشہیر

تعریف نکر ملکہ سخن سے تئین گر خوب
تا خوب تر از خوب نہو لائق تحریر

منہ پر ترے تحسین کرین پیچھے تری تضحیک
ہو یہ حرکت کر سکے تو زنہار نہ تشہیر

تبعیت نفس اپنی حماقت سے نکر تو
جو کوئی مرید اوسکا ہو شیطان کا ہے وہ پیر

[illegible]

لازم ہو جو ہین جوہری بازار سخن کے — اب گوہر شہوار ہین تولین تری تقریر
اس لطف و صفا سے نکرے جوہری ہرگز — جسطرح کیے لعل و گہر تونے گرہ گیر
فرمان بلاغت کی ہے پیشانی کا طغرا — اس نظم کے ہر مصرعۂ موزون کی تحریر
جون لف بتان اسکا ہر اک مصرعہ دلکش — ہیگا دل عشاق سخن کے لیے زنجیر
کیا طاقت و کیا تاب جواب اسکا معا — لا دے بزبان در کرے لکھنے کی تدبیر
دیکھے جو مخالف کوئی اسکو جگر اوس کا — دو ٹکڑے ہو کٹ کر یہ وہ برندہ ہے شمشیر
آنکھون مین احبا کے یہ ہے کحل جواہر — سبز اوسکی ہے اونکی سبب قوت تبصیر
اقلیم معانی مین ہے رقم ترا ڈنکا — عالم مین سخن کی تری تیغی ہے بہم ویر
شاہنشۂ اقلیم سخن ہے تو جہان مین — چارون حدین اوسکی تیری فرمانکی ہین زیر
ہے چار قب نطق و بیان و سخن و حرف — قامت پہ زبان کے ترے زیبندہ یہ تقریر
لیتا ہے ترا خامۂ فکر اون سے سدا باج — ہین تخت نشینان سخن جتنے مشاہیر
ہے طبل دوات اور علم خامہ ہے تیرا — معنی ہے سپاہ اور زبان ہے تری شمشیر
شمشیر کی تعریف تری کیا کرون جس سے — تونے ہے کیا ملک سخن کے تئین تسخیر
ہے فارس میدان معانی تو وہ جسکے — خامہ کا فرس ران بنانیکی ہے سدا زیر
ہے شاعر کی فخر و شرف طبع سے تیری — جسنے کہ معانی کو دیا خلعت توقیر

اس زمین میں قافیے سو آئے ہیں اسمین — خامہ کی مری کچھ نہیں اس امر میں تقصیر
سب فارسی و ہندی ملا قافیہ اوسکے — کچھ بیس سے شاید کہ زیادہ ہون بہ تسطیر
ان قافیوں میں آٹھ سو اور کتنے ہیں استعمال — کس طرح سے اسمین نہ قوافی ہون بہ تکریر
تکرار قوافی کے ہیں استاد کے خاطر — اس فکر کو ان بیتوں میں لایا ہون بہ تدبیر
صائب سا ہوا کوئی نہ کم آفاق میں اوستاد — لائق ہو اوسے گر میں کہوں شاہ ہنرونکا میر
اوس شاعر ساحر کے قصیدونکو جو دیکھا — رکھتی ہے بلندی معانی یہ وہ تقریر
پہونچے نہ جسے وہم فرشتہ کا بھی زنہار — ہرچند اوڑے عرش پہ ہوکر کے ہوا گیر
تکرار کو یہ قافیہ کے حسن سمجھکر — صورت کش معنی وہ بہ اندازی تصویر
مضمون معانی کو بدل اوسنے کیا ہے — بعد ایک دو بیتون کی وہی قافیہ تحریر
اوستادون کی نزدیک نہیں عیب کچھ اسمین — نادان ہی جو یہ عیب سمجھکر کرے تحقیر
القصہ کہ جسدم چمن نطق میں سیر کی — اس رنگ شگفتہ پہ ہوا گلبن تقریر
گلدستہ بنایا ہے طبع عقلا میں — گل لا کے گلستان طبیعت سے بہ توقیر
تا اسکے تفرج سے تفرج کریں حاصل — جس وقت مطالعہ کریں یہ خوبی تحریر
ہر جمع قافیہ ہے تیرون کا یہ گویا — دیکھے سے اسے ہوتے ہیں از بسکہ وہ دلگیر
اور دشت ہین سن اوسکے تیغ وہ سر لگو — ہر مصرعہ جستہ وسکا جگر اوکا میں جون تیر

بیت

هر که سخن را به سخن ضم کند	قطره از خون جگر کم کند

و بر دل آگاه ایشان روشن ست جمعی که در فن سخن بهای دریده دهنان و دوخته کیسی لمن الملک الیوم گوفته از دار الفنا بدار البقا پیوسته اند از انها انحراف ورزیدن کار خردمندان نیست که نفوس نفیسه مذکوره علت غائی ایجاد سخن و صبا و مرغ معنی عرش مسکن اند و عقیده این هیچمدان نیز همین جا بیگنشا هبا زخیال قدرت آنها بال افشان است تا گنجشک طبعان را چه یارا که زیر سایه او پر زنیم اگر میلان طبیعت کسی به سخن طرازی و نکته رسی باشد باید که شیره جان را در متابعت همچو کسان صرف نماید و ما درای این اگر با قلیم سخن پا گذارد و پهلو نشینی اهل معانی دستش ندهد باید که درین راه بر نقش قدم آنها جبین ساید و پیروی کند تا از نشیب فراز راه سخن لغزش نخورد و سرنگون نیفتد عیاذا بالله اگر کسی سوای طرق آنها بعمل آرد بجز مایه انفعال و رسوائی پیشه نیارد و سر بجیب فرو برد گان این طائفه گرداب دریای بلا اندر نهارسی آشنای اینها پایی سپری نمایی تا غرق نشوی و تلاطم امواج طبیعت آنها کوه را از جای برد تا بکاه چه رسد اگر طبیعت کسی

در بیان موجب نوشتن رساله **فصل دوم** در بیان اشعاری که میرزا فاخر بر و خط کشیده اند **فصل سوم** در بیان اصلاح نمودن میرزای موصوف بر اشعار استادان ثقهٔ اجنبیه **فصل چهارم** در بیان اشعار معترض میرزای مسطور **فصل پنجم** در بیان اشعار معترض میرزای مومی الیه که بنده موافق فهم ناقص خود دران دخل نموده **فصل اول**

در بیان موجب نوشتن رساله باید دانست که درین ایام سانحهٔ عجیب و غریب روی داده لازم که سخن طرازان روزگار و نکته سنجان هر دیار پنبه از گوش هوش برآورده تحویل سامعه نمایند اشرف علیخان نامی مرد بزرگ از خاندان عمده که آشنای دیرین این احقر اند از تذکره های قدیم و جدید بمشقت پانزده سال قریب لک بیت در تذکرهٔ خود تالیف نموده بخدمت میرزا فاخر صاحب متخلص به مکین سلمه الله الواهب آورده و الحاح و سماجت برای تصحیح بردند میرزا صاحب فرمودند که ما را دماغ نیست خوب این کار را برای خاطر شما بشرطی قبول کنم که اشعار تمام شعرای هند را از فیضی و غنی و شیفتی و ناصر علی و بیدل و سراج الدین علیخان آرزو و میر شمس الدین فقیر گرفته بیکقلم خط بکشم مگر تصحیح و انتخاب اشعار

فیض موهبت میرزا صاحب که درین فن استاد اند و مثل ایشان درین جزو
زمان و درین شهر صاحب کمال دیگر نیست برای تصحیح بردم نمت کلام
خان مذکور را اول بدل خفته شده ابای ازین نمودند که صاحب را بشیخ
آیت الله صاحب چکار ذکر اوشان درین نوشته خوب نیست که از
آشنایان بنده و اوستاد مسلم الثبوت اند چون مرزا فاخر صاحب مصر برین معنی
برای تفاخر شدند ناچار بمهر خود موافق درخواست اوشان او نوشته داوند
بعد از مدت مدید چون بسمع خان مذکور رسید که اشعار چیده چیده از
تصانیف اوستادان سابق و حال که دران جریده مندرج بودند همه را
قلم خورده و مشکوک ساختند بل اکثر جاها با صلاح پرداختند سراسیمه گشته
از خود رفتند چون بهوش آمدند با ضطراب تمام نزد مرزا فاخر صاحب حاضر
شدند میرزا این صورت ملاحظه فرموده تبسم نمودند خان مذکور نتیجه سماجت
سابق را بر عکس دیده در طلب تذکره به بیدماغی پیش آمدند آخر کار از حضور
فیض گنجور میرزای موصوف آن اجزای را بخانه آورده چندی گوشه نشینی
ورزیدند و مشغله صاف نمودن اشعار قلم خورده شب و روز بسر می بردند
درین ضمن هر آشنایی که بخدمت خان مذکور میرسید و مستفسر احوال برنیامدن

یکپای مردی میخواهد چندان در نیست بنده را معاف فرمایند چون کلمات
التماس نمودم خان مذکور این شعر خان آرزو بر زبان آوردند شعر آید بحال
ذائقهٔ خویش گریه‌ام * یک آشنای با مزه در روزگار نیست * بعد از خواندن شعر
فرمودند که مگر صاحب را خبر نیست این نامبرده‌ها را کی بخاطر می آرند هرگاه گرد
آفتاب تابان انداخته شیخ شمس الدین فقیر چنین می فرمایند که در رساله عروض
او پنج و شش جا غلط فاش برآورده‌ام و بر اشعار شیخ آیت الله صنیع
اعتراضات دارند و اشعار نور العین واقف را اکثر جا اصلاح مینمایند و اشعار
صائب و دیگران را سهل انگاشته میفرمایند که دیده و نادیده خط کشیدن بر اشعار
ایشان موقوف نمودم چون خان موصوف چنین فرمودند بنده بدرشتی التماس
نمود عجب حال است هرگاه پیش مرزا هیچ کسان اعتبار ندارند تا بمن هیچمدان چه رسد
طلب انصاف از بنده دور از دانائی صاحب است غرض با وصف اینهمه فهمایندن
آن اجزای قلم خورده را بجبر آورده قرأتش حقیر انداخته کبیده خاطر برخاسته بخانه خود
تشریف بردند چنانچه درین ایام گاه بیگاه که این عاصی سیر این ابیات نموده در
رفع اکثر اشعار شیخ سعدی و امیر خسرو دهلوی و مولوی روم و مولوی جامی وغیره
اساتذهٔ قدیم و جدید که منتخب برگزیده عالم اند قلم خورده بنظر در آمده و بسبب

تو ای صنم که مرا در دلی چه سود ازین — که در میان من و دل هزار فرسنگ است
اگرچه من پیم و من بکشتم از درد فراق — که شنیده است که دید است و گر امثال آنم
ز انسان شده ام خوار به پیش تو که هرچند — از جور تو آوردم گله انکار نکردی
من از تنگی پیمان لالهٔ خندهٔ می پنداشتم زود — کنون به سینه نهی که من بیاشتم زود
گویند که از خوبان بدنام بشدی خسرو — دل چون نکند فرمان خسرو چه کند آنرا
کرشمهای تو از بسکه هست رنگ آمیز — نه آشتی تو داند کسی نه جنگ ترا
خسرو که بخفتست وی دل ریش همید — دان دل که سوخته بود آتشش همید
ندانم من ترا در دل چه افتاد — که دادی صحبت دیرینه بر باد
تغافل کردنت بی فتنه نیست — فریب صید باشد خواب صیاد
سخن باقی و شب در گفتگو رفت — سپیده ام دمید و مه فرو رفت

سعدی علیه الرحمه

برین که صوفی ده ام خرقه حرام است — ای مجلسیان راه خرابات کدام است
آرزو میکند م با تو دمی در بستان — یا به هر گوشه که باشی تو که خود بستانی
چون تنگ بنا شد دل مسکین حمامی — کش یار همی آواز نگیرند به دامی

شفیعای اثر

چون عابدان دل مانده به او وا پیا شند

هم در قبضهٔ فرمان جلال او پیا شند

اسنایی نجفی

[illegible]

میر صید حسین مخاطب بامتیاز خان متخلص بخالص

[illegible]

شود از دیگران رخشم و بر من امن افشاند	عنایتی در دل نرگس که دارد بر من افشاند
تا بوت من آهسته زکویش گذرانید	چون نیست امیدی که بیایم دگر اینجا

مولانا قنبری

آئی و بکشی بمن هیچ ننگری	ای جان من فدای تو این نیز بگذرد

نعمت خان عالی

شد گل رویش مگر از روی گل تنگ	گر نوای بلبلان شد ناله بی آهنگ تر
هر لحظه زبس آمد و رفت تو در اینجا ست	در بستر هر برگ گلی جای تو گرم است
گل اشک چشم و لاله داغ دل سنبل پریشانی	گرفته هر کسی در عشق چیزی یادگار از من
اگر نشست عالی یار من شکوه نتوان کرد	که دارد از غرور ناز معشوقانه عار از من
واعظان منع شراب از دومه حرفی کردند	قفل مسجد بگرفتند و میخانه زدند
قدر و قیمت نیست هرگز مردم بی فیض را	عاقلان عبرت ز نخل بی ثمر باید گرفت
صد قسم گر بخوری یک سخنت نیست درست	زانکه دیدیم بیک حرف تو پنجاه غلط
یا رخ و زلف تو کار است چه می باید کرد	آفت لیل و نهار است چه می باید کرد
بیغیبت هر که حق آشنائی را نگهدارد	الهی هر کجا باشد خدا باشد نگهبانش

[illegible]

سراج الدین علی خان آرزو

که کام عاشق ناکام میتواند داد
بغیر یار که دشنام میتواند داد

هرگز نبوده است باین رتبه حسن خط
ما سر بسبز خط و ایجاد دیده ایم

گر نشنوی از دو سه حرفی چه میشود
صائب چها شنیده ز مردم برای تو

آنکه دارد اعتماد خیرگی بر چشم خویش
سعوت مستر سیم دو چار آفتاب میشود

حکیم شیخ حسین شهرت

نشنیده هرگز کسی محسود من از مردم دنیا
اگر کردم حسد بر تارک دنیا حسد کردم

سودای بار محنت وصل تو در گرفت
بیدرد رنج جور و جفا را گران مکن

پیش چون خودی هنگام عرض حال ظالم
زبان خویش را الکن ندیدی کاش میدیدی

هر رنگ موی چینی بیدم چادر دل خویش
اگر از زلف یار افتد بدست من سر موئی

گدائی را به نخوت میکنند امروز درویشان
چه میکردند اگر میداشتند این همه دنیا

پریشان است بوی نافه هر جا نام شهرت
نمیدانم گره از زلف ما کاکل گشاد است

اگر فتنه بوسه ز لعل لبش دشنام میخواهم
که من کار نمایان کرده ام انعام میخواهم

نام همای جوهر آن از کار ما شد بلند
شاهدی از مرا این دعوی از تشخیص است

عشق چون بکار عیار آن کند ایجاد حسن
کوهکن معشوق را از سنگ پیدا کرده است

[illegible]

محمد قلی سلیم طهرانی

آنکه بیا گل می زد پیش ازین از دوستی / سبز شد اکنون بچوب گل من دیوانه را
نگاه باغبانم می پرستم لاله و گل را / کنم چون موی پیغمبر زیارت شاخ سنبل را
نمیکشد به چمن طبع پر غرور مرا / شراب می کشد اینجا گهی بزور مرا
سلیم یار فراموشی عشق ما نازم / اگر خاک بودم و بفروخت چون عبیر مرا
ز بلبلان گلستان سلیم صد فریاد / که از بهار نکردند با خبر ما را
ای باغبان بجان تو ما آزموده ایم / از نکهت گل است علاج زکام ما
معشوق کسی هرگز ندارم میل آمیزش / بلبل میدهم گل را اگر در دست من باشد
رسید کار بجایی ز عاشقی ما را / که در قبیلهٔ ما هر که بود مجنون شد
از گرفتاری چرا نالم سلیم / فکر آزادی چو در اندیشه نیست
تنها ز غمزه در آن چشم هر چه خواهی هست / ولی چه سود اسیران نگاه میخواهند
گرم آتشبازی ام چون دید در طفلی پدر / گفت این بدبخت مشق عشقبازی میکند
گر فهم اینکه دهد وعده شاید امید / دماغ کو که کسی صرف انتظار کند
آن لب سلیم آب بقا را شهید کرد / خونهای خلق کهنه شد این خون تازه است
دارو باید نوشت ز تو شکوه بسیار سلیم / آه اگر مهر خموشی ز دهان برخیزد

[illegible]

جلیل جلیلی تخلص

خرم نساری

[illegible]

درکی قمی

[illegible]

دانای کشمیری

[illegible]

دردی که میکشید دلم از انتظار وصل گره شد بر تو از تنگی جایم شمع تابان را		واندکسی که بر سر راهی نشسته است نگین یاقوت احمر گشت آخر این نگین دان را

درویش دهکی

بر رنگ دیگر امروزم نصیحت میکند ناصح هنوزم پیش آمد اعتنای هست ای همدم افسوس که کار مشکل افتاد		مبادا دل ز دستش برده باشد دلربائی من که شب بود است با اغیار و پنهان میکند از من قتلم بر جفای قاتل افتاد

میر رضی دانش

می مخور چند انکه نشناسد ز گل گلچین ترا چند بر هفته کنم خون دل میخواران		پاسبان حسن پاک خویشتن بودن خوش است شب آدینه همین در رمضان میبا نیست

داود تبولی

بیوا ز شعله آه دل دیوانهٔ ما افتاده بکف زلف تو و کام گرفتیم		سیل وجودی شد و برخاست ویرانهٔ ما شب بر سر دست آمد و آرام گرفتیم

[illegible]

رضای هروی

[illegible]

ثنائی

[illegible]

میر نظام الدین سنبهلی

[illegible]

سیفی بخاری

[illegible]

سلیمان جابری

[illegible]

آزرده دل خوش زیست عمر معدوم است
درد آزار من از تو وفاست معلوم است

حاجی فریدون شائق

[illegible]

دل جان سپرده بسکه طپیدست در برم	من خوش شدم این گمان که قراری گرفته است

میر رضی ارطمانی

باور مکن که از تو دل آزرده میروم	جنگ مرا چو صلح تو هیچ اعتبار نیست
چه دوستی است بآن سنگدل رضی	چه دشمنی است که با جان خویشتن داری

رضای کاشی

نیاز عاشقان معشوق را در ناز می آرد	تو سرتاپا وفاداری ترا من بیوفا کردم

سعد الدین راقم

ز آزار دل من یکسر مو کم نمی گردد	ستمگر بیوفا برگشته مژگانی که من دارم

میر محمد زمان خان راسخ

ز گلگشت چمن بردن چو آن سرو ما خیزد	گشاده بال قمری بهر او چاک گریبان شد

حسن بیگ رفیع

ز جور یار چه گویم مثل که مشکل است	بلطف او ستم روزگار میماند

سلمان ساوجی

دعوی زهد تو آن روز مسلم دارم	که رخی بر سر آن کوچه و هوشیار آئی
شکل صنوبری که دلش نام کرده اند	سلمان بیاد قد تو در بر گرفته است

میر سنجر کاشی

[illegible]

[illegible]

دل محمود شد اسیر ایاز
زپریدن کبوتر همه تن در اضطرابم

کار خود کرد عشق بنده نوازی
که کجا نشسته باشد بکجا رسیده باشد

سالک قزوینی

زان لب هرده را نقش آب بند گسست
حسرت هر آگد اخت که چون جذبهٔ وفا
دل سرا از زلف بر بند ارد
از پی قتل چون می عده چه میکنی مکن
بعنابی لبت مشغول دهان که خواهی شد
هچو دور افتادهٔ ناگه بیار خود رسید
پروانه هزن لاف محبت که نداری

دشنام خشک هم بدعا گوی رسید
دست پسر گرفته بدست پدر دهید
زین طلسم شکسته چون بستند
بند قبای خویش را خاطر خود گره مزن
که در هر گوشهٔ از چشم تو افتاده است بیمار
دست تا گردن من کرد نقش خون کم نیست
آن سوز که بی منت پروانه توان ساخت

میر سیادت لاهوری

چو آفتاب لب بام آخر عمر است
رسید بر سر ناخن حنای عشرت من

مخمور

رباعی شاه بوعلی قلندر

شد سینه بصد چاک ز تیغ ستم او		بیرون نشد از سینه صد چاک غم او
	میر شاهی	
ز جهان ندارم کسی جز از تو الفت		تو هم از دری بر آئی سر بیکسی سلامت
	شرف جهان	
سگ کویش اگر آزرده باز از دمی رنجم		میان همنشینان گفتگو بسیار میباشد
	شاپور	
کم کن ای شاپور از نازش گفتگو		این سخن ها آدمی را زود کافر میکند
	شاه تکلو	
گفتم نازد لبران چه کشم		طور من عاشقانه افتاده است
	حیدر تشکوئی	

شیخ فغانی

[illegible]

شیخ بهاء الدین عاملی

امیدوار از در بدل داری و تمنا [illegible] شفائی از تو تمنا

امید بهبود که نامد [illegible]

۴۵

کمال الدین بنائی

در [illegible] علاج این دل بیمار میباید [illegible]

شرف الدین علی یزدی

دل داد و جان ازان لب شکر فشان گرفت

جان تمام داد و عوض نیم جان گرفت

[illegible]

باقر کاشی

حیران خودم که از چه جسم | من هیچ باین و آن نمایم

مرزا بیدل علیه الرحمة

عشق گاهی قدردان درد پیدا میکند | بیستون تا حشر اگر نالد دگر فرهاد نیست

دل جمع این زمان چه امکان است | ریشه گل کرد و رفت دانه ما

زجیب هر مژه آغوش می چکد اینجا | بیا که جای تو در چشم دوستان خالیست

عنقا سر و برگیم مپرس از صفت هیچ | عالم همه افسانهٔ ما دارد و ما هیچ

نشانه گوشهٔ دل از دیر و حرم نمیرسد | سر بهزار سنگ زن ورد بهم نمیرسد

روز در غم حسرت شب بکوی تو میدیست | روز آن شمع انجمنست طرفه زندگانی ها

ازین عبرت سرا گفتم چه بردند آرزومندان | حقیقت محرمان گفتند داغ آشنائی ها

آنجا جواب نامهٔ عاشق ندیدن است | بیهوده انتظار خبر می کشیم ما

همه عمر تو قدح زدیم و نرفت رنج خمار ما | چه قیامتی که نمیرسی زکنار ما بکنار ما

صد پرده شگافیم و چیزی نگشود	اکنون بر خیز تا گریبان بدریم

شوکت بخاری

خطے کہ بیاقوت تو نظاره پسند است	گرد بیست که از آمدن خنده بلند است
کے بود طاقت آغوش من اندام ترا	میگذارد چو شکر آب نگین نام ترا
کسے می سنجد آن دندان و یاقوت لب او را	که از شبنم بود سنگ و ز برگ گل ترازو را

خان آرزو در اول مصرعه این بیت چنین دخل کرده اند

نه سنجد گوهر دندان و یاقوت لبش را کس	که از شبنم بود سنگ و ز برگ گل ترازو را

میرزا صاحب بعد از خط کشیدن در تذکره مذکور بدستخط خاص نوشته اند در هر دو صورت معنی ندارد و بر ارباب فهم روشن است که بهر دو صورت بدے معنی ندارد و در دخل خان آرزو ترقی معنی است

غنی بیگ قبول

بے اصل هر که دید بنائی زمانه را	آئینه دار ساخت ز یک خشت خانه را
نیست در سر فکر روزی صاحب شمشیر را	باشد از ناخن کلید رزق در کف شیر را

لب یاقوت تا ساز و خجل لعل بدخشان را
خط ریحان و در دام آرد ماه تابان را

نه آنم کز جفای عشق آسان دست بردارم
بدامان قبا است مے برم چاک گریبان را

دل را بهانه خانه دیدار فرستیم
این نامه سربسته بدلدار فرستیم

داغی خوشی او فتاد ز عشق تو بدستم
این لاله با آرایش دستار فرستیم

بجفات دل نهادم بکن آنچه میتوانی
چلیپم نمیتوانم ز تو احتراز کردن

هدف سینه زمن تا دگی مژگان از تو
سخت جانی زمن و سستی پیمان از تو

طفلی که ز مستی نشناسد سر و پا را
از بی سر و پایان چه خبر داشته باشد

ز هجران دیده ام خالی که کافر از اجل بیند
خدا کوتاه سازد عمر ایام جدائی را

اگر از دیده ابنای زمان مستوری
خوش بیا سایه که از جمله بلاها دوری

یک وحشی نیست جهان گذران ای غافل
خاک ره گردی اگر تاج سر فغفوری

من آن غارتگر جان می پرستم
غم جان نیست جانان مے پرستم

سزد کز تو کنم عهد جوانی
کز پی پیر کنعان مے پرستم

من سرگشته دور از کوی جانان خانه دارم
دلی آنجا دلبر آنجا مدعا آنجا امید آنجا

آنجا میرزا صاحب عقل مصاحب بود انتخاب کشیدن اشعار استادان در تذکره مذکور بدستخط خاص نوشته اند عجب حالیست که ذلت تذکره شعر بلند

با مهر و محبت تو جفا بیشتر چه و اے	رو داغ بجائی نه دخون جگری کن

سبحان الله این هر دو شعر حالتی را بلند رتبه دانسته در تذکره مذکور بخط خود نوشته اند دبیچو شعر رتبه دار او خط کشیده اند امینت کشیده تیغ و سر حالتی بفتراکش خبر و هید کزین ره چنین سوار گذشت

فصل سیوم

در بیان اصلاح نمودن میرزا ے مسطور بر اشعار شعرا ے حال و استقبال

بیان نور العین واقف ساکن بٹیالہ

دیدم سحر ز مرغ چمن زاد در قفس	نالیدنے کہ زلزلہ افتاد در قفس

میرزا صاحب در مصرعه ثانی بلفظ بیتابی تصرف نموده میفرمایند که ناله تعلق بشنیدن است نه بدیدن حالانکه شعر محسن تاثیر که از استادان ثقه و مسلم الثبوت و نباندان و از اعزه ایران است سند شعر واقف است

محسن تاثیر می فرماید

اثر ناله ام آخر بقفس آتش زد	کس چنین ناله مرغان گرفتار ندید

وجناب فیض مآب حضرت شیراز خواجه حافظ نیز می فرماید

این چه شور است که در دور قمر می بینم	همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

عمده یار ... ارباب استعداد
میرزا صاحب بجای پایدار ... باعتقاد
اصلاح داده اند ... الوان ... اعتقاد ... ایشان
... ... اند لاکن اعتقاد ... بجای سخن
... دوستی پایداری ... استواری
... استواری ... ابد ... استواری
... میرزا صاحب ... صائب
... دیده ... اسک ... دیدن
کفایت است ... میرزا ... صاحب ...
دیوان ... مولوی نیست ... میرزا ... اصلاح ...
در مصرع اول چنین اصلاح
نموده اند مصرع ...
... میرزا صاحب ... فصاحت مصرع
میرزا صاحب ... مصرع اصلاحی میرزا ...
... ملاحظه باید نمود کفایت است

اشرف

مهر خود را از تو ای بی مهر کی خواهم برید	تا جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید

میرزا صاحب مصرع اولین را چنین فرموده اند

ای بت بی مهر قطعاً از تو ام برید	تا جوانی عاشقم چون پیر گردیدی مرید

ازین اصلاح شعر نزدیک تر بآن وان از پایه سلامت افتاد و بجهت تناسب الفاظ قطع و برید که لازمه زبان میرزا صاحب است هرگز از مزاج ایشان بر چسبین تکرار لفظی رفت

میرزا خلیل

سپیدن بتو رفتن از یاد دیدن شد فراهم	چو می آیی همه چشمم چو می گویی همه گوشم
میرزا صاحب چنین در مصرع آخر اصلاح فرموده اند	چو می بینی همه چشمم چو می پرسی همه گوشم

چون مزاج شریف ایشان بفراهم آوردن الفاظ تناسب بسیار راغب است چنانچه در شعر بالا اشعار رفت لهذا مصرعهٔ آخر را چنین اصلاح فرموده اند

جائیکه چشم و گوش است بینی چرا نباشد	گو صورت معنی از صفحه عبارت حک شود
میرزا صاحب ایهیچ پروای نیست و لهم	دوستی با پایدار با لیستی

مولوی روم

... ۵۰

... دو دو ... خانه ...
... چشم ... خاص ...
... سخن ... پاکیزگی ...
میرزا صاحب ... اصلاح نموده اند ...
... اصلاح ... چنین ...
... گشته ... طبعان ... شخص ...

... فصاحت ... طبعان شاعر ... میرزا ... صاحب ...
... بلاغت و فصاحت ... عقیل ...
... اصلاح ... ست ...

برای او مقرر کرد مثنوی شیرین و فرهاد خوب گفته تخلص صفائی گوهر
وسلامت آب گوهر دارد اشرف علی خان از ریاض الشعرا و از
سفینه دستخطی شیخ محمد علی حزین این قطعه را مع احوال در تذکره خود ثبت نمود

یکی شوریده باغی داد ترتیب / بنوعی از ریاحین زیب و ترتیب
بآب دیده پروردی گلشن را / ز گلها مژده دادی بلبلش را
گهی مشاطگی کردی چمن را / گهی آراستی سرو چمن را
گهی خاشاک چیدی بهر بلبل / که سازد آشیان در پهلوی گل
چو شد آراسته از گل بهارش / فروزان گشت طرف لاله زارش
که ناگه تند بادی همچو صرصر / برآورد از کمین گاه بلا سر
چنان بکشود بر وی دست تاراج / که گلچین را بجای گرد محتاج
فلک نگذاشت زان گلهای باغش / ببوی آشنا گردد دماغش

اعتراض میرزا فاخر صاحب بیت ترتیب را از لفظ زیب ظاهر آورده اند
چنانچه مزیب بمعنی آراسته میگویند غافل اند که چون اصلش که زیب است الفاظ فارسی
است مزیب ترتیب چگونه درست باشد چنین لغزش در کلام نا آگهان بسیار است
چنانچه مزلف و مرعش افسوس که رفته رفته اهل علم را هم آگاهی بعضی وقات میشود

۵۱

وسوای این شعر ملا محمد سعید اشرف است که مرزا از زمرهٔ منقبت خوان

	مائده سخن از خود را امید است اشرف	

بچو رخسار ز لف دلبران تازه خط	مصحفی گرمی نوشتند آنهم خط خوانانند

سرور خان عاقل

گواهی میدهد عالم بوحدت ذات بیچون را	که خاصیت یکی باشد ز چندین جز معجون را

میرزا صاحب در باب معنی این شعر چنین میفرمایند که بدستخط خاص در تذکره مذکور نوشته اند چه نویسم مؤلف را وهمه ملتجی شده که اشعار بی تمیز را خط انگشتم سخن شناسی کو که سستی این بیت مرحومی را بفهماند و اصح باید تلاش در عرصه ما عبارت از چنین تشبیهات بارده میگیرند مر ذات بیچون را تشبیه بمعجون داده و اهل عالم را اجزای آن گفته هر چند معجون بمعنی آمیخته شده آمده اما بنابر عرف خالی از سوء ادب نیست مثنت هیچ مفهم این قسم تشبیهات بد مفهوم را اهل کمال در کلام نمی آرند مگر جای که غرض تشبیه تقبیح باشد مضایقه ندارد و عجب معجون بی نشه بود علیه الرحمة والغفران تفهیم که سر رشته بکجا میکشد تنها معجون قرار دادن ذات بیچون را تعالی شانه عما

نخواہد بود درین مقام فائدہ نخواہد بخشید با اینہمہ رسائی فہم اعتراضہا ست کہ بجای
اساتذہ مسلم الثبوت وال بر ذکاء طبع وقاد است ولفظ معجون بعالم تقصیر
مستعمل زبان اہل ہندوستان قباحت است مغل بیچارہ چہ میداند کہ در ہندوستان
قباحت است **شیخ ناصر علی علی تخلص** کہ از جملہ خوبان روزگار است
والتر صاحب تذکرہ اور آبروے شعراے ہندوستان نوشتہ اند
میرزا معز فطرت و سرخوش و دیگرے شعراے عالمگیری و بہادر شاہی
پیروی او دارند در حق او میرزاے موصوف چنین میفرماید انصاف را
چہ پیش آمد چرا مانند بعض اشعارش حکم المعنی فی بطن الشاعر پیدا کردہ مصنف را
چہ شد برائے چہ بصورت اکثر الفاظش ترکیبا لا یعنی بہم رسانیدہ ہیچ نمیگوید مگر
صاحب مرحوم یعنی جناب میرزا صائب این حالت رسیدہ کہ مورد چنین کلمات شود

از ہوش بودند بلبل ہرزہ درایان	خیر است چرا اینہمہ بیہوش نشستی
شور زغن و زاغ بلند است درین باغ	اے بلبل خوش لہجہ چہ خاموش نشستی

عاصی گوید فی الواقع این بلبل خوش لہجہ سزاوار چنین کہ با زاغ و زغن طرف شود
و در حق چنین میرزا صائبی کہ اشعار او را میرزا فاخر صاحب خط بکشند و اصلاح
نمایند ناصر علی اگر این مقطع گفت گفتہ باشد چہ مضائقہ است ناصر علی تخلص

۵۳

حسن مطلع ملاحظه نموده مصرع اول شعر او راست انگاشته با صلاح پرداخته حاضر جوابی او را بجاک سپر برساخته و بکلمه مدعا پرداخته که جواب مدعی را بچه خوبی بیان کرده اند که رد ناصر علی انظر و بنظر الانصاف بگوید مجمل انصاف خواستن میرزاست شیخ آیت الله ثنا غزلی خوب گفته این است

دل از پیاله قسمت بهشت خرمش کشند	ز درد و صاف رسد آنچه که خموش کشند
قسمت بلذت شنا دیست شادکامی را	که بیش قسمت خود را بذوق گوش کشند
شکستست شناست چو تو کلم ز ضعف نماند	نگر نسیم کنون تا درست بدوش کشند
چو آید از پس دیوار زلف تاک پلی	چراغ در نگه سبزه زراه گوش کشند
بچار سوی عم آباد آن که امر راست	که سرکوی فرح بخش میفروش کشند
چه میفروش که حکم از دهد بنا شهد اش	ملک ز پایه عرش مجید دوش کشند
چنان ز مصرع صیدی بشور بسم ثنا	که نفس نا توانند گسی خموش کشند

میرزا صاحب موصوف در مصرعی که لفظ نیش و نوش یکجا بسته شده ببا دیند که نیش کشیدن بمعنی خوردن درین بیت شده چرا بجای آن زهر نگفته که زهر کشیدن مستعمل است و هم صنعت طباق که در انست فوت نمیشد و عاصی گوید مراد مصرع ثانی آن ست که شاعر بد را مثل نیک

شیخ محمد علی حزین علیه الرحمة

اصلاح میرزا صاحب

دوسه روز نیست که دزدیده نگه بر مجبت	انه ثوابی زمن آمد گنا هے گاہے

میرزا صاحب در مصرع ثانی بجای لفظ نهان لفظ بها اصلاح داده و هر دو لطف نهانی را بر خاک برساخته در مصرع آخر حسن مطلع بجای لفظ ثوابی لفظ خطای بهم رسانیده اند و اصلا پامال مصنف پی نبرده او میگوید که از دو سه روز که نگاه دزدیده است پیش از این چه صواب از من بظهور آمد که نمیکرد و حالا چه گناه از من بوقوع آمد که نگه میدوزد و این اراده شیخ علیه الرحمة از لفظ دوسه روز بهیچ سخن فهمی باید که پی باراده مصنف برده و ایشان لفظ گناه و خطا که بر زبان عوام یکجا مستعمل است از زبان آنها برداشته اینجا اصلاح نموده اند و مرتبه شعر را از اعلا علیین تا اسفل السافلین انداخته است و له

زهر دو کار دل روزنگار سے لرزد	اگر چو راست کنم کوهسار میلرزد

میرزا صاحب قافیه مصرع اولی که روزنگار بود آنجا که کوهسار اصلاح نموده اند و قافیه مصرع ثانی که کوهسار بود آنجا روزنگار بر معنی فهمان که از لطف سخن بهره دارند واضح است که کار بر روزنگار تعلق دارد و استواری کمر بکوهسار این نفهمیده اند ع هر سخن جای و هر نکته مکانی دارد

	و له	

عاصی میگوید لطف از معنی این بیت پیدا نیست فرض کردم که عاشق را راستی باده الاکن از باده دادن راستی شاه گدا نیشود و کجکلاهی بر معشوق بر آزنده است اگر مراد از راستی کلاه است لطف ندارد و له

زن سیرتان دو جهان را صلاده ایم		ساقی گرفت ساغر مرد آزمای ما

عاصی میگوید اول دعوی مردی بر زن سیرتان ثابت کنند و بعد از ان بر ساغر مرد آزما صلا با نها دهند آن بیچاره ها کجا دعوی مردمان دارند و کسیکه ساغر مرد آزما بدست دارد باید که صلا با نها دهد که دعوی مردی داشته باشند نه بزن سیرتان و لفظ آزمودن هم همین میخواهد چنانچه

این شعر نظیری نیشاپوریست

کار نظیری رضا غم خوردن خوش بودنست		دام هی مرد آزما خوش باد شیخ و شاب را

مدعای نظیری علیه الرحمة ازین بیت اینست که در رضای الهی کار نظیری غم خوردن و خوش بودن و همین را می مرد آزما قرار داده پس خطاب میکند بشیخ و شاب که هر دو را دعوی این معنی هست نه قسمی که میرزا گفته اند که ساقی بر ساغر مرد آزما صلا بزن سیرتان دهد زن سیرتان کجا دعوی مردی دارند و شیخ ابو الفضل فیضی نیز میگوید گر دفا شد ند حریفان بزم عشق

از مدارا گرچه کام دل نشد حاصل مرا ‌‌ ‌‌ خاطر یار و دل دشمن بدست آید مرا

اراده میرزا ازین بیت چنین مفهوم میشود یار چنین می خواست که ترک تمنا از و بکنم پس منکه مدارا کردم یعنی قبول امر نمودم کام دل من حاصل نشد و دشمن و یار هر دو از ما راضی شدند لاکن عاصی میگوید هر گاه خاطر یار و دل دشمن بدست آمد در حصول کام دل کدام عقده باقی مانده درین صورت هر تمنای که عاشق در دل دار داشته باشد می تواند

بر آرد چنانچه شیخ ناسخ میگوید ‌‌ ‌‌ بر رضای یار نشیند حصول مدعا

کام دل حاصل شود خاطر بدست آورده ‌‌ ‌‌ یار و غیر خشم من گردند با من آشنا

ولـه

آفتاب ذره و روزن بدست آید مرا ‌‌ ‌‌ هر چند آفتاب با ذره و روزن یکجا بود

آوردن خالی از خرق عادت نیست تا هم لطف معنی سوای لفظ نشتر

ولـه

هر نشتر ازین شعر مفهوم و معلوم نمیشود ‌‌ ‌‌ یا هر جا نشتر نهادم در نهادت گاه عشق

از تو شمشیر و زخود گردن بدست آید مرا ‌‌ ‌‌ اراده میرزا چیز دیگر خواهد بود که هم

ناقص میرسد و معنی تحت لفظی اینست که میرزا در نهادت گاه عشق هر جا که پای نهادن در نهادت گاه چنین پیدا است که چندین شمشیر و چندین گردن بدست آمدند و ندانستند که اینجا لفظ بدست آمدن موقع نیست

ما مشتاق او بودیم نه مشتاق تو	وله ایضاً
رفع عاصی و مطرب بزم غیر پیش	رو دیدن عذاب تلخ و روز حساب است

اول اینکه به بزم غیر رفتن چه لازم و دیگر آنکه در بزم غیر معشوق خواستن و از غیرت عشق است و هرگاه او دران مجلس بود دیگران هم نظاره خواهند نمود با او مشغول اختلاطی خواهید شد و گفتار عاشقان غیور است چنانچه در بیت مشهور است

غیرت از چشم بر هم نکشتی تو دیدن ندهم	گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندهم

وله ایضاً

نکن پنهان من گرد سرت گردم بگو قاصد	که از غیر شنیدن ان سوچه پنهانی نوشت است

عاصی می گوید

مشوره قاصد نوشته باشد که او اظهار نماید پرسیدن شاعر کور سواد از قاصد بیجا است اگر پیام زبانی بقاصد می داد پرسیدن آن دراه بدیهی میداشت و از مضمون نامه قاصد کی اطلاع میدارد که از او بپرسد چنانچه استاد داشت بیت استاد

چون نامه بران میبرد هم از شهر بشهری	با من خبری نیست همراه خبری نیست

بسے گر نازکی با جسم یہی تابد	بجون غلطم کہ امروزش بہ شام آشنا کرد

تکلیف

کجا روم چہ شوم چون کنم حسیان زدم	گذارمن بسر کوی قاتل فتاد است

در عالم عشق کوے معشوق را فوقیت بہر دو جہان و باغ جنان است
مراد عاشق بیچارہ ہمین است کہ در آنجا کشتہ شود و در عالم عشق کسی کہ
از پا گذاشتن بکوے قاتل نیمہ مضطرب شود باید کہ از راہ دیگر بجانہ
خود تشریف برد ہیچ عاشقی کم از بلہوسی نیست و چہ شوم طرفہ لفظی و عجیب
عبارتے است و ازین لفظ کمال اضطرار پیدا است لازم کہ شاعر خود
بشکل زاغ در عین قرار دادہ از مثل طیور پرواز نماید سابق این
مضمون را امیر خسرو چہ خوب بستہ اند لیکن باین صورت

کجا روم بکہ گویم چہ چارہ کنم	کہ تیر عشق مرا بر درون جان زدہ

در واقع ہرگاہ تیر عشق درون رسید عاشق کجا رود سخن خسرو درست است **تکلیف**

ہمچو صبح شفق از ذوق شہادت دل ما	بر سر کوی بتان تیغ و کفن را بردا است

تشبیہ کفن با صبح مسلم است و تیغ تشبیہ بشفق ندارد و چون شاعر ادعوی
غیور لپیدا است ظاہر التشبیہ تیغ بہ شفق دیدہ باشد و باعتقاد بندہ

غزل معشوق را بعالم طفلی قرار داده اند بیک اتق گفته اند بنده در مصرع

اولای این بیت اعتراض دارد حرف درست گفتن را تعلق بلکنت

نیست هرگاه سخن درست از زبان برآید لکنت کجا ماند و اگر مراد شاعر از

لفظ درست این باشد یعنی قول و فعل او درست پس کسی که اورا هم

طفل قرار داده اند و در مصرع ثانی اظهار نادانی او نموده اند که بسبب

کمی سن خاطر آزردن و دل شکستن نمیداند که چیست قول و فعل او

درست چه قسم خواهد بود هیچ مصفا نیست را سابق برین هم او ستادان

بسته اند الکن با این صورت شاپور

طفل است و بیک اتق روشن نسبت نداند	صد جان اگر از کس طلبد نسبت نداند
دلدار نداند دل ما از دل اعیا	داند که دل است این و دل کیست نداند
شاپور مجنو چه حسابست و کتابست	با هیچ ادانی که ده از بیست نداند

سه

دل اگر بیگویم از طفلی نمیدانی که چیست	آنچه روز اول از ما برده آرا بده

یمین فاخر

از کس نخورده بینا شده ام هیچ تاب رنج	ای بت تو خدای از من مثاب رنج

دنه باین طور که معشوق عاشق را گرفته و هر روز بیک ضرب و بیک جراحت رساند مثلاً امروز به خنجر و فردا به تیره پس فردا بشمشیر تا شهید شود و اگر شهادت عاشق باین طور باشد لفظ شروع مضائقه ندارد به بسم الله تمکین وله

بلبل ز رشک سوخت که از شور ناله ام	هر نیش خار بر سر دیوار روشن است
چون مجمر سپند ز شور صفیر من	صیاد عاقل و قفس اندر روشن است

درین هر دو شعر لفظ روشن است که به معنی سوختن آورده اند جز شمع و آتش و چراغ اطلاق روشن است که به معنی سوختن باشد نباید و سند میخواهد اگر تشبیه شمع می بود هم مضائقه نداشت تمکین فاخر

شهی از کثرت خیل و حشم رنجیده را ماند	بیاورد تا شمع رخ من هجوم عشقبازان را

عاصی گوید کار سلطنت از کثرت خیل و حشم درست می شود و شاهان بفراهم آمدن سپاهی می نازند نه که می رنجند تمثیل با مصرع اولی درست نیست

تمکین وله

مگر فریفته آن دو نرگس سیاهم	که چشم داغ دلم سرمه ناک می گردد

چشم سرمه ناک جای دیده نشده و به قیاس همچنین معلوم میشود که نه خواهد چرا که هر جامه عابرنگ باشد آنجا چنین الفاظ مستعمل سرمه گون و

نسبت داده است چنانچه شیخ سعدی علیه الرحمة گفته است

گفتی بشبی بخواب تو آیم شد چه سود		چون من بعمر خویش ندانم که خواب چیست

وهمچنین حضرت حافظ شیرازی علیه الرحمة میفرماید

قرار و خواب ز حافظ طمع مدار ای دل		قرار چیست صبوری کدام و خواب کجا

وهمچنین شعر دیگر از مثنوی کسی است

بگفتا وصل من در خواب دریاب		بگفتم را ضیم لیکن کجا خواب

الغرض نتیجه بیداری حتی که عاشق شام و سحر در خواب باشد تمکین وله

چون سینه ستی که بیند گوشه محراب را		چشم جادو یش خم ابروی او در خواب دید

معنی به خواب چیزی را می بیند که بظاهر هم او را بتواند دید و ابروی خود بچشم خود دیدن نمی آید مگر در آئینه پس آئینه در شعر معانیه نیست

تمکین وله

از غبار ره کند مرآهوی من بعد ازین		سرمه خواهد نرگس جادوی او در خواب دید

عجب معنی غریب بست شاعر میگوید که آهوی من غبار راه رم بنماید پس سرمه چه طور چیزیست که نرگس جادوی او بره نگاه بکند مگر در خواب

وله

تا ز جبین او عرق شبنم جوش کرد | آیینه زادگان جواهر فروش کرد

و شعر میرزا صاحب میرزا بیدل نیز ست

بشبنم صبح این گلستان نشاند خوش بهار خود را

عرق چو سیلاب از جبین رفت و مانده گردیم خود را

مکین وله

تا شود رام هزاران حیله و فن میکنم | آنچه می باید که او با من کند من میکنم

معشوق را با حیله و فن کار نیست کار او از ناز و ادا و عشوه است و میرزا

صاحب قباحت با فهم می فرماید

آنچه می باید که او با من کند من میکنم | او را چه ضرور است که ناز و عشوه در

گذاشته حیله و فن برای ملاقات ایشان نماید میرزا کار او را بجای خود گرفته

شایان شان ایشان نبود مکین وله | مرا دل در ید او دارد ولی صحبت از او دارد

غم خونین جگر دارد ولی صحبت از او دارد | از صحبت با مصرع ثانی ربط ندارد

و غم جگر خون کن است و جگر غم خون کن نیست مکین وله

بی بدال ند ضحاک که بطره جادوی هوشان دل داده بود که علت مار
برآمدن باشد و مشهور است که شیطان بر کتف او بوسه داد که این بلا بر
نازل شد منقبل نزد آگاهان سخن درست نیست و این مضمون پیش را
ازین شاه ملول صاحب سلمه ربه بخوبی بسته اند ه

گر دو مشاطه بزلف تو کند شوخی ها	مارش از شانه چو ضحاک برون آید

تمکین وله

آنکه کارش بغم عشق جگر خوار افتد	هر نفس خیزد و از ضعف نگونسار افتد

در غم عشق از ضعف افتادن مسلم لاکن علت نگونسار افتادن بعید از رای
ناقص فقیر است و این مضمون را ابوالقاسم خان قاسم تخلص بسیار بخوبی
بسته است ه

کارم اینست بگویی که تو چون سایه ز ضعف	آنچه بجا کا افتم و گه تکیه بدیوار کنم

تمکین وله

نیست ممکن که رود از سر کوئی بیرون	هر سر عاشق اگر در دو دیوار افتد

گل نیست اگر گل را بر خسار معشوق نسبت است نرگس را به چشم هر چند
ادعا هم در فن شعر درست است تاهم اندکے راه بدیهی داشته باشد
ارباب سخن فهمی که او بعادو فن شعر قرار داده انداز واین معنی بیگانه وجدا است

سخن رس سے فہمد مکین وله	شمع را گر آتش بیگانه میسوزد مکین
از گداز خویش باشد احتراق ما هنوز	اول اینکه آتش بیگانه مسموع نیست

دویم اینکه لفظ هنوز در مصرع ثانی بے کار است

مکین وله

خورد سال من بلا اندر غم مهجوری هنوز	یکدم از طفلی ندارد طاقت دوری هنوز

شاعر این مضمون را اظهار از زبانی دایه طفل بسته است و ما ورای این
لطف دیگر ازین عبارت مفهوم و معلوم نمیشود

مکین وله

لعل جان بخش بتان را نفرت از خط لازم است	نیست عیسی را از استغنا بسوزن اختلاط

شاعر لعل جان بخش بتان را عیسی و خط را سوزن قرار داده میگوید

٦٥

سرمی کشیده برای تناسب خاقان چین را و در مصرع ثانی تصریع داده و رعایت زنجیر بگردنش افتاده چرا عوض این قبیل چین را یاد نفرموده که از حق تناسب بر دو ادا نشد سخن فهم معنی یاب را باید که بعد از استماع این بیت زنجیر در نشاط زده عمل بر این آیهٔ کلام شریف نماید فضحکوا قلیلا و ابکوا کثیرا **مکین وله**

این همان بچه زاغ است که می بینی تو	این سیه روز قیامت که می آید با تو

و درین بیت بجز تناسب لفظ باز و زاغ معنی دیگر پیدا نیست اگر لفظ سیه کار هم می بود با عتقاد شاعر

مکین وله

شعر ترقی میکرد	از آفت و از بلا فزونی
نی غلط هم برابری تو	این قسم معنی شعر را ترقی معکوس

بگویند در مصرع اول معشوق را از آفت و بلا افزون قرار داده اند و در مصرع ثانی برابر گفته بعید از گفتگوی شاعرانه است **مکین وله**

تا صبح بر غیر شب افسانه شنید	در خواب شدی چون سخن خانه شنید

معنی مصرع ثانی معلوم نشد که مدعای شاعر از شنیدن سخن خانه چیست

وله

دل افسردگان از شور محشر کی بدر آید	قیامت نا شد کار با موی تا بید

۶۶

یعنی مطلع همین غزل است چنین وله

گوهر اشک بپاریخته دامن دامن	گر بود دستی که می گشت من امن
	بس ازین مطلع خود انصاف نما

که کشیدن دامن دال بر دوستی است یا دشمنی و این سخن مستعمل با شما
چنین آزار کسے نباید رسانید که روز محشر دامنگیر من شود اگر بجاست
دشمن دوست بود معنی مصرع ثانی با مصرع اولی مربوط نشود بلکه مرابط

قافیه شعر بے ربط نباید گفت وله

گسترد دام و زلف رسا را بهانه ساخت	صیاد ما به پیرو گرفت کار خویش
	عاشق را بجولی زلف کردن لطف

است و دام هر جانوری را صیاد اسیر سازد و زهی معشوق که صید دلها
گرفتار کند و بهانه زلف نماید در این صورت ترجیح دام بر زلف است و
لطف زلف پامال است معشوق را باید که بزلف گرفتار سازد و بهانه
دام نماید و اگر اراده شاعر ازین شعر اینست که از زلف چیده اگر فته
است و دام را بهانه نموده آنچه معنی از این لفظ بکسے آید هکین وله

رندان چه گوش حرف موذن نمیکنند	فریاد کرد حی علی را بهانه ساخت

موذن بیچاره برندان چه چیز بگوید که حرف او گوش نمی کنند این کار شاعر
بناصح یا بواعظ دارد و از این عبارت آنچنین بر می آید که موذن بشنود و فریاد

داغم که دل از لاله بیاد تو ز خود رفت	همرنگ به بوی تو اگر هست دگر نیست

هست و نیست چه دخل دارد البته نیست چگونه رنگ لاله ما نا بوی معشوق باشد اگر شاعر ما بهره بود این مضمون را این قسم می بست اصلاح

از دیدن گل رفت بیاد تو ز خود دل	همرنگ برنگ تو اگر هست دگر نیست

تمکین وله

بسکه بی نام و نشان و بیکسم ترسم تمکین	همچنان افتاده بگذارند در روز محشرم

عاصی گوید که این مقام شادیست که کسی بروز حشر نپرسد نه محل ترس است چرا که از برخاستن روز محشر خوف بازپرس است چنانچه استاد میگوید

بروز حشر فغانی ز بازپرس مترس	تو بیکسی و غریبی ترا کسی پرسد

و باعتقاد فقیر چنین می گفتند شعر درست می شد اصلاح

بسکه بی نام و نشان و بیکسم ترسم تمکین	همچنان افتاده بگذارند در روز محشرم

تمکین وله

اگر گیرد فلک سنگی عجب دارم که برخیزد	به بستر مریض نرگست بیمار افتد

که این مضمون باین قسم می بستند اصلاح

به مهر خویشتن سرگرم کردی تغافل خود را		مکین میرسد خورشید گردن از توی آید

مکین

شب بجایم چو رخ آن دلبر عیار نمود		بخت خوابیده بر شک آمد و بیدار نمود

عاصی گوید در مصرع ثانی لفظ رشک بیجاست بخت خوابیده عاشق اونیست که بر وصل او بر رشک برد کار بخت خوابیده همین است که بجائی دعای عاشق کار نکند نه بر حصول مطلبش رشک برد باعتقاد عاصی

این مصرع ثانی بهتر از دست اصلاح

شب بجایم چو رخ آن دلبر عیار نمود		بخت خوابیده سرا پا زد و بیدار نمود

برای بیدار ساختن سر پا زدن مناسب است چنانچه شعرا و استاد است

ف

در همه شهر یکی فتنه خوابیده نماند		که سر پا زده مژگان تو بیدار نکرد

مکین

۶۹

سراسر آفتاب عشق تابید است عالم را	تو فکر سایه کن دل بین نگه سایبان چه

موافق فهم بنده برای مصرع آخر رباعی این مصرع مربوط است اصلاح

این خاکنشین نشست همچون پرتو	ناچار به پیش آفتاب تابان

غرض از نوشتن این اشعار خدا نخواسته عداوت به مصنف منظور نیست بلکه مدعا تربیت خود است اگر حقتعالی توفیق مطالعه این اشعار به سخن سنجان دهد و درین امر رای بنده بر خطا باشد لهذا ازان اطلاع بخشند تا متنبه شوم و اگر بر صواب است باید که نومشقان سخن به پیروی ایشان خامه و زبان را آلوده مرکب نسازند و ایشان را نیز از خط کشیدن و اصلاح نمودن بر اشعار استادان مسلم الثبوت پاس عداوت بکسی نخواهد بود بلکه مرکوز خاطر همین قدر باشد که مردمان استاد و استادان مسلم الثبوت ندانند و سابق برین کسانیکه بدرجه اوستادی رسیده اند عمر عزیز العیب جوی خود صرف نموده اند به نکته چینیکه دیگران چنانچه بنده هم از چهل و پنج سال وقات خود را در فن ریخته ضایع ساخته است و هنوز سخن خود را بعضے جاها از پایهٔ اعتراض بیرون نیافته کسان را که درین فن مسلم الثبوت میدانند بامید حصول فائده زانوے ادب ته کرده پیش آنها می نشیند بلکه نومشق هم اگر دخل بجا در شعر این

که معشوق را بسر و چشم و دل جا میدهند و بگوش مبنی اختراع تازه است
چنانچه شعر حضرت سعدی علیه الرحمة است

گر بر سر و چشم من نشینی ... نازت بکشم که نازنینی

تمت

بسم الله الرحمن الرحیم

رفیع ترین کلامی که رفعت بخش دیباچهٔ سخن تواند شد حمد مید علیست که بآمیزش کاف و نون رنگ تکوین نقوش گوناگون کلیات و جزئیات و ممکنات را بر صفحهٔ هستی ریخته و شه ترجیع بند افلاک نه گانه و مثمن هشت بهشت و سبعهٔ معلقهٔ هفت آسمان و هفت بند سبعه ستاره مسدس جهات سته و مخمس حواس خمسه رباعی ارکان اربعه و مثلث ارواح ثلاثه و مثنوی روز و شب و فرد بند رتبه آفتاب و قصیده کهکشان و قطعهای ابر و مصراع برجستهٔ برق نظم آورده و ذات فصاحت آیات سرور انبیا سالار اصفیا مطلع نور خدا مهر سپهر صفا حضرت محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم را

لازم افتاده بر سبزه گلزار کلام رنگینش سحاب تحسین پیوسته ریزان
و از اشعار پر تشبیه عاشقانه اش دود و سوز و گداز متصل حیران جواهر
زواهر مضامین و معانی در کان خاطرش معدن و گلهای گوناگون
الفاظ شگفته و رنگین در باغ فکرش چمن چمن زبان ها از شیرینی
گفتارش چاشنی گیرد دیده ها از مشاهده اشعارش سوادپذیر سودا
زلف سنبل آسای سخن و دیوان را طبعش در سر و سواد کار سیاه بیا
قلم تحتش نور افزای بصر روانی ابروی سلسبیل ریخته جوهر معانی تابدارش
آتش رشک از دل یاقوت انگیخته هنگام تعریف کلام شیرینش عجب
که لب بیان بهم پیچید و نی خامه نیشکر گردد هر بیتش شاه بیت دیوان
فصاحت و هر قطعه اش بهشت بلاغت غزال غزلش را صحرای دلها
چراگاه و مردمک مردم آگاه را بر سر هر شعرش مانند نقطه انتخاب
جا لکا در رباعیات بلند پایه اش درگاه کعبه معنی چار آخشیج عالم روحانی
ترجیع بندش بند غم از دلها کشوده مثنویش از سبع مثانی ثنا ها ستوده
هر مطلعش از مطلع خورشید روشن تر و هر مخمس از حواس خمسه گران بهاتر
مخمس مطلعهای زیبایش عشق را بدیده و دیده را اسیر زنجیر زلفش مصرعهای

بقالب شعر ریخته ریخته در قالب بیان نمی گنجد اولی آنکه طوطی ناطقه شکر ریز

دعا سازم بختم قرآن دعا پردازم الٰہی تا دیباچۂ صبح پدید شعاع

خورشید بخاتمهٔ شام تواند پیوست پیوسته صحیح اوراق این دیوان

که گلدستهٔ معانی ست از ظلمت شام شامت حرف گیران محفوظ باد

بحرمت النبی و آله الامجاد

جمع این اوراق باد از پریشانی مصئون	هست تا بر لوح امکان نقش هستی آشکار

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

قصیده در نعت حضرت سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللّٰه علیه وآله وسلم

ہوا جب کفر ثابت ہے وہ تمغاے مسلمانی	نہ ٹوٹی شیخ سے زنار تسبیح سلیمانی
ہنر پیدا کر اول ترک کیجو تب لباس اپنا	نہ ہو جون تیغ بے جوہر وگرنہ ننگ عریانی
فراہم زر کا کرنا باعث اندوہ دل ہووے	نہیں کچھ جمع سے غنچہ کو حاصل جز پریشانی

جنون کی ہاتھ سے سر تا قدم کا ہیدا تشا ہوا
کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہین نگرانی

نہ رکھا جگ مین رسم دوستی اندوہ دوری نے
مگر زانو سے لب باقی رہا ہی ربط پیشانی

سیہ بختی مین لے سودا نہین طول امل لازم
نمط خامہ کی سرگشتگی ایسی پا بندانی

سمجھ لے نا قباحت فہم کب تک یہ بیان ہوگا
ادائی چین پیشانی و لطف زلف طولانی

خدا کیواسطے باز آ تو اب ملنے سے خوبان کے
نہین ہی اوسنے ہرگز فائدہ بغیر از پشیمانی

نظر رکھنے سے حاصل وسکے چشم و زلف کو ہی
مگر بیمار ہووے صعب یا کھینچے پریشانی

نکال اس کفر کو دلسے کہ اب وقت آیا ہے
برہمن کو صنم کرتا ہے تکلیف مسلمانی

نبی دین محمد پیر دین اوسکے جو ہو وے
ہے خاک قدم سے اوسکی چشم عرش نورانی

ملک سجدہ نکرتے آدم خاکی کو گر اوسکے
امانت دار نور احمدی ہوتی نہ پیشانی

اوسیکا آدم و حوا کی خلقت سے کیا پیدا
مراد الفاظ سے معنی ہین تا آیات قرآنی

خیال خلق اوسکا گر شفیع کا ذان ہووے
رکھین بخشش کے منت یہودی و نصرانی

زبان پر اوسکے گذرے حرف جسجا گہ شفاعت کا
کرے وان ناز آمرزش ہر اک فاسق و زانی

رکھا جب سے قدم مسند پر اوس نے شریعت کا
کرے ہی موج بحر معدلت سے یہ طغیانی

رکھا انصاف حسن کے شیر کا تک آزادہ
گرہ کو آگ سے دو ہین کہ غرق آب کر پائے

موافق گر نہ کرتا عدل اوسکا آب آتش کو
تو کوئی سنگ سے بندھتے تھے شکل لعل رمانی

منقبت امیر المومنین
اسد اللہ الغالب
علی ابن ابی طالب

چہرہ روشن ہے ایک سنبل مشکفام دو
حسن بتان کے دو رہین ہو سحر ایک شام دو

ہین دو تنگ شراب ساقی کی چشم مست
کیونکہ نہ بگڑے صحبت اب وہ گردش ایک جام دو

میرے تیرے یہ رابطہ ہی جیسے میان سحر و صبح
واقعی ہین تو ایک ہین گو کہ ہوئے بنام دو

خون جو کیا ہی بیگنہ تو نے میرا دل و جگر
لیوینگے تجھسے حشر مین اپنے یہ انتقام دو

تجھسے وفا و مہر کی دیدۂ دل کو ہی طمع
کرتے ہین وہ ہر ایکدن طلوع خیال خام دو

ابر ہے یار کا خیال دل مین ہین ہجر روز و شب
ہوتے ہے جو تیغ آبدار کیون نہ کرے بنام دو

فکر معاد اب کرین یا کہ معاش کا تلاش
زندگی اپنی ایکدم تجھے کیونکہ کام دو

پھینکے ہی منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ
بیٹھکر ایکدم کہین ہو وین جو ہم کلام دو

خورد و بزرگ ہین نسبت جام شیشہ جان
بادہ تو اور نہین ایک ہے گو کہ ہوئے بنام دو

دلکو میان خط و زلف تین چھپے بعد کی
ایک مرغ ناتوان جسکے لیے ہین دام دو

کہتی ہے مجھسے مغفرت ہووےگی خوب غزل
پھر نعت و منقبت کرے انضمام دو

اپنی غرض دس سے ہو کم تو بھلا یہ کیونکر ہو
ایک مین ہے سنگلاخ اور مین نہ ہو وین کام دو

دے ہی جواب مجکو وہ ایک غزل تو کیا ہی
ایسے کہے قصیدہ تو صبح سے لیکے شام دو

مطلع نعت و منقبت کہہ تو چکا ہی میر جان
بس مجھے آسکے مانگ کرکے نذر اب کلام دو

منتظر زبان خامہ ہین گر نبی و امام دو
معنی تو اور نہین ایک ہین گو کہ ہوئے بنام دو

نیسان دانہ ز وبندہ ایک بار گرہ
کھلے جو کام سے میری پڑی ہزار گرہ

معقد اتنی ہی خاطر میری کہ جا نفس
کرونگا مین بدم واپسین شمار گرہ

عجب نہین عوض اشک چشم سے میری
چوئے برنگ سحاب تگرگ بار گرہ

زلف دھوئین کی ہو یا رشتۂ زلف محبوبا
رکھے ہو کیون مری خاطر کو روزگار گرہ

کھلے نہ تجھ پہ تمنائے دلکی میری بات
رہی زمانہ مین ایک یہ بھی یکبار گرہ

فلک کو پہونچے میرے گرباد مجھ دل کا
جو ساتھ آہ کے پیچ کے ہو غبار گرہ

طرح ہلال کے ہوتا ہے ناخن تدبیر
کشادہ کار ہمارے مین بدروار گرہ

گیا ہے چھوڑ کے یون ہلین عقدۂ غم تیرا
کہ بند یار مین دیجائے جیسے یار گرہ

ہما نہین جو ہو گرہ اوسکو پائداری ہے
نہین جو بستگی دل کی پائدار گرہ

کھلے نہ اب جرس و لگے نالہ کرنے کو
ہمارے اشک کے ہو قافلہ مین بار گرہ

برنگ شیشۂ مے وقت اشک ریزی کے
گلے سے پڑتی ہے دل تک ہزار گرہ

سوا ہی ناخن دست فنا میرے دل کے
کھلی نہ بحر جہان مین حباب وار گرہ

علاج قتل ہے وابستہ کا اب میری جان
پہونچتی ہے بدم تیغ استوار گرہ

کرو مرتبہ فصل بہار مین کھولی
صبا نے غنچہ کی جا سو سے لالہ زار گرہ

ہزار حیف کہ یہ میری دل کی رشتہ کی
کھلی نہ اے نفس سرد ایک بار گرہ

کبھو نہ کھل سکے مرضی سوا ئے تقدیر | کسیکے کام سے کھولے اگر ہزار گرہ
خصوص ہین کہ منعقد ہو یہ میری خاطر | کہ ہر گرہ مین ہزارون ہین پیچ ان یار گرہ
پس اب بتا کہ اس او لجھڑ کی سوا تیرے | کھلا وے کس سکنے جا کرو وہ خاکسار گرہ
وہ تیری ذات ہو مشکل کشا کہ جو کھو لے | جہان کے کام سے کیا لیل کیا نہار گرہ
امید مجکو بھی ہی تیرے حول و قوت سے | نکر سکے میری خاطر مین اب قرار گرہ
سپند گرمی آتش سے جون گریزان ہو | میرے بھی دسے کرے اسطرح فرار گرہ
کرون ہون ختم دعا یہ پر سخن کہ ادب | زبان کو دی ہو خموشی سے شعلہ وار گرہ
موالیان کی دلونکی شگفتگی کے ساتھ | ہمیشہ گل کیطرح دے لبوے روزگار گرہ
برلے خاطر اعدا زمانہ ہر ایک آن | طلب کیا کرے غنچون سے مستعار گرہ

قصیدہ در منقبت حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب

یار و ہتاب گل و شمع بہم چار دن ایک | ہین کنان بلبل و پروانہ بہم چار دن
ہے مجھے ابر و ہوا شیشہ و جام اب ہوئی | گریہ و نالہ دل و دیدہ نم چار دن ایک
یار اگر کلبہ احزا ن مین نہو وے تو ہین | خلوت شمع دل و داغ الم چار دن ا
آہ کس کس سے بچے دل کہ ہوئے ہین سرکے | غمزہ و ناز و ادا عشوہ صنم چار دن ا

دیوے عدل ہی اسنی جو لگنے وہ دو پر — تا پیے اونکو نہ بیش و نہ کم چارون ایک
حکم رکھتے ہین بمیدان سخن تیرے پاس — نیزہ و تیر قضا سیف و قلم چارون ایک
شیر بیل و بز و روباہ تیرے آگے سے — بھاگ جاتے ہین وم کر کے علم چارون ایک
رنگ عشاق ہو ابرق زمانہ کے بیچ — تیرے توسن کے ہوئی مل کے قدم چارون ایک
وہم اندیشہ خیال اور وہ معشوق نژاد — رکھتے ہین قطعہ مسافت مین دم چارون ایک
انوری سعدی و خاقانی و مداح ترا — رتبہ شعر و سخن مین ہین بہم چارون ایک
ایکبا ڈنکا ہی اب اقلیم سخن بین انکا — رکھتے ہین بر فلک طبل و علم چارون ایک
سخن و نطق زبان اور فصاحت انکی — سنکے سحبان کہے یہ لا و نعم چارون ایک
عیب ہین ہوکے جو دیکھے کوئی انکی اشعار — آنکھین اوس شخص کی در گوش صمم چارون ایک
جوہری ہوئے جو بازار سخن کا سوکے — قدر و قیمت مین ہین باہم یہ رقم چارون ایک
ہجو گر انکی ہو منظور کسی شاعر کو — گرچہ ادا یک کو انسے کہو ہم چارون ایک
کرو عایہ پہ سودا تو سخن ختم کہ ہین — اثر و وقت و زبان دست بہم چارون ایک
یا الٰہی طرب و جشن و نشاط و ممدوح — رہین آفاق مین تا حشر کے دم چارون ایک

در منقبت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہ

یونہیں ہے جو خاطر مین ترے ہین بھی اوُن جیسا ۔ یہ زندگی اور روح کا سوہان ہے برابر

آزاد منش مجھسے کا اے یار شب و روز ۔ دل مرغ گرفتار کے نالان ہے برابر

ہے شام سے اور صبح تلک صبح سے تا شام ۔ اشک آنکھو نسے میرے ور غلطان ہے برابر

رہتی ہی تپ غم یہ سدا مجکو کہ میری ۔ آہ و سحر و شمع شبستان ہے برابر

اعضا میرے جسطرح سے جلتے ہین کہون کیا ۔ وہ سوزش و آتش یہ نیستان ہے برابر

عزت کی کہون اپنی سو کا ہی کو کسیکی ۔ عزت ترے در کی سگ دربان ہی برابر

کیا درد کے سامنے ترے کوئی اپنا ۔ یان زخم دہان و لب خندان ہی برابر

فریاد کرون کس سے کہ رو داری کی تیرے ۔ کہنے کے لیے گبر و مسلمان ہی برابر

نالش کرون اب ان کہ جہان حق نظر آیا ۔ مور و ملخ و دیو سلیمان ہے برابر

وہ ختم رسالت نہین جسکا کوئی ہمتا ۔ اور ہے بھی جو کوئی شہ مردان ہی برابر

ہے علم الٰہی سے وہ امّی لقب آگہ ۔ وان عقل و کل و طفل دبستان ہی برابر

دو نون کا نہین امر کم از امر الٰہی ۔ دونوں کی حدیث آیۂ قرآن ہے برابر

یکقطرہ جو ہو ابر سے رحمت کے اونھو نکے ۔ وہ نار سقر کے لیے طوفان ہے برابر

ہے وزن مساوی اونھو نہین حلم خدا کا ۔ خالق کے وہ دو پلہ میزان ہے برابر

اس حرف مین جو شبہ رکھے ہو کہ مسلمان ۔ اوس شخص کا الحاد سے ایمان ہے برابر

جس جا چمن وصف گل تیرے کیا ہو ۔ سوسن کی زبان سے یہ زبان اُن ہے برابر
سودا ابد عاشق کرے ہے ایسے شاہا ۔ تجھ مدح مین یہ نظم بہ زبان ہے برابر
یارب سدا گوش نہ وا اپنے ہو کہ باہم ۔ دل دوستون کا خرم و شادان ہے برابر
کہتے پھرین دشمن کہ تپ غم سے ہمارا ۔ آتشکدہ و سینۂ سوزان ہے برابر

در منقبت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب صلواۃ اللہ علیہ

اوٹھ گیا بہمن و دے کا چمنستان سے عمل ۔ تیغ اُردی نے کیا ملک خزان مستاصل
سجدۂ شکر مین ہر شاخ ثمر دار ہر ایک ۔ دیکھکر باغ جہان مین کرم عز و جل
قوت نامیہ لیتی ہو نباتات کا عرض ۔ ڈال سے پات تلک پھول سے لیکر تا پھل
واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیچ ۔ آپ جو قطع لگے کرنے روش پر مخمل
بخشتی ہر گل نورستہ کی رنگ آمیزی ۔ یوسفش چھیٹ قلمکار بہر دشت و جبل
عکس گلبن یہ زمین بیچ ہے کہ جیسکے آگے ۔ کار نقاشی مانی ہے وہم وہ اول
تار بارش مین پروتے ہین گہر ہائے تگرگ ۔ ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل
بارے آب وان عکس ہجوم گل کے ۔ لوٹے ہر سبزہ پہ از بسکہ ہوا ہے بیکل
شاخ مین گل کی نزاکت یہ بہم پہونچی ہے ۔ شمع سان گرمی نظارہ سے جلتی ہی کل

فیض تاثیر ہوا یہ ہے کہ اب حنظل سے
شہد ٹپکے جو لگے نشتر زنبور عسل

دانہ جس شور زمین سے نہ پھلا دہقان سے
سبز وان دانہ شبنم سے ہوا ہی جنگل

کشت کرتے ہین ہر ایک تخم سے از فیض ہوا
گرتے گرتے بزمین برگ و بر آتا ہی نکل

سبزہ فام اندنون آتا ہے نظر ہر گل رو
خواہ ہو شیخ پسر خواہ ہو فرزند مغل

جوہر یکو چمنستان جہا نین اس فصل
آگیا لعل و زمرد کے پرکھنے مین خلل

تا کجا شرح کرو ہین کہ بقول عرفی
اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل

نسبت اس فصل کو پر کیا ہی سخن میرے سے
ہو فضا اوسکے تو دو چار ہی ہین فصل

اور میرا سخن آفاق ہین تا یوم قیام
رہے گا سبز بہر مجمع و ہر کتب و محفل

تا ابد طرز سخن کی ہے مری رنگینی
جلوہ رنگ چمن جاویگا اک آئین ڈھل

کام تلخی نہین مجھ نطق مین جز شیرینی
ایک طرف تار گلستان مین ہے گیسو حنظل

ہین برومند سخنور مرے ہر مصرعہ سے
مصرعہ سرو سے پایا ہے کسینے بھی پھل

ہو جہان کے شعرا کا مرے آگے سر سبز
نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل

ہے مجھے فیض سخن اوسکے ہی مداحی کا
ذات پر جسکے مبرہن کنہ عز و جل

بھرے ہے جسکے منور ہی دل جون خورشید
رو سیہ کینے سے جسکے رہی مانند زحل

بغض جسکا کرے ہے مور سلیمان کو ضعیف
مور کو حب سے ملے جسکے ہی بلونکا سا بل

وصف تجھ تیغ دوسر کا ہین کہ دنیا نہ ہین — دل مجنونکی جو میدانہین کرے ہی جنگل
اوسکے قبضہ پہ جو ہو دست مبارک تیرا — نہین دین محمد کے سوا اور ملل
کھینچ اوسے گر تو عدو پر کسے میدانہین — استقامت کا زنا ہیکے قدم جاوے نکل
عرض ہین سے دو طرف ہو کے لگے بہنے طول — پڑے دریا ہین جو وہ تفرقہ انداز دو گل
جمع کب دیکھین اعدا کے حواس خمسہ — دیکھکر اوسکو علم ہاتھ ہین سپر یک پل
توام اجزا جو موالید کے ہین باید گر — منجمد رہتے ہین اونکے وہین آجاوے خلل
نرم اور سخت مساوی ہی کسو پر آوے — خواہ پڑے فرو خواہ وہ پشت جبل
اوسکو آسیب نہین صورت شمشیر قضا — نہ جھڑے وہ نہ مڑے وہ نہ پڑے اوسمین بل
زیر ران ہی جو تیرے رخش فلک سیر تہا — ہے وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل
شکل کیا اوسکی بتاؤن کہ جسے نسبت ہی — دائرہ بیچ تصور کے نہین پڑتی کل
اوسکی سر جوڑی کا ہین حسن کہون کیا جسکے — زلف معشوق کا دیکھے سے نکلجاوے بل
نرفہ وکام سے ماہر ہے کچھ اوسکی رفتار — ہے چھلاوے کیطرح چال ہین اوسکے چھل بل
بیدہ ہاتھ سو شاطر کے اگر ہو جاوے — پڑ سکے پیچھے نہ اوسکے کوئی جز اوسکی کفل
جست خیز اوسکی بیان کیجئے گر شرح حکیم — اعتقادات حکیمانہ ہین آجاوے خلل
فاش ہے زین کو ذرہ جو او چاک جاوے عنان — مارے جو روے زمین پشت فلک کو وہ کھنڈل

رقص بسمل کچھ اب ہی مین پرہی نہین
کیونکہ آواز مغنی ہو گلے سے باہر
امر حق سے جو ملایک نے یہ چاہا سو نہین
عرض دونون نے کیا یون بجناب اقدس
آفرنش تجکو ہے پایا متحمل اوس کا
وحشت ازان مین جو غلمان کو ملی تجھسے نجات
کرلے کرکے بیان مجھون ثنا کی مین نے
جیسا کوئی کبھی نگا اسد اللہ کی ہے
مجرم گنہ جو بڑا ہو کرے تیری مدح
وصف تیرکی ہو شایان زبان تیری ہے
مدح اپنی نہ سمجھ یہ جو کیا مین اس سے
عرض احوال ہو اپنا ہی مجھو اس سے غرض
سو تو وہ کیا ہی رہا ہو وے جو تجھسے مخفی
سب کا احوال ترے پیش ضمیر روشن
پھر کرون کیا مین کہ ہو آٹھہرا دل میرا

مجھے لولی فلک کے بھی باجے منڈل
شرم سے سو ساز کے پردون مین سدا آہ او جھل
علم کا بار ترے کوہ فلک پہ ازل
بوجھ اسمین ہو بہت ہم ہین گرفتار کسل
جب دیکھا کہ کسی سے نہین سکتا ہو سنبھل
کچھ ترے وصف سے نسبت نہین رکھتا یہ عمل
خلق سمجھے گی دماغ اوسکا ہوا ہی مختل
کلمہ تیر کو وہ بکے نہ سمجھے مشکل
سو تو جو علم خدا علم ہے سب کا مہمل
سمجھے تو آپ کون یا تجکو خداوند اجل
رتبہ تجھ مدح کا اعلی ہے سخن ہوا اسفل
تا بآخر جو یہ موزون نہین کیا از اول
سادہ لوحی پہ مرے کیجیے یہ نظم حمل
ایک سے دو تو نہین کیا ماضی و کیا مستقبل
گردش چرخ سے جون شیشہ ساعت بیکل

٨٣

یہ نہ کر کچھ یہ گوارا کہ گزند اسکے سے ۔ ہند کی خاک میں جا جڑ اے بدن وین گل

جلد پہونچا یہ نہیں محض اس عاصی کو ۔ کہ اسے عمر ابد ہے وہ جو وان آئی اجل

یان معاش اپنی نہ سمجھوں ہو نہ مین اپنی معاد ۔ اخذ و جر مین ہون بد و نیک سے با مکر و غل

مجھسے جز راستی کیا عرض کیا جاتا ہے ۔ علم میرا ہے یہ علم اور عمل ہے یہ عمل

مجھکو کچھ عذر نہین اسمین ترا ہو مین غلام ۔ خواہ تعذیر کر اب اس پہ مجھے خواہ بہل

مدعا اتنی عرایض کا مرے ہی یہ عرض ۔ سرفرو ہو نہ مرا یان بدر اہل دول

میری قسمت کے موافق تو معین کر دے ۔ اپنی سرکار سے وان ما تحلل کا بدل

ہاتھ پھیلا ئیے جا زیر فلک کسکے حضور ۔ دست ہمت نظر آتا ہے جہاں لگا یہ بغل

لیکن اس امر مین ہے حق بطرف خلقت کے ۔ کر کے جب پیدا قسمت سے سبھونکے و اجل

جو ہر جود و کرم تھا جو نہ در تقسیم ۔ لکھ گیا ہووے ترے نام سے منشی ازل

طاقت طول سخن آگے بھی تک سودا ہے ۔ بخش اسے قوت بازو ہے نبی مرسل

چاہتا ہے کرے آخر وہ دعا ئیہ پر ۔ نظم تجھ مدح کی بہتر زکلام اول

رنگ پیدا کرے تا باغ مین ہر ایک نہال ۔ پھوٹے تا نامیہ سے شاخ شجر مین کونپل

تا ملے خلعت نوروز یہ بستان جہان ۔ پاوے تا نیر اعظم شرف از برج حمل

خوشہ رویندگی خاک سے تا پہونچے بہم ۔ دانہ کو جب تئین کھینچا کرے خرمن سے نکل

در مناقب حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہ

سنگ کو اتنے لیے کرتا ہے پانی آسمان
منہ پہ لاوے آرسی تا عیب کے مردمان

مستعد اتنا ہے یہ افعی گزند خلق پر
پیچ اوسکے چال کا دیکھو تو ہو مشکل بیان

خوان پر اس دو سیہ مت سمجھ تارو نکی نقل
چمکین ہین تو وہین خاکستر کے چنگاریان

ختم اسپر ہو چکی بد خلقی و بد خصلتی
پھر نہ آیا اسکے گھر اسکا گیا جو میہمان

کام عالم کا بسان جو ہر تصویر اسکے ہاتھ
بند رہتا ہی یہ معنی گو بصورت ہو روان

کھولتا ہرگز نہین ہے کار بستہ سے گرہ
نامہ باندھا چاہو مجکو گر اوسے پہ بدگمان

تنگی اوقات کرتا ہو نصیب حسن و لطف
غنچہ گل اس سبب رنگ و بو کا ہو مکان

ناتوان کو دے توانائی اگر اوسکی مدد
خار ہو جاوین دہن زنجیر پائے رہروان

دیکھ تک احوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ
نام پیدا گر کرے کوئی تو مٹتا ہے نشان

دے پے رنج و تعب ہنتا ہو اہل ورکے
دکھ دہند و تکی ہو اخواہ ہین دی اپنی جان

پابرہنہ دربدر مجکو پھرا دے دھوپ مین
خار کے سر پر کھپے دامان گل کا سائبان

بیل کھینچے دیدہ بینا مین یہ باریک عقل
پر کھے کحل الجواہر لیکے سرمہ چشم دان

ابر دریا بار کو برسا دے دشت یاس پر
خشک کھٹے مزرع امید ہر پیر و جوان

ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا بے تمیز
پوست کھینچے ہی ہما کا دیکھے مشت استخوان

رشتہ کے خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر
بہر سودا کسان اس سے کسا لگتا ہی زبان

دل مرا دکھلا رہا ہے کاسہ چلپی کی طرح
سو برابر چھیں لگتی ہے تو کرتا ہوں فغان

نازِ معشوقان جو دیکھو جو گردش ہے بادہ
ہے عجب احوالِ دنیا میں کوئی جاوے کہان

منہ کرو جیدھر کو تو ہوتی ہے آفت و بلا
جسطرف جاؤن تو ہے ویسے بلا ہی ناگہان

اب کہیں عالم میں لے سو دا نظر آتا نہیں
جز پناہ اوس آستان کے موضع امن و امان

جسکا پایہ قدر ایسا ہے کہ دیکھیں جسے
تھام کر دستار اپنی عرش کے باشندگان

کرسی و سِ کہر کی ہو جو کچھ ہو قدر و شان
دیدۂ تحقیق میں یہ عرش کا پایہ کہان

سطح پر اوسکے ملک پھرتے ہیں با ذوق تمام
صحن میں کرتا ہے روح القدس مجھ جا کو وان

اوسکے قندیل و چراغ آگے یہ خورشید فلک
جون چراغ مضطرب یک قمقمہ کے درمیان

شعلہ کو وہ طور سے کیا کم ہے اس روضہ کی شمع
دونون آپس میں ہیں گویا خلقت یک دودمان

عالم لاہوت ہو اسکی نگہ کا سیرگاہ
دلوں جسا عمی کو گرد اوسکے سر گرمیِ مردان

ہے عنایات و کرم کا مبدع عالم میں وہ
دستِ فیضِ حق وہ اوسکے سقف کا ہے نردبان

ملتجی وس پہ ہر یک صبح محتاج و غنی
ملتمس ہر شام دربان سے گدا و خسروان

کیا بتاؤن ہے جو کچھ اسکی کتابہ کی وصف
جسکو سمجھے وہم زشک سرنوشت مرسلان

کھولے یک ناخن سے وہ کار دو عالم کی گرہ
معجز و محراب اسکے ہوتا ہے عیان

ایکدن پوچھا مرے دل نے یہ پیرِ عقل سے
کس مکین سے یہ شرف رکھتا ہے کہ تو وہ مکان

اوسکے حفظ عدل میں ہے کس قضا کی مجال | دیکھ سکے ہو حقارت سے جو سوئے ناتوان

بند و بست ایسا ہی عالم میں کہ تار عنکبوت | گر گردن کیواسطے رکھتا ہی حکم ریسمان

اسقدر رکھتی ہی صولت اسکی شمشیر دو سر | گر صفا عدل میں جا کیجے اوسکا بیان

ڈالدین دو نیم تن اوس ہنگام میدان میں | موسے باریک اپنی گردن کو بناوین سر کشان

کب ہو جلاد فلک میں اوسکی ہی یارائے نطق | اسکو لگے چاٹنے لکنت کرو منہ میں زبان

انگلیان وڑ جاوین دم پر اسکے ست فیصلہ | آبداری اوسکی گر کیجے قیاسا امتحان

کس میں قدرت جو کوئی منہ پہ اوسکا آسکے | آشنا ہوئے گر اوسنکے عکس سے پیکان

دھار پانی کی دو ہین لیپٹے زمین کی قعر کو | کاٹ کر اودھر کو نکلے پردۂ آسمان

صور اسرافیل سے کچھ کم نہیں اوسکا بنام | نکلے وہ اسمین تو شور قیامت ہو عیان

جتنی ہے جمعیت افلاک ہو وے منتشر | تاب کیا باہم رہین اجزائے ارضی تو امان

کیا بتاؤن جسقدر اوسکی برش کا ہو صفا | کیا کرون مین زور بازوے اپنے مولا کا بیان

روز میدان سامنے آئے گر اوس تن کا عدو | کوئی گروہ ن سا جسکے سر کا ہوئے استخوان

جب کمر سے کھینچکر مارے وہ اوسکے فرق پر | موسے سر سے ناخن پا تک ٹھہرے درمیان

ہو غرض جوہر تو یہ اوسکا جو کچھ تمنے سنا | شکل و نام اوسکا بتاؤن کیا تمھین بیدو نشان

ہو وہ انگشت قضا کی سر اعدا کیلیے | ذو الفقار اوسکے تئین کہتے ہین لیکن قدر دان

سن چکا سودا زبانسے میرے اوس کب کا وصف
اوسکے رتبے کی ثنا و مدح اور تیرا دہان

ہو کہاں اوروں کو اس شعر و ثنا سے اسکی مدح
دیکھو کرتا ہی اب ور طبیعت امتحان

مرتبہ ہو جس جگہ اوسکا خیال عقل کل
پہونچنے کا قصد وان رکھی تو ڈھونڈھی زبان

ہو وہ جناب عالی ایسا ہو کہ جسکی مدح مین
ہو سکے آدم کی خلقت سے کوئی رطب اللسان

انماکی آیہ نازل ہونیسے پیدا ہے یہ
مدح مین اوسکے ہی خلاق زمین و آسمان

یہ سخن سنکر کہا مینے کہ یا نتاک ہی قلم
دور عقل و ہوش سے میرے تمین مت کر گمان

ہے یہ میرا ہی خیال ادھر کہ مین کرتا ہون مدح
مو سے ہیہات کب وصف سلیمان ہو بیان

ہے غرض اس نظم سے اتنی کہ تا کچھ سب کہیے
عرض اپنے حال کا نزد شہ ہر دو جہان

یا ولی اللہ ہے مجھپر یقین گرچہ یہ
ہو وہ کیا مخفی جہانمین جو نہین تجھپر عیان

لیکن از بس چرخ گردون نے کیا ہی مجھکو تنگ
مضطرب ہوکر مین اپنا حال کرتا ہون بیان

آفت نو گر بہم پہونچے کسیکے واسطے
بھیجتا ہے اوسکو یہ مجھپر برائے امتحان

خانہ چشم خلائق سے اوٹھا کر خواب کو
مین جہان طالع میرے اوس گھر مین دیتا ہے مکان

ہر کسیکے بھیجے ہوا اوج سعادت کے لیے
مرغ وہ دیوے کہ ہما کو میرے مشت استخوان

گلشن امید سے لیکر نسیم صبحدم
دے چراغ بخت کو میرے ہمیشہ ارمغان

گوش زد میرے کی اون نے کبھو آواز خزان
جب سے مینے آکے دیکھا ہی جہان کا گلستان

دوستونکو تیرے نت اوج سعادت ہو نصیب	خاک ذلت مین رہین یکسان ہمیشہ دشمنان

قصیدہ در منقبت گل گلزار انما نور دیدۂ رسول خدا سرور سینۂ علی مرتضی اباعبد اللہ الحسین صلوٰۃ اللہ علیہ

سوائے خاک نہ کھینچونگا منت دستار	کہ سرنوشت لکھی ہو میری بخط غبار
چمن زمانہ کا شبنم سے بھی ہے محروم	اگر نہ روئے میرے روزگار پر شب تار
کرون ہون تیز ہین دندان اشتہا ہر صبح	زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہے نہار
عجب نہین ہو کہ جاتے رہے ہو دنیا سے	زبس خوشی نے میرے دل سے اب کیا ہو کنار
شراب خون جگر ہو مجھے گزک دل خویش	صدائے نالۂ دل ہو مجھے ترانۂ یار
رہے نہ شیشہ صحبت کے بیچ کیفیت	نت اوٹھکے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہو خمار
زمانہ دل کو میرے اور عہد یار کو اب	شکست سے نہین دیتا ہو ایک آن قرار
زبسکہ دل ہے مکدر میرا زمانہ سے	بجائے اشک ہین آنکھوں سے پوچھتا ہون غبار
کہان تلک شوہ زرے روزگار کا شکوہ	کہ جسکے بخت کی سوگند کھاتے ہو دوبار
دلا تو اپنے غم دل کو اب غنیمت جان	بدل خوشی سے اسی دور مین نگر زنہار
کسو ہی سے غم دل یون نہ لیگیا دوران	کہ شادی مرگ کیا ہو نہ اوسکو آخر کار
جو گوش ہوش تو رکھتا ہے تو برابر سے	صدائے نغمۂ داؤد نالۂ دل زار

٨٩

[illegible]

جہاں کی خاک کو ہے یہ شرف عجب کیا ہے
کہ فخر عرش ہو گر ہو وہی اوسکے قرب و جوار

جہان کے مرگ کو کہتا ہے خضر عمر ابد
خدا نصیب کرے مجکو زندگی یک بار

جو کچھ کہ مجھسے سنے صدق سے تو باور کر
محمدی سے فرنگی ہو جو کرے انکار

خدا نخواستہ اگر آسمان کی گردش سے
قضا طبیب ہوئی گر مسیح ہو بیمار

فلک سے اوسکو ملا تک کے آگے وان ہو وین
جب اوس دیار کے جاروب کش سے منت و ایر

اگر وہ خاک دے اوسکو شفا کی نیت سے
قضا قضا ہی کرے ٹک اگر کرے تکرار

ہے اسقدر وہ زمین تو سے ہی مالا مال
کہ جسکی رات کے آگے نہین ہے دنکو قرار

اسی ہی غم سے جہا نہین ظہور کرتی صبح
ہمیشہ سینہ خورشید سی گریبان تار

ہوئے کے وصف مین اوسجا کے گر لکھون مین غزل
مرا سخن رہے سرسبز تا بروز شمار

زبس ہوا کو تراوت نے وان کیا ہے نثار
شرار سنگ مین ہے رنگ انہارے انار

اگر اوسطرف کبھی جا نکلے صبا چمن کیطرف
نہو سوائے زمرد و عقیق وان زنہار

خو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش
ہر ایک شاخ دو ہین سبز ہو کے لاوے بار

عجب نہین ہے کہ ہون اس ہوا سے دانہ سبز
اگر زمین پہ گرے ٹوٹ سبحہ و زنار

غرض مین کہون کیا یار و چمن مین قدر ہے کہ
عجب ہے لطف کی اوس قطعہ زمین پہ بہار

[illegible]

خدا انکو استہ دیوے چہار عنصر ین — گر اوسکی رائے بدلدیا طبیعتون کا قرار
ابھی فنا کرے منفذ ہوا کا ذرہ خاک — پھوٹے پانی کا قطرہ جہا نہین یکبار
گر اوسکا حکم اوٹھا وے جہان سے رشتۂ کفر — مجال کیا جو سلیمانی مین ہے زنار
یقین تو جان کہ میزان عدل مین اوسکے — ہو لبے دانہ خردل برابر کہسار
اوسکے عدل مین ہے یہ کہ چیونٹے کے حضور — مجال کیا ہے کہ دم مارے اژدر خونخوار
نشان وہ خیمہ کا اوسکے بیان کرون لیکن — کہان خیال کو ہی پہونچنے کا وان تک بار
کہ جسکی دیکھکے رفعت فلک ہے چکر مین — اوسکے بوجھ سے ہی صفحۂ زمین کو قرار
نہین ستارہ ہین یہ پلک اوٹھا ہی گا — اسی حسد سے انگارون پہ جیسے لیل و نہار
کرے ہی عرش اوسے اپنی جبہہ پر صندل — گر اوسکے فرش کا جاروب اوٹھے ہی غبار
کمیت خامہ تو اب اوسکی وصف گلگون مین — کیا ہے صفحۂ کاغذ کو تختۂ گلزار
چمن مین صنع کے جسکے سبک روی لگے — کبھو نہ ایک قدم چل سکی نسیم بہار
غرض وہ گرم عنان ہو کہ جب چلا ہی — نہین پہونچتی ہی برق اوسکے گرد کو زنہار
بیان جلدی کا اوسکے کہان تلک مین کرون — فلک تو جسکے سواری کا عزم ہو دشوار
چڑھا براق کے راکب نے دوش پر اپنے — سکھا دی جسکو سواری وہی ہوا شہسوار
امیدوار ہون غیب سے اب بلا تحکیم — حضور با خلف الصدق حیدر کرار

۹۱

ہے پارہم آنکہ ہمہ و ستان ہیر و جہان
قبول ہو وین بحق ائمۂ اطہار

ہے فلک پہ جو مہر جب تلک قایم
ہمیشہ دیکھے اسیطرح چشم لیل و نہار

موالیان کے قدم سے لگا رہے اقبال
جدا ہو سر اعدا سے چنگل ادبار

قصیدہ در منقبت قرۃ العیون الحسنین اعنی حضرت امام کاظمین صلوۃ اللہ علیہم

ہے پرورش سخن کی مجھے اپنی جان تلک
جون شمع زندگانی ہے میری زبان تلک

خاموشی آئینہ کی کہے حال رفے خلق
روشن دلونکا کام نہ پہونچے بیان تلک

ہے ظالمون کو سختی دوران مددگر تیغ
کاٹے دو چند پہونچے جو سنگ فسان تلک

بے ماتم اس چمن مین نہین خندہ طرب
ہے کسوت کبود گل زعفران تلک

افتادگان نہ لین مدد غیر بہر اوج
سایہ کو احتیاج نہین نردبان تلک

گرداب تک پہونچکے شناور ہوئے ہین غرق
تک رہ ادب سے آن کے سرکشتگان تلک

سید ھوسنے منحرف ہو سو اپنا ہو عدو
سہکا جو رستے سے گیا رہزنان تلک

کیا اوسکی قدر ہو جو سپاہی نہو نجیب
شمشیر نا اصیل کی قیمت کہان تلک

لاف سپہ گری تہ سکے مرد راست باز
پاوے نہ راہ حرف زبان سنان تلک

پابوس پہ کسو کے نہ پیدا کرین غرور
پہونچا وے یہ سخن کوئی گرد کلشان تلک

روشن ہو کب چراغ سے جون نخل شمعدان | پہونچا ہو داغ دل کا مرے استخوان تلک
میٹھا لگے ہے منہ کو ہمیرے زہر دشمنی | پہونچے ہو شہد دوستی امتحان تلک
مشکل بہت ہے امر قناعت جہان کے بیچ | لیکر زمین سے چرخ کے مانند کان تلک
ہینے زیادہ تا شب ہفتم سے ماہ کو | قانع نہ ہیتے دیکھا کبھو نیم جان تلک
تھا مجکو رات کنج قناعت مین فکر شعر | تا گہ طمع کے حرص نے جنبش وہی یان تلک
گذرا دو دمین یہ دل مین کہ اس فن کی راہ سے | جا پہونچو مین اگر کسی نواب خان تلک
تو چند بیت مدح مین اوس کے قصیدہ طور | ایسی ہی کہ کے لاؤن قلم کی زبان تلک
تا ہو یقین کہ صفحۂ ہستی سے اوسکا نام | اوٹھے کسو ہی طرح نہ دور جہان تلک
چھوڑون نہ اس کے کچھ اس ابیات کا صلا | لی کھود کر زمین کو گنج نہان تلک
القصہ گذری تھی مجھے شب اس خیال مین | ناگاہ پیر عقل نے آ اوس مکان تلک
ایسا ہی مارا ایک تماچا کہ تا ہنوز | پہونچی ہو رنگ چہرۂ گل زعفران تلک
کہنے لگا وہ مجھسے کہ سودا ہزار حیف | اتناہ مین نے تجھکو نہ سمجھا تھا یان تلک
یہ قصد ہو ترا کہ مین لیکر بیاض ہاتھ | پہونچا کرونگا ہر در وہر دار بان تلک
مہر فلاح دامن ہمت نچھوڑیے | تنگی سے گر ہو چاک گریبان جان تلک
عزت کی گر ہو گوشۂ دامن پہ نیم نان | دستار خوان کو نہ بچھے پانسے وان تلک

از بس اب اونکے عدل سے معمور ہے جہان — پہونچا ہو کار خلق امن و امان تلک
بچہ جو گوسپند کا گم ہو تو گرگ و شیر — پہونچین نہ ہم مبادا کسیکے گمان تلک
رہنے کو جگ مین صورت افسوس کے تئین — احکام خرمی نے کیا منع یان تلک
انگشت چوسنے کے تئین طفل شیرخوار — ممکن نہین کہ لا سکے اپنے دہان تلک
جب سے ہوئی ہی گلشن دنیا مین یہ بہار — کچھ کام بلبلون کو نہین ہو فغان تلک
گلچین کی کیا مجال جو توڑے چمن مین پھول — صورت سے گل کے رنگ نہ ہو باد خزان تلک
ہرگز نہین اس عہد مبارک مین یہ مجال — پہونچے کسی کا زور کسی ناتوان تلک
قوت سے اونکے عدل کے اب یہ آسمان — تا طاقتی ہو آفت ارضی کو یان تلک
مارسیہ سے لیتے ہین وہ کام اندنون — وابستہ جانتے ہین جسے ریسمان تلک
ق
کب ونکے القون کی ثنا مجھسے ہو سکے — مین کیا کہون کہ جلد ہی ہو وہ نہین کہان تلک
باندھے اونہونکے پانوسے گر چرخ ماہ کو — تو روز و شب کے پھر نہین سرعت ہو یان تلک
پھر نوبت شمار مہ و سال پر چرخ — آوے نہ انکو مین یہ منجم جہان تلک
ہیبت کی ونکو تیغ کا مین کیا کرون بیان — کاٹا ہو کہ کفر کو اب جنے یان تلک
ہر یان خواب مین جو پڑھے پوتھی برہمن — کلمہ جگا کے اوسکو پڑھا دین بہانا تلک
مین جو کوئی کہ ایسے ہون اونکا حضور چھوڑ — ہر یان سکتے جای تو نواب خان تلک

یا کاٹین چرخ ستمگر کے ہاتھ سے	پہونچی ہو کارد لگے میرے استخوان تلک
سد رمق بجھے ہو تمہاری جناب سے	محتاج تا بنجاؤن کسی ناکسان تلک
اس چرخ دون پرست تلے ہر شب حمید	مانند آسیا کے پھرون اب کہان تلک
لیکن جو یہ قصیدہ کو دو بیگر آب	چاہو صلے مین ہند سے تا اصفہان تلک
ہرگز نہ لینے دون اسے جز ایک مشت خاک	سودا کو دو بلا کے گر آستان تلک
تا ہے فراخ دامنی چرخ منحصر	جون مہر دست فیض رہے بوستان تلک
تا شکل کہکشان ہو اثر در سے یہ شبیہ	پہونچا کرے گزند و حسد دشمنان تلک

قصیدہ در مدح قرۃ العین رسول زمان حضرت امام ضامن علی موسی رضا شاہ خراسان

اگر عدم سے ہو ساتھ فکر روزی کا	تو آب و دانہ کو لیکر گہر نہ ہو پیدا
نہین ہین طالب رزق آسمان سے کہ مجھے	یقین ہو کاسۂ وارونہ مین کچھ نہین ہوتا
مثل وطن ہے ہی غربت مین وہ کیفیت	کہ آب بحث ہی جبتک ہے تاک مین صہبا
ہنر کو مفلسی ہرگز ضرر نہین کہ نہین	چنار کو تہی دستی سے نقص جوہر کا
بلند ہمت اگر ہون نہ زیر چرخ ضعیف	ہلال عید ہو عالم کا کیونکہ وزہ کشا
فتادگی مین یہ عزت ہی دیکھ ای سرکش	کہ نیک و بد نے کیا نقش پا کو راہ نما

وے شکست بہی اس فقیر کو بہاوے
فتح طمع کا اگر توڑے سنگ استغنا

حذر کی اپنے مکافات نفع گردون سے
طلب نکر کہ ہوا ایک بام پر دو ہوا

چمن مین ہر کے خوش ہوگئے جو ہنسا دو ہین
برنگ گل اسے گردون نے شادی مرگ کیا

رکھی فلک نے مرے سر پہ منت دستار
خوز خم سنگ بلا کے سبب سے سر باندھا

غرض مین دیکھکے یہ تنگ چشمی گردون
شب گذشتہ اسی فکر بیچ مرتا تھا

کدھر کو جاؤن کہان تا دل کرے مرا اوشا
دو ہین خیال مین قدسی کا یہ سخن گذرا

ہوئے بزم حریفان شگفتہ شو چون قد
کہ جان برائے تو دارو در آستین مینا

یہ سنکے مژدۂ جان بخش میکدہ کیطرف
چلا مین گھر سے نپٹ خوش ہو یہ غزل پڑھتا

مطلع

نہ سنگ پا ہی یہ دل ایجد اہنین یہ حنا
بتان کرین ہین اسی پائمال کیون اتنا

شکست وعدۂ ساقی سے دل ہے اتنا چور
کہ جائے اشک نکلتے ہین ریزۂ مینا

جو درد دل کے مریض ہوئے شفا بیدرد
عجب کہ ہر بن مو پر نہ دل کرے پیدا

بجا ہے سرمہ کردن بیل گرم ہین ایسے
شکست اشک کے جس چشم نے مزا چکھا

گرہ مین غنچہ صفت زر کرے دنی گو جمع
وے سخی ہے اڑا وینگے اسکو مثل صبا

ہے وہ گنبد زرین کہ جسکا ہے یہ شکوہ | فلک نے دیکھ جسے دلمین پیچ کھائی کھا
کہ کہنہ جانکے مجکو جناب اقدس نے | بنا لیا ہے سر نو سے آسمان طلا
شعاع نور سے خورشید جسکے قبہ کی | پلک جھپکنے سی یک ذرہ بھی نہین رہتا
زبس کیا ہے مرصع اوسے جواہر سے | ہے کان لعل سے خالی گہر سے ہے دریا
اگر نہووے گہر باب وان کے مصرف سے | بناوے لعل یہ قیمت نہ در کو ہووے بہا
جبین آئینہ مہر و مہ ہو روشن | غبار در سے یہ اوسکے اگر نہ پاوے جلا
ہر ایک حلقۂ زنجیر سقف مین اوسکے | عجب ہی لطف سے ہر قمقمے کو نصب کیا
بیا نہین کیا کرون اس لطف کے تئین جس سے | پھنسا ہو زلف مین محبوب کے دل عاشق کا
مثال دیدۂ پر آب عاشقان جاری | ہو اوسکے صحن مین ایک حوض فخر کوثر کا
دکھاؤن کسکو مین اس گنبد طلا کا عکس | کہ جسطریق ہو پانی مین اوسکے جلوہ نما
ہوا ہے دلکو یقین یہ کہ حوض کوثر مین | کرے ہو آن کے گردو نے آفتاب شنا
نہے وہ حوض کہ خجلت سے جسکے چشمۂ خضر | ہمیشہ پردۂ ظلمات مین ہے ہی چھپا
دلا طویل نہ کر مدح غایبانہ کو | بنا کے لیکے یہ مطلع حضور مین تو آ

مطلع

در مدح حضرت امام ثامن ضامن علی موسی رضا شاہ خراسان صلوات اللہ علیہ

زبسکہ خوف ہو اسباب منع کے دلمین — ستھا اس عہد مین تیری غضب سے صو
شراب پنبۂ مینا سے چاہتی ہو نمک — صدائے رفتہ سے کہتی ہو نیکہ آ چھپ جا
تیری کمان کے آگے حریف روز نبرد — کمان سے لائے یہ طاقت جو ہو سکو سیدھا
کہ جسکے تیر کے ہیبت سے آسمان نے کبھو — بغیر خم کیے پشت اپنی سر اوٹھا جلا
کہ آسمان کو اوٹھا کر سپر کرے منہ پر — ق — ترے عدو مین یہ قوت ہے مین نے فرض کیا
جو روز رزم مقابل ترے کمان کے ہو — صفا ہو شست ترا اوسکو ذبح کے دکھلا
کہ جس صفا سے نگہ پار نکلے شیشہ سے — اوسی صفا سے نکل جاے تیر بھی تیرا
شہا عجب ہے وہ شمشیر جسکی صولت سے — ترے عدو کو ہر اک نیمچے سے شوق ہے اتنا
اگر اوسکے بعد مصور جو کھینچے اوسکی شبیہ — تو رنج اوسکی نکالے کہ پہلے پانون پہ
ترے سمند کے میدان مین نقش پا جو پڑے — کرے وہ خون مین اعدا کے روز رزم شنا
ہزار قطرۂ خون ہون ٹپک پڑین وہین — ملے جو کوہ کو گر پنجۂ غضب تیرا
ہے عرض حال غرض مجکو ورنہ مدح تیری — بجائے ہر بن مو ہو زبان نہو وے ادا
نہین ہون گرچہ کسی لائق لیے ہے شرم مجھے — کہ دو دہا نہین حامی کہون ہون نہین تجھسا
کیا ہے دہر نے عرصہ کو مجھپر اتنا تنگ — کہ جان لب پہ ہون دجی نہین نکل سکتا
کہ اپنی آگ لگی ہے کسو کی تن بین جگہ — جو گھر کرے ہے مرے تن کے بیچ تیر بلا

پکڑی جو لٹو نے کہین کھینتی سو جہپا | سمجھا کہ نہین باز کوئی مجہسا کلان گیر
پاشب کو یا گہو نسلے مین جگنون کو لاکر | جانے یہ دل اپنے مین کیا ماہ کو تسخیر
صاحب سخن اس طبقۂ شعرا مین کئی ہین | ہم بزم سخن انکو نہ لیوے کرے تدبیر
مصرع مین اگر بستہ معنی ہو قلمبند | زعم اپنے مین سمجھے ہین کیا پیل کو زنجیر
نقارہ کا مضمون بدرستی جو یہ باندھین | کوس لمن الملک کے ٹھونکین جو بم و زیر
سمجھین ہین کلام اپنا بہ از سورۂ یوسف | معنی جو ہین سو خواب فراموش کی تعبیر
کرتے ہین مجالس مین پڑھ اوسکو یہ بدیہا | سامع کرے تحسین ہین اونکے جو کچھو دیر
اس خبط کے عہد سے ولے وہ نہ برآوین | جو ملک سخن کے ہین مہتو نہین مشاہیر
اوستاد کی اتنی ہے اونکو یہ نصیحت | لفظی نہ تناسب ہو تو کچھ مت کرو تحریر
اتنا تو ملازم رکھو الفاظ کا ملحوظ | بے پنجہ و ناخن نہ لکھو وہ تو تم شیر
جبتک کہ نہ منظوم ہو پاسنگ ترازو | باندھو نہ کبھو شعر مین تم لفظ شکم سیر
تم شعر و سخن اپنے کی بندش مین کمان بن | بولو نکہ یار کو یا رو نہ کبھو تیر
چہرہ کو نہ معشوق کے و شمع سے تشبیہ | تا زلفو نکو باندھو نہ کسو شکل سے گلگیر
مضمون جو قد و زلف کا معشوق کے باندھو | لکھو الف و لام کے سیپارہ کی تفسیر
ملحوظ قرائن رکھو ہر آن نظر مین | مرجع ہو مونث تو ضمیر اوسکی ہو تذکیر

سودا

سودا تجھے کیا سود جو ابنائے زمان سے
ناقہمی سے بے ربط سے کرتا ہے تو تقریر

گر اوسکی عوض مدح شہ ہر دو جہانکی
تا عفو جرایم تیرے طالع مین ہون تحریر

وہ شاہ خراسان نگہ فیض سے جسکے
ہوتے ہوئے اکسیر نہ ماٹی کو لگے دیر

جسکے در مسجود کا معمار ازل نے
پارس کے عوض سنگ کیا صرف تعمیر

تا لگا کرے ہی ہاتھ کو پھیلائے فلک پہ
مہر اوسکے سدا قبۂ درگاہ سے تنویر

گیا تاب جو صبا د جل منھ کہے وہ بس ہمت
لیجا ہی بناؤ اگر اوسکے سایہ مین نخچیر

مسجد ہو کو دو عالم کے وہ محراب ہو اوسکی
زاہد کا جہان نقش قدم ہو وہی زمین گیر

مومن یہ تصور ہو جو مقتدی اوسکا
مقبول ہو اوسکے ہو صلوٰۃ اور یہ تکبیر

عدل اوسکے سی لرزتے ہی خس و خار سے شعلہ
عہد اوسکے مین ہم رکھے ہو زہر یاق کی تاثیر

حسن دشت مین باجود دل حرم بر یکبار
ہیبت سے اودھر آنکے جھانکے نہ کبھو شیر

مفقود عداوت یہ عدالت سے ہوئی کہ
ضدین کو ہے ربط بہم جون شکر و شیر

شاہا تو وہ ہے عالم و آگاہ کہ جسکے
تدبیر کے ایما سے نہ باہر ہوئی تقدیر

جیسا ترے ایما سے خداوند جہان سے
بخشی ہے اگر ایک گنہگار کی تقصیر

وہ چاہے بلا شبہہ و شک عفو گنہ اوسکی
جو خلق ہے نزدیک خدا واجب تعذیر

وہ جز و کہ کہتے ہین جسے لایتجزی
تا اور خدا ہے جو نما ہون تو ہو تکفیر

اور اوسمین جو بد خواہ ترا ہو نیلگی غرق | موج اوسکو نکلنے نہ دے ہو پاؤں میں زنجیر

قصیدہ در منقبت فخر دودمان نبوی خلاصۂ خاندان مرتضوی امام عسکری صلوات اللہ علیہ

عیب پوشی ہو لباس چرک سی کیا ننگ ہے | ہاں لے آئینہ بہتر اس صفا سے زنگ ہے

وضع سے کم مایہ اپنی کیا ترقی کر سکے | چاہیے دریا ہو یہ کب اب گہر میں ڈھنگ ہے

غش ہم پہونچا نہ محروم تجلی دلکو رکھ | صیقل اس آئینہ کے گرد شکست رنگ ہے

مردوہ اپنی ہنر پوشی سے جو مارے ہو دم | فی الحقیقت تیغ کو جوہر سے بہتر زنگ ہے

اپنے بھی مرہون منت ہوں عالی ہمتان | کوہ کی شمشیر کو کب احتیاج سنگ ہے

تاک پر بھی رکھنا قدم اس آستانہ کے گرد باد | خاکساری کو ہمارے سرکشی سے ننگ ہے

ابروان نے کھینچے ہی شمشیر مژگان نے چھری | حسن کی خوبی میں تیرے سمجھے ہم جنگ ہے

آہ کس منہ سے کہوں تجھکو کہ تاک ادھر تو دیکھ | شکل سے تیرے سدا بیزار سیر رنگ ہے

محو حیرت کے نہیں ہے دوست اور دشمن سے کیا | آئینہ تصویر کا دور از غبار و سنگ ہے

صبحدم سودا چمن میں مجھکو آیا تھا نظر | اندنوں شاید وہ کچھ شور جنون سے تنگ ہے

پای گلبن بیدماغ سا کچھ بیٹھا ہوا | اک غزل پڑھتا تھا یہ مطلع سا جس کے ڈھنگ ہے

مطلع

پشت خار آہوی صحرا ہووے پنجہ شیر کا
باز کا چڑیا کی خاطر آشیانہ چنگ ہے

ہو حباب اور آب شیرین بط قاز و سن چراغ
گلشن انصاف پر اوسکے یہ آب رنگ ہے

کٹے کا بستر ہے پردہ کا اوٹھنا ہو محال
پردہ پوشی پر جو اوسکے حلم کا آہنگ ہے

ہو سموم قہر کا جس پر و بحر اوپر خیال
خشک وان دریا مین پانی کوہ سے یا سنگ ہے

ہنی سے بچہ امر کے اب یا امام المتقین
بسکہ شبہات پر عرصہ جہان کا تنگ ہے

چشم خوبان مین شراب آتی ہے بیخ کرپتا
گر خان کے خط نہین آتش کم و رنگ ہے

مطرب اپنی آخرت کر یا دنالان ہے سدا
روز و شب ہر ایک ہو اسکے تئین سر چنگ ہے

استخوان و پوست کھینچے ہو رکھتا ہو بنا
زیر چوب سنگ نٹ او ٹھر ردسیہ مرد نگ ہے

ہین گدا اون کا تری درکے کہون ہمت سو کیا
اوسکی ہو یہ گفتگو جو اوسمین لنج و لنگ ہے

کہ سلیمان سے نگین اپنے پہ تو نازان نہو
پیش ارباب ہمم یہ دست زیر سنگ ہے

اوس نے ہین کو جس پہ اوسکا دست ہو سایہ فگن
کچھ سوا گل اشرفی کے سبز کرنا ننگ ہے

صفحہ پہ تیغ برق دم الماس پیکر کے رہے
یک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہے

گر سر دشمن پہ ہو سیہ اسمین وہ سایہ فگن
خود وقاش زین و حصہ نا بجد ہی تنگ ہے

پر نہین یہ وصف اوسکے جو بیان ہی نہ کرے
بلکہ یہ تعریف تو اوسکی برش کا ننگ ہے

آسمان سو تا زمین اور گاؤ سے ماہی تلک
امتحان گر کیجیے اوسکو تو اک چو رنگ ہے

قصیدہ در منقبت خلیفۃ اللہ الامام مہدی الہادی آخر الزمان صلوات اللہ علیہ

روشن ہو شمع کشتہ کی پھر کر جلا ہیے | بیٹھے گر ایک عمر کبھی آرام سے نحال
روشن طبیعتوں پہ رہے ہے یہ تیرہ عقل | کرتا ہے نور مہر کو سایہ سے پائمال
رکھتا ہے پر غرور کو جوں نیزہ سر بلند | جو چاہ وہ خاکسار کو ہو وے زمین پہ ڈال
پاین نوالہ خوار ہمو اس سے تا ابد | ہو سرنگوں ازل سے یہ اسکا سہ سفال
پہرا و زلفتوں سے کرے سفلہ کو غنی | محتاج مال شب ہو سدا صاحب کمال
پارے کو دے ہے رتبہ اکسیر بعد مرگ | دولت کبھی کسو کو نہ دی ان نے بے زوال
گر پائے سوختن نہ رہے اونکے رہ میں یاں | ہرگز کرے نہ شمع سے پروانہ کا وصال
سو پیرہن رکھے ہے اوگل کو یہ بے تمیز | پھاڑے نقاب رخ کی حیا کے یہ بد خصال
ڈھانپے ہے جا بجا نہ تلے زاہدوں کا عیب | دنیا ہی راز عشق کو پردہ سے یہ نکال
ہم پر سپہ اوکے ہے گرناک گو حسام | خون بہار تیغ خزاں پر کرے حلال
ہر روز اوٹھ کے غنچۂ گل کو کرے ہے تنگ | ہر شب اٹھے ہے خاطر بلبل کو پر ملال
پوچھے اوسکے ہاتھ سے دل ہر دشت خار خار | گر لخت لخت ہے جگر کوہ تو خیال
اہل غرض کسیکو نہ دے چین آسماں | شکوہ نکر تو اس سے کہ ناحق ہوئے خیال
حاصل نہو سوائے مشقت کے اور کچھ | آہن کو سر کو کوٹتے گزتا ہزار سال
ہم سپت قطرتوں پہ چلی کب تیغ جور چرخ | دوڑی ہی اودھر ہی آب جب ہنر ہو ہیں ڈھال

١٠٣

حسد نے اوسکے عہد میں ٹک کو دیا شرف | ہر خم کے بیچ تب سے تو مے پر ہے یہ بال
اوس آب کے نمط کہ جو کائی کے ہو تلے | چھپتا ہے نیچے دُرد کے تہ نشین یہ زلال
بعد از بہار رہے خزان پر طپانچہ زن | گلشن مین اوسکے عدل سے ہر برگ ہے نہال
کر اسکو تو یقین کہ درندہ و گزندہ کے | بے خوف اوسکے عدل نے دلمین دیا ہے ڈال
آہو کی دشت مین جو سنی ہی صدا آیا | چھپنے کو ببر ڈھونڈھتے ہین خانہ شغال
از بس ہوئے ہین سہم سے یا تنک ضعیف و خستہ | کرتے ہین آن کے منہ مین سدا موجہ خلال
جو کچھ لکھو نہین اوسکی سخاوت مین ہے بجا | یہ مطلع حضور مری بات پر ہے دال
چاہے اگر کوئی دو جہان کا متاع و مال | تیرے گدا لے در سے کرے آکے جو سوال
ہے تیرا جو ابر کرامت زمین پر | پیدا بجا ہے دانہ گہر ہون ہر ایک سال
مرضی مین گر چلے نہ ترے ایکدم سپہر | دست قضا بٹھا دے اوسے دیکے گوشمال
جون موم نقشہ آن مین ہو جاے مضمحل | گر تجھ فشار پنجہ سے آگاہ ہون جبال
شمشیر گر علم ہو ترے جن و انس کا | ہیبت سے آب ہو جگر و زہرہ و طحال
ہر ہر شجر و سنگ کے رگ رگ مین خوف سے | ہو جاے خشک خون رگ یاقوت کی مثال
مارے اگر تو بر کمر آسمان اوسے | کا دے زمین کو تن سے نہ لاگا ہے دوال
شانا ترے جو نشتر خنجر سے ایکدم | دشمن کے دلمین سہو سی گذرے اگر خیال

ہیں تیرے ہر ایک دست کا مانند صبح عید | صفحے میں ورق کا کے روشن ہی جمال
جون شام سلخ آد محرم بسان عمر | ظلمت ہی ہیں بسر کرین عدا ے بد خصال

در منقبت خلیفة الرحمن امام مهدی الهادی آخر الزمان صلوات الله علیه السلام و طعن بشاعر که ایراد بر شعر میرزا گرفته بود

منکر خلاصی کیون نہ حکیمونکی ہو زبان | جب شعر سے مرے ہو ملا اسقدر جہان
ممکن نہیں کہ اب سخن غیر کون ملے | راہ اسقدر جو پہونچے وہ تا گوش سامعان
نام آوری کیواسطے حاسد تگ و تلاش | جا گہ کسیکے نام کو اس عہد میں کہان
گویان کے تو ریختہ ایرا ہیں فارسی | چاہی جگہ جو شہرہ کو ہو تو نہ یہان نہ وہان
عالم کی السنہ پہ مرا اسقدر ہے شعر | گویا ورق بیاض کا ہر صفحہ میں ہو زبان
میں نے سنا کہ تجکو مرے ایک شعر پہ | خوردی کا اپنے معنی کے ہی وہم بدگمان
شاید باتفاق توارد ہو یہ سبب مجھے | لفظون کا اپنے غم کہ ہوسکے کچھ ایگان
گو زشت کو پہنا و کسی رنگ کا لباس | خو بو نہیں اوسکے جاتی ہیں جیسے پہلو بدان
از راہ دوستی میں کہون تجھسے ایک بات | طبع شریف پر جو نہ آوے ترے گران
زنہار ہمسری کا مرے تو نہ کر خیال | ہوگا غریب مضحکۂ نزدیک شاعران

مطلع کہا ورلے قلم اب لائق حضور | آباد و جہاں صلہ سے مجھی شاہ خسروان

مطلع

اے وہ کہ کار جن و بشر تجھ سے ہے رواں | تیری ہی وہ ذات جس سے وہ عالم ہی کامراں
تجھ خاک پا سے فیض جو اکسیر کو ہو | مس کو طلا نہ کر سکیں ویسی ہو ساں
شاہا علو مرتبہ تیرا جو کچھ کہ ہے | جز عالم الغیب سب بشر پہ ہے وہ نہاں
اپنی نگاہ چشم کو قاصر جو کرکے وہم | بھولے طول راہ کی کر تیلو استحان
پائے نگہ میں اول منزل ہوا آبلہ | پہونچے نہ واں تلک ہی تیری منزلت جہاں
قرباں میں خاندان کی تیرے شاہ دین پناہ | جس عزت و شرف سے کہ تیرا ہی خاندان
جبریل کی جگہ وہ نہیں جس مقام میں | پیشانی ہو دیا ہی تجھے حق نے عز و شاں
جواہر کارخانہ ایزد میں ہو ترا | کیا تاب عقل کل کر کچھ اسمیں بیاں
ناقوں کے واسطے ہو جرس مرسلوں کا دل | نکلے جو تجھ قدم کی زیارت کو کارواں
اس مرتبہ کا مرتبہ اوس کا رواں کی گرد | سینکے بیٹے ہو چشم ملائک کی سرمہ داں
پہونچے فلک کو موج گہر ار فیض سے | ابر کرم سے جو قطرے بہ دریا سے بیکراں
ہیبت سے تیرے عدل کی شاہا بہ زیر چرخ | خلقت کو بات نہ ہی اس امن کا اماں
آتا ہی جنگ گھڑی کہ کار تیر آفتاب | پال عقاب ہی سر گنجشک کا سایہ باں

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ | بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
فلک پہ سبعہ سیارہ تا قیام جہان | پھرا کرین تری مرضی شریف کے ہمراہ
ترا چراغ ہے تجھسے اسطرح روشن | کہ جیسے پرتو خورشید سے ہو مشعل ماہ
سجود سے ترے بہرور ہون اہل زمین | جھکے رکوع مین تا قامت سپہر دوتا
بسان رشتہ کہ دانونمین سبحہ کی ہووے | ترے ولا کو ہے اسطرح دلونمین راہ
یہ نام پاک کہ کہتے ہین جسکو عالمگیر | خدا ہمیشہ رکھے زیب و زینت افواہ
بجا ہے تجھکو سلیمان جلال گر کہیے | کہ ہو وزیر کا تیرے خطاب آصف جاہ
علو مرتبہ تیرا نظر کرے جو کوئی | لیے فلک ہی کو اوسکے برنگ شمع نگاہ
تنہا جو نسبت تیرا آفتاب کو پہونچا | ہر آسمان نے پھینکی ہو آسمان پہ کلاہ
نہین کلفت یہ فلک سیر کا ترے لیکر | بغل مین غاشیہ اپنے چلو ہی ہر شب ماہ
کرے جو حیف نیکا تو عزم پشت پا اوسکے | رکاب داب کے اقبال لے بسم اللہ
جدھر کو ہو تو جلو ریز پھرتے آگے | ظفر جو طرف او نے تو فتح پیش نگاہ
جہان پناہ ترے درگہ عدالت مین | کسیکو دے اذیت کوئی معاذ اللہ
جلے جو شام کو پروانہ بزم مین بیر سے | تو صبح شمع کے آتا ہے سر بروز سیاہ
شرر سنگ سے خاشاک کو جو پہونچے ضرر | لے آ کے کھینچ کے دیوان کوہ کو بر کاہ

دریا کو سپر کشتی سے تیر سے ہو بے تیرف | لائے عجب نہیں جو ہما بیضہ حباب
روشن دلون کو گر نہو مسجود در ترا | رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب
معراج وہ نبی کی جو ہو عرش کے پرے | معراج امتنا اسمین جو اسجا ہو بار یاب
یہ عدل ہو ترا کہ قوی کو ضعیف پر | کرنیسے اب تعدی کی اتنا ہو اجتناب
گنجشک کے چلے نہ وہ تیر آشیان تلک | پر گیری مین لگا ئیے جسکے پر عقاب
پہونچا نہ تیرے عہد مبارک مین ایک دن | از دست محتسب کوئی تا پا ئی حتسا
ہیئت سے کانپتی ہے مناہی اب اسقدر | ہو جاے کیا عجب عرق بید گر شراب
سامان تیرہ روزی ہو ہر سر عدو | تیری وہ تیغ قبضہ ہو جسکا سیاہ تاب
کیا تاب ہو عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور | سنکر مہیب قہر کو تیرے گہ عتاب
ہر پرت پرت کوہ کا یون اوڑ چلے کہ جون | کھل جاوے باد تند سے شیرازہ کتاب
جز ماہ نو قرینہ نہین تجھ کمان کا | ترکش کا چھٹ خطوط شعاعی نہین جواب
اوس رخش برق وش کی تر ہو وصف مین تنہا | پیدا کیا ہے مطلع روشن یہ انتخاب

مطلع

رانو مین اوسکو صورت سیماب اضطراب | چالاک تر خیال سے اور وہم سے شتاب
گلگون بھی اوسکو کہیے تو ہی یہ سخن بجا | آتی ہو پاس جسکے عرق سے یہ از گلاب

قصیدہ در مدح نواب ... آصف جاہ ... نظام الملک ...

[illegible]

مطلع

[illegible]

۱۰۹

ہے جو یہی نام مرا ہو کہیں تو عزیز دلربا
کھول آغوش وصل مجھے جلدی دان
سنکے یہ مژدۂ جان بخش جو مین کھولی آنکھ
آنکھین ملکے جو دیکھون ہون تو تکا دلربا
حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم
چہرہ مین ایسی ہو گری کہ شب روز جیسے
زلفین یون چہرہ پہ بکھری ہوئی ناگنین بانکی کاکل
جسے وہ قمر کی بہنین ہو جسکے بر لہر
ناگنی بیچ مین آ اونکے نہ مانگے پانی
جبین ایسی کہ جگر ماہ کا ہو جاوے داغ
قتل کرنیکا سے جوہر ہو شمشیر کے بیچ
وہ ھیبت وہ تیور کہ عالم مین نہین جسکی بنا
فتنہ اوس چشم کا ایسا کہ مژہ سے خونخوار
حسن سے کان کے آویزہ مین یہ لطف کہ جون
بحر خوبی کی گویا مچھلی ہو قلاب کے بیچ

زندگانی کی حلاوت ہو جہان مین مجھے تک
پھر خدا جانے یہ دن کب مجھکو دکھلاوے فلک
اشعۂ نور کی سی مجھکو نظر آئی جھلک
سر سے تا عرق جواہر مین وہ پاؤن تک
یک بیک دیکھو تو چکنے ہو رہیجا ہے جھمک
باؤ کرتی ہے جو دامن مژگان کی جھپک
جسطرح ایک کھلونے پہ شہین دو بالک
گھر ڈبو دینے کو عشاق کے دریا آنکھ
کھیلن جاوے وہ مین کالا جو ڈسے اوسکی لٹک
اوسکی تشبیہ سے حباب اوسکو بچاوے فلک
اوسکے ابرو سے مشابہ نہ بناوین جب تک
چشم وہ نرگس کہ ہو قوم حبشونکا اوتک
متصل جو نکتے پا کر دیا کرتے ہین تھپک
بستہ قطرۂ شبنم کہ پڑے گل سے ٹپک
تن کے حلقین جو دیکھی گئی تن کی پھڑک

[illegible]

پیس میں انکو کہوں کیا کہ وہ ہیں آئینہ | اوس سے بھی چھوٹے اگر لکھو تو آ جاوی انک
آوے جس دم میں اوس ساق بلوریں کا ذکر | جلوۂ شمع کا پامال حسد ہووے تک
پشت پا چھپتے ہوے لیلی سے مجنوں کا دل | خون فرہاد سے شیریں سے چاہے وہ کہنک
وقت نظارہ وہ مری جب نگہ دیدۂ عور | سمجھے کیا وہ قد رعنا کی گئی پاؤں تلک
فندق پا لگی کہنے کہ نہ دیکھا ہو گا | سرو کی بیچ سے پھولا گل و رنگ اینک
قامت ایسا ہی کہ ہنگام خرام اوسکے اگر | آگے آ جاوے قیامت تو یہ بولے کہ سرک
قدم ایسے ہی ہیچ سے بکتے ہو کہ سر عالم کا | موجب شور ہو خلخال کی پائنکی چھنک
بیچ و اونچ چلے جسطرح وہ اٹکھیلی سے | موج دریا بھی اوسے دیکھے تو بہجا ہی ٹھٹک
زرق برق ایسی ہی پوشاک میں اوسکو کہ جیسے | کوندھ بجلی کی کہوں یا کہوں شعلے کی چمک
جیسی بیج سے تھی ہیچ جمال گل کی | ویسی ہی عطر کی بو ویسی ہی سوندھی کی مہک
کیفی یا تنک کہ یہ انداز سخن میں اوسکے | کسیکو بہشت کہا اوٹھنا کسیکو دوت [illegible]
بات اس لطف سے بکتی تھی دہن سے اوسکے | بادہ جوں ساغر لبریز سے جاتا ہے چھلک
غرض اس شکل سے آئی جو نظر وہ کافر | کہا میں دل کی طرف دیکھئے اللہ معک
ناگہ اوس شوخ نے مجھسے یہ کہا اسودا | ایتو شیشہ ہے اندوہ کا پتھر سے پٹک
پھر بھی کوئی طرح ہے سنے کا زمیں پر نادان | یہ کوئی طور ہے جینے کا تیرے زیر فلک

عدل یہ عصر میں اوسکی ہو کہ ہر آنک طبیب
شعلۂ تپ کو بھی نسخہ پہ لکھی خار حساب

کرنے دیوے نہ جو چاک کتان کو انصاف
تا نہ رشتہ سے سیئے ماہ کی گتھوے چپک

رابح اتنی ہی مروت کہ غزالونکو پلنگ
اسطرح سمجھے ہو فرزند گویا ہے پالک

دور میں اوسکی ہے یا تنک تو مہمات قلیل
کنجشکس سے پٹ اوٹھ بنگ سدا زیجہ تنک

ہمت اوسکی پہ نظر کیجے تو آکان کے بیچ
ویسی پیدا کی ہو دو صد بار یہ مطلع تبک

مطلع

تجھسے ممنون نہ فقط روے زمین پر ہر یک
بار احسان سے تیرے ہو دوتا پشت فلک

ہو گہر بار تجھ آگے جو سحاب نیسان
برق ہو کر تبسم اوسے مارے چشمک

آگے تجھ بحر کرم کے صدف پر گوہر
مٹھی اوسکی ہو جیسے نکلے بنت چپک

چل سکے ہو نہ کسی امر میں تدبیر حکیم
پھر سے رائے کے تیرے وہ نہ ٹلے تا و تنک

حلم تیرے کے جو ہموزن فلک سے کچھ
ڈال دیوے زرہ سہو و خطا کوئی ملک

بار تجھ حلم میں ہو یہ کہ تیرے وقت خرام
ہووے ذرہ بھی اگر گرد خاکی کو دھک

صدمہ لیا کمر گاو زمین کو پہونچے
نتا ضیں ہر چند وہ کچھوا ہے تو نکلی یہ کسک

وحشت دوران سے موالید کا سر رشتہ کار
اثر قہر کی ہیبت سے ترے جائے ٹھٹک

بیل دنیا نہیں کچھ بیل کا بستہ کو کام
حل تو ٹیسے تیرے جا ہے نکلا دینکو کمک

مطلع

ایضاً قصیدہ در مدح نواب

بیٹھنے مین ہو وہ کوہ اوٹھنے مین ہے ابر سیاہ | عرش رفعت مین ہو اور چلنے مین ہو چرخ اتک
شبچراغ نور کا چہرہ پہ ہو اوسکے جلوہ | رنگین زبان کیلیے جھگڑی ہوی وسکی مشک
جھول پر اوسکی ستارونکا کہون مین کیا حسن | تارے جسطرح رہین رات اندھیری مین چھپک
پیکے خرطوم مین زنجیر پھرا دے وہ اگر | اوسکی دانتونکو یہ سمجھے جو کوئی ہو نہ برک
لیلی نے ہاتھ لگائے ہین سیہ خیمہ سے | ملنے کو مجنون سے سن سلسلہ پائی جھنک
ور میدان دسکو دیکھو تو دلاور اتنا | سر کے دلنے نہ جہانسے کہ زمین جاوے سرک
سامنے اوسکو وہ چھوڑی ہی شاخونکی لڑکیا | وا نہین اک مرتبہ سو توپ جو ہم سنگ اتک
چرخی کیا چیز ہو لاوے وہ جسے خاطر مین | یان بجلی کی کڑک کا کبھو پہونچا دمن تک
چلیے وہ توڑکے جون خنگ اوسکے چھڑ کو | پانوٴن کبھلانے لگیں سوٹ مین لیکر ہو لپک
بے لگان اسقدر اوسکا ہو چلاوا جیسے | ہر مین ابر کے آئینے ہو سایہ کی دھلک
اسقدر ہے کہ سکر و کبھو چلتے وقت | پانونکی اوسکے دل مور کو پہونچے نہ دھمک
اوسکو ہو وج پہ تجھے دیکھکے سمجھے ہے خلق | کرسی پہ عرش کے ہو صورت اسنا نکا ملک
خیمہ جاہ کا تیرے سو کرون کیا مذکور | ہووے اوستاد جہان تیرے جلو کی آہک
آسمان کو نہ کرین اوسکے تلے بے چوب | گر نپٹ اکنہ ہے یہ اور نہایت کو چاک
اللہ اللہ ترے مطبخ کا تجمل جسکا | طبق رشتے زمین ہو یہ اخوان جنک

وہ سلطنت کہ ہو نہ جسے خدائی کا
سنا نہین ہو کہ غازی دین و الملک
اگر طلب کرے کاغذ وہ تجھسے امزاد ان
دیا جواب یاون ذکہ بھیجے کاغذ بین
یقین ہو خامۂ دست کرم اوسکے مجھے
مری خطا بھی ہو کچھ چیز اوسکو ہمت با
گہر فشان ہو سدا دست فیض کا اوسکے
غنی ہوا ہے یہ اوسکے کرم سے ہر محتاج
تمیز کیا کہون اجلے کا ری کی اوسکے
دو دام زلف بتا نسے کرے دست تحریر
بیا مین کیا کرون اوسکی تیغ اب جسکو
عجب نہین ہو کہ قالب تہی کرے مرتیخ
پرستش کی اوسکے جو وہشت نہو زمانیکو
جہان کی باغ مین نقاش ترے گلگو نکے
کہا مصور باد بہار نے جس کو

کہین ہین شرق سے تا غرب ہر صغیر و کبیر
جو بیر بخشی تھا وانکا سو لب ہوا ہی وزیر
تو کر سکیگا پھر اوسوقت اوسکی کچھ تدبیر
حضور اوسکی کسی جہ کی جو ہو تقریر
سوائے عفو مرے حق مین کچھ نہو تحریر
ہر ایک لحظہ جو بخشا کرے ہی گنج خطیر
تو نگر گ بار نہو جسکے ابر عنبر عبیر
کہ فرق ہو نہین سکتا بہم امیر و فقیر
کہ جسکے رمز کو پہونچے نہ آسمان کا وزیر
جو مانگے فرقۂ عشاق سے کوئی جاگیر
یہ کہتی ہین صف مرد انہین کیا جوان کیا پیر
اگر وہ تیغ پہ چڑھتے سے تری شمشیر
تو ہووے رنگ اوسکا ہر ایک دم تغییر
جو چاہین شکل بناوین تو کیا کرین تدبیر
اگر قیاس مین ٹھہرے تو کھینچیے تصویر

قصیدہ در مدح نواب

جو کھینچے یاد مین تجھ خلق کے چمن نقاش ۔۔۔ تو بو مشام مین عالم کے دیوے گل تصویر
نہیب قہر ترا ہو جو عکس در پر او پہ ۔۔۔ جگر نہنگ کا تیرے ہو آب زہرہ شیر
وہ کنہ کو تسی ہے پردۂ عدم کے بیچ ۔۔۔ کہ تیرا ابدر کہ اوسکا ہوا ہو وے مشیر
مدبری کی تری کیا ثنا کرے کوئی ۔۔۔ کہ جسکے حق مین یہ مطلع ہے مثل مہر منیر

مطلع

نہین ہے معجزۂ عیسی سے کم تری تدبیر ۔۔۔ کیا ہے زندہ سر نو سے جنے عالمگیر
رواج دین نبی کا یہ عہد مین تیرے ۔۔۔ کہ شکل انس پہ جا مد ہو وے اب تکفیر
شکست دی ہے تو نکو جو سومنات کے بیچ ۔۔۔ صدا نکلتی جرس سے ہے کیا ہے وہ تکبیر
اگرچہ فتح دکن بیچ جا کے اکبر نے ۔۔۔ لیا ہے بھاگ نگر اور قلعۂ آسیر
ہو ہیبت اسم کو تیرے اگر پڑھے کوئی ۔۔۔ کرے وہ ہند مین بیٹھا ستارونکو تسخیر
جو تیری ذات سے ہر نیک و بد نے پایا کام ۔۔۔ کیا درست سوا اوسکو مین کیا کرون تقریر
کہ جیسے اہل مذاہب نے جلد قرآن سے ۔۔۔ لکھی ہر ایک نے اپنے طریق پر تفسیر
غرض نہ خلق ہو دنیا مین آدمی تجھ سا ۔۔۔ کرین خو خاک کو آدم کے لاکھ بار خمیر
یہین اسطرح کے بشر کی کوئی ثنا تجھ سا ۔۔۔ اگر کرے تو وہ ہوتا ہے واجب التعزیر
اگرچہ مین یہ قصیدہ کہا تو ہے لیکن ۔۔۔ تری ثنا کی مصنف ہو یہ زبان تقصیر

حسن کلام میں ... کروں تو وان
وہ رہ سکے نہ صاحب ہنر رنگ ڈھنگ

آئینۂ سخن پہ معانی کے شکل کا
رکھتے ہیں جنکے لفظ تہ رنگ ٹ ڈھنگ

روشن ... ہے یہ نہ پھرین اپنے جسطرح
کہتے سخن کا وسوسہ تنگ ٹ ڈھنگ

صنعت میں شعر کی غزل بیچ بیت کا
کرتا ہے ان پہ قافیہ کو تنگ ٹ ڈھنگ

مجلو ... بحر معانی سے کام ہے
سمجھے سخن کو کیا کوئی خرچنگ ٹ ڈھنگ

یعنی شجاع الدولہ بہادر کے فیض کا
پہونچا ہے جسکے لاکھوں ہی فرسنگ ٹ ڈھنگ

کر اس غزل کو درکہ تیری جناب میں
داد اسکا چاہتا ہے پھر رنگ ٹ ڈھنگ

غزل

دیکھا جو دیر و کعبہ ہمسنگ ٹ ڈھنگ
کچھ ایک سا رکھیں ہیں ہم سنگ ٹ ڈھنگ

کرتا ہے ... جو پایا وہ ... نکلے بیچ
یاد وہ قرار لگے ہیں ہمسنگ ٹ ڈھنگ

کیا تجھ لب کے لعل کو نسبت کہ اسکی طرح
پہونچا سکے ہے کوئی ہم سنگ ٹ ڈھنگ

ساقی نے بھر کے جام زمرد کو یہ کہا
ہم بادہ اسمیں خوب ہے ہمسنگ ٹ ڈھنگ

... ہیں اسکوں در و دیوار باغ کا
رکھتا ہے یار بن غم و ہم سنگ ٹ ڈھنگ

بس مجلو مغتنم ہے کہ ایسے سخن کے بیچ
اتنا بھی دہر کا جو سکھو ڈھنگ رنگ ٹ ڈھنگ

تیری ... زبان ہے کہ جسپر ہے آن نطق
ہوں گلستان ... ہی پھر رنگ ٹ ڈھنگ

مطلع

قصیدہ در مدح نواب
وزیر الممالک ... زمان
شجاع الدولہ جلال الدین
حیدر بہادر ہزبر جنگ

۱۱۶

مرغ معنی کے اگر صید پہ اپنا ہو خیال | عرش پرواز ہو تو کھل نہ سکین اوسکے بال
نہ پہنچے طایر مضمون نظر انداز مرا | فکر عالی کی ہو شاہین میری اوڑان
آوے ہو شعر سخن پہ جو طبیعت میری | معنی پر پیچ عدم سے کرے ہین استقبال
کچھ مجھو تازہ مضامین کی نہین سعی تلاش | پھرتے ہین ناطقہ میرے سدا وہ دنبال
نشست و نشو و نما نہین الفاظ کو جس جا سے | ڈر دہ ہے اب گہر سامنے اوسکے وزلال
نور خورشید ہو شب گھر سے فلک کے زایل | نور معنی سے مری بیت کے ہو دور زوال
جس مین پرمین کر دون بیتہ کو مصرع موزون | وان بجز سر و نہ رویدگی نخل محال
جو زبان دان متتبع ہو زبان کا میری | چہرہ ہو نیکی فصیحی کو نہین اوس سے مجال
خامہ کہتا ہو مرا ہے جو فصاحت اکثیر | سو زبان کی ہو مری خادمہ بے زوال
یہ زبان مجھسے کی خامہ کو عطا کرتے ہین | مین سمجھتا ہون جو منشی ازل کا ہے مال
کرتے ہے مدح مین ایسے کی جسے تا باید | پرورش کرتے نہین گذرے کہ وہ مہر کی ہو مثال
یعنی نواب فلک تبہ شجاع الدولہ | قایم اوسکا ہے تا حشر یونہی جاہ و جلال
مطلع تازہ کرے خامہ قلم اب ایسا | کہ یہ از مطلع انوار کیا جاے خیال

مطلع

تمتا سے جبین بدر بھی ہوتا ہو ہلال | تسکہ یاں سجدے کے مشتاق ہین ارباب کمال

شعلہ وان خس کی [illegible]
کی جا پڑی دوست کا زبان [illegible]
پیا ہو [illegible]
[illegible]
[illegible] انسان پہ جو [illegible]
[illegible] خاکی نشین [illegible]
انسان ہے [illegible] عالم مین [illegible]
[illegible] بال بہار [illegible]
[illegible] جہان [illegible]

مفلسی کی پھیری سے [illegible]
[illegible]
پوچھتا ہین [illegible]
[illegible]

[illegible]

مشرق سے غرب تلک عجب شے ہے تیرے کا | دھاک ہے تیغ ہندی کی ہر تی ہتنال
اوسکی خونریز سے یون فوج عدو گھبرا گئی | جون ہم نو سے شرم سے پلٹتا ہو سال
کافر حربی و موذی و منافق ملحد | ایک ہی جو رنگ ہی چارونکا اسی استیصال
کیا بیان تجھسے کرون وصف سپر کا تیرے | سایہ مہر ثبوت ہے تیری پشت پہ ڈھال
شست انداز ہے تیرا وہ عدو کے جاتیر | دائم انگشت قضا جسکے ہی تیر کو ہی بہال
تیرے تیر تنگ کے جلوہ کے نہیں جو سیکھے | کہ وہ اوسکو تپہا زد حسن فن چال
پہونچ کیا وسکی جلا دیکھے نہیں ہم دیکھا | سالما گر وہ کرین وہ شمشے کا استعمال
دیکھے اوسپر جو تجھے وقت کماندار کے | ہے حیران تماشا کی طرح چشم غزال
تیری پیکر میں جو دیکھا ہے میں اوسکا جوہر | برق کے ابر وہ ہوا ہی نظر آئی تمثال
روز میدان وہ اگر فوج عدو پر کڑکے | بدتراز صاعقہ لائے صدا عدا پہ وبال
تیرے ہاتھی کا بیان تجھسے کرون میں لیکن | چھوٹا منہ او بڑی بات نہیں ویسکا قال
رفعت و شان بزرگی میں ہوا اوسکی | مرتفع جسکے سر وہ مہر سے ہو دین گھٹتا ال
اسطرح مستک نگین پہ ہے اوسکی گھنبا گ | جون فلک پہ شفق شام میں نکلو ہی ہلال
جلوہ گر ہین شب تجھ میں گویا دو شمع | حسن کو ہوا توں اوسکے جو کہا سینی سا
پایل تنا وہ چلے ہی کہ لے یا دکرا | بخشے وشقن سکے ہیں عمر ابد جسکی چال

ہو جام طمع کو قدح چشم سے ان کے | یا دیکھی مروت سے طلب سو سہ ننگ
اظہار کرین کو سے دین چشم ہین سر | وان اوٹھ کے نگین دوڑ نہ بیٹھا ہو جہان ننگ
او پھرتے ہوئے اونکے دل و دیدہ کی اطراف | نت مہر و وفا عار کرین شرم و حیا ننگ
جہان سے گرفت اتنی ہو یہ ما حضر اوپر | دل مرغ کے سینے پہ گویا باز کا ہی چنگ
ہے لنے غلط چاہیے صہبا ی ز زحم | شیشے کا او نہونکے ہی ٹھکانا جگر سنگ
دنیا ہین توقع نہین انسان کو بسوے | چھٹا وسکی وزیراب ہی جسے ہند کا اور نک
کیا منہ ہرا اور کیا لب لہجہ ہی کہ اوسکا | لون نام مفصل نہین آ داب کا یہ ڈھنگ
اس بحر ہین وہ نام بزرگ آوی سو کیونکہ | چلو ہین سمندر نہین آتا ہی کسی ننگ
ان بیتون کے ہر حرف سر مصرع نظر کر | جو اسم شریف اوسکے سمجھنے کا ہی آہنگ
شمہ جو بیان کیجے انصاف کا اوسکے | جو خوبی ہے دنیا ہین لگی اوسکو نہ با سنگ
الطاف و کرم کا جو شمار اوسکے کرو تین | عاری رہین امواج کو لنگر یا ب لنگ
انصاف یہ اب عہد ہین اوسکی ہو کہ فریاد | لا نہ لبون تک کوئی غیر از جرس زنگ
دیکھا نہ یہ ہین حوصلہ جز اوسکے بشر کا | وسعت بھی زمانیکی حضور اوسکو ہو تنگ
فضل اوسکے تین بخشش کنکر سے ہین کمتر | ہمت کا جہان بیچ سہلا سکا ہی یہ ڈھنگ
باز و کا اوسے زور شہ ہند کا کیجے | ہیبت بجہان اوسکے بہر صاحب اورنگ

مطلع ثانی

کچھ وصف شجاعت میں کہا مطلع ثانی

دل میں سمجھ سے غائب کرم اب ہو بہت تنگ

قطعہ

۱۱۸

[illegible]

کھینچا ہی زبس سر بفلک عدل نے تیرے
میزان کیطرف دیکھ کہ ذرہ نہین پاسنگ

آتش رہی یون آب مین انصاف سے تیرے
آئینے مین جس شکل ہو عکس رخ گلرنگ

تجھ چشم کا ہی نرگس شہلا چمنستان
پاتا ہون مروت کو تئین اونمین بصد ننگ

دل بھر نہ گیا شیوۂ احسان سے تیرے
خالی ہو کوئی دُر عدن سے جو بہ نیرنگ

پس جو کوئی تجھسا ہو تنا اوسکی ہو مجھسے
ہرگز نہ اسے پاؤ کبھی مجھ مین ہین یہ ڈھنگ

جس مرتبہ مین تجکو سمجھتا ہون ممدوح
یہ مدح تو وان جا رہے مدلح سو ہی ننگ

سمجھنے سخن واقعی مین عرض کیے ہین
خواہ اونکو گہر سمجھے تو اب خواہ انہین سنگ

سودا نہ چل اب آگی کہ یہ جاے ادب ہے
کر قطع سخن کا تو دعائیہ پہ آہنگ

قبضے مین ترے قوت شمشیر سے تیرے
لے شام سے تا روم رہی روم سے تا زنگ

پرواز ہما جب ہو سوے اوج سعادت
شہباز کا طالع کی ترے اوسپہ رہی چنگ

در مدح نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر ہزبر جنگ

خون مرے دلمین نہین تشنہ ہی گویا تیرا ناز
شرم سے خو کی تری پہونچی ہو آتش بگداز

گردش پہران آنکھونکی بلا گردان ہے
بخت برگشتہ کا مژگان کے تصدق انداز

جنبش لب سخن آبروے چشمۂ خضر
دم عیسی کیلیے موج تبسم دمساز

[illegible]

کسطرح سے یہ ستم جا ہیگا انصاف اسکو | استخوان کو ہو جسے جور ترا تو تیا ساز
دہر مین داور مطلق ہو اب جسکی جناب | اور اپنا ہو جہا نمین ہی سبھون سے ممتاز
یعنی ہو سوم بہ نواب شجاع الدولہ | ذات سے جسکے زمانیکو ہی فخر یہ و ناز
کیا بیان اوسکی عدالت کا زبان پر لاؤ | سحر ہو صولت عدل اوسکے تئین کراعجاز
بازو کنجشک کی کھینچے جو مصور تصویر | رعب کنجشک سے پرواز کرے صورت باز
پیش خس تاب نہ آتش کو ہجز جا ہشتی | نہ یہ طاقت کہ زبان اپنی کرے شعلہ دراز
عدل جسکا یہ ہو لازم ہی کہ اب اوسکی حضور | جاؤن اس مطلع ثانی کے بین کرنیکو نیاز

مطلع ثانی

دُر نہو قطرۂ نیسان اسے بحر سخا کے ممتاز | گر ترا دست کرم ابر سے ہو وے نا ساز
ہمت عام نے تیری یہ جہان اپنا کو | ہاتھ پھیلا نیسے باہم کے رکھا یا تنک باز
سیر چشمی ہو اب اتنی کہ کسی باغ کی بیچ | شاخ مانا نہ پڑے نخل کے با دست دراز
یہ مسلم ہی کہ دہر یہ کہ آفاق کے بیچ | زندگی بخشی مسیحا کا ہے لاتنک اعجاز
لیکن انجام کو پہونچا ہی تو کا شفا | مفلسی کی جو مرض کا ہو کسیکو آغاز
عہد مین اپنی شجاعو نکی وہ اشجع ہے تو | کہ ہنر کو ہو تجھ دل کے شجاعت پہ نیاز
نعرۂ قہر کو تیرے جو سنے رو بہ تن | استخوان اونکی طرح شمع کی ہو جا ئین گداز

ایضاً قصیدہ در تعریف تیر و کمان و صفائی شست

[illegible]

او کے رہجاسے جہان و سکے تگا پو کی گرد
کیا کرون وصف تری فیل فلک پیکر کا
یون ہماوت کی ہی اوس مستک رنگین پہ
حسن ہین سیاہ قلم کی ہی وہ تصویر اس
اسطرح دانتو ہین خرطوم ہی اوسکے جیسے
پایل ایسا کہ عجب کیا ہے بوقت رفتار
بے نکان پیڑے ہی دریا ہین وہ اسصور
اسقدر ہے وہ دلاور کہ بروز ہیجا
لاکھ گر توپ دغے اوسکے محاذی تو وہ
عرض اس نظم سے تو یہ نہ سمجھیو ممدوح
خلعت و اسپ گر تیرے نہ آگے کچھ چیز
ہو تصدق جو سفر میری خاطر اوسمین
بہر پوشش مجھے ملتا ہی وہ جامہ جس کا
مجھکو کچھ کام نہین تو مجھے جو چاہی رکھ
مطلب اس سے یہ جو سودا ہی ترا پیر غلام

طائر وہم کو پہونچا ہی نہ واں تک پرواز
تا بلند اپنی زبان سے نہ سخن ہو آغاز
ماہ نو جون شفق شام مین ہو جلوہ طراز
خانہ صنعت حق کی نظر آوی پروانہ
موہم ہے کی ہون کوتاہ دن و رات دراز
سایہ اپنے کو رکھے ہر ہی اپنے سے باز
رشک کھاتی ہین جسے دیکھ سواران حجاز
استقامت کر ہو اوسکی جگر کوہ گداز
سمجھے پشہ کی طنین اونکی دغا ہین آواز
کہ طمع پر تیرے مداح کی ہو عرض نیاز
نہ وہ ہین ایسے تجھ پاس کرون ست دیانہ
تنکین شیرین کو ہو ذائقہ سے سیر سباز
دامن آلودہ کی گو حرص رہتا ہے باز
مین ہون بندہ ترا اور تو ہو مرا بندہ نواز
اور کیا ہو سکے جز یہ کہ دعا بعد نماز

[illegible]

اینک گمان کرے جو تو عزم شکار صبح
ہرگز رکھے ہوا مین نہ طائر کا نام تیر

اڑتے کہین نہ دیکھ سکے ملک ہند سے
جز اپنے ایک پرند کو تا روم و شام تیر

سودا کی یہ دعا ہے کہ تیرے مراد کا
بیٹھا کرے نشانے پہ یارب مدام تیر

در مدح نواب وزیر الممالک جلال الدین حیدر شجاع الدولہ بہادر ہزبر جنگ و در فتح کردن بحافظ رحمت خان

آیا عمل مین تیغ سے تیرے وہ کارزار
دیکھا جسے نہ ترک فلک نے بروزگار

بے سر ہوئے ہین آج یہ سرکش کہ مہال
خاک اونکی پہ ہو تو نہ ثمر لاوے شاخسار

سر جنگ اسطرح کی نہ کھائی کہ تا بہ حشر
مدفون ہون جس مین یہ تو وان اوٹھسکے غبار

آتش غضب کی تونے یہ اونکی فسردہ کی
تن مین نہین ہے قطرۂ خون صورت شرار

نام اوسکا تیری تیغ نے معدوم یہ کیا
نہ عفو کر سکے ہے نہ خان الغ کوہسار

اک خم تھا دل جو انکا پر از بادۂ غرور
ہین اوسمین کر دیا نمک تیغ آبدار

تھا عزم یہ ہر ایک کا دینگے بیٹھ ہم
تانون کو کھینچ کھینچ کے قلقاری مار یار

آئے تھے وہ چنانچہ اسیطرح روز جنگ
پایا تھا جون وو تمین خیال اونکے تو فرار

گانے بجاتے ناچتے اور کودتے ہوئے
سایہ مین جھنڈیون کے صفین باندھ بیشمار

محبوب در نسبت و لطافت تھی یکطرف
لیکن اونھونکو آدمی کہیے کہ دیو دو
ایدھر سے بان و رہکلہ و توپ متصل
بڑھ بڑھ کے آخرش وہ لگے توپین داغنے
لیکن مین تجھسے کیا کہون اے یار اسگھڑی
تھی کرتیان تلنگون کی مانند لالہ زار
توپین جو داغتے تھے فتیلوسے آن آن
بجنال مثل عدسے کرتے تھی دمبدم
بارود و گولہ توپ مین تھا یا وہ باد تھی
فرصت کسو نے اتنی نپائی کہ وہ کرے
ہر ایک جا یہی نظر آیا ہر ایک کو
اوڑتے تھے یون پیادہ کہ تو دیکھو کوئی
تھے ہاتھیو پہ بیٹھے جو حافظ کی ہمنشین
وہ بھاگے اسطرح کہ یہ گنتی تھی اونکو خلق
فی الحقیقت جو اس تھے نہ بھاگنے کا ہوش

یکسو تھا میر سید علی مستعد کار
اونکا قدم دغا مین یہ پایا ہم استوار
پڑتی تھی وہ پڑھنی ہی آتی تھی سرگذار
اوس پلے پہ جہان سو جرار کے ہو وار
دکھلائی تھی اجل نے عجب طرح کی بہار
تھا وہ دو توپ پر سیاہ تلنگ بار
زنجک مثال برق چمکتی تھی بار بار
آواز شتر نال تھی طاؤس کی جھنکار
جنتے کہ قوم ہما واوڑائے تھے جون غبار
بندوق و تیر و تیغ سے جا او نہین کا زار
گھوڑا ادھر جو تڑپے ہے او وہ ادھر پڑا سوار
تداف کا کما نچہ جیسے جون وہ ہو انتشار
ساتھ اوسکے ہم پیالہ و با ہم نوالہ خوار
بھاگا کا وہ دیکھو جا سکے ہو میدان سے کو سوار
نے سوچ ہر نیکا ہی نہ جینے کا کچھ بچار

خلق کو اسقدر ہے استغنا | نہین ممکن کہ وہ بیان ہووے
رہرو آگے اگر پڑا ہو گہر | دور ٹھوکر سے گردان ہووے
کبھو دیکھا نہ یون کہ زر بے قدر | اسقدر زیر آسمان ہووے
رہ نوردونکی نظر وہان اکسیر | بدتر از گرد کاروان ہووے
در گنجینہ پہ نہین اب رسم | کنجی اور قفل پاسبان ہووے
مستول یہ خلق ہے جس کی | قاصر اب کہنے مین زبان ہووے
جوگدا روز و شب کہ سائل تہا | چاہیے رشک خسروان ہووے
درہ دروازہ یون ہے اب کسکا | کہ نہ وان پیل و پیلبان ہووے
کون ہے جسکے تازی و بختی | نہ پھر اکتا بزیر ران ہووے
نہین پرین کسکے اب وہ لباس | کہ نہ قیمت مین جو گران ہووے
نہ کوئی باندہے جسبتلک ہتیار | نہ طلا یا نہ تہ نشان ہووے
خوان نعمت نہین ہے ایک کا یون | جس پہ تا سو نہ میہمان ہووے
عیش و عشرت سے ہے سدا و ساز | پیر ہوکو ئی یا جوان ہووے
ہو جو کچھ جس کئے ہے اوسکی عطا | آصف الدولہ او رجہان ہووے
دیکھکر جسکو خلق یوں لے ہے | تو ہو اور عمر جاودان ہووے

بسکہ تیر انگاہ چشم قضا | اوسکو دیدار دشمنان ہووے
با وجود پیما تیز الغسالے اللہ | جلوہ گر آگے وہ جہان ہووے
زیر ران و یکھکر تڑپ اوسکی | خلق کا او سپہ یون گمان ہووے
کیا عجب ہے کہ برق کا شعلہ | اسکے ٹپے کے درمیان ہووے
صرصر اوسکے قدم کو پھر نہ لگے | ٹاپ گنتا وا وسکی گرعنان ہووے
جہد کرنے کا دلمین ہو جو خیال | مجھسے آگے تو کیا بیان ہووے
اوس جگہہ تک جہا نہین جسکا بعد | دور از وہم انس و جان ہووے
لاکھہ بار ایک پل کے عرصے مین | سپہ پہنچے جسجا سے پھر وہ وان ہووے
فوج کا تیری کرسکے نہ شمار | گو عطارد حساب دان ہووے
کثرت اوسکی ہی جبتو ہووے سوار | بسکہ پر گرد آسمان ہووے
آنکھین مل مل پھر ہووے نور | جیسے شیشہ ہبتا بدان ہووے
دود ہو یہ بلند توپون کا | آتش انگیز جب وہان ہووے
سقف حمام جس طرح ٹپکے | قطرہ زن چشم اختران ہووے
اوسکی آواز سے پدشت و کوہ | زلزلہ پہ جہان تہان ہووے
بلکہ دست جس طرح سیماب | حالت کوہ یون عیان ہووے

قصیدہ در مدح نواب آصف الدولہ وزیر الممالک

شامہ پیش از گیاہ کیا ہے جسے — ہو رقم سے یہ خوشدلی کا وفور
گر اسس امر پیچ کرتا ہے — اوس طرف انتقال ذہن شعور
کہ لکہا چاہتا ہے اوسکی مدح — خلق مین جسکے خلق ہی مشہور
یعنی نواب آصف الدولہ — ہو سلیمان پہونچکے جس تک مور
ہے توان بخش ناتوان کا وہ — شاہد اس کا ہے متفق جمہور
لیگیا پیل پیل کو پشہ — اوسکے آگے کیا جو باہم زور
شعلہ پیدا ہو جب تم اوسکی تیغ — ہووے خاک سیہ عدم مین فتور
اوسکی برش کا وصف کیا مین کرون — سخت اور نرم پہ یابین دستور
سخت پر جیسے نار صابن مین — نرم پر جون ہوا مین بال طیور
یاد مین اوسکے باندہے جو کمر — رن سے پہرے مظفر و منصور
مدح غائب دل ہے اپنا تنگ — ہو تک لے خامہ بار یاب حضور
وہ جو تیری کمان کی سیر ہے — کسکو اوسکے اوٹھانے کا مقدور
وصف شوخی مین باد پاکی ترے — کرتی ہے اب زبان برق قصور
ہے فرس کسکے زیر ران ایسا — جسکے جلوے کا ہووے یہ مذکور
کرگئے پل مین تمام روے زمین — سینہ باز نقش نعل ستور

ختم سودا کرے سخن بدعا	آمین سب بولین بندگان خدا
فضل سے حق کے تو بہ حشمت و جاہ	رہیے تا حشر خرم و مسرور

قصیدہ در مدح نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر رستم جنگ

سودا یہ جب جنون نے کیا خوب خو ترا	لائی گھر اوس طبیب کے ہی عقل جسکا نام
احوال اوسکا دیکھ کے کہنے لگا طبیب	اب فصد و مسہل اوسکے لیے ہی مفید تام
کہنے لگا سن اوسکو وہ دیوانہ در جواب	مجھ مین لہو کہان یہ ترا ہے خیال خام
جو کچھ کہ میرے تن مین لہو تھا سو اوسکی سیال	عامل نے خیرآباد کے پی کر کیا تمام
مسہل طلب کرے ہی غذا کی زیادتی	مجکو تو ماہ عید بھی گذرا ہے صیام
کیا سودا اس علاج سے کہ اوسکے تا سوال	تا اپنی مین دوا کرون اب کرکے قرض وام
تب ون نے یون کہا کہ بتا دون مین علاج	اس درد سے تو پاکے شفا ہو جو شاد کام
ہو سکے حضور عرض یہ کر جسکے سایہ مین	مور ضعیف پیل سے لے اپنا انتقام

سنتے ہی یہ نوید قصیدہ برائے نذر
لیکر اب اس جناب مین حاضر ہو غلام

پہونچا نہ اوسکا سایہ بھی وسکے قدم تلک — تا اوسکے تونے رومین عنانکو لیا نہ تھام

اعدا سلیے بدخصال کی تنبیہ کیلیے — اوس قوش کی پشت پہ تیرا ہو جب قیام

ہو طرفہ کنان ترا اقبال پیش پیش — نصرت کرے جلو تری فوج اہتمام

کچھ کم نہین جہان مین سلیمان سے تیرا جاہ — گو اسنے آصف دولہ ہے تیرا نام

تو وہ وزیر ہند کہ حیران ہو رہین — شاہان عصر دیکھ کے تیرا احتشام

مطبخ کا ایک چمچ ترے گر بیان کرون — اوس ذکر کو کفاف نہو صد زبان کلام

فیض اوسکا اسقدر ہی جو اسکو ہین ریختہ چکہر — خوان کرم پہ اپنے وہ دیتے ہین صلاے عام

رتبہ ترا ہے وہ جو کرے قصد اودھر کو وہم — پہونچے نہ ماندگی سے بیک کوچ دو مقام

ذرہ کرے ہو خاک کا اوسکے فلک بناز — جس رہگزر مین پہ سیر کرتا ہی تو خرام

تجھسے کسی کی کوئی مدح و ثنا تجھسے ہو سکے — مین کیا ہون کیا زبان مری اور کیا مرا کلام

اس نظم سے غرض ہی مجھے عرض مدعا — مقصد مرا قلیل ہی پہونچے بانصرام

اپنی تری جناب مین اتنی ہی عرض ہے — کس کسکا ملتجی ہون کہا کر ترا غلام

انصاف ہو کہ ہو وہ عطا اس جناب کی — اور اونکی مین سماجت و منت کرون مدام

دیہات جو ہین مصرف مطبخ کے اوسمین سے — اوس نقدی کے عوض ہو مجھکو صحناک طعام

اے گنج بخش خلق مرا ہے جو مدعا — گر بار و احضور ترے کسقدر ہے کام

در مدح نواب وزیر الممالک آصف الدولہ بہادر رستم جنگ

ہاتھ سوفار تک نہ پہونچے کبھو — اگرے پھر عمر ہاں کوئی جو کھدنت

زہرۂ برق آب ہو جاوے — تیرے توسن کی گر سُنے کڑکنت

وہم آسا ہے اوس پری وش کی — شرق سے تا بہ غرب ایک ڈپٹنت

بیشۂ عدل مین ترے ہر موش — سامنے بیر کے رہے چو ونت

کوئی کیسا ہی ہو قوی اوس سے — نہین دل کو ضعیف کے دکہنت

وہ بھی روباہ جسکو ہو جرأت — سمجھے ہو شیر کو ہے کیا گھمنت

حلم کا بار گر نہو تیرا — ارض تشکل سما رہے نہ جنبنت

دست زر بخش کا ترے خورشید — ڈھونڈھے پھر عمر تو نپاوے رانت

آگے سائل کے نو کرے بر مین — اشرفی اور روپے کی یون کھڑنت

جلوہ و نظرہ مین اسطرح دیوے — جون فلک پر ہو تارونکی چھٹکنت

ختم سودا دعا پہ کرتا ہے — وصف کا تیرے کون پاوے اونت

ہے نواب آصف الدولہ — دل سے تیرے خوشی کو نت لپٹنت

حال یون روسیہ عدو کا ہو — جاہ و دولت کی تیرے دیکھ پڑھنت

پھرکے جون حمل مین آپ نے

شب کو آفاق بین گئے ہو گھٹنت

کوئی تو سیم کوئی زر کوئی گہر کوئی لعل
ہر ایک ہو تیرے اندر زبان پہ ہمیوال

ہوا ہو بندہ بھی حاضر درِ سخن لیکر
پئے حصول سعادت بدرگہ اقبال

اگرچہ تو ہے سمی بہ آصف الدولہ
ترا فزود سلیمان سے بھی ہو جاہ و جلال

تری تجلی طالع ہے کہ چرخ اوپر
غلام داغی ہو اختر کا تیرے بدر کمال

علو جاہ کی آگے ترے نہیں کچھ قدر
کسو طرح کا کوئی نذر یان کرے زر و مال

مگر یہ نذر ہے شایان اس آستانے کی
نشاط عید جو لایا ہے غرۂ شوال

یہی جناب میں حق کی دعا ہے سودا کی
جہان ہو جب تئین ای ہے قبلۂ آمال

رہے محبون پہ سایہ ترا سپہر کی طرح
سدا بجون عدو تیغ جون شفق مین ہلال

قصیدہ در مدح حکیم میر محمد کاظم

علم ظنی ہو طبابت تو یہ سن رکھ ہمدم
متفق اسپہ اطبا ہین جہا نہین باہم

قاعدہ فن طبابت کا بیان تجھسے کرون
فہم کی گوش جو اپنی تو نہ رکھتا ہو اصم

کام اس فن مین کچھ سب ہی تشخیص مرض
یہ نہو سمجھین تو پھر سیف سمجھ اوسکی قلم

فی الحقیقت ہی اطبا مین وہی شخص طبیب
جو کما ینبغی ان چیزون کا ہووے عالم

جنبش نبض سے اور لون سے قارورہ کے
ہو وئی فی الفور جسے اصل مرض مستفہم

نسخہ رمیز نہیں نقش سے عالم کے کم ۔ گر مرض جن ہو تو اوسکا نہ کہیں ٹھہرے قدم

یہ عجب کیا ہو جو اچھا کرے وہ موتی کو ۔ ناسے ہین اوسکے قلم کے ہو مسیحا کا دم

چلتی ہو عہد مین اوسکے رہ ہر شہر و دیار ۔ ہو جو مسدود جہا نہین تو رہ شہر عدم

گھر تک آئے کرے پیدا وہ خواص تریاق ۔ اوسکے کوچہ سے بھرے باندھ جو لائے سم

بولین ہین جسکو کہ تشخیص وکہین ہین تدبیر ۔ دو کنیزین ہین گھر اوسکے ہین بیدام و درم

ہوش اس فن مین تو یہ ہو یہ حواس خمسہ ۔ ہین نصیبونکی علاج اپنے ہین درہم برہم

عہد مین اوسکے ہو وہ خوان کرم جسکے پہ ۔ ریزہ چین ہند مین ہو لاکھ طرح کا عالم

اسم پاک اوسکا ہو نواب شجاع الدولہ ۔ منبع جود و سخا یعنی وزیر اعظم

قصیدہ در مدح نواب سرفراز الدولہ حسن رضا خان بہادر

صبح عید ہوا اور یہ سخن ہو شہرۂ عام ۔ حلال دختر رز بے نکاح روزہ حرام

پھرا ہے آج منبصو بادہ خواران چرخ ۔ ہوا اب بروی زمین دور دور ساقی و جام

بیٹھ گاہ جہان خوش ہو خرمی نے آج ۔ لگے بدل بمباحت مناہی کے احکام

معانقہ بجان آج سے پرستونکی ۔ کرے ہو محتسب آکر بانبساط تمام

[illegible]

اوسکی عید مبارک کا ہو نگر یہ سبب ۔ جس افتخار زمان کا حسن رضا خان نام

رہو وہ خان رفیع المکان عالی قدر ۔ رہو وہ خان فلک مرتبت ذوی الاکرام

کہ جسکی ذات فیوضات سے کہاں ہی بہرے ۔ جہانمین صاحب فرزند ما ورایام

بہو نچکے ہو ورد و لشر انکا اوسکے ۔ وہ کامیاب جو ہو سرنوشت کا ناکام

جو وہ کیا نہ کرے دستگیری بخت رسا ۔ قدم کا ایک اوس سرزمین تہ ہو نہ ثبات

ہم چشم کان مروت دل اوسکا معدن جود ۔ وفا مرکرم و جود دست فیض مدام

ہو خلق واسطے خلقت کے گویا اوسکو خلق ۔ حیا و شرم ہوئی ختم اوسپہ حلم تمام

وہ اوسکا خوان نعم ہو کہ جسکے مطبخ مین ۔ صدا کھٹکنے کی ہو دیگ کی صدا انعام

یہ قصد خامہ ہوا اوسکی مدح غائب سے ۔ اگرے یہ مطلع انور حضور مین ارقام

مطلع

ترا وہ عدل ہے اے ملجأ تمام انام ۔ کہ باز بچہ نکالے ہو سب کے تخم حمام

کرے نظر جو سوی صید عہد مین تیرے ۔ جو کور دیدۂ صیاد شکل دیدۂ دام

بروز جمعہ سدا ہاتھ لے کے ناخنگیر ۔ پھری ہو شیر کو بیشے مین ڈھونڈھتا حجام

اسی امید پہ تا قصر کرے ناخن شیر ۔ برائے ہیکل اطفال دیکے لے انعام

بیان ہو کب ترا انصاف عدل کا یہ کرے ۔ یہ معدلت کا تری جزر ہی سو بہونچا کام

۱۳۲۰

قصیدہ در مدح سرفراز الدولہ حسن رضا خان بہادر

نہ عدل و عمل کا تیری صفت ہو کچھ مجھے / کہ رفعت شان تیری پردہ ہی خوش فرجام
سوائے وصف کا تیرے مجھے نہ بھاوے کچھ / خدا ہمیشہ رکھے اوسکو باعز و اکرام
مرا ہمیشہ یہ مقصد بدل نہفتہ ہے / رہین بحلقۂ طاعت یہ بندگان و غلام
تیرے مخالف مذہب ان کیسے ہی جلدی / یہ سمجھو کہ انھونکا بخیر ہو انجام
خدا کو اونکی عبادت ہے یہی منظور / ثواب و زجر آدمی اونکا بہتر ہے کام
ہو اسقدر تیرا آلودگی سے دامن پاک / کرین طواف حرم اوسکو باندھکر احرام
یقین ہو کہ وہ ہمسے تین کہ نزد خدا / نہین جو دوست ترا ہو وہ دشمن اسلام
بس اب جہا نہین کوئی ہو جو تجھسے کا بدخواہ / ہے زہر مرگ حلال و پیہ تنہہ ذلیست حرام
ہمیشہ حق کیطرف سے وہ مورد لعنت / زبان خلق سے دائم ہے مورد دشنام
عروس دولت دنیا نے کار خیر اپنا / کیا ہو تجھپہ ہو عاشق باشتیاق تمام
اگر ہزار طلاق اوسکو دیوے تو لیکن / نجاویگی تیرے در سے بتا بروز قیام
غرض کہ اسلیے تیری یہ مین نہین کی مدح / کرچاہون تجھسے مین اسکے صلے مین انعام
عوض مین اسکے صلہ کے کرو نہین تجھسے عرض / قبول ہو جو مرا حرف اے ذوی الاکرام
مجھے تو گوشۂ خاطر مین اپنے دو جاگہ / کہ تا بسر کرون لیل و نہار باآرام
کرے ہے ختم دعائیہ پر سخن سودا / ادب سے دور ہے خدمت مین تیری طول کلام

[illegible]

قصیدہ در مدح نواب سیف الدولہ احمد علی خان بہادر پسر سید صلابت خان

دیا ہو قوت اعضا نی دلکو بیرے جواب ۔۔۔ سبب ضعیفی کی طاقت ہوئی ہو سیری طاق

سپہ گری بہین تو گذرا شباب کا عالم ۔۔۔ نہین وہ عمر کہ اب آؤ نہین بکار سیاق

جو باندھون اسپہ کمر اب تو بندھی اسطرح ۔۔۔ کہ جو کمان کا قبضہ بندھو مقابل فاق

جو دست دیا ہین تیغ اسکے رہی نہ اطاقت ۔۔۔ لیا ہین فن سخن کھو لکر کمر سے براق

سو اب بہین تیغ زبانسے لڑون ہون سخت کلیسا ۔۔۔ ہون فتحیاب دکی جو ہوے تیری نفاق

سلامتی بہن تو اپنے روانہ رکھ مجھیسے ۔۔۔ ذلیل و خوار ہیو نہین سحجیثم اہل نفاق

پھر اکر و نہین لیے منت استخوان اپنے ۔۔۔ سپانہ ہین سبب عال زیر کہنہ رواق

سو اب تو اس سے بھی نوبت گذر گئی ہو مگر ۔۔۔ گلے ہین کرتہ بپا کفش ہاتھ ہین ہو چاق

پسر و تجکو ہو سر رشتہ سبا کی حرمت کا ۔۔۔ کیا ہی اتنی وہ مخلوق کا ہو جو خلاق

سو طالب اتنی ہین حرمت کا اب نہین حسب ۔۔۔ کرون معاش بسر اپنا ہین ہہ علم و طراق

عوض ہین دی مجھو اس نقد یکر اسیا گانون ۔۔۔ بسر ہو عمر مری جس سے زیر کہنہ رواق

نہ ایسا گانون کہ جس بر ٹے دستر خوان ۔۔۔ ہزار طرح کی نعمت ہو نان و نمک وفاق

نہ شکل نور علیخان ہون کھا کی ہین فرید ۔۔۔ نہ سو کھکر ہون طرح میز ا رشیع کی قاق

بنات و وال ہین سازش کم ایک گوشہ ہین ۔۔۔ مدام مدح ہین تیری لکھا کرون اوراق

دعا پہ ختم کر سے ہے یہ عرض منظوم ۔۔۔ ہو اسقدر با ینہین سو دا جو فن شعر ہین طاق

معمول سے زیادہ مفید ہون انکی سال
جس طرح چاہیے کرین اس فوج کا سنگار

بس بلکار لالہ خودرو سے یہ کہین
رنگین شتاب مستک فیلان کو سنوار

وگلے ہزار رنگ کے پہنا دین ابر کو
موج ہوا تلک ہو زرہ پوش انکی بار

تقسیم کردین فوج غنچون مین جلد ہین
دین وہ بنے رسالہ گل ہو امیدوار

کہدین کہ چار سے گلشن کی صحن باغ
چار آئینہ کو بیچ کے رہین مستعد کار

بارود گولی پیر مغان میکدہ کے بیچ
رکھین نہ اب سوائے کمر کیسہ زینہار

بندوقین یہ شیشون کے بھر بھر کے بھیجے
آکر شتاب صحن چمن مین کرین نثار

جتنے ہین ذی نوا رجہان بیچ اب کرین
پیشہ وہ کرنا ہے بجانے کا اختیار

باور اگر نہین تو اسے آن دیکھ لو
پایا ہے امر مطلع ترے نے اشتہار

ترکش لگا کے دینے کو تسبیح بہار
گلگون پہ اپنے ترک ہزارا ہو اسوار

لازم ہے تجکو بیچے شراب طرب کا جام
گرمرے تو سیر گلستان کر انکی بار

یک نگرہ بین نہین کہ جہان اب تبسم ہے
کرتا نہو وے کھینچ کے شمشیر آبدار

غصے سے سر کٹے مرتے ہین کہ موج
گرداب ڈھال و کے ہو مار و جب کنار

بن خود ایکدم نہین بہتا حباب
ڈالے رہو ہو منہ پہ چلم سنگ آبشار

۱۳۵

از سایہ ہاے بید مولہ ہر طرف
تنرک صبا کو ہو مرا نتر باز گشت
خالی سمجھ کے ہاتھ کو اپنے ہر ایک شم
دامن کو باندھ باندھ ہوئی مستعد سفر
ایسا نہو کہ طعن کرین ہمکو بلبلان
نرگس کو با وجود ہو بیماری شدید
لاکارتی ہو یہ کہ دو بیتیان ہو جو کوئی
گھر کے ہر درخت کیون سنگترہ کا نخل
لیکن تو دیکھیو کہ خدا وہ گھڑی کرے
کولون کے ہر درخت کو غصے نے اندلون
ولیمن غرض ہر ایک نے ہین کیا نکرون
نکلین سپاہی دانہ نشتر کچھ عجب نہین
القصہ آج پیک صبا نے ہین صبح دم
قتل خزان پہ مستعد اتنا کہ جس لیے
ایسا تو اس سے آج تک کچھ نہیں ہوا

وارد زمین کمان سے یہ تو ز در کنار
ہو پشت پر حریف تو نکلے جگر سے پار
مانگے ہو برگ بید سے خنجر کو ہر چہار
قمری ہر ایک کہتی ہو یون نعرہ مار مار
لڑ بو قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار
شمشیر چمن ہین آن کے وہ ناتوان زار
تالی تو باری آن کے سر پے عصا و کار
کہتا ہو گرچہ ہاتھ مین شیشہ ہے سر کے پار
کنتون کا سر ہین توڑ دونگا پتھر ہی مار مار
کچھ آگ سی لگا دے ہو کچھ تم اعتبار
پایا ہو آتش غضب کین نے یہ قرار
دینے اگر انار کو پنجہ مین سلے فشار
پوچھا کہ سن تو کس لیے خاور کا تاجدار
کی جمع فوج قاہرہ اتنی کہ بے شمار
ہان امر سلطنت کا تر الا ہو اختیار

ولیسے نہ تیرے نام سے گلشن میں گر بہار
پھولوں کو آب رنگ کا لینا ہو ناگوار

تیری سخا کے باد سوا خاک پر نہال
بنتا ہے باغبان تو ثمر سے نہ نا خسار

ناخن بغیر غنچے نکے کا نخطش کھل سکیں
تیری سخا جو باد سحر کی ہووے یار

بیگانہ سحاب میں کرم سے ترے نہیں
کوئی شکستہ حال بجز تو بہ شمار

برسا ترا سحاب کرم یاں نہیں کہ آب
ہوتا ہی رنگ آتش یاقوت آبدار

جو کچھ کہا میں اسکو خوشامد نہ بوجھیو
یاں ارث ہی شجاع و سخی ہونیکا شعار

داد اترے کا دست کرم کیا بیاں کروں
سائل کو ناں خادے کی دستی گی قطار

رکھیو اب آگے مطلع تازہ پہ گوش جاں
خورشید کی ثنا کوئی کرتا ہے ذرہ وار

مطلع

موج گہر سپہر سے اودھر کرے گذار
گر اپنی ابر فیض سے آنا کہے بہار

اور اوسکے پوچھنے ہو شجاعت میں رکھو
اژدر کی چیری جبڑی کہ جیتا یہ شیر خوار

یکدم جو اوسکی تیغ کی برش زراہ سہو
دلمیں اگر خیال کرے اپنے کوہسار

اجزا منجمد ہیں جمادات کے سبب
پا جاویں جوں جوں جہاں میں انتشار

جس تو دے پر کہ تیر قضا گر کارنہو
خاکی کو اپنے اوسیں سو پھوٹے ہو ذرہ وار

تیری ہی تیغ و تیر کی دہشت ہو یا تپاک
تا وحش و طیر نے کی سلح پوشی اختیار

[illegible]

اس عرصہ میں پھر آئے کہ شاید گھبرایا — گر چھپنے میں لعل سو اوسکی جھڑی سرار
پھر ہو میں سیٹی نکالا کہ تو ہو خلام — میدانکے روز تجھسے جو ہو جا تجھ کو جار
ویسے اوسے تو اسپہ لوجا تا وہ لون ر — اوڑجا سو باد تند کے آگے سو جون غبار
دشمن کی تیجے جا کی ہین کیا بیان کرون — جسکے تئین نہ وہم فلک کر سکے حصار
ہوتا نہ رنگ اطلس گردون جو یا کی — خیمہ کے استر و نکا ترے تھا یہ جا بدار
شبنم گلستان کے تئین بھی ہے اوچھے — دو کرنے پہر کر تو نہ بیتی وہ استوار
ستی پھر وسہ بھی خوب ہی کچھ باد بیسہ کو — پھر مندرون ہین ریشون آتش کہ بیشمار
لیکن مگر خطوط شعاعی کرا سیپن — بیٹھے طنابین سو کہنا یہ پود و تار
سرکار عالم فلکی ہین تو کچھ سہی ہین — پیچون کیو اسطے ہین زمین پر یہ کوہسار
قالی کا اوسکے فرش کا اتنا ہی عرض و طول — صد فصل گل نہ ہو سکین جسکے نمونہ دار
جتنا ہی سطح روئے زمین اوسپہ گرد سے — جس فصل میں بچھاؤ تو ہو موسم بہار
جس آن تو قدم رکھے اوسپر آتشین — کھل جاے دیکھتے ہی تجھے چشم روزگار
اور ہو ویگا بھی یون ہی خاطر کر جمع رکھ — صدقے ترے پچیس کے تیار دار روزگار
سو دا کرو ہو عرض کہ تجھے خزانہ سے — پھر پھیر ہی لینا ہے تجھکو زر عیار
الغرض اس قصیدہ کا آگے اوسیہ صلہ — اوسکے تئین خطاب ہو ورنہ مہیا ہار

[illegible]

بیٹھے وہ سیف دولہ بہادر کہ جس سوا / پایا نہ کوئی لطف و کرم کا کہیں وہ ڈھنگ
ہمت کی عظم و شان کو جسکے ورے تیم / اتنا وہ موج بحر تلک بخشتا ہے سنگ
نواب بیچ حاضر و غائب اگر تری / پیسے نہ جو زبان ہی وہ گویا دہن میں سنگ
بیٹھے سے اوسکے اصل سے نکالے گر ستم / تجھ مزرع کرم سے جیئے دانہ گر کلنگ
جس وقت کیطرف ہو تری بیکسانہ ہر / اے بوستان چشم مروت کے آب و رنگ
پائے عزالہ دام میں وان بند ہو اگر / ناخن سے اپنے کھول لے جا کر کے پلنگ
حکم صلاح سے تیرے اے صلح زمان / عو دواب استفعہ وہ ضیا نت ہے سنگ
ہو کشمکش شراب کو جب تیرے نظر / جس وقت دیکھیے تو ہو خندہ لب بیچ تنگ
سیدین کیا بیان کروں تیری کمانداروں / سینہ عدو کا توڑ کے نکلے ہے جب خدنگ
بیٹھے زمین پر تو اوسے پھر نہ پایئے / اکسو کھڑ کر سن تلک کھینچیئے سرنگ
خلقت کا بحر و بر کے بہت ہے یہ حال / شمشیر گر علم کرے اپنی تو روز جنگ
مانگے پناہ پیٹھ سے اوس آن فیل مست / سے جا سے آب ہو کے وہیں زہرہ نہنگ
لیے ندی جفا کی برش اوسکے تیغ کی / باقی کسو ہی طرح سے ضار کے ولیں رنگ
گر پشت آسمان پہ وہ آ کے ڈھیر حکم / ہو حرف و التیام فلک کے کے درنگ
ہے دل کو یہ یقین کہ ہنگام کارزار / رو دیں شتر کے صف پہ اگر ڈانٹ کر ترنگ

قصیدہ

قصیدہ در مدح نواب احمد علی خان سیف الدولہ پسر سید صلابت خان بہادر

ہے سخن سنج اک جوان متین — فخر صائب جو وہ کرے تحسین
رات جا کر میں اوسکی خدمت میں — اوسے دیکھا تو تھا نپٹ غمگین
میں جو پوچھا سبب کہا مت پوچھ — جنت کرنا کسی کا خوب نہیں
نہ کچھ اس سے حصول دنیا کا — نہ کچھ اس سے برآوے مطلب دین
لیکن اے یار تجھسے کہتا ہوں — ملکے گو تجھپہ سب کریں نفرین
فارغ ہوں ان سے اب اپنے تئین — بزم شعرا کے ہیں جو صدر نشین
یعنی سودا و میر و قائم و درد — لے ہدایت سے تا کلیم و حزین
کیا غرور و دماغ کیا نخوت — کو ثنا کرے جو اونہیں ہنسین
مثل شیراز کتاب اللہ — سمجھے ہر ایک اپنی چین جبین
تنگ جا نہیں جو بزم کا اونکے — بو علی ہو صف نعال نشین
بعد صد منت و سماجت کے — جا وہیں گر یہ مشاعرے میں کہیں
میر مجلس کی تاب و طاقت کیا — کرے تکلیف شعر اونکے تئین

[illegible]

قصیدہ در مدح نواب نسبت علی خان خواجہ سرا

۱۲۱۱

گلشن دہر مین چہار طرف
ایک مفلس جو ڈھونڈھیے تو نہین

غنچہ کی بھی گرہ مین بند کیا
اوسکی بخشش نے مشت زر کے تئین

ہو تنک اے خامہ باریاب حضور
مدح غائب اسے کسکو ہو تسکین

اس چمن مین غرض ترا محتاج
ہے تونگر سے لیکے تا مسکین

لالہ سان گر پیالہ ہے مرے ہاتھ
کف نرگس پہ کاسۂ زرین

دست و پا اپنے گم کرے ہے عدو
یاد کر تیرے تیغ و خنجر و کین

پوچھتا ہے ہر ایک سے یہ کہ
سر ہرا تنگ یو نہین ہے کہ نہین

فکر مین قہر کے ترے ہر شب
حالت نزع سے نہ بس ہو قرین

نیند اوسکو نہ آوے تا نہ پڑھین
جاے افسانہ سورۂ یٰسین

تیرے شبرنگ کا کرون کیا وصف
تو ہے جسکا چراغ خانۂ زین

جون پتنگ او سپہ تجھکو دیکھ سوار
جلکے یکسمت ہو دھرے لبین

غرض اس گفتگو سے اے نواب
نہین ہے اسپ و خلعت سنگین

کیا کرونگا مین تو سلامت رہ
تیرے دروازہ کا ہون خاک نشین

خوان نعمت سے تیرے مجکو سدا
صبح شیرین ملی ہے شب تمکین

سنگ تجھ آستان کا بعد از لوس
خواب کرنے کو ہے مجھے بالین

[illegible]

آگے تو کیا کوئی ہیں لکھا بتا ہو تیرے | نیچے ہے تری زمین اور تابا آسمان ہے
سنکر یہ حرف بولا سودا اگر قدر دریہ | کرتا ہے شرفی رتبے کی تزد ہے اک عاقلان
یہ تو کہے ہیں لٹے آفاق ہیں کہ جنکو | کہیں سے وہ جنکے کام اپنا ہے بیان
لعل گہر جو پوچھو پتھر ہیں اور پانی | رتبہ نہ انکو پہنچا ارباب ہمتان ہے
عمدہ تو وہ کوئی ہو بڑھ کر ہیں اہل جسکے | اہل کمال آگے دنیا میں عز و شان
نام انکو سے ہنر دنیا میں کیا نشان ہے | وہ بھی کوئی نشان ہے جو فیل پیروان
فکرون کے سر زمین سو حاصل یہی ہے آخر | وہ مشت خاک جسمین الکشت استخوان
ارض و سما کا ہونا قبضے کرے جو لکے | ہے دعوی خدائی کیونکر مجھے گمان
ہر کچھ کہا ہے تو نے یہ گو سب ایسا کر ہے | پاؤں دہر سر کو سر پہ الست خان
وہ کچھ ہو جسکے جلوہ یا لیئر طینتوں کی | آنکھوں کو امن ہووے جنکے ہیں ایمان
پھر تیرہ ہو جیا ہیں ہووے ہمارا دین کا | سمجھے ہے وہ کوئی جو اوسکا ہو زاحدان
یہ وضع لاابالی رکھتا ہے وہ کہ جسکا | اشعار میں غزل کے کل نہیں بیان

مطلع

بلبل کو گاہ سنکر انعام پرستان ہو | پھولوں کی بوسے گاہ گلشن میں ہو سرگران
لالوں کو دکھیں گہہ میں [illegible] | آنکھیں ہوا [illegible] تو وان گران

مطلع

صحن چمن میں گلگون کے زیر ران ہو — ہر گل پیادہ ہو کر دوان طرف گلستان ہو

ٹک چھیڑئے رستم پابند کو تو پتنگ — جس جس طرف وہ چلے اوس طرف بیابان ہو

انداز چھیڑنے کا یہ کچھ ہے جو کہا ہیں — ٹک تھم وا سطے کا دل کے جو وہ بیان ہو

اس سر عنان سے تڑپے ہے بجلی ہے اوسکو — ہر صد نقش بہت کا و ام گو زمان ہو

کہتا ہے وہ جو دیکھے اوسپر سوار تجھ کو — پار سے جیتے جی ملیں یہ پیٹھ پر جوان ہو

شان و شکوہ ہے ہاتھی کا کیا اوس — پھر تخت ہی بچا ہو اوسکے کہ جیتے آسمان ہو

ہے سر بلند اتنا یہی عجب نہیں ہے — انگشت پہ پاوں اوسکے گر وہ ت سلیمان ہو

مشک پہ رنگ اوسکے جسطرح جلوہ — گویا بجولا کر کے یہ لطف پر کمان ہو

وا ہو نہ کچھ اوسکے جو قد بلند پیوند — وصف زنخ اوسکا کچھ تو کیا بیان ہو

اوس ذات سے ہوا اوس اتنا کہ جو — سیہ بچہ اک بیل [illegible] دیان

ابر سیہ چمکتا آوے جو جسطرح سے — مستی میں جس اوسکے چلنے کا یون عیان ہو

اس قد و قامت پر جس ہو کہ اوسکے — زنجیر پا کیا ہے گر زلف مہوشان ہو

پائل بھول سا ہر کیا کہوں تیز اوسکی — اصطبل میں ہوا جس سونچی کی چنگان

گجیاک ٹک تماشا چھیڑو تو ون [illegible] — عاشق کے چل کی تب جسطرح سے دان

دل چاہتا ہو یون کہ بناتے کیجے ایک باغ
فیض قدم مسیح کا جسکے ہوا ہو فخر
لاوے نہ اوس بہن کی دشنونکی اگر فلاخ
ہووے ازل سے تا باد ہر چمن کے بیچ
مانا فراغ خاطر آسودہ سے ہو گل
بینائی و مشام کو عیسی کی تقویت
مرغ اوس چمن کے بیچ ہوں استغنا سے

وہ گل ہین زیر فلک کرے جستجو
آب اوس جگہہ کا آب خضر کی ہو آبرو
عیز از برامید خلائق ثمر کبھو
سر سبز وانکی خاک سے صد تخم آرزو
جمعیت دلی سے پڑے غنچہ ہو بہو
دیوے ہمیشہ وانکی گلستانکا رنگ بو
مطلع یہ جنکے حق مین سخن کی ہو آبرو

مطلع

بلبل ہو وانکی بلبل دل سے وہ بدو
یون منعکس صفائی عمارت مین ہو چمن
آئینہ خانہ او سمین ہو ایسا کہ ایک سب
ایسا ہو سطح کرسی پہ اوس گھر کے ایک حوض
چادر ہو تلے آبکے یون سنگ آبشار
پاکیزگی سے جاری ہو ایسی ہی ایک نہر
جو جی کو ہر چمن کے وان یون ہو اوسکا آب

طوطی کرے ہمیشہ فصیحی سے گفتگو
جو ایک و مکان ہو سو معلوم ہو دو رو
موزون نہ اس صفائی گلستا مین ہو کبھو
کوثر ہو آب شرم سے وان جسکے روبرو
چین بر جبین نقاب تلے جون رخ نکو
خوبی کا جسکے ذکر نہ کرسکیے بے وضو
جون سوح دوڑتی ہو رگ جانکی سمت کو

جس ونت مین ہو اندنون سودا کی بود و باش
دیکھا جو مین تو ہے وہ عجب اک مقام ہو

اور اوس جگہہ وہ یون نظر آیا کہ کیا کہون ۔ نے طاقت شنود ہوئے تاب گفتگو
گذرا ہے سر سے پاؤن اوسکے ہر ایک خار ۔ اور پاؤن سے گذر گیا اوسکا ہر ایک مو
ہمصحبتان بزم سے اوسکے اگر کوئی ۔ وان جاکے پوچھتا ہی کبھو اوسکی حال کو
مانند شیشہ کے گلون مین کو کھول ۔ چاہے کہ کچھ کہے تو ہلو کی ہے وہ لہو
احوال تو یہ کچھ ہو جو مینے کیا بیان ۔ اسمین حواس اوسکو جو آجائین ہین کبھو
وہ تاب ہے جو پھیر وہ کہتا ہے اوس سے یہ ۔ جا کے بسنت خان بہادر کنے جو تو
بعد از سلام شوق یہ کیہو ہمارے دوست ۔ اے بوستان دل کی تمنا کی رنگ و بو
پر تو نہین کہ پہونچیے دو پاؤن مین مگر ۔ کوڑی رگڑ لنگی ہے سدا جنکو آرزو
جیسے تھے قدم سے جدا ہوکے رہ گئے ۔ نے دین کی ہو تلاش نہ دنیا کی جستجو
مانند برگ خشک کہ ہو نخل سے جدا ۔ کرتے پھرے ہین دشت مین نالے کو ہر سو
اب آرزو یہی ہو کہ آوے جو باد تند ۔ جو شعلہ آگ اپنے تئین دین نیست و نابود
تقصیر عفو کی ہے ترے یا گناہ کی ۔ انصاف یہ نہین مجھی مجرم جو سمجھے تو
تیرے کرم نے مجکو یہ آموز کر دیا ۔ سمجھی ورنہ معصیت کی کرے اس سے جو

سودا الست سے ہو جو دعا پیر کی | لائق نہیں ترے ستانے کے تحسین ہو کہ
تا زیر آسمان ہو زمانے میں ... | اپنی ... جناب آلی سے آرزو
روشن ہو تجھ سے دوست کا ... | ... تیرے نصیب ہو ... خوش ...

قصیدہ در نصایح فن شعر و طعن شاعری زبان ہمعصران

عجب سے مجھ کو تحسین دین اکثر اشعار | کیا او نہ مانے مجھے ... اشعار
اے پسر چاہے نصائح میں کروں بیان | کرے تحمل دل اپنے تو کہا کر اشعار
ہیں جو قائل وہ فردوسی و سعدی | کیا عجب ہو سکے ... پڑھا اشعار
... کہ مجالس میں زبان اون کے | ... سے ... پڑھے کوئی سخنور اشعار
سخن ایسا نہ ... کہ ... | گو ہو اچھی زبان کا تو ... اشعار
دعوی یہ جو تو چاہے کہ تجھسا ہو کوئی | شعر سے ... نہ ہوں ... اشعار
شعر تحسین پہ بھی نادان کے ... | ... داناکی تو ... اشعار
... کوئی نادان ... | ... دیوان میں دو ... اشعار
شعر میں تو ... اصلاح | ... بالفرض ... اشعار
چاہیں ... ان کو ... | ... اشعار
وجہ کر اپنی ترقی کو تنزل تری | ... اشعار

[illegible]

۱۴۷

خوب کیا آپ نے صنعت ہو کے عیاں | اب چکے ہیں آپ کے ہیں گوہر اشعار
پیر کیا ہم نے جو پڑھا سب دیوان | لطف وہ چاندنی شب میں گہر اشعار
مطلب اس شمع سے پایا ہمیں غور | گیا اس کو پھول سے والی [illegible] اشعار
دلوں کے باغ کا پھول نام بکھرا ہو | خاکساری دل کو ہیں [illegible] اشعار
عجز ہو تو جہاں پالے سخن حسن قبول | یوں ہوں نقش دل [illegible] اشعار
حرف دل کو کہا تو کھے صدق سے ہو | کر پہنچے [illegible] گوہر اشعار
ہمیں آفاق میں کل سخن ہے تا | [illegible] دل کو [illegible] اشعار
بے اثر جس کے سخن [illegible] | [illegible] اشعار
آتش سے جو سخن [illegible] | [illegible] اشعار
حق کی ادا ہے مقبول سخن کا ہونا | [illegible] اشعار
آدمیت ہو تو کیا شعر و کتب | [illegible] اشعار
شاعری سے طلب [illegible] | [illegible] اشعار
مہربان خان سا میں نے کیا [illegible] | [illegible] اشعار
اس کمال پر ہو کے سخن سنج [illegible] | [illegible] اشعار
یوں تو سے قلم [illegible] | [illegible] اشعار

[illegible]

یقین تھا جہان کہ سب شاطر و نکو اس فتن — کرے ہو شتہ سنے آگے عبید زاکانی

ہو رو و کی سی یہ پوچھو ہین فن شعر ہین باتین — بجا کے تانت کہو دھن تلا نک تادانی

ہری یہ فکر سخن صفحۂ زمانہ پہ — کرے ہے مدح و مذمت ہین جو ہر ارزانی

ضیا ہے مہر پہ کھینچی ہے نقش تاریکی — کرے ہے ظلمت جیو انکو پل ہین نورانی

ہنو وے کیونکہ مراتبہ شعر ہین یا تباس — ہین کسکے پیر کی کرتا ہون اب ثنا خوانی

کہ جسکی دم گئی مشرق سے لیکے مغرب تک — انھونکی اب کوئی دم دار یکا نہین ثانی

فرشتے داڑھی کو اونکے لگاتی ہین جھنڈل — کرے ہے طالفہ حور اونکا آنچل افشانی

جو کوئی وصف کرے اونکی بیداریکی — کرین ہین لعن اوسے ملکے انسی و جانی

اونھونکی ذات مبارک مین یہ تعصب ہے — کرین ہین چشم ہین سرمہ ہو گر صفاہانی

کوئی جو اوسکا سبب جاکے پوچھے ہے اونسے — تو کہتے ہین کہ ہے یہ بھی کوئی مسلمانی

لگا نا سرمہ کو وانکے جہان رہین شیعہ — سبھی ہین اسکے تو یہ آنکھین کورہو جانی

علی کا لے کوئی جو آگے تم مجلس مین — کہین ہین قتل کرو اسکو ہے یہ ایرانی

معاویہ کو سمجھکر خلیفہ پنجم — کرین ہین موہو بیٹے کو اوسپہ قربانی

اونھونکی اپنے مریدونکو یہ وصیت ہے — جو چھوڑ جاسے مری روح عالم فانی

سنڈ اکے ریش کو اوس سنجنس کے بنا چوری — کرے معاویہ کی گور پر مگس رانی

سنا ہی مین یہ کسی سے پہر عالی فساد — کہا یہ مولوی ساجد سے جا کے تا یاد

مین تم سے پوچھنے آیا ہون مولوی صاحب — کسی کتاب مین ہو وی تو کیجیے ارشاد

کہ دیکھ ماہ محرم نبی کی امت مین — درست ہی کہ یہ دین پلید گر مبار کیاد

پہن لباس مکلف بروز عاشورہ — کرین معانقہ آپس مین ہو کے خرم و شاد

دیا جواب کہ ہم سنیون کے مذہب مین — عمل یہ بدلون کرتے نہین ہین کچھ ایجاد

یہ بات ہوتی ہو آتی ہو عہد حضرت سے — ہزار جا ہی کتب بیچ اس کا استشہاد

حنا کو ہاتھون سے ملنا لگانا سرمے کا — لباس پہنکے پڑھنا وظیفہ و اوراد

بڑا ثواب ہی اسکا کہ ہی یہ رد ولد عبید — کرین نہ گو یہ عمل شیعان بزار عناد

یہ سنکے کہنے لگا پہر وہ مولوی جیسے — غم حسین کا پاس ہمین ہی مگر ایجاد

دیا جواب پہر مولوی نے اوسکے تئین — غم حسین سے جا وے نہ یہ خوشی بر باد

حسین دیکھا ناحق غم اپنا شیعونکو — ملا کے پنجہ کو اپنے یہ پنجۂ فولاد

اگر نہ سمجھے تہا وہ آیۂ اطیعوا اللہ — یعنی مراد سکے کلام خدا سے ہی اسناد

خلاف امر اولی الامر کا ہوا ایسا کچھ — کہ چون چراغ رکھے کوئی برو ریحہ باد

اگر یزید کی جانا حسین بیعت کو — نبی کے آل کی برباد ہوتی کیون بنیاد

علی نے صلح کی تہی کیون معاویہ سے — حسن بھی کر گیا بیعت برای رفع فساد

قصیدہ شہر آشوب

[illegible]

یزید کو تو مسلمان سمجھے ہو اے نسناس ... پھر اوسکو کہتے اولی الامر ہین کریہ بیداد

جسے کہ کہیے اولی الامر ہو حسین شہید ... امام برحق و معصوم پاک از اجداد

کہ جو نبی کا نواسا علی کا تھا فرزند ... امام ہر دو جہان آپ اور امام نژاد

یزید کیونکہ اولی الامر ہے تھا ملعون ... کیا یہ فرض ہوئی جاہ اوسکو جون شداد

یزید کو تو اولی الامر سمجھے ہو مردود ... تف اس عقیدے پہ اے خارجی ولد زناد

خدا رسول کی اے بیحیا اطاعت سے ... نہ فرد و فرد دین مین رہی ہو نہ افراد

یہ وہ اطاعتین ظاہر ہین تمہین محمد کی ... مگر مطیع بدل تھی سوا آلہ الامجاد

خبر حدیث قرطاس کی بھی لکھا ہو ... کہ ہے وہ ہر اطیعوا الرسول استشہاد

علی کے ساتھ جو تھی نبی ذکیون ڈالی ... بتا بجنگ حدیبیہ صلح کی بنیاد

حسن کی صلح کا باعث یہ تھا معاویہ ... کہ اوسکے ساتھ ہوئے جمع تجھسے نشتنہاد

حسین سے لکھنے پہ تجھ جیسے مسلمینو کے ... گیا مدینہ سے کربل کو لیکے آل اولاد

حدیث ہو کہ اگر مومنین ہو کر جمع ... جہان ہین صاحب حق کیطرف کرین امداد

نہ باندھے صاحب حق گر کمر پہ اونکی مدد ... ثبوت حجت ایزد ہے اوسپہ روز معاد

بھلا حسین سمجھا تا تو اوسپہ کیا کرتا ... خدا کے نزد کی حجت ہو قتل سے بھی زیاد

ندان اہل دغا سے تمام کر حجت ... رکھا سر اپنے کو جا زیر خنجر بیداد

[illegible]

اس رنج سے جب ہو گئے چھبیس برس
لیتے ہیں یاں وسیبی تو وہ ما
قاضی کی جو مسجد ہو گدھا باندھکے او
ملا جو اذان دیوے تو منہ موندکے اسکا
بولا جو خطیب وہیں تو مارے وسکی دھو
ربیگے ہی گدھا آٹھ پہر گھر میں خدا کے
اور وہ جو ہیں کمزور وہاں آنکے بیٹھیں
وہ ٹھوکے وکھاتے ہیں وہیں ل وہ جاوانا
یوں بھی نکلا کچھ تو ہر اک پالکی آگے
کوئی سہریہ کیسے خاک گریبان کسیکا چاک
ہندو و مسلمان تو پھر اوس پالکی اوپر
یہ مسخری دیکھکے جو صاحب ارتھی
گر ہو جیسے جاکر کسی عہدے کے مصاحب
وہ جاکے جو راتو نکو تو بیٹھے ہیں دوزانو
بیوقت خورش وسکی جو ہوا اپنیں بھوکا

تنخواہ کا بیٹھنا اس شکل سے یاں ہے
تک ہو لبنس دھڑکی کی جھیں تاب و توان ہے
بیٹھا ہوا اوس شکل سے ہر پیر و جوان ہے
کہتے ہیں کہ خاموش مسلمانی کہاں ہے
ہاتھ آگیا واعظ تو چھیڑا وہاں ہے
نے ذکر نہ صلوٰۃ نہ سجدہ نہ اذان ہے
رہتی ہے جو آگے کی یہ ہر ایک دکان ہے
دربار اور اس عہد میں جو خرد و کلان ہے
اس رنج سے رسالہ کا رسالہ ہی وہاں ہے
کوئی روئے ہے منہ پیٹ کوئی نعرہ زنان ہے
ارتھی کا تو ہم ہے جنازہ کا گمان ہے
کرتے ہیں جو وان عرض تو کچھ ہو نہ ہا ہے
اوسکی تو اذیت ہی بڑی آفت جان ہے
کیسا ہی اگر اپنے تئیں خواب گران ہے
سو کیا کہوں تجھسے کہ مصیبت کا بیان ہے

۱۵۱

آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہیں نہ جنس
ناچار ہو پھر جمع ہوئے قلعہ کے آگے
وہ بیل کی جا کر جو کہیں سیکھے کھیتی
ہیں خستگی و فرقی کے فکر میں شب و روز
گر خان و خوانین کیلئے کوئی وکالت
ہر عمدہ کے دروازے پہ زین پوش پہ بیٹھا
ہر گھر میں وہ جا ہو کہ ہیں فوارہ سا چھوٹن
دیوان کے بخشی کے ہیں تا کے حاضر
ہر بات پلٹتا ہی رہے صبح سے تا شام
لائے جو کچہری سے وہ داموں کا سپاہا
سو ماہی پہ بیٹھی ہوئے پانسو ہو خرچ
بتلائے غرض پیسے اڑا کر ہوا و ہوس
جس وقت سنا یہ وہیں آواز پہ دل کر
پھر وہ جو موکل ہے کہیں راہ میں بیٹھا
عرضی پہ ہوا ایسا سیاہے پہ ہوا جسیم

ہر اک مقصد جسے بیان اور ستیان ہے
جو پالکی نکلے ہے تو فریاد و فغان ہے
اور ٹیپ بھی موافق ہو پٹے تو تو سمان ہے
نہ امن ہو وے تکلیں نہ جیکو امان ہے
اوسکا تو بیان کیا کروں تجھسے کہ عیان ہے
پوچھو ہو اجی میر سے جی نواب کہاں ہے
ہر کوچہ میں جوں آسیبکا پھر وہ دوان ہے
مانند کنہیا کے جہان دیکھو تہان ہے
پیپل کے پتے کیطرح منہ میں زبان ہے
للچائے موکل کو یہ کیا خوب مکان ہے
اور نیز لے اجار کی بھی اردو میں کان ہے
گھر جا کے بچا لے جو کوئی لالہ کہان ہے
آپ ہی کہا گھر میں کشن چند کی بان ہے
اسنادکا جاگیر کے یہ اوس سے بیان ہے
پروانہ میں ہنیر ہوں تصدق مرجان ہے

ہدیہ ہو سوا پانچ ٹکے گذرانین آکر
دمڑی کو کنایت لکھین دھیلے کو قبا ہے
چاہے جو کوئی شیخ سے بہر فراغت
دیتا ہو دم خر سے کوئی شیلے کو نسبت
اور اوسکو جو دیکھے کوئی وہ معتقد ہے
پوچھے ہو مرید اپنے یہ ہر صبح کو اوٹھکر
تحقیق ہوا عرس تو کر داڑھی کو کنگھی
ڈھولک جو لگی بجنے تو وان سبکو ہوا وجد
بے تال ہوئے شیخ جو تاٹ جدین آکر
گر تال سے پڑتا ہو قدم تو سبھی ہنس ہنس
اور حاصل اس رنج و مشقت کا جو پوچھو
سب پیشہ یہ نیچ کر جو کوئی ہو متوکل
اور ٹیٹی کے لکوبے حرافت کا تقین
پھر جوم کے جب لٹنے لگی بھوک سو مرنے
جب راہ عدم اپنے لگا کوئی تو آ

یاقوت پکا لے جو لگا دو قرآن ہے
بیٹھے ہوے وان میر علی جو کہ جہان ہے
چھٹنی ہے وہ شعرا کی تو مطعون زبان ہے
کہدے سے کوئی پگڑ بکو تشبیہ کنان ہے
اس فکر و تردد ہی مین ہر ایک زمان ہے
ہو آج کدھر عرس کی تقریب کہان ہے
لے چیل مریدان گئے وہ بزم جہان ہے
کوئی کودے کوئی رہ دوے کوئی نعرہ زنان ہے
سر گوشیو مین پھر بد اسلوبی کا بیان ہے
کہتے ہین کوئی حال ہو یہ رقص کنان ہے
ڈالا ہوا وان دال نخود و قلیہ نان ہے
جو روو تو سمجھتی ہے کھٹو یہ میان ہے
بیٹے کو جنون ہو نیکا بابا کے گمان ہے
ہر خان و خوانین کے ہمراہ دوان ہے
تب اوسکی سفارش مین اوسے رقعہ خان ہے

مانند نقش نعل زمین سے بجز فنا
اس مرتبہ کو بھوک سے پہونچا ہی اوسکا حال
قصاب پوچھتا ہو تجھے کب کرینگے یاد
جسمنے اس قصائی کے کھونٹے بندھا ہے وہ
پھر رات اختر دیکھے تیئں دانہ بوجھکر
تنکا اگر پڑا کہیں دیکھے ہو گھانس کا
خط شعاع کو وہ سمجھ دستہ گیاہ
پیدا ہوئی ہے تشبیہ اگن باو اسقدر
گذرے وہ جسطرف سے کبھو اوسطرف نسیم
دیکھے ہو جب وہ توبڑہ دہقان کیطرف
فاقوں سے ہنہنا نیکی طاقت نہیں رہی
ہی اسقدر ضعیف کہ اوڑ جاے باد سے
ہی استخوان گوشت نہ کچھ اوسکے پیٹ مین
سمجھا نہ جاے یہ کہ وہ ابلق ہی یا سرنگ
یہ حال اوسکے دیکھ غرض یون کہی خلق

ہر گز نہ اوٹھ سکے وہ اگر بیٹھے ایکبار
کرتا ہی راکب اوسکا جو بازار مین گذار
امیدوار ہم بھی ہین یون کہتے ہین چمار
گذرے ہی اس نمط اوسے ہر لیل و ہر نہار
دیکھے ہو آسمان کی طرف ہوکے بیقرار
چوکی کو آنکھ موند کے دیتا ہی وہ اسیار
ہر دم زمین پہ آپ کو ٹپکے ہی بار بار
ہر گز دریغ اوسکو تو مت جان نہار
باد سموم ہووے وہین گر کرے گذار
کھووے ہی اپنے سم سے گڑوہین ٹاپین بار بار
گھوڑی کو دیکھتا ہی تو پادے ہی بار بار
کھینچین اگر اوسکی تھان کی ہو وین نہ استوار
دھونکے ہی دم کو ایسی کہ جون کھال کو لوہار
خارشت سے زبسکہ ہی مجروح بیشمار
چنگل سے موند کے تو چھوڑا اوسکو کردگار

مانند اسپ خانہ شطرنج اپنے پانون
اکدن گیا تھا مانگے پہ گھوڑ برات مین
سبزے سے خط سیاہ و سپہ سے ہوا سفید
پہونچا غرض عروس کے گھر تک وہ نوجوان
سٹھا تو اسقدر ہے کہ وہ جو کچھ کہ تم سُنا
دہلی تک آن پہونچا تھا جسدن کہ منہ اُٹھ
مدت سے گوڑ یونکو اڑایا ہی گھر مین بیٹھ
ناچار ہوکے تب تو بندھایا مین اوسپہ زین
جس شکل سے سوار تھا اوسدن مین کیا کہون
چابک تھی دونون ہاتھ مین پکڑے تھا باگ منہ مین
آگے سے توبڑہ وے دکھلائی تھا بس
ہرگز وہ اسطرح بھی نہ لاتا تھا رو براہ
اس مضحکے کو دیکھ ہوئے جمع خاص و عام
پیچھے اسے لگا وکہ تا ہو وے یہ روان
مین کیا کہون غرضکہ ہر اک اوسکی شکل دیکھ

جز دست غیر کے نہین چلتا ہو رہنہار
دولہا جو بیاہنے کو چلا اوسپہ ہو سوار
تھا سرو سا جو قد سو ہوا شاخ بار دار
تسخیر جسکے دیجے سے کراوسطرف گذار
لیکن اب یکدن کی حقیقت کہون یار
مجھسے کہا نقیب نے آکر ہے وقت کار
ہو کر سوار اب کرو میدا نمین کار زار
ہتیار باندھکر مین ہوا جا کے پھر سوار
دشمن کو بھی خدا نکرے یون فیل خوار
تک تک سے پاشنہ کی مرے پانون تھی فگار
پیچھے نقیب ہانکے تھا لاٹھی سے مار مار
ہلتا نہ تھا زمین سے مانند کوہسار
اکثر مدبر و نمین سب کہتے تھے یون پکار
بابا دبان باندھو یون کے واختیار
تیغ زبان سے کاٹکے کرتا تھا گل نثار

۱۵۵

یہ کہکے مین خدا سے ہو استعید بجنگ
گھوڑا تھا بسکہ لاغر و پست و ضعیف خستہ لنگ
جاتا تھا جب پٹکے مین اسکو حریف تنگ
جب دیکھا مین کہ جنگ کی بان بندھی ہے تنگ
دھر دھمکا وانسے لڑتا ہوا شہر کیطرف
گھوڑے کو مرکی شکل ہے بے تمت جو سنی
سنکر نبات ویسے بینے یہ قصہ دیا جواب
گفتن ہمین بس ست کہ اسپ من الغیاث
سو واسطے قصیدہ کہا ستی ماجرا

اتنے مین مرہٹہ بھی ہو مجھسے آودجار
کرتا تھا یون خفیہ نہ مجھے وقت کارزار
ڈرون تھا اپنے پانوسے جون طفل نوسوار
لے جونیونکو ہاتھ مین گھوڑا بغل مین مار
القصہ گھر مین آن کے مینے کیا قرار
اس پر بھی دلمین آئے نواب ہو جو سوار
اتنا بھی جھوٹ بولنا کیا ہے ضرور یار
سمجھونگا دلمین اپنے اگر ہو گئین ہو شتاب
ہے نام اس قصیدہ کا تضحیک روزگار

قصیدہ چہل و ششم فارسی در تعریف مسجد نو

با عندلیب گلشن ایمان برابرست
دارم من از لباس حرم صوف در ملا
بر صفحہ پای خامۂ من کج نمی فتد
بین السطور او کہ بہر صفحہ نقش زد

گل بانگ مرغ خانہ ام اللہ اکبرست
ہر سو کہ او روان شود اسلام رہبرست
گر رشتۂ محبت حق تار مسطرست
زچاک جیب صبح سعادت منورست

آید صدا ز گنبدش از جنبش نسیم
بنگر که شان فیضش از عرش برترست

دل در تعجب است که گلدسته‌های او
هم در بهار و هم بخزان تازه و ترست

وصف کتابه اش چه نویسم که در نظر
چون سرنوشت صاحب ایمان منورست

حاجت دران حرم بفروغ چراغ نیست
شب تا سحر تجلی حق شمع منبرست

فی الفور میرسد بدر خانهٔ قبول
آنجا بوای مرغ دعا فیض شهپرست

بر سطح او مقابل محراب حوض نیست
چشم پر آب جانب ابروی دلبرست

دیدم چو عکس قبهٔ زرین او در آب
پنداشتم که مهر بگوی ز شناورست

کرسی او ز مرتبهٔ انبیا بلند
صحنش بوسعت کرم حق برابرست

جاروب صحن شکل خطوط شعاعی است
جاروب کش بصورت سلطان خاورست

هرچند جای رفته بسی دیده‌ام ولی
دل را از آن صفا که بود دیده باورست

آیند در شمار نظر ذره‌های خاک
عکس اگر ورون ز هوای مکدرست

چاهی باین لطافت و خوبی بصحن او
آبش چنان قریب که بالب برابرست

مردم بگرد او همه وقت از پی وضو
چون صورت صحیفهٔ تر دیده ترست

نقاشی عمارت آن سجده گاه خلق
در تازگی ز باغ جنان هم فزونترست

نقاش او که رنگ طرازست چون بهار
انگشتش بهر گلی که زد بود از نادرست

در توحید جناب باری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی اول قصۂ در عشق پسر شیشہ گر بہ زرگر پسر بطور ساقی نامہ و دیگر حکایت شیخ و دعا پادشاہ

مرا دل نام پر اوسکے ہے شیدا — کیا ہے جس نے حسن و عشق پیدا
وہی ہے آب و رنگ اپنے چمن کا — وہی معنی ہے طوطی کے سخن کا
چمن مین ذکر ہے اوسکے ہو تفرزیح — گلو نکہ دانۂ شبنم ہے تسبیح
یہ جلوہ حسن کا ہو گل مین اوس سے — اثر ہے نالۂ بلبل مین اوس سے
دلونکا عاشقون کے محرم راز — ادا و ناز کا خوبان کے دمساز
کہین نور چراغ خانہ ہے وہ — کہین سوز دل پروانہ ہے وہ
کسو کے دلمین پاتا ہون اوسے درد — کسی سینے مین تاثیر دم سرد
اوسی کا جلوہ حسن زلف ہے وہ — اوسی کے نافۂ آہو مین ہے بو
کسی جاگہ مین عیسے کا ہو وہ دم — کسی جا ہو مرہم آکر برا زسم
چراغ دیر کعبے سے نہین دور — یہ دونون روشن از یک عالم نور
ہر یک جا وہ باندازِ دگر ہے — کہین آب پتھر مین شرر ہے

تمنا ہے یہ ہر اک چشم روے — کہ سنگ آستان اب سینہ ہووے

روان رکھ تو میرے خامہ کو ذات — لکھوں تا حمد مین بعد از مناجات

تری حمد اے چمن آرا کسان ہو — اگر جون سرو سر تا پا زبان ہو

ثنا سننے کو تیری گل ہوا گوش — دہن مین سو زبان غنچہ کی خاموش

جہان اس باغ مین آب روان ہے — تو موج اوسکی تری رطب اللسان ہے

ثمر جب سے دیا ہین شاخ کے ہات — زبان ہو شکر کی خاطر ہر اک بات

چمن کو دیکھ مرغان خوش آہنگ — کرین ہین وصف تیرا سب بہر رنگ

بھنور تک دیکھ تجھ صنعت گری کو — نظر کر نسترن اور جعفری کو

سدا پھر پھر کے ہر اک پھول کے گرد — کیا کرتا ہے تیرے نام کا ورد

ترے بار کرم سے شاخ ہے خم — بھرے ہے بلبل بستان ترا دم

چراغ شام کو ہر شب تری لو — نسیم صبح ہے تیری تگ و دو

نہ تنہا خلق کی نسرین و سنبل — بنائی خلعت انسان ہو از گل

بتان کا حسن ہے تیرا ثنا گو — خط پشت لب اونکا اور ابرو

رباعی مدح کی تیری ہوئے پاک — سمجھتا ہی اسے عارف کا ادراک

عطا کی جب سے مشت خاک کو جان — فراوان ہے دم آب و لب نان

نعت سید المرسلین صلعم

در مناقب حضرت امیر المومنین حیدر

علی ہی جانشین مصطفی ہے

وصی جسکا علی مرتضی ہے

محمد جگ مین سالار رسل ہے — محمد ماہر ہر جزو کل ہے
یہ بولے روز مولود اوسکے اطوار — نبوت کے ہے مسند کا سزاوار
وہ عالم کی بنا وہ رہبری کو — جلا دے منصب پیغمبری کو
نہ پیدا خاک سے ہوتا جو وہ پاک — نہ پھرتی آسمان گرد سر خاک
اوسیکی ذات سے اثبات حق ہے — کہ اوسکی ذات عین ذات حق ہی
لیا جب نام پاک اپنا بہ تعظیم — یہ فرمایا انا احمد بلا میم
خدا کا اوسکو ہم سمجھین نہ ثانی — پر اوس سے ہو حدیث من رانی
ہمین کیونکر نہ رحمت پر یقین ہو — کہ جب ایسا شفیع المذنبین ہو
جہان بخشش پہ ہو اوس شاہ کا حکم — رکھے کیوں گنہ وان گاہ کا حکم
وہ بیٹھے جب صف محشر کے صدر — وہ فوراً بنی سے آمرزش ہو بیدر
زبان پر اوسکے جب بخشش سے ہو قال — پھرے جنت گنہگاروں کے دنبال
کہوں کیا خلقت انسان کیا ہے — شرف آدم کا فخر انبیا ہے
کرے جو ہمسری اوس سے کسے تاب — کہین نبیون سے بہتر اوسکے اصحاب
کوئی صدق و عدالت حلم مین طاق — کوئی علم و سخا مین شہرۂ آفاق
غرض طاقت کسے وصف و ثنا کی — سوا اوسکے رسول مجتبی کی

فصل سوم بیان

دیا دینا ہین سب کچھ سب کو بھرپور
بقصے جستجو او دینا ہے منظور

علی ہے مظہر فیض فتوت
علی کان سخا بحر مروت

زسرتا پا کرم ہے ذات اوسکی
کئی بخشش ہی ہین اوقات اوسکی

غرض ہی ذات حق اوسی پہ خورسند
عطا ایسے کیے اوسکو دو فرزند

وہ محرم کنہ وحدت کی وہ اسرار
وہ ہین دور از دار پردہ غیب

وہ حافظ عرش علیین کے ہین وہ
وہ حامی مصطفیٰ کے دین کے ہین

وہ شمع کلبۂ عرفان وحدت
وہ نور خانۂ چشم حقیقت

وہ پروانہ چراغ امر حق کے
وہ بلبل ہین وہ باغ امر حق کے

وہ عاشق ہین وہ مرضی خدا کے
وہ والہ ہین وہ تسلیم رضا کے

وہ دم تیغ جلال حق کے ہین وہ
وہ آئینہ جمال حق کے ہین وہ

وہ والا گوہر تاج امامت
وہ روشن اختر برج سعادت

غرض سر دفتر اثنا عشر کے
یہ وہ معصوم ٹکڑے ہین جگر کے

سوا ان دو کے نسل اونکی سے ہے کس
امامت کے سر آرا ہین وہ بس

وہ بارہ ہین ستون عرش اعظم
رہا ہے سب کچھ انکی ذات سے نظم

۱۶۱

کریم اپنے کو ہین کرون گار آگہی — دہن سے شیشے کے گو ریش قاضی
سنے ہو ساقیا ٹک آن کر یان — مری آنکھون سے کر سیر گلستان
رکھے ہی دست فندق بند کا رنگ — چمن ہین اندنون ہر شاخ اورنگ
یہ مستی کو گھٹا کے ٹک نظر کر — یہ آتی ہے پری دوش ہوا پر
زبس باد بہاری مین فنا ہی — پڑا آکیا بخیہ تاک اینڈتا ہے
گل مخمل پہ بیداری ہے نایاب — جہان دیکھو تو ہے آلودہ خواب
کھلے داؤدی کے غنچہ چمن مین — تو کف لائے ہین مستی سے دہن مین
اوٹھا سکتے نہین سر ہو یہ بیچس — جھکی ہی جاتی ہے کچھ چشم نرگس
قبا گل پھاڑتی ہی ہو کے سرشار — رہی ہو لپٹی یان سوسن کی دستار
جھکا دیتا ہین بار ثمر شاخ — نشے سے جھوم جھوم آتی ہی ہر شاخ
ہوا ہے شاخ گل یون جھومتی ہی — کہ آکر وہ لب جو چومتی ہے
پھری ہو لوٹتی مستی سے دن رات — چمن مین کیا ثمر کیا شاخ کیا پات
نسیم صبح تک اتنی ہے ماتی — صبا یا نہین پھرے ہو لڑکھڑاتی
غرض اہل چمن ہین اسقدر مست — کہ بہکے بھولتے ہین مرغ گلدست
زبس کھینچے ہی باد تند جاروب — ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

جہاں دیکھو تو واں گلہائے خودرو — نظر جس جا پڑے سبزہ ہے اور جو
یہ جلوہ آپ کا سبزے پہ گر ہے — نظر آتا ہے آتش در نظر ہے
غنیمت جان اے ظالم تو یہ دم — کہ عرصہ اس ہوا کا ہے نپٹ کم
نہیں کھتا چراغ عیش بنیاد — نظر آتا ہے زیر دامن باد
خوشی کا جھلکے ہی جس وہ ہیں رنگ — سدا مینا ہے اوسکا مورد سنگ
سخن میرے کو گوش اپنے ہیں دے راہ — ابھی اس صفحے کی خوبی پہ ناگاہ
جو کرتا ہے تلون دہر کا گل — کہاں ساغر کدھر شیشہ کجا مل
خدا جانے زمانے کا ہو کیا طور — ہو ہائے آہ نہیں کچھ اور سے اور
نہ پھر بلبل ہے نہ گل ہے نہ یہ باغ — بہو نیرہو فغاں اور دل پہ ہے داغ
روا است رکھ تو میری تشنہ کامی — قسم تجکو بہ مولانائے جامی
قسم ہے تجکو اپنے زلف و رو کی — قسم ہے تجکو گل کی رنگ و بو کی
تجھے اپنے دہان تنگ کی سوں — تجھے غنچے کی آب رنگ کی سوں
تجھے اپنی ملاحت کی قسم ہے — مرے دل کی جراحت کی قسم ہے
تجھے جھوٹی قسم اپنے کی سوگند — تکرنے دم بدم اپنے کی سوگند
تجھے ہو اپنی بدمستی کی سوگند — تجھے اپنی زبردستی کی سوگند

خدا کی یاد میں رہتے تھے دن رات ‌ ‌ نماز و روزہ میں گذرے تھی اوقات

بجز تسبیح رہتے تھے وہ بیکل ‌ ‌ مصلے پر سے اوٹھتے تھے نہ اک پل

مریدوں کی ہوئیں پر نور عینیں ‌ ‌ کیا جب اونکی سرمہ خاک نعلین

بلا شک اوسکا جنت میں ہو ماوا ‌ ‌ اوٹھاوے جو اونھوں کا آفتابا

غرض کیا کہیے اونکی ذات عالی ‌ ‌ نہ رہتی تھی کراماتوں سے خالی

جہاں وہ گاڑ دیتے اپنی مسواک ‌ ‌ لگے تھے نباتی سیب و تر تاک

ہوئے عازم وہ کعبے کے سفر کے ‌ ‌ کہ ہوں تا معتکف خالق کے در کے

ملے اک روز سودا سے وہ ناگاہ ‌ ‌ کہا مجکو ہے قصد کعبۃ اللہ

مسلماں ہو جو ہے اوسکو یہ لازم ‌ ‌ کہ تا مقدور اودھر کا ہو وے عازم

نجات اپنی اگر تجکو نظر ہے ‌ ‌ تو آمرزش کا موجب یہ سفر ہے

یہ بہتر ہے کہ چل ہمراہ میرے ‌ ‌ جرائم عفو واں سب ہونگے تیرے

کہا تنک اے دیوانے زیر افلاک ‌ ‌ رہیگا میکدے کی در کی تو خاک

کریگا بادہ خواری بادف و نے ‌ ‌ رکھیگا مغبچوں سے ربط تا کے

موذن کی صدا سننے سے رکھ ذوق ‌ ‌ کہ ہے وہ لحن داؤدی کے مافوق

رکھیگا تو سخن سب راجو منظور ‌ ‌ پیئے گا جام شربت از کف حور

نصیبوں کا ہین آگے کیا کہون پھیر — مریدون کے قیمت اونکو لیا گھیر

کیا غارت وہین ایسا ہی اکبار — نہ چھوڑا ایک بھی تسبیح کا تار

تھی ونکی یا تو وہ کچھ عطر اور نشان — رہے یا ایک پیراہن کو حیران

کرون کیا آگے اب غارت کی تصریح — نہ تھی جز دانہ ہاے اشک تسبیح

پیادہ کس طرح یہ کاٹتے راہ — عصا گر رہ گیا پاس انکے سو آہ

نظر کر بعد غارت راہ کا پیچ — لگے کرنے دل اپنے مین شش و پیچ

نہ زاد راہ پاس نکلے نہ مرکب — اب اپنے عزم کعبے کا بندھو کب

توکل پر چلین کعبے یہ کیا ذکر — انھین اسباب کی اپنے پڑی فکر

کبھو عمامے کے جانے کا مذکور — کبھو تھا فکر پیراہن سے دل چور

سلیمانی کی گہ یاد آتی تسبیح — ہوئی جاتی تھی جسکے غم سے تشریح

کبھو کہتے مصلا تھا چکن کا — کہ جس پر تھا چکن کا یہ دکن کا

کبھو کہتے کہ یارو کیا عصا تھا — بڑے حضرت کے پیرے ہاتھ کا تھا

کماکیا پٹکا تھا بیری کمر کا — سفر در پیش آیا یہ کدھر کا

عقیق سرخ کا جو ناسدان تھا — اگر بکتا تو قیمت مین گران تھا

کبھو کہتے کہ ہو معدوم از حد — نگاہین کونسی تھی ساعت بد

کہا سو وا سے قصہ ناگہانی — کہ جو وہ سنین اوسکی زبانی

کہا سودلنے حضرت کو تو ہے خبط — مجھے قصہ کہانی سے ہے کیا ربط

کہون اک شہر کی مین واردات اب — جو گوش ہوش سے اپنے سنین سب

حکایت پسر شیشہ گر کہ در حلب بود از سبب قضا و قدر او بر پسر زرگر عاشق و فریفتہ گردید

الا اے ساقی میخانۂ عشق — چھکا دے گر مجھے پیمانۂ عشق

سبوے الفت کا پیارے شیشہ لیکر — لبالب ساغر زرین کو تو بھر

مجھے اوس مے کے تو دو چار دے جام — سخن کو عشق کے مین دون سرانجام

حلب مین تھا پسر اک شیشہ گر کا — نہایت لاڈلا مادر پدر کا

پدر کا وہ دل و جان و جگر تھا — پدر عاشق وہ معشوق پدر تھا

بنایا حق نے سب سے دور اوسکو — پری پہونچے نہ ہرگز حور اوسکو

چمن کی سیر کو جاتا جو گھر سے — تو مان کہتی تھی یون اوسکے پدر سے

سبب ہوگا یہ رد چشم بد کا — تصدق سرو کو دو اوسکے قد کا

پیالی بیچ دوان نرگس سے جا کر — کہ آنکھون سے بھی تم دیجو چھوا کر

لگا کہنے کہ تم ہو اسکے دل خواہ — کریگا تم کو راز اپنے سے آگاہ

خدا کے واسطے ٹک کیجیو غور — کرو تفتیش حال اوسکا کسی طور

اونھوں نے دیکھے جب اوسکی یہ حالات — کہی ہر ایک نے اک طرح کی بات

کوئی بولا کہ سایہ ہے پری کا — عمل ہے اسپہ یا جادوگری کا

کوئی بولا کہ یہ وہم غلط ہی — پری کی آپ ہی تو یہ نمط ہی

بنایا حق نے اسکو حور پیکر — ہو اسکا چاہیے سایا پری پر

بھرا ہے اسکی آنکھوں میں وہ جادو — دوانہ ہووے ساعر دیکھے جسکو

لگا اونمیں سے کہنے ایک ذی فہم — کہ گذری ہے مرے دلمیں تو یوں وہم

یہ لڑکا تھا تو شمع بزم افروز — کیا پیدا اول پروانہ کا سوز

بقدر فہم ہر کس یک گمان تھا — سخن ہر اک طرح کا درمیان تھا

اوسے تو چڑھ رہی تھی عشق کی تپ — پڑا دیکھے تھا وہ کیا روز کیا شب

لگی پڑتی جب اوسکے پیرہن پہ — نظر آوے تھا خاکستر وہ تن پہ

نکرتی تھی اوسے تدبیر کچھ سود — بدن پر سو تھی یوں آتش پہ یوں دود

پر آخر سایہ جو سب نے ٹھہرانا — کوئی ملا کوئی لایا سیانا

کسو نے اوسپہ جب کچھ پڑھکے پھونکا — اوٹھا اوس آگ سے دونا بھبھوکا

نہ تھا وہ یوسف ثانی کچھ آگاہ	کہ میرے سامنے خندق ہے یا چاہ
کسی در پر گرے تھا کھاکے ٹھوکر	کسی دیوار سے جا لگتا تھا سر
گرے تھے جابجا با جان ناشاد	فغان کرتین اور اوٹھتے بین فریاد
گئے تھی اوسکو پھر کوچے مین یون رات	کھڑکتا باد سے پھرتا ہو جون پات
بیان کیا کیجے اوس رات کا طول	فلک گویا سحر کرنا گیا بھول
کٹی جب اسطرحسے وہ شب تار	ہوئی عالم مین صبح اوسدم نمودار
پدر بالین تک اوسکے جو آیا	تو بستر خالی اوسکا اوس سے پایا
لگا کرنے تجسس اوسکی ہرسو	کسی جاگہ پتا پایا گھر مین اوسکو
تب اوسکا نام لے لیکر پکارا	محلہ گرد سے سب ڈھونڈھ مارا
پھر آ گھر گھر مین وہ حیران خاموش	گرا بستر پہ اوسکے ہوکے بیہوش
ہوئی اوس حال سے مادر جو آگاہ	کہا پھر کر دل ناشاد سے آہ

از جوش عشق آوارہ شدن از خانہ پسر شیشہ گر در شب سوی صحرا و آگاہ شدن پدر و مادر و تجسس کردن آنہا

گھر آجان دل محزون مادر	گرفتن پدرا و خون مادر

[illegible marginal text]

اونھون کو ایک دن جو اپنے آیا — عمل سے پلٹنے ان کو یون بتایا

نہ ہو تم زندگی سے اپنی مایوس — طرف مشرق کے پاس ہی وہ سو کوس

پڑا ہے وہ بیابان میں کہیں ہے — گذر انسان کا جس جا نہیں ہے

مگر جاوے کوئی ایسا ہی جانباز — جو اپنی زندگانی سے ہو ناساز

کہا سنکر پدر سے سو وہ ہم ہیں — کہ روز و شب میان درد و غم ہیں

خدا پر کر نظر جاوینگے ہم وان — اور اوسکو ہر طرح لاوینگے ہم یان

نہیں ہے ہمکو خطرا ونکے سے انکا — ہوئی گلزار ابراہیم پر نار

جنھون کے ساتھ ہو حفظ الٰہی — بچین سو طرح کی کھا کر تباہی

غرض اسنے اوٹھے یہ شاد و خرم — کیا عزم سفر دل پر مصمم

گھر آکر اپنے یارون کو بلایا — سخن کا سخن اونکو سنایا

وہ بولے ہم بھی ہیں چلنے کو حاضر — جہان ہو وہ پہنچینگے اوسکے خاطر

یہ کہکر سبنے مارا ہاتھ پر ہاتھ — کہ ہے یہ قول ہم ہیں آپکے ساتھ

پھر اوسکے بعد باہم ہو کے یکدل — چلے طے کرتے یہ منزل بمنزل

غرض پہونچے یہ جون تون بعد یکماہ — نواحی بیچ اوس صحرا کے ناگاہ

پٹے نزدیک جسدم اوسکے وہ ٹھانون — جگر کسکا کہ آگے دھرسکے پاؤن

[illegible marginal text]

کہ ناگہ اک نسیم آئی ادھر سے / جہاں بیٹھا تھا وہ آوارہ گھر سے
گئی یوسف کی جب یعقوب تک بو / پدر نے ڈھونڈھکر پایا پسر کو
نظر آیا اوسے یون اوسکا دلبند / کہ اوسمین وحشت اوس صحرا سے دوچند
دل اوسکا وان نہ تھا خوف و خطر مین / وہ صحرا بلکہ تھا اوس سے حذر مین
سبب تھا گرم یہ آنکھوں سے خوناب / کہ تھا گرد اوسکے اک آتش کا گرداب
جمی تھی چہرے اوسکے پر بس گرد / کرے پاک اوسکو ایسا کون تھا مرد
وہ آنکھیں جس پہ تھی دیتا تھا عالم / نہ تھیں کچھ رخنۂ دیوار سے کم
پڑے تلوؤ مین خار دشت سے چھید / قدم تک سر سے تھے صورت بید
جب اس صورت سے پایا وان بیہوش / پدر تو دیکھتے ہی کر گیا غش
جو اوسکے اور وان تھے ہمدم و یار / لگے کہنے وہ یون باچشم خونبار
یہ تیرا حال کیا ہے اے فلانی / نہ تو نے قدر حسن اپنے کی جانی
نظر بھر دیکھ تو حال پدر کو / خدا کیواسطے چل یان سے گھر کو
ارے ظالم تری مان کا ہے یہ حال / کہ ہے ہر خون مین تر آنکھوں سے رومال
کبھو پوچھے منجم سے کہو تم / کہ میرا مہ ہوا ہے کسطرف گم
کبھو رمال سے قرعہ پھنکاوے / کہ میرا لال گھر مین کب تک آوے

رہا جوہی بین تھے سب اوسکی ہرچند
رکھا کرتے تھے سب اوسکو نظر بند

جو کچھ پوچھے تھا کوئی گاہ بے گاہ
جواب اوسکو وہ دیوے تھا باکراہ

زبان تو آشنا تھی گفتگو سے
نہ کہہ سکتا تھا پر دل کی کسو سے

ظاہر شدن عشق او بر ہمگنان و بیرون رفتن از خانہ بطرف زرگر پسر

پلا ساقی شراب آتش آمیز
مجھے جلدی پیالا کر کے لبریز

تجھی کو اوسکے ہو پینے کا یارا
کھنچی ہووے جو آتش پر دوبارا

جب آیا تنگ وہ گھبرا کے اک روز
چلا وہ گھر سے پھرتا آہ جانسوز

چلے ساتھ اوسکے سب ہوتے ہوئے زار
کہ جوں شبنم سے ٹپکین گل کے رخسار

اور اوسکے والدین اون سب مین غمناک
برہنہ پا سر اون پہ ڈالے تھے خاک

ہوا جسوقت یہ احوال طاری
در و دیوار سے تھی آہ و زاری

ہر اک اس واردات اوپر نظر کر
کف افسوس ململ آہ بھر کر

کہے تھا یہ سخن باچشم پر نم
اسی ہونے کیا بستی کو برہم

کوئی تھا دیکھ اس صورت کو گریان
کوئی انگشت حسرت زیر دندان

نہ مانی بات تو کچھ نہ ہوا کام | کہ اس آتش سے جلنے نہیں ہو بدنام
گریزاب اس سے خفت کو کھوے | اسی آتش کے اندر آبرو ہے
نہ سمجھا تو شراب عشق ہے زہر | ڈری موج اوسکی سے کالے کی لہر
چراغ عشق میں تو دیکھے روغن | نہ کچھ عاشقوں میں نام روشن
کہ ہو یہ پنبہ روغن سے کہیں دور | نہ پکڑے خون عاشق میں کبھو نور
جہان میں عشق اگر شان عسل ہی | مزا لیتے ہیں اوسکے چھل ہے
جو کیسا ہی ہو کوئی صاحب ہوش | نپٹ کر نیش سے جیتا تو ہے نوش
ہوا ہے تو اگر پروانہ عشق | تو جانبازی میں رہ مردانہ عشق
تلے تیغ جفا کے سر علم رکھ | بسان شمع یہان ثابت قدم رکھ
یہ باتیں سنکے سب حیران تھے پھر آتش | رہا کیونکر یہ راز آتش میں خس پوش
سخن یہ جو کوئی خاطر میں لایا | اوسے عاشق کسی کا اون نے پایا
ہوا تفتیش کا پھر ایک قائل | کہ دے بیٹھا ہے یہ ظالم کسے دل

ملاقات کردن زرگر پسر شہنشہ کو بجد محبت
و کشش عشق عاشق و معشوق

ہوا ہے یہ گلستان جب سے ایجاد
ترانہ گل کو جو بلبل کی فریاد

وہی اے دوست میرا مدعا ہے
مرے حق مین جو کچھ تیری رضا ہے

مرے زنجیر پا مین جو کڑی ہے
محبت ہی سے یہ تیری گھڑی ہے

سنے خاک آپ کو باد سحر جان
جدھر تو چاہے اوسکو پھیر جان

چو ہین چونکا غرض وہ پھر خواب
چلا گھر سے نکل ہو سخت بیتاب

بہتے تھے ہر طرف سے اشک کے نیل
چلا سر مارتا ہر سمت جون سیل

اوسے وان جذب کامل کھینچ لایا
چلا خس کہربا کے ساتھ آیا

جہان تھا وہ محبت کا گرفتار
کھڑکتی تھی بپا زنجیر ہر بار

سُنی زنجیر کی جب ان نے آواز
کہا بہت دلپر اوسکے پردۂ راز

ہوا سنتے ہی شوق اوسکو دوبالا
قدم پر جاتے ہی سر اوسنے ڈالا

لگا کہنے کہ میری جان عاشق
مین سرتاپا ترے قربان عاشق

جو تو عاشق ہے مین معشوق تیرا
تو مین عاشق ہون تو معشوق میرا

اب ان جھنکریان سے تو چل گھر کو میرے
کرون شانہ مین بالون پیچ تیرے

سلاسل تیرے پاؤن سے نکالون
مین تیرے موے سر خود ہو کے بالون

بیٹھ سر سو تیرے چن چن کرون دور
تری خدمت سے مجھے نور آنکھی نور

١٧٣

آصف الدولہ نواب وزیر الممالک عالیجاہ [illegible]

[illegible]

۱۷۴

ہوئی جسطرح کی اوسوقت تاثیر
نہیں کی جاتی اوس عالم کی تقریر

کسی سے بیتے یہ قصہ سنا تھا
پر اب اظہار سے یہ مدعا تھا

طلب بین وہ جوان اک شیشہ گر کا
ہوا عاشق جو اک زرگر پسر کا

رہا ازبسکہ عشق اوسکے بین محکم
ہوئے اک روح دو قالب وہ باہم

جو کوئی آپ کو اس طرح کھو دے
خدا کا وہ خدا اوسکا ہووے

ہوا زرگر پسر جون اوسمین موجود
محبت یون ہو تو ہو عبد معبود

محبت حق کی جسمین یون در آئی
کرے ہو بندگی مین یون خدائی

جو حق کے عشق مین ثابت قدم ہو
مکان دیر بھی اوسکو حرم ہو

جو آگے اوسکے ہو دیوار یا در
نہ سمجھے حق سے خالی ہو یہ اب گھر

خدا اک عشق کو ایسے کے مانے
جو اوسکو ہر جگہہ خاصہ بجانے

سنی حضرت نے یارو یہ کہانی
اگر سمجھین یہ زاہد نکتہ دانی

تو لون مین دو ڑ کر اوسکے قدم چوم
و گر نہ یان ارادت اپنی معلوم

بھلا ٹک منصفی سے ہو کو ر بے
کہو یارو یہ سچ ہے یا غلط ہے

لگی ہو گر بری تم کو یہ تقریر
بحل تو نے کیجے سودا کی تقصیر

[illegible]

حروف ریزہ کو اپنے مت گہر جان | سخن کا رتبہ اپنے آپ پہچان
نہیں ہیں گو کہ سب اس فن کے ماہر | گہر تیرے سے وہ خوش ہوینگے خاطر
سخن تیرے پہ ہر اک ہے جو مصروف | قبولیت پہ ہے یہ بات موقوف
خصوصاً خان عالم خان بہادر | سخن جنکا ہے گوش فہم میں دُر
ز راہ دوستی لوے وہ منکر | نہیں یہ مثنوی ہے گنج گوہر
خیال اس مثنوی کا تجکو کب تھا | محرک ہونے کا اونکے سبب تھا
رہیں وہ شاد یارب صبح اور شام | کہ آغاز اوسکا پہونچا تا بانجام

مثنوی دوم در تعریف شکار کردن نواب آصف الدولہ بہادر

سر صفحہ پہ آج یون صبح دم | لگا دست سودا یہ کہنے قلم
جو اس عہد میں ہند کا ہے وزیر | بہت جوان و تدبیر پیر
بدہر آصف الدولہ جسکا ہے نام | سلیمان شکوہ و ذوی الاحتشام
جہان لوٹے وہ اپنی شمشیر کو | تو روباہ سمجھے ہے وہ شیر کو
گیا اون نے ناگہ بعزم شکار | قدم رنجہ اپنا سوئے کوہسار
گیا اسطرح سے سوئے صیدگاہ | بچا کر مگر صید کی وہ نگاہ

پچھوڑا ہوا جب چرندون نے سیر	پرندون نہین لی تعذری تا بسیر
پرندہ نظر مین جوان پیر کے	نہ آیا ہوا مین بجز تیر کے
اگر دیو دو وان جو آیا نظر	پچھوڑا غرض صید اوسے بوجھکر
مگر وان سے جتنے لئی پیل لائے	سو حلقہ بگوش اوسکے وہ ہوکے آئے
سبھی پیل ہرچند محبوب ہین	سواری کے خاطر بہت خوب ہین
پر اک پیل کا او نہین ایسا جمال	زبان وصف مین جسکے ہی ہے لال
کبھو پیل ایسا بچشم جہان	نہ آیا نظر زیرِ آسمان
وہ ہی قد و قامت مین اتنا بلند	لگا کہنے دیکھ اوسکو ہر ہوشمند
بدالنت اپنے یہ ہاتھی نہین	ہوا دیکھ اسکو مجھے بالیقین
رہے جب نہ وان صید سو کر وہ	تو زنجیر کر کھینچ لائے ہین کوہ
نہین اوسکی خوبی مین ذرہ قصور	خدا چشم بد سے رکھے اوسکو دور
ترے سایے مین یہ جیتے تا ابد	تجھے پرورش کی ہے اوسکے کد

مثنوی سوم بطور خط

خان صاحب مشفق والا نشان	مظہر لطف و انیس و مہربان
بعد اظہار تمنا سے دلی	ہو جواب نامہ لکھتا ہون جلی

تتمہ

شمع ساں سر رشتۂ الفت تمام — سب پہ روشن ہو کہ ہے تم سے مدام

کچھ نہ پوچھو ماہیِ بے آب ہوں — تشنۂ دیدار ہوں بیخواب ہوں

تم بن اب با چشم نظارہ کناں — روز و شب حیران ہوں آئینہ ساں

یاد میں شب کو بیاض صبح کی — چشم اختر سے لگی ہے ٹکٹکی

چشم طوفاں خیز ہے کیا اپنی آہ — تار مژگاں ہے رگ ابر سیاہ

دل گرفتہ غنچۂ تصویر ہوں — وا نشد سر پنجۂ تقدیر ہوں

مختصر کرکے کرو نہیں کیا رقم — قصۂ فرقت نہیں ہوتا ہے کم

آپ نے لکھا تھا ہم نے چند خط — تمکو بھیجے یاں نہیں پہونچے غلط

خط اگر آتا تو لکھتے ہیں جواب — اے کرم فرمائے من وہ ہیں شتاب

صورت مہر لفافہ چشم یاں — انتظار خط میں تھی وا مہرباں

یہ نہ تھا معلوم کچھ بھیجے یقین — ڈاک بیٹھی ہے ادھر کو یا نہیں

خط کے آنے پر نہ کرنا انتظار — نامہائے شوق لکھنا لاکھ بار

گر پہونچ سکتے نہ جلدی ڈاک میں — تب قلم نرگس نمط وہ تاک میں

بھیجتا با آرزوہائے تمام — اپنی آنکھوں سے تمھیں ہم نکتا نام

کیا لکھوں میں حال مہجوری بھلا — جب قلم کا سینہ شق ہونے لگا

[illegible]

لکھی رند اند اک وہی بات	ہے کہ جسطرح خرابی اوقات
لیکن اب دل کی بیقراری ہے	وصل کے دن کی انتظاری ہے
اب قدم رنجہ کیجئے جلدی	کہ نہین تاب صبر کی باقی
دل جو مشتاق ہووے ملنے کا	خط کتابت سے اوسکو فائدہ کیا
چاہیے یون کہ خط کو لکھے ہی	وہ ہین فقیر بیت لائیے جلدی
حد سو افزون ہوا اشتیاق مجھے	نہین اب طاقت فراق مجھے
یہی ہے ولیکن آرزو و حسرات	کہ سدا ایک جا کٹے اوقات

مثنوی ہیچمدان در بیان معانی بیت مثنوی مولوی روم

حق تعالے نے ہر صاحب کمال	کی عطا منہ مین زبان بہر مقال
مدعا پر وہ مقال بس ہے نہین	گفتگو دنیا کی ہو جس مین کہین
یا سخن ایسا کہ جس مین ہو وہ شعر	پوچھئے اپنی جنس کو جس سے خبر
چاہیے نکلے زبان سے وہ سخن	آوے جس پر کرے ہر مرد و زن
سن کے عالم جس سے ہو مستفید	سر بسر ہو فائدہ اوس سے پدید
نیکی کے ہین اوسکا عمل اوسپہ قبول	ذکر قال اللہ یا قال الرسول

۱۷۸

[illegible]

معنی ہم اس شعر کے سمجھے ہیں یون | اور کی تمہید ہیں کچھ سلسلہ وار یان

مثنوی ششم تعریف چھڑی

ہوتی ہے دنیا میں جو کچھ تحفہ چیز | سب سے ہے سودا کو یہ لاٹھی عزیز
کوچ و مقام اسکا ہو سب کے ہاتھ | جب کہیں چلیے تو ہو ہمدم سا ساتھ
ہاتھ میں رکھتے ہیں اسکو ہوشمند | ڈرتے ہیں سب اس سے درند و گزند
کھینچ نہ سکیے جہاں شمشیر و تیغ | اسکو لگا بیٹھیے وان بیدریغ
اتنا کم آزار اور ایسا شفیق | اور بھی کوئی ہے کسیکا رفیق
کس میں یہ توفیق ہوئی کچھ خیال | ہاتھ پکڑ کر گرے کو لیوے سنبھال
چوب نہیں دلبر خوش بخت ہے یہ | یار ہے یہ قوت بازو ہے یہ
مرتبہ اسکا ہے نہایت بلند | کوچہ تحقیق سے ہر چند بند
اسکے گھرانے کو جو سمجھے خیال | چھوٹے بڑے چلتے ہیں ڈیل و ڈال
کوئی تو ہے خامۂ معجز طراز | کوئی ہے ستمگر کہ نے نغمہ ساز
تیر نمط ہے کوئی صاحب ہنر | کوئی ہے پنجا کوئی ہے نیشتر
خرد و جو ہوں ہمسر تیر و قلم | نام بزرگان پہ بزرگی علم

زیادہ غرض کچھ نہین کہنا رو — بس ہے یہی آہ میری یہ صدا
سحر ہے یا لکڑی کی تقریر ہے — جسمین کہ عبرت کی یہ تاثیر ہے
دل ہے مرا برق نمط بیقرار — دیدہ ہین جو ابر سدا اشکبار
غم کی سیاہی کی گھٹا رات ہے — آج بھی یان موسم برسات ہے
چپ رہ لے سودا نہو یہ خود غلط — بس ہو ترے حق مین یہ نکتہ فقط
لکڑی کی نسبت سے تو معذور ہے — آدمی ہونا تو بہت دور ہے

مثنوی ہفتم در تعریف دیوان و اشعار مہربانخان

صاحبا سیر کے ہین یہ ابیات — فکر عالی کی آپ کی کیا بات
یہ سفینہ ہے رشک ابر بہار — ہر ورق اس مین قطعۂ گلزار
اوسکی ہوتی نہ گر چمن پہ نظر — شعر اس مین ہین گل سے رنگین تر
اوسکے پھولون پہ جلد کی یہ بہار — در باغ بہشت کے ہین کوار
حرف شیرازہ جو ہوا ابتسار — ہے رگ جان عاشقان زار
ذکر ہے سیر اسکی دل کو اوداس — منتشر ہون تو جمع کر دے حواس
نہین ایسا جو دیکھو ہفت اقلیم — دردمندونکی خاطر اور ندیم

اوسکو ہر طرح تو غنیمت جان | پھر ملے گا نہ سوز سا انسان
کیسی ہی رام ہون کسیکے ساتھ | پنچھی بھڑکے ہووے نہ آوین ہاتھ
یون تو صید آگئے اے کرم گستر | دام الفت سے تیرے جاوے کدھر
تجکو بخشی ہے خلق کی خوبی | حق نے ایسی کی بہ زمحبوبی
سنکے باہم تری وفاداری | تجھے ہو عمر و خضر مین یاری
دستگیری کا تیری دیکھ پناہ | ہو نہ مژگان سے طفل اشک تباہ
گر مروت سے تیری کچھ مذکور | سمجھے تو نہین یہ عقل سے دور
کرے تحلیل سنتے ہی وہ ذکر | شعلہ کو خس کی دوستی کی فکر
جز جو یہ تجھ مین ہے سخاوت کا | انتہا اوسکی نے سکون مین کیا
وہ کوئی تجھسے عرض ہمت لے | جو ترے آگے دو جہان رکھدے
تجھ شجاعت پہ متفق ہے گروہ | تو سراپا جگر ہے صورت کوہ
رزم اور بزم مین علم ہے تو | صاحب سیف اور قلم ہے تو
صف اعدا مین یون ترا سر جنگ | جا ہے بیٹھ جیسے تیر و تفنگ
لیکن اس نظم سے نہ سمجھیو تو | کچھ صلہ سے غرض ہے سودا کو
اس سے رکھتا ہے یہ دل مہجور | مہربان دوستی تری منظور

گرین ہین آفرین اوسپر سو کیا ہو
نہ لگوا وے کبھو مستک پہ پسندور
ہو اگیا گر نہیں کرتا ہے تو نہین
نہووے قد و قامت مین موجود
بھلا اس شان کا ہاتھی کہین ہے
مہاوت دل ہو نالہ بھالہ بردار
نہ کچھ ہووے کبھو نہ کچھ وہ کھاوے
کوئی ہاتھی کی ہوتی ہو یہ اوقات
غرض ہاتھی خدا دیوے تو ایسا
مچائی جسکی گھڑیالی نے یہ دھوم
کوئی ہاتھی ہی یا آفت وہ چنڈال
گلا وہ کو نہ سمجھے اوسکے گلگون
کہے کون اوسکو بچہ فیل کا ہے
پکڑ خرطوم مین اوسوقت زنجیر
جو ہتیائی پہ آجاوے وہ خونخوار

گویا وہ اوسکی آواز دورا ہے
بہت اوسکی بزرگی سے ہی یہ دور
اوسے کہتے ہین اہل طبع رنگین
بلندی عرش سے پر اوسکی افزود
کہ جسپر ہر کوئی ایسا یقین ہے
ہے چرخی چھچھین آ وہ شتر بار
نظر وہ اس بزرگی پر نہ آوے
نہین دم مارنے کی اس جگہ بات
نہ فیل راجہ نرپت سنگھ جی سا
کہ لرتے ہی پڑا اسے شام تا روم
مہاوت پر گرے آقا کے سر کال
یہ گردن پر ہو اوسکے خلق کا خون
وغا کے روز ٹیکا نیل کا ہے
بلے ہی فوج پر اپنے ہی بے پیر
ہزارون نیز نے مارین بھالہ بردار

[illegible]

تو کہا وسنے کہ اسکو بیچ ڈالین
عوض کا شتی اسکے چڑھنے لوگ دالین

کچھ ایسے فیل کے رکھنے مین ہے نشان
سواری جسکی ہو شے آفت جان

دیا اون نے جواب اے میر مخدوم
خریداری تو اس کا فکر معلوم

بڑا ہے بدقوا وہ زشت ناپاک
کہ پیٹھ اوسکی بلند اور پٹ کا واک

جو ہاتھی ہو تو لے کوئی خان نواب
ہے ایسے ایمان کی مسجد کی محراب

بکانے کی نہین اوسکے کوئی بات
نصیبون سے مگر آجاوے شہرات

سمجھنا فیل اسے دیوانہ پن ہے
کسی مدت کا یہ بام کہن ہے

ستون اسکے تلے یہ پاؤن ہین بیکار
ہے دو دانت آگے سو ہین اڑوار

جو بیٹھے یہ تو اوٹھنا ہو اسے دو
لگین اسکو نہ جبتک لاج وغیرہ

اٹھم ہے خاک کا یا راکھ کا ڈھیر
کہین ہین اسکو ہاتھی ہو ایدھر

ہلاتا یون ہے یہ کانون کو پھر بار
کہ دھونکین نکلے ہین ... انبار

ہے اتنا چلنے مین تحریر ذوات
نہین ہاتھی صعوبت کی ہے یہ راہ

یہ عالم چلنے مین خرطوم کا ہے
کہ دست کور مین گویا عصا ہے

جو کیسے فیل اسے بہتان ہے یہ
عجائب تو وہ طوفان ہے یہ

خورش کے وقت یہ فیل ہو کین
سمجھے من سپر طیار دونے ہین

[illegible]

مثنوی نہم در ہجو سیدی فولاد خان کوتوال شاہجہان آباد

کیا ہوا یارو وہ نسق ہیہات — لیمون کے چور کاٹے تھا ہات

باندھا جاوے تھا چور پگڑی کا — مارا جاوے تھا چور ککڑی کا

شہر مین کیا ہے تھا امن و امان — کیسی کرتی تھی خلق خوش گذران

تھانہ رشوت سے کوتوال کو کام — شہر مین تھا نہ چوٹّے کا نام

اب جہان دیکھو وان جھمکا ہے — چور ہے ٹھگ ہے اور اچکا ہے

دیکھی ہمنے جو راہ چاوڑی کی — پشم ہے رہزنی تلاوڑی کی

خاص بازار کا جو سنیے بیان — اون نے نزدیک کے کاٹ ڈالی کان

دمڑی کے سودے کو جو وان جاوے — پگڑی کھو سر کو پیٹتا آوے

کس طرح شہر کا نہو یہ حال — سیدی فولاد اب جو ہو کتوال

چور کب اوسکا زور مانے ہے — کالا بال اپنا اوسکو جانے ہے

ہو یہ کتوال تو وہ مانے زور — یہ تو چھپر کی جھول کا ہے چور

اُسنے رشوت لیے یہ بیٹھا ہے — اُسکے دل مین یہ چور بیٹھا ہے

کیا جب آپ تمنے یہ انصاف — مین بھی کرتا ہون سیکھنے معاف
آپکے سر پہ یہ جو پگڑی ہے — دو خریدار اسکے ہین در پے
وسن چپے وہ مجھے دلاتے ہین — کہیے اب آپ کیا لگاتے ہین
دوسرے نے کہا کہ مین ہون غلام — نہین ہون جس سے ہووے ایسا کام
پگڑی آقا رکھے نہ سر سے اوتار — اور قیمت کی اوسکی ہو تکرار
پیر و شنا لے کے تئین لگا کر گھات — آج جاگا گیا ہون ساری رات
میری محنت پہ ٹک نظر کیجے — آگے جو ملین آوے سو دیجے
غرض اس گفتگو سے ہو یہ حال — واہ واہ واہ رے زہے کتوال
شہر کے بیچ کیا کہو مین اب — روز محشر کی دہوم ہے ہر شب
شب ہو تو سنگیونکی قال و قیل — گویا پھنکنی ہے صور اسرافیل
کتے آہٹ سے اونکی بھونکین ہین — مردے خواب عدم سے چونکین ہین
آنکھ تو کس بشر کی لاگے ہے — چورونکے ڈر سے فتنہ جاگے ہے
آسمان پر بھی منعدم ہو خواب — کھلا رہتا ہے دیدۂ مہتاب
لاکھ بندوق رات کو چھوٹے — کوٹھی پہ ساہو کار کی لٹے
ہین یہ سرگرم دزد بد انجام — لوٹے ہے تا خزانۂ حکام

یار دیکھ چل سکے ہے پیار زور
دیکھو تو ٹک کہاں کہاں ہو چور

مٹ سکے کچھ غریب سے پیشل
ہے امیروں کے گھر میں چور محل

دیکھیے گر بتان کو بھی بخدا
ہاتھ میں ہے انھوں کے دزد حنا

کسکو مارو نہیں کسکو دوں گالی
چوری کرنے سے کون ہے خالی

چڑھکے جب منبر و پہ جاتا ہوں
وقت پیری میں بھی جی چراتا ہوں

بچ رہا ہو اسطرح کا سا ناک
ہو خدا کے بھی گھر میں چوری کی تھاک

بچ سکے کیونکر اب کسیکی شے
ملا مسجد کا صبح خیز یا ہے

کریں انصاف و اب جوان و پیر
کیا ہے اسمیں بھلا مری تقصیر

بسکہ دزدی کا اسقدر ہے بلند
چرخ کے گھر پہ کہکشاں کی کمند

پوچھ سودا سے کہ ہے لا یعنی
آپ کرتا ہے دزدی معنی

مثنوی در ذم موسم گرما

کیوں ہوا اسقدر ہے عالم سوز
آتشی رنگ پر ہوا نوروز

اسکی رنگت سے ہو گئی معلوم
چمن آرا ہو شب برات کی دھوم

گرم آوے یہ بہار کا موسم
شاخ گل پھلجھڑی سے نہیں کم

سرو کا حال کیا کرون مین بیان | پاؤن اسکا ہے اور آب روان
جوش ہی یہ بہار مین اس سال | لب جو پہ ہے عکس کا تمثال
ہی عرق اس سے بھی گلو کے تئین | گرچہ پنکھا نسیم چھوڑتی نہین
گرم گل کا نہین فقط گل گون | ہے جلو مین صبا کے سیکڑون لون
رنگ گل اسطرح درخشان ہے | ہر خیابان یک چراغان ہے
لالہ کے ہر چراغ پر اس آن | لٹ دھوئین کی ہی شاخ نالرمان
ہے حرارت گلون کو اب یا تک | نہین شبنم یہ نکلی ہی چیچک
پاتی کو بلبلین پہرین بھٹکی | طفل غنچون کو لگ گئی چھتکی
شاخ ہر گل کی ہو گئی گلریز | جل گیا آہ سبزہ نوخیز
یہ نہ لالہ کی پاتی جھڑتی ہے | آگ جامے سے نکلی پڑتی ہے
گیا تالاب مین ہر ایک کنول | کنول کاغذی کی طرح سے جل
جل گئین سیپین رہگیا ہی کاٹھ | روشنی کا سا وارست ہی ٹھاٹھ
خوشے انگور نے کمان پائے | تاک کے یہ جھپک گئے خالے
بوند کو دل صدف کا ترسے ہے | ابر نیسان سے آگ برسے ہے
ہو پسینے سے میخور نکا یہ حال | باد گویا ہے آب در غربال

زمین سمجھے ہو تفتگی سے ہر آن — تو رے کے بوند نوح کا طوفان
سو سمندر کا صرف کرکے جواب — صحن یک خانہ کھینچے چھڑکاب
کیا عجب ہے نہووے اتنا نم — خاک رہ جاوے اوڑنیسے یکدم
پانی سے پوچھیے عرق ہر چند — رسی کنکڑے کے کوزے کے مانند
خلق کا تشنگی سے ہے یہ حال — طفل کو منتک و جوان کو کھال
تو بھی نیت اوٹھو نکی بھرتی نہین — پیاسے مرتے ہین پیاس مرتی نہین
پیالے پانی کے آرزو کے بیچ — خواہ گدا ہو خواہ او سمین بیچ
شکل نرگس ہے سب کو حیرانی — نرخرے تک بھرا ہو گو پانی
یہی سوچے ہے دلمین تشنہ آب — بحر کو منھ لگاوے مثل حباب
رنگ یاقوت کا زبانی ہے — آب آتش کی زندگانی ہے
پانی کیسا ہی پیٹ مین ہو آب — شکل آئینہ خشک ہیتے ہین لب
پھوڑ کر حلق کو زبان کے خار — نکلے گدی سے طرح گل کے پار
ہوش جن بادہ خوار و نمین کچھ ہے — کہتے ہین وہ نہین ہو شیشہ ہے
بسکہ گرمی کی آن مانی ہے — شرم سے آگ پانی پانی ہے
آگ سے دن کی جلگئی ہو رات — ملی ہے اب سیاہی ییکے دوات

چرخ کی اطلسی قبا پہ ہمیش
نہین یہ کہکشان ہو وانہ کیش

جتنا عالم تھا کاشمیر ہوا
بلک کہیے کہ زمہریر ہوا

اندلون چرخ پر نہین ہو مہر
گو وہین کانگڑی رکھے ہو سپہر

کہر پڑنے کو کہتے ہین سب یار
ٹھنڈ سے ہو جہان کے دلمین غبار

لیک دیکھا جو غور کرکے ہین آپ
نکلے ہو منہ سے آسمان کی بھاپ

دی ہین پوشش نہین کو پانوسی چھالے
پا بدامن ہین جسقدر ہین بچھالے

پانی پر جس جگہ کہ کائی ہے
سبزہ وہ شال کی رضائی ہے

بسکہ یخ بستہ بحر یخ ہے آب
برف کی ہو رکابی ہر گرداب

عکس پانی مین یون ہو شکل پذیر
رہتی ہو زیر شیشہ جون تصویر

نہین ہو نہر باغ مین اسدم
بچہ بط بھی یخ بچہ سے کم

تیغ سے کاٹتا ہے اسپ و چمند
آب مین اسقدر ہوئی ہو گزند

جیسے جاڑے سے پڑگیا پالا
سرد ہے داغ عشق جون لالا

اکڑے جاتے ہین دیکھ سنبل کو
گٹھری ہو جائی گل کی غنچہ مین لو

دیکھ گل پر صبا نسیب برد
پھرتی پھرتی ہو ہر طرف دم سرد

پات جھڑ شاخین ہو گئین گنڈ منڈ
رہ گئے اینٹھ اینٹھ ڈنڈ کے ڈنڈ

ہے گرفتار حال ہے جو شخص — نہین مل سکتے گرم ہو وہ شخص

اگر کسی شخص کو مرض ہو اب — تو وہ جاڑے ہی سے کرے ہو تب

فرط سرما سے دیکھیے جسکو — دست زیر بغل ہے مثل سبو

کرے ہو اندلون جو کوئی بیاد — سانس سمر کیے آگے رو ہی سیاہ

پڑا اسکڑے ہو نہ کنار نہ بوس — زانو آغوش مین ہین جای عروس

منعمون کے گھر و نہین آج اور کل — ہین پڑے پڑے وانکی ہے منقل

پھرتے ہین سمور اور قاقم — ٹھنڈ سے کھینچے ہین ہم سو دم

تشبیہ جاڑے سے ہے انکا حال — ناک سے چھوٹتا نہین رومال

جھیکتا جاڑے کا جو جھینکین ہین — اک سخن ہو تو لاکھ چھینکین ہین

کوئی اب جاسے ہل نہین سکتا — گھر سے باہر نکل نہین سکتا

پھر جو کوئی ندان نکلے ہے — ٹھنڈ کے مارے جان نکلے ہی

لیٹے رہتے ہین روئی مین محبوس — جسطرح ناشپاتی و انگور

اہل حرفہ کو دیکھیے جو نگاہ — کار و بار انکا ہو گیا ہے تباہ

پیٹ کر سر کے ہے بٹھیارا — ہاے اب کیا کرو نہین بیچیارا

سقا بولے ہے بھر کے آنکھو نمین اشک — یارو پانی نکالو جیرے مشک

جوہین وارد ہوئے یہ وان ناگاہ
اوٹھا چارون طرف سے ابر سیاہ

انکے آتے جو ابر گھر آیا
صاحب خانہ سخت گھبرایا

نہ خبر انکی پوچھی نہ احوال
بیٹھتے ہی کیا یہ اوسنے سوال

کچھ ہوا پر بھی تم رکھو ہو نگاہ
گھڑی گھڑی پٹو کچھ بھی ہو ہمراہ

بولے یہ منہ نہ تھا مجھے معلوم
ورنہ لاتا مین ساتھ اے مخدوم

جب نہ سمجھے یہ اوسکے رمز کی تئین
سوجھی یہ بات اوسکے تئین وہین

جون لگی ہونے قطرہ افشانی
لا رکھی انکے آگے بارانی

پھر لگا کہنے یہ بھی اپنے نصیب
آوے مدت کے بعد اپنا حبیب

اور منہ آسمان پہ برساوے
بھیگتا اپنے گھر کو وہ جاوے

یہ تو سادے غریب کیا جانے
اوس مزے کو وہ کیونکہ پہچانے

بولے یہ سادگی سے کیا ہو ضرور
بھیگتا جاؤنگا مین اپنی ور

رکھے خالق سلامت آپکی ذات
نہ کھلیگا تو مین رہونگا رات

یہ سخن جوہین پہونچا اوسکے کان
لگی اوسکی وہین نکلنے جان

سنتے ہی اسکے یون ہوا مضطر
اپنے بیگانے کی رہی نہ خبر

جسکے منہ کی طرف کرے تھا نگاہ
یہی کہتا تھا اوس سے پھر کر آہ

کہا اوسنے کہ پھر گئے افتابا — محل کی جا ضرور ہین رکھوا
غرض اوٹھکر چلا وہ جب ولنسے — کہہ گیا کان مین یہ چھمان سے
چاہو جو کچھ کہ اب تناول کو — کہدو بلوا کے اب بکاول کو
اونھون نے اوسکے موجب ارشاد — کی بکاول کے تئین ہین فریاد
آیا بعد از سماجت بسیار — اونھون نے پوچھا ہو کچھ اب تیار
بولا تیار تو نہین ہے کچھ — جاؤن ڈھونڈون اگر کہین ہو کچھ
تو تولاؤن ہون آپ کی خاطر — ورنہ کھاؤ مجھے مین ہون حاضر
بولے یہ کچھ اگر نہین تیار — دیکھو ہو وے گا مودی سرکار
اوس سے تم جا کے جنس منگواؤ — واسطے میرے کچھ تو پکواؤ
لگا کہنے وہ کوئی مانے ہے — آپ ہی بھڑوا خاک چھانے ہے
جب کہ اوسکا حساب ہوتا ہے — جان کو وہ برون کی روتا ہے
اور قصاب بھی جو آوے ہے — چھری بغدا مجھے بتاوے ہے
جب مین کچھ کو بچر بیسے کہتا ہون — لہو پی پی کے اپنا رہتا ہون
بکتے ہے مجھسے یون وہ وبردو — لیجو ترکاری کی جگہ کدو
سفرہ چین سے ہمیشہ یون گالی — منہ رکھین چکنا اورشکم خالی

[illegible]

کھانا پان کھاوے ہاتھ وان دھووے | گر مسون بیچ پیٹ بھر سووے
بسکہ مطبخ بین سردی رہتی ہے | ناک باورچیون کی بہتی ہے
اونکے مطبخ سے دود اوٹھے اگر | سقے لے دوڑتے ہین مشکین بھر
لگے ہے دینے کوئی اوٹھکے اذان | کوئی دکھاوے ہے کھولکر قرآن
ڈالے ہے کوئی چھیر اپنے کاٹ | کوئی پھرے سر دھرے کھٹولا کھاٹ
پان پکانا ہے خانہ خدا لا | خلق ہو جاوے ہے تہ و بالا
انکے باورچی خانہ کا احوال | چولھے ہر گھر کے جب کرین ہین خیال
ڈالے ہین سر پہ خاک ماتم سے | لکڑی جلتی ہے آتش غم سے
سینے دیگون کے مارتے ہین جوش | روتے ہین ڈھانپ ڈھانپ منہ سرپوش
روز باورچی یون کرین فریاد | کبھی تو کچھ کرو ہمین ارشاد
کیا ترے بعد آکے کھاوینگے | جب کسب اپنا بھول جاوینگے
دیگ شو کو نہ دیگ سے سروکار | چمچڑی دھوتے ہمیشہ جا ہین کہار
بسکہ مہمان وعدہ سے آیا | کھانا اونہین سے اب نہین کھایا
اس خجالت سے دیگچے یکسر | سرنگون ہی پڑے ہین جو طنبور
دورے سے دیگچون کا ہے یہ حال | سینہ کفگیر کا ہوا غربال

[illegible]

پیدا جو کر گئے تھے یون اجداد … سو یہ بدبخت دے ہے یون برباد

مین تو آپ ہی کو جانتا تھا فضول … پر یہ مجھسے بھی نکلا نامعقول

گرٹے پیسے یہ سب وڑا دیگا … اینٹون تک بیچ بیچ کھا دیگا

اسکے دادے کے باپ کا آکروز … آشنا تھا سو وہ نبیٹ دلسوز

لایا کچھڑی پکا شراکت سے … دونون کھانے لگے رفاقت سے

اون نے اک دو لیے نوالے بڑے … جدھر حوم دو ہین ہوسکے کھڑے

لگے کہنے نہین شراکت نیک … میرے سو لقمے اور تیرا ایک

سعی بزرگون کی اپنے تو یہ چال … کرتے ہین یان ضیافتین پامال

خوب جو کچھ اوٹھا خزینے سے … لو اتالیق کے جہینے سے

سنا اس گھر کا یار تونے حال … مجھسے کھانے کا پھر نہ کیجو سوال

ایسی ہی بجو کھ ہے تو بیر یحال … بندہ خانہ بھی دور نہین چندان

ٹک قدم رنجہ وان تلک کیجے … کھانے کو چاہیے جو کچھ تیجے

بولے یہ خانہ ستہما آباد … ہو کرم آپ کا تو اس سے زیاد

ہی غنیمت یہان تو آپکی ذات … کٹ گئی اب تو باتون ہی مین رات

غرض اس آشنا نے صبح کو آ … مجھسے یہ ماجرا تمام کہا

آدھ سیر آٹے کا خدا ہے کفیل ‌ ‌ پیٹ اسکا ہے عمرو کی زنبیل
گھر مین اب جسکے دیگچہ کھڑکے ‌ ‌ در پہ اوسکے یہ بیٹھے یون اڑکے
گور سے پھر جو رستم اوٹھکر آئے ‌ ‌ میت اسکی اوٹھائے یا نہ اوٹھائے
جورو کی ہو جسکی مین پر یاس ‌ ‌ جمع وان کرکے اپنے ہوش و حواس
بیٹھے مکھی کی طرح پے در پے ‌ ‌ دونون ہاتھو سے سر کو پیٹے ہی
آگ لگ کر کسی کے گھر سے دود ‌ ‌ ایک ذرہ بھی گر کرے ہے نمود
لوگ تو دوڑے ہین بجھانے کو ‌ ‌ دوڑے یہ لے رکابی کھانے کو
ہر کسی بنیے کی دکان پر جا ‌ ‌ اپنی باتو نمین اوسکو لے ہی لگا
کام ہر وجہ اپنا کر لیوے ‌ ‌ کلے بندر کی طرح بھر لیوے
توڑ کھاتا ہے جاکے پاخانے ‌ ‌ یہ ہوا سیر اپنی کے واسطے
اسلیے ہجو خلق کرتا ہے ‌ ‌ گالیان کھانے تک بھی مرتا ہے
شادی مین گر کسی کے گھر یہ جائے ‌ ‌ صاحب خانہ رنڈیان بلوائے
کیا طمع اسکی دسگھڑی مین بتاؤن ‌ ‌ کھچڑی یہ چاہے پھر مین ہی لیجاؤن
راگ گر ہوگا دونون کا وہان ‌ ‌ اس جگہ گا رہا ہو جیون خان
اور پکھاوج بجائے دیبی داس ‌ ‌ سرون کی بندھ رہی ہو یا آہن ہم

جب تلک کھانے پک چلیں سارے | ان ہی کو لاکے میرے سر مارے
جتنے دنیا کے بیچ ہین اشکال | اشتہا او نہین تھا منا ہی محال
جب تلک کھانا آوے ہی آوے | اسی بک بک مین جان کھا جاوے
کھانا آوے تو اسطرح ٹوٹے | جیسے کوئی کسی کا گھر لوٹے
مارے لقمے تو اسطرح بد ذات | جیسے جھاڑے کوئی پیڑ کے پات
وہ جو نوکر کھڑے ہون جس تس کے | منھ کو حیران ہو تاکے ہین اسکے
دیگچی جب یہ چاٹ کر چھوڑے | منھ کو کھا جیسے موڑے تو موڑے
کھانا کھانے مین ایک دن ناگاہ | پڑ گئی اسکی آئینے پہ نگاہ
بولا دیکھ اپنے عکس کو وہ لئیم | کب سے اے بھڑوے تو مرا ہے ندیم
غرض اس طرح کا جو ہووے بخیل | کب زمانہ کرے نہ اوسکو ذلیل
ایک تھا اسکا آشنا دلسوز | وارد اوسکے یہ گھر ہوا ایک روز
ظاہری اوسکے گھر تھی کچھ شادی | سر مجلس بلا اُسے جا دی
بیٹھے باہم تھے آشنا بتمیز | صاحب خانہ کا ہر ایک عزیز
اور وہان ہو رہا تھا راگ و رنگ | ناچ ہوتا تھا باجے تھی مردنگ
نہ تھی اسکو کسی سے بات و چیت | بھوک سے اسکی لگ رہی تھی بیت

گوشت چاول مصالح ترکاری | سب سمیٹ اسنے ایک ہی باری
مطلق اسنے نہ مانی ڈانٹ ڈپٹ | اسکے گلے مین کر گیا سب چٹ
خرچ کر یہ سلوک دوستکے ساتھ | مانگے پھر یہ دعا اوٹھا کر ہاتھ
یارب اتنی ثواب مری بس لے | مجکو اک آسمان سے کڑلے
وہ بھی یون ہی چلا کرے دنرات | جو ہم پہونچے وان جاودنبات
چاٹ کر اوسکو اپنا پیٹ بھرین | نقب نہ جاکر کسی کے دیہہ کرون
قصہ مہمانی کا سنا تم سب | پڑے اس بھوک پر خدا کا غضب
جاوے بازار کو اگر وہ لئیم | خلق سمجھے کہ پہونچی فوج غنیم
نان بائی کنجڑے حلوائی | کہین آفت کدھر سے یہ آئی
جو ہے دکا نمین سو اوسکو نچے | جان یارب ہماری اسکے بچے
بھوک مین جب دہر یہ آتا ہے | لوگون کو کاٹ کاٹ کہاتا ہے
جن ہے یا آدمی ہے یا کیا ہے | یا کوئی دیو بوکھلایا ہے
نہین ڈرتا یہ لاٹھی پاٹھی سے | کیا کرے لاٹھی اسکی لاٹھی سے
آوے جو کھینچ سامنے تلوار | جب تلک پہونچے اوسکا اسپہ وار
مورچے کیطرح یہ اسپر آئے | کہنے سے پیلی تلک کھاجاے

ایک توڑا بھی دے تو منگوا کر — پرکنا لے ہین اوسکے سلوا کر
اور کمخواب ایک ہو پُر زر — پھولے گلزار جس سے ٹانگون پر
جھنت پاپوش ایک ستارہ دار — سرخ بانات کا منقش کار
ایک سنہری کٹاری لے دے مول — پیچھے سے موٹی آگے سے ہو گول
پیچ اسکے ساتھ کا حلکا — لون حریفونکو جس سے ہین للکار
اک طپنچہ کمر مین ہو دمسار — رہکلہ کیسی جسکی ہو آواز
گھوڑا بھی ایک ہو سپٹ چالاک — پہونچے گردو پنہ جسکے سم کی خاک
زین بھی وسپہ ہو جالی دار — جسکی فتراک سے بندھی دل زار
خوبصورت ہین اور لباس بُرا — تا بکے مجھ سے گلے دھر لگا چھُرا
جو کہ جاگیر ہے اب آتا ہے — سب ترے خرچ بیچ جاتا ہے
تو پیے ہے شراب بنگ و افیم — اب خدا کا بھی تجکو ہے کچھ بیم
لے ہو نقدی کے پیسے آپ تمام — اسمین سے بھی مجھے ندو اک دام
مجھسے بیٹے کے روز چھ پیسے — سو بھی دے ہے فقیر کو جیسے
کبتلک اے باپ تیرے ساتھ پھرون — فقر و فاقہ مین دن کو رات کرون
کب تلک آنسوؤن سے منہ دھوون — روٹی کو رون چوتھی مین سوؤن

۱۹۹

الغرض باپ سے وہ ہو کے جدا
ملنے لاگا ہر ایک سے جا جا

تھے محلے کے بیچ کئی عشاق
جنہیں سے تھے مرزا مقت برچی طاق

سب سے افزود تھا او سبھونکا معاش
لونڈیکے ملنے کا انہیں تھا تلاش

ذوق تھا اونکو ڈنڈ پیلنے سے
شوق تھا اونکو کشتی کھیلنے کے

گھر میں اپنے اکھاڑا کھدوا کر
کشتی وہ کھیلتے تھے شام و سحر

کئی پٹھون کو زور دلوا کے
خوبرویوں کو کشتی کھلواتے

نکلا جب اپنے پہ ٹھرکا سے جیسے
جا ملا اپنے اس بہانے سے

مرزا جی میں بھی کشتی کھیلونگا
اس اکھاڑے میں ڈنڈ پیلونگا

تب کہا یہ اونھوں نے اے محبوب
کشتی کا کھیلنا بہت ہی خوب

چل اکھاڑے میں ہم تو ڈنڈ پیلیں
اک پکڑ تیرے ساتھ ہم کھیلیں

جا اکھاڑے میں اور کپڑے اتار
لونڈا جب کشتی کو ہوا تیار

اوترے مرزا اکھاڑے میں اوسدم
ہو گیا سامنے وہ ٹھونک کے خم

دیکھکر دست و پوس ہی میں سجاؤ
کر گئے مرزا پورا پورا پیچ داو

رکھکے گردن پہ ہاتھ ماری اڑی
کیا کہوں کس طرح کی کشتی لڑی

کر کے بکدست اور پیچھے جا
گرہ دکھنے سے او سکو بیچھے بلا سے

سنکے لونڈا زبان پہ یہ لایا ۔ مجھے یہ علم کس سے ہے پایا

کہا مرزا نے ایک تھے اوستاد ۔ علم یہ جن سے ہین کیا ہو یاد

کشتی کا کھیلنا تھا اونکا ورد ۔ مجھسے کتنے ہی اونکے تھے شاگرد

کہا لونڈے نے وہ جو تھے اوستاد ۔ کیا یہ کشتی اونھونکا ہو ایجاد

بولے مرزا کہ یہ تو کا ہے کو ۔ سیکھے ہونگے کسو سے وہ بھی کبھو

سنکے یہ بات ہو رہا حیران ۔ کہا مرزا نے خیر ہے ایجان

کہنے اوسکا یہ عرض کرتا ہون ۔ مین اسی سوچ بیچ مرتا ہون

کہکے لونڈے نے مرزا سے یہ بات ۔ کہا میری نہ گذرے یون اوقات

ایسی کشتی کبھو نہ کھیلو نہین ۔ اسطرح کے نہ ڈنڈ پیلو نہین

کہین سے مجکو کیا بد و کیا نیک ۔ پہلوان ہین یہ پر ہتیلی ٹیک

کہکے اس آن ہوکے اس سے جدا ۔ شعر پڑھتا یہ اپنے گھر کو چلا

سنو اے لڑکو ہو نہ راہ سے گم ۔ اس نصیحت کو گوش جانئے تم

باپ کے گھر کی چاٹ کر چینی ۔ کرو گذران یارو تم اپنی

مثنوی ہفتم در ہجو حکیم غوث

خوب جو کرتا ہے تو اپنی دوا | اور کوئی آپ سا ہم کو بتا

روز ہی سے خاطر ہو مری تا کہ جمع | بھیجون تری گور پہ گل اور شمع

کیا کرون تشخیص کا اوسکی بیان | منھ مین ہوئی جاتی ہو ساکت زبان

تہ سے اک شخص کو تھا درد سر | لائی قضا اوسکے تئین اسکی گھر

دیکھکے نبض ان نے بصد فکر و غور | دق کے سوا کچھ نہ کی تشخیص اور

نسخہ دیا لکھکے چند ہین ہنر | صبح سے لے شام تلک غور کر

جاکے جو نسخہ دیا عطار کو | پڑھ کے وہ کہنے لگا بیمار کو

کیا تجھے آزار ہے ای نوجوان | ان نے کہا اوس سے بآہ و فغان

مین تو نہین جانتا کچھ ای طبیب | پر مجھے دق کے ہی کہے ہین طبیب

سنتے ہی یہ دل کو لگی اسکے چوٹ | کہنے لگا اپنی وہ داڑھی کھسوٹ

ہاے یہ کس بھڑوے کی ایجاد ہے | نسخے مین معجون زرا نباد ہے

کہکے یہ عطار نے ہو بیقرار | کہنے لگا اوس سے کہ سنتا ہو یار

شکل کو اوسکی تو مجھے دے بتا | کون ہو وہ جن نے کی ایسی دوا

سنکے وہ عطار سے بولا جوان | کیا مین بتاؤن تجھے ای مہربان

شکل ہے کیسی اوسے تشبیہ دون | ہو وہ سگ خوک سے زشت زبون

یہ کہا اوسکو جسے تھی آتشک
کہنے لگا دیکھ کے اک اور کو
بیٹھکے پھر پاس وہ اک ڈولی کے
دیکھ چکا نبض کو جب بے تمیز
وہ دکھر اسکو ہے یا درد سر
کر کے پھر آخر کو مقرر صرع
اور جو کھانے کی لگے اسکو لو
کہنے لگے سنکے یہ کیا قہر ہے
لقوہ و فالج ہے لیے پیرزال
ان نے کہا تو نے نہ اے زن تن و
ساتھ حکیموں کے تو اے بی تمیز
اسمین سے اک شخص نے ستو بکی راہ
بی بی تری پڑتے ہین اور یہ ادھر
سمجھو بوٹک لوٹنے کی ہے یہ جا
سنتے ہی اس حرف کو کھایا پیچ و تاب

ہو ضع مخصوص پہ چھڑکو نمک
زخم کو دنبل کے کرا نار فو
نبض کہا دیکھو نہین لایا تھد
خادمہ سے اوسکے کہا اے کنیز
پر مجھے نقرس کا ہے ڈر شتیہ
کہنے لگا دوا سے ماء القرع
کچھ نہ اسے دو تبھی بجز آش جو
واسطے اسکے یہ دوا زہر ہے
کرتے ہو کیون قتل کا اسکی خیال
دیکھا سدیدی کو نہ قانون کو
بخشتی ہے پانچ روپے کی کنیز
سنتی ہے ماما نہین انکا گنا
لقوہ و فالج سے ہو کیونکر خبر
کہتا ہے پھر آپ بھی ہان اور کیا
تھوک کے داڑھی پہ کیا یہ خطا

میرزا فیضو کے چپک مر گئے ۔ قوشچی نے جگ کے ویران کر گئے

کسقدر ہے آسمان بے امتیاز ۔ آہ کیا مارا ہے اون نے شاہباز

وضع دوران سخت نا انصاف ہے ۔ دیکھو یارو یہ کیا انصاف ہی

میرزا غمگین ہون چڑیان شاد ہون ۔ گھونسلے چھیون کے یون آباد ہون

دیکھ تو سارو کو کیا خرسند ہے ۔ ڈھڈھو کو اس سی خوشی صد چند ہے

ہاے کیا تیتر کے گھر شادی ہی آج ۔ بینک غوغائی کے گھر آیا ہی راج

کلبک کیا کیا مارتی ہے قہقہے ۔ کیسے ڈھیر کر رہے ہین چہچہے

جیف طعمہ ڈال کر وہ یون مرے ۔ اور ہر اک جانور خوشیان کرے

کانپتی تھی خوف سے اوسکے بٹیر ۔ جیسے سبزک پر کیا تھا اسکو سیر

ڈر سے بگلے نیند بھر سوتی نہ تھے ۔ کوئی غافل موت سے ہوتی نہ تھے

کیا کبوتر کیا ٹیٹری کیا بزے ۔ قمری اور تیتر لوے اور ابلقے

بگلے اوسکے خوف سے کرتے نہ تھے ۔ سر کو پنکھوان کے تلے دھرتی نہ تھے

قازتک چھپتے تھے جنگل کے کھیت ۔ قرقرے چلتے کبھو لیکن سوبیت

وعدغے کا کیا کلنگوں کے ہی ذکر ۔ زندگی کا اپنی تھا سارس کو فکر

جانور آبی کا جب پڑتے خیال ۔ کھینچ ڈالی تھی جو اصل کی بھی کھال

کچھ وہ جلدی تھوا ایسا کہیں
کھو نہ کہیں تیو ارسے چپکے کہیں

اس سخن کو جسگھڑی سنتے تھے وہ
وہ یہیں کہتے تھے کہ جو چاہو سو لو

پر تو ہمیں کیا ہن کہی آکر رخور نہیں
ہم راجپتا نہ سے آئیں رشتہ نہیں

جیسے مرنا ہو گیا اوسکا یقین
ایک خبر پہرہ کوئی دیتا نہیں

ہائے ایسا غم نہیں اب تک ہوا
میرزا جی کا وہی لغت ہوا

گھر ہوا مرزا کا سب ماتم سرا
پرسے کو آئے ہیں یار و آشنا

کر گریبان چاک یاروں کے حضور
یوں بیان کرتے تھے اپنا منہ بسور

ہائے تھے چپکے جو وہ طوطے نشے
پالنے تو یار وہ وہ مائی باپ تھے

کھولتا تھا میں اوسکو جب پنجرا سے
ہاتھ پر آتے تھے وہ اپنی خوشی سے

برگ گل جسطرح جھڑ کر باغ سے
پنکھ پر بلبل کے آ بیٹھے چہکے

پھڑکتا جب صید ہے میں وسکو جا
اس طرح جا لاگتے تھے کافرادا

جسطرح معشوق بیٹھے کی نگاہ
خون عاشق کا کرے ہی بیگناہ

پوہونچے پائے نکالے میں جا
ایک مینا سے کہا یہ ماجرا

پوچھنے سے سنتے ہی اس بات کے
اور گئے مینا کے طوطے ہاتھ سے

تجھ کو کیں ستم یا شوق شکار
پالا ہے میں گد سے لیتا جو ہی پیار

ٹک میان فوقی کو گھر تک ہو صبا — کہہ سلام شوق تو جا کر مرا

یہ اڑان کیسو کہ اتنا بھی غرور — شاعری کے فن مین کرنا کیا ضرور

اور ونکا بکری کہے شیر آپ کو — بکری بھی گر کچھ کہے پھیر آپ کو

بات بکری کی لگی تمسکو بری — دوڑو تم اسپر قلم کی لے چھری

اور چاہو اسکا گلا کاٹا جائے — وہ بعینہٖ دشمنان تک کر چلائے

سینگ اب اسکے نہایت تیز ہین — آپکے ناخن بھی خونریز ہین

پھر خدا جانے کہ کیسا رن پڑے — سمجھو ٹک کیا جانیے کیا بن پڑے

کہہ گیا ہے یہ سخن سعدی پیر — بوجھیے ہرگز نہ دشمن کو حقیر

گرچہ مین بکری ہون تم شیر جری — پر قلم کی تیغ کاغذ کی چھری

پاس اس عاجز کے بھی میدان ہے — دیکھ لو یہ گو ہے یہ میدان ہے

کیا قصیدہ کیا غزل کیا قطعہ بند — جو ردیف و قافیہ کیجے پسند

آپ کہہ گئے مجکو بھی فرمائیے — جسکو جی چاہے اُسے دکھلائیے

گھر مین شیخی کوئی کچھ رکھتی ہے مول — کھلیا مین گر پھوڑئیے کیا حصول

ہوش نہین آتا تمہارا اعتذار — ورنہ کیا للکارون تمکو بار بار

اک غزل مجھسے لڑا کر دیکھ لے — فہم کی میزان چڑھا کر دیکھ لے

۲۰۵

اعتراض اس پہ جو کچھ ہین مہربان
ہونگے آخر کی حکایت مین بیان

تو کدھر ہے ساقی پر بے خبر
دیکھ آنکھین کھولکر تک تو ادھر

کب تلک سوویگا اے خانہ خراب
سن تو نک کیا کہتے ہین چنگ و رباب

بشنو از نے چون حکایت میکند
وز جدائی ہا شکایت میکند

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

سنتے ہین جس وقت میری آہ سرد
پھاڑ ڈالین ہین گریبان اہل درد

نکلے ہے میرے گلے سے جب صدا
سنکے رو دیتے ہین کیا شاہ و گدا

رات کو جس بزم مین جسنے نواز
شمع سان ہوا استخوان تن گداز

جسکا نک میری صدا پر گوش ہے
ہے وہ پھر مدہوش یا بیہوش ہے

سیکڑے مین ہے صدا نیاں وسے
متصل روتا ہے سن آواز نے

کب اکیلا اشک ریزان ہے کباب
دیدہ پر آب ہے جام شراب

میرے تن مین دم کی جاگہ آب سرد
استخوان مین مغز کے بدلے ہے درد

رکھتی ہے میری صدا ایسا تو زہر
سنکے جسکو چڑھتی ہے کالے پہ لہر

اس اثر پر مجکو فوقیت ہے اثر
جانتا ہے واے اسکی فہم پر

بے اثر ہے میری آواز حزین
کیا کہون مین آفرین صد آفرین

پر جو مجکو دے تو ساغر پے بہ پے | بھول جاوے تیری دہک حرف ملے
تیز جب میری ہو مقراض زبان | تیغ کے گذرے زبان پر الامان
ایک ہی پیالہ دیا ہی مجکو تین | دیکھ اب گل پھول کیا کاڑون ہون مین
چل قلم جلدی سے خطِ مشک بو | یار کو میرے لکھ اس مضمون سے تو
آنکھ جبتک ہے تو خوش آتی ہے بھون | آنکھ ہی پھوٹی تو کب بھاتی ہو بھون
گرچہ اُلفت تھی ہمین پہلے سے تمام | ہم سنا کرتے تھے اُسکو صبح و شام
سو وہ اب ایسی ہوئی ہے ناپسند | بس چلے تو کاٹین اُسکے بند بند
بے اثر تم نے کہین اُسکو لکھا | سُنکے غمازون نے جا اُس سے کہا
جیسے شبلے منزل میخانے مین | بولے ایسا کچھ کہ کیا تم سے کہین
او ستمگر نازل ہو وے قہر ذوالجلال | یا تمہارے صبر کا پڑیو وبال
وہ جو کچھ کہتی ہے ای غیرت پناہ | سو تو کہہ سکتا نہین یہ روسیاہ
کسلیے مین آپ کا دشمن نہین | ہون کبھی گر دشمن تو روئین تن نہین
شاید اُسکو سُنکے تم کھا جاؤ زہر | یا مجھے مارو کٹار از روے قہر
تس پہ کیا لازم جو کیجے سب بیان | پر غرض اسکی یہی ہے مہربان
سیری تو اتنی موثر ہے صدا | سُنکے سود ہو وین جیسے شاہ و گدا

مثنوی ناظم در ہجو فرزند

۲۰۸

ساقیا اس مے سے اب ساغر تو بھر | کچھ ہو جس مین مروت کا اثر
دے تو اس مے سے مجھے دو چار جام | تا میان فوقی کو بھیجون یہ پیام
مطلع اول جو وہ خبگی غزل | رکھتی ہے سو اسمین تھا ایسا خلل
نے نے جسپہ کیا شور و فساد | جس سے آیا تھا چھٹی کا دودھ یاد
مطلع ثانی سو مالک اوسکا میر | جانتے ہین اُسکو سب برنا و پیر
لیکن اسکا تازہ کرنا خوب تھا | میر کی بھی طبع کے مرغوب تھا
ہے دل پروانہ اُس سے باغ باغ | شمع کو روشن کیا لیکر چراغ
سات مین سے سمجھے تم دو کا حساب | پانچ جو باقی ہین دون انکا جواب
تیسرا جو شعر ہے اسکا یہ حال | جسکے معنی خلق کے دور از خیال
شعر جو چوتھا سنو اے مہربان | جسکے معنی نظم کر لکھیے بیان

مضمون بیت فوقی کا

ہوسے پہلے ہی قدم مسکن صنم | کر چلون تجھ کو سی جون نقش قدم
نقش پا کو چلنے سے تشبیہ کیا | وہ تو بے حس محض رہتا ہو سدا
گو اسے پڑھیے بآواز حزین | لیکن اسکا سقم سب کے دلنشین

[illegible]

شنودہ میرا سنا جائے انھوں نے کہین
اپنی سخن فہمی پہ کہتے ہین ہو کر گرم
اسکا سخن لچ ہے آپ سمجھے ہے لچ تر
سکے غرض ہیچ ہاتھ لون جل بھڑکا
میری یہ بات نہین گرچہ جو ہین آن قرآن
آیۂ قرآن کو کیوں ہیچ ڈالو ہو تم
دو نو پہ اطلاق دین از رو قرآن ہے
شیخ ہی سمجھے ہو دین کی نسبت فقط
دین اگر ہو وے ایک جمع ہے ادیان ہیچ
انکا غرض اعتراض دیکھو تو معقول ہے
شعر کی انکے سند دیکھ لین حق کا کلام
سن چکے امر مصفوبہ تو سوال جواب
لیک یقین جانیو حق ہی ہے اسکا گواہ
انکو یہ لازم تھا انکے اس شعر مین
ٹھیرے کسو طرح ہیچ اپنی ہی یا دین کے بیچ

شیخ و برہمن کو ہے جسمین کہ نسبت یکسان
دین ہی تو شیخ کے اور برہمن کے دھرم
شاعری و شعر پر کچھ نہین رکھتا خبر
کھولے کٹک ہوش فہم سن لین احباب
پوچھی تو انسا کوئی تم مین ہے اے مہربان
کافرونکو ہے خطاب جسمین لکم دینکم
خواہ برہمن کوئی خواہ مسلمان ہے
اپنی زلیخائی پر کہتے ہو پر خود غلط
وہ ہی سمجھے اسکو انسان ہیچ نادان ہو
بات جو معروف ہے اسپہ وہ مجہول ہے
اپنی غلط فہمی پر طعن کرو ہے مدام
آکے اسمین دیکھو تو تے ہین کیا کیا خراب
ہوا اگر اس مین وہ پھر دینا گناہ
ہے سے لکھا کے یہ طلاق نہ دہر مین
انکو بھی گننا کوئی پانچ سوار دینکے بیچ

۲۰۹

[illegible]

آن نصیبون سے ایک ہاتھ اُسکے لگ گیا
باندھی اُسکو بازی سرکو بھائی کلاہ
اور کیا ہاٹ سو بنیے کے عمداً گزار
سنکے لگا پوچھنے کہ ہے جی یہ جانور
خوش ہو اُستاد نے کہا اِسے کہتے ہین باز
نام شیر زیر کھلیلین ہین اسکے شکار
سنکے کہا بنیے نے زمرگ ہے یہ بھاؤ دت
اُسنے کہا ساہ جی سچ ہے تجھے جھوٹ بول
وہ لگا پوچھنے کہہ تو وہ جینو ہے کیا
بنیے نے اُس غرض باتین تحقیق کر
ساہجی بتا دو مجھے باج کا کے بہاو ہے
مول جو کچھ باز کا ہے وہی ہے سب نے کہا
مول سن اُسکا غرض پر دکھا یہ بھی
کرنے لگا جو روزگار کو یہ مصلحت
بنیے مرتج ہین ایک سپاہی کے پاس

سوچ کے دلمین کہا بنیے کہ یہ فنا
ہاتھ پر یہ کھا کر چلا کہتا ہوا واہ واہ
دیکھ کر الولیا بنیے نے اُسکو پکار
پر نکھا ہے کھولے چلے اِسکو گدھ
جب کرم ہوا سے بخشے لے بے نیاز
قیمت قدر اسکی ہے سیکڑونسے تا ہزار
ساہجی کہو پر نکھا باج اسیکا تا دن
فائدہ کیا ہوئیگا جھوٹ سے کچھ دیکر تول
اِنے کہا دودھ بھات کچھ نہ اسکے سوا
مول لگا پوچھنے باز کا یون گھر
ایک کھیدار کو اسکا گھٹا چاوے ہے
بنیے نے دلمین کہا وہ جو کسی سے سنا
باز کے لینے کی بات سے دلمین ٹھنی
سنتی ہو بھاؤ تی اسمین ہے کیا تیری
اُس سے نکد لینے کی اب نہین مجکو ہے آس

او جوا کیا با تونکی میزان مین تول ۔ قرض کے دو سو پچاس سو کی ٹری ڈھول
دیکھ سپاہی نے بنیے کو چلتا ہوا ۔ بنیے نے لاکر اُسے جوڑ وہ ہنس ہنس کہا
دیکھ تو پرپھاوُ تی پرکھا کے باج ہے ۔ رام جی کے پھل سے آج ہمین لاج ہے
دیکھ کے اُن کے کہا وہ تھیکے ہے ملوم ۔ یہ تو جنا وہے تو کہ کہین جس کو یوم
باوُن نہین لیوین ہین یہ تھی مین اسکا ستو ۔ کھویا گرہ ساتھ ہین نکر دیونکا ڈھیر
اوڑ گئے جون بازے سنتے ہی اسکے حواس ۔ چاہا کہ اب پھیر دین جا کے سپاہی کے پاس
سر کو وہ اور تو ند کو پیٹتا پونچا جو دان ۔ نام نہ اُسکا سنا اور نہ دیکھا نشان
سر کے اوپر خاک تب گلیون کی کرتا ہوا ۔ آیا بیتنی کے پاس درد کے مرتا ہوا
کہنے لگا ہاے وہ کیا یہ دگا دیگیا ۔ سونکدا وڑ دکی جنس گھر سے مُیہمت لیگیا
سوچکے پھر کیا بنیے نے دلمین خیال ۔ یون ہین آ گئے بات کو تھہین ڈال
پاس تیرے ہونیکے بات جو اسکی چلے ۔ اور بھی شاید کوئی مجھسا ہے احمق ملے
کھونٹی پہ اُسکو باندہ بیٹھے تھا دو کا نپر ۔ بیچ کے تا بہ شام شام سے لے تا سحر
پوچھے تھا جس سے وہ یکو جو کوئی ہے تیرے پان ۔ لادہ تھا بنیا وہین تب یہ سخن بر زبان
سانچ بتا میری بات لینے یہ کچھ بھی تو ہے ۔ سب ہے دیا رام کی یہ بیٹھی آلو بھی ہے
یان غرض اس نقل سے ہے یہی اپنا مآل ۔ موجب اسی نقل کے ہین تو انھونکا بھی حال

بات تو وہی ہے یہ سمجھو تو ہے صاحبو — گوش تک ملک انکے گو کہ اب وضع کو
سر تو سوا اسمین ہے ایک قباحت یہ اور — کونسے معشوق کا زیر فلک ہے یہ طور
باغ میں بیٹھا رہے آنکھیں ملیں آپ ہی — کھولکے ہنگامہ ناز کرنیکو نرگس تو تھی
کان کو نسبت سدا گل سے چلی آئی ہے — صورت نرگس مدام آنکھ کی بتلائی ہے
شاعرونکی بات کا دیوے جواب ایسا خاک — شاعروں کی اپنی جو لوگونے کٹوائے ناک
ناک کا اور کان کا انسے ہوا نہ جوڑ — توڑنے پر ناک کے جاتے دن ہون مین موڑ
ناک کھوئی ہم کی اب جو یہ انسان ہون — چاہیے نرگس کیطرح آگے اسمین کان ہون
کاٹیں خجل گل سیول لوت شاعری میں ہے سند — شاعرونکے حق میں پھر کہیں نیک و بد
بس چلی آگے نہ کچھ انکی سو والخموش — کیجیے پس ہے سخن ہو جسے عقل و ہوش
کرنے یہ گر شغل انکے ہو تیرا خیال — سو تو غلط ہے کبھو انکو ہوا انفعال

حکایت

سنا ہے کہ اک مرد اہل طریق — نہایت ہی واقع ہوا تھا خلیق
صفت سے تواضع کے موصوف تھا — تقدس کے عالم میں معروف تھا
غرض چاہیے آدمی میں جو چیز — رکھے تھا سبھی خوبیاں وہ عزیز

حکایت

حکایت

کہا دست و عوت کردنیں درانہ / اگر بادشاہت کرے وہ نیاز
سنا شاہ نے جب گدا کا سوال / یہ کچھ کر کے دل بیچ اپنے خیال
کہ جب جان ہی ہاتھ سے جائیگی / تو کس کام پھر سلطنت آئیگی
غرض لکھ کے اقرار اک فرد پر / دیا بھیج اُس مرد کامل کے گھر
رکھا اُسکو اور کر کے اُن نے وضو / دعا اُنکے حق مین کی ہو قبلہ رو
نہ گزرا تھا اس بات کو ایک دم / جو زائل ہوا نفخ درد شکم
جو مسدود تھی ریح دو دونکے بیچ / ہوئی دفع کھلتے ہی سددونکے بیچ
بہرحال تب شہ نے پائی شفا / کہا کر یہ وعدے کو اپنے وفا
کہا مرد درویش نے اے عزیز / اسے چاہیے شخص پر جسے تمیز
کہ خواہش میں اس سلطنت کے رہو جان / کہ و البتہ اک گوزپر تھی نہ دان
یہ دنیا جہان جائے یک چند ہے / عبث دل ترا اس جگہ بند ہے
ہے درپیش اک عمدہ تجھکو سفر / رکھ احوال ٹک وان کا مد نظر
کہان تو جو کچھ پیش آ جائیگی / بہرحال دو دن مین کٹ جائیگی
اگر ہے گدا یان و گر بادشاہ / ہے دو دن کا زیر زمین خوابگاہ
مسلم ہوا جب کہ ہونا ہلاک / چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک

حکایت

حکایت

سنا جا ہے ایک مومن کا حال | کہ رکھتا تھا نت کیمیا کا خیال

یہ کچھ کر کے دل بیچ اپنے قیاس | گیا ایک درویش کامل کے پاس

رہا انکی خدمت مین تا چند سال | کیا ایک دن وقت پا کر سوال

اگر کیمیا آپ کو یاد ہو | تو بندے کو بھی اپنے ارشاد ہو

کہا ہے یہی گر ترا مدعا | تو بہتر ہے دیتا ہون تجھکو بتا

یہ اجزا ہین اسکے تو جا اور لے آ | یہ ترکیب ہے اسطرح سے بنا

غرض طور جب کر لیے سب بیان | کہا اسمین اک شرط ہے درمیان

یہ نسخہ تو جسوقت لیکر بنائے | کبھو دل مین بندر کا خطرہ نہ لائے

کہا اسنے یہ بات ممکن نہین | جو خطرہ ہو دل مین وہ جاوے کہین

نہین اسکا دینا جو منظور تھا | تو اس حرف کا کون مذکور تھا

یہ سمجھا غرض اسکے رمز و نکات | کہ پردے مین تھی مرد عارف کی بات

کہ جب دلکو خطرے پہ قادر کیا

تو پھر ہیچ ہے خطرۂ کیمیا

کیا سقفون کا خانمان آباد	تیرے ہاتھون سے ای گزین فریاد
روز مین کے تمام اب کو دسے	چھینی بھر پانی لے کے ڈوب موے
جن نے یکبار بھی پیادہ آب	عشر تک نیر خاک ہے سیراب

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی شعلہ زن کر آتش دل	تپے دل دی بقدر خواہش دل
وہ دل دی ہو جو نیش غم سے معمور	شبک سیر جون شان زنبور
ہو شور انگیز چشم گریہ آلود	لب زخم جگر کو رکھ نمک سود
رہے یون کلفت تن مین دل پاک	کہ نہان ہووے جون انگارہ خاک
کرامت کر وہ عشق آتش انگیز	کہ تا ہر استخوان میرا ہو گلریز
مدام اک ناز پرور دہ جراحت	کرے خلوت مین دل کی استراحت
ہمیشہ جون رگ تاک بریدہ	ہو آنسو تا سر مژگان رسیدہ
زمین اشک دے خنجر گلو کو	نیابت جون سنان کے موبمو کو
امید نکے اٹھا تا رہے دسواس	اتش شغف دل کر شناہ ہیاس
کر ایسا مشتعل دل جدائی	ہو دشمن جب سے شمع آشنائی

دربیان شروع حکایت

الا اے چارہ ساز بادہ نوشان

[illegible]

کہ یان نقد فضولی نا روا ہے
نہین یہ حمد نعت مصطفا ہے

زہے سر فتر ارباب ملت
تراوہی بخش صد انواع علت

محمد وہ کہ ہین جتنے پیمبر
ہین اُسکے مرتبے سے سب فروتر

ہنوتا وہ اگر زینت دہ خاک
تصدق خاک کے ہوتے نہ افلاک

جہا نہین ہے یہ جتنا کچھ ہویدا
ہوا اُسکے لیے سب کچھ یہ پیدا

غرض جو کچھ کہ اُسکا مرتبا ہے
خدا ہی عالم اُسکا یا خدا ہے

یہ منہ اُسکی ثنا لائق نہین ہے
تھا گرو انکا جبریل امین ہے

بس اب بہتر ہے اس جا گہ خموشی
کہ ہو عجز سخن کی عیب پوشی

سکوت بر محل ہے دلکی تفریح
سخن پر اسکو سو درجہ ہے ترجیح

دربیان مناجات

خداوندا بپے آل پیمبر
بحق باطن ہر چار سرور

مین ہون گر قابل نار جہنم
پہ تیرے فضل کا دریا ہے کیا کم

شفیعون پر تنک میرے نظر کر
اُس آتش کو ٹک اس پانی سے تر کر

کہ جس جا گہ ترا فضل و عطا ہے
مین کیا اور کسقدر میری خطا ہے

[illegible]

۲۱۶

[illegible]

ہم اسطرح شاخین تھین نمودار | گلے ہین بار ہین جون ڈالین ہین دربار
غرض کہ سایہ دان کے سو سلاسل | گستان تھی سو طرب ہے دامن دل
مسافر جو کوئی اُس راہ آتا | وہ دل سے یاد منزل بھول جاتا
سرے دہر تھی گو یا وہ جاگہ | کہ جو آیا وہ بھولا منزل رہ
وہ ایک احوال ہے بیچارہ درویش | مقیم اُس جا ہین تھا با خاطر ریش
نہ آس سے دلکو اک چیونٹی کے آزار | نہ اُسپر نیک و بد سے خلق کے بار
بسر کرتا تھا جس صورت سے ذرات | کہان پائی فرشتہ نے یہ اوقات
خوشا احوال یاران گذشتہ | کہ جنکی زیست تھی رشک فرشتہ
اک ہم ہین خلقت انسان سے ننگ | کہ جنسے ہم کوئی ہمسے یہان تنگ
ہے بدتر مرگ سے وہ زندگانی | کہ جب تب دلپہ ہو بیم فلانی
بہشت آنجا کہ آزارے نباشد | کسے را با کسے کارے نباشد
غرض جبتک وہ تھا اس خاکدان مین | بخوبی شہر تھا سارے جہان مین
بد و نیک جہان سے چشم بستہ | ہمیشہ بردہ دلہا نشستہ
دلونکا پاس تھا آرام اُس کا | تھی خدمت ہر کسی کی کام اُس کا
قضا نے اسمین بازی ٹھانی | کہ ناگہ اک برات اُس راہ آئی

[illegible]

عجب رسم ہے یہ راہ آشنائی | نہوں کر چکا بیجا خار جدائی
وے یہ بات اندیشے مین کب آئے | کہ عشق و وصل یک جا کر کہ کھائے
کہیں ہووے دل نظر آئیں نہ خرسند | کہ ہیوین کام دل باہم وہ یکچند
چنانچہ لوح سنج نرم تاثیر | کرے ہے اسطرح یہ بات تقریر
کہ جب وہ قوم اور یہ ماہ رخسار | ہوے چلنے کو اُس تکیے سے طیار
وداع یار تھے یہ کی منادی | کہ یان آخر ہے غم انجام شادی
کہے جون زخم گردون نے ہنسایا | کہ ہنسنے مین خون اسکو رلایا
غرض ادہر تو چلتی تھی وہ دلریش | ادھر لوٹے تھا آتش پہ وہ درویش
نہ اُسکو کچھ سخن کہنے کا یارا | نہ اُسکو خبر خموشی اور چارا
یونہی باہم تھے یہ غم بلا ہا | کہ ناگہ داشتے وہ ڈولا اٹھایا
ہوئی وہ قوم جب تکیے سے راہی | اجازت ان نے اس مجروح سے چاہی
کہاں ان سے نگاہ ہو نہیں کہ مختار | بہ قسمت بیچ یون تھا چار ناچار
گئے وہ اُسطرف اور یان تہ خاک | گئے تھا زیب باچشم نمناک
کرائے گردون ستم کیا کیا نہیں | وہ دل اسا نقد یون رزان زیاں مین
کوئی دیتا ہے اُس ظالم کو بھی دل | کہ جاتا چھوڑ صید نیم بسمل

[illegible]

دربیان تاثیر عشق درویش بدل دلھن وبذکور آن

الا اے ساقی خمخانۂ عشق
ادھر دے ٹک دو سہ پیمانۂ عشق

یہ کیا پیمانہ لب ریز غم یار
ہو جس مین سربسر فرقت کا تکرار

سنجالے یہ محبت کیا بلا ہے
کہ جسکی آگ سے عالم جلا ہے

نہ تنہا عشق اُس سے شیون آہنگ
ہین خوبان بھی اسی اندوہ سے تنگ

جہان باویگا تو آشفتہ بلبل
پھٹا دیکھے گا جیب طاقت گل

ہوا پروانہ جلکر کس جگہ ڈھیر
وہان پہنچی ہو جیسے شمع نے دیر

چنانچہ واقف راز نہانی
کرے ہے اسطرح گوہر فشانی

کہ یان درویش نے تیشے سے دی جان
وہی ساعت وہی لحظہ وہی آن

وہ شوخ اسطرح وان آشفتہ تھی
گویا اس حال سے اسکو خبر تھی

غرض یہ عشق جب کھینچے ہے پردہ
یہ حائل کوہ ہو تو شیشہ کر دے

یہ ادنیٰ اک محبت کا اثر ہے
کہ دل کو حال سے دلکی خبر ہے

یہ وہ نکتہ اُسے جانے ہے نہ خام
پڑا ہو جسکو اس صورت سے کچھ کام

اری ارے ساقی خمخانۂ ہوش — مین یہ جلوے کی منزل فراموش

دے وہ مے تا یہ سب خطرے بھلاؤن — سخن کوتہ کرون مطلب پہ آؤن

جو کوئی یان لکھے ہے طالع شوم — جو ہے بال ہما ہو جاوے وہ بوم

اگر گوہر کہین سے ہاتھ مین لاوے — برنگ ژالہ پانی ہو کے بہ جاوے

دگر پاوے طلائی دست افشار — وہ ہو جون موم اسکے ہاتھ مین خوار

چنانچہ قصہ کا اس زیب کے عارف — کہے ہے اسطرح احوال اسلاف

کہ جب وہ نازنین گھر بیچ آئی — دیا ہر ایک نے جی رونمائی

کیے سب نے نچھاور اسقدر زر — کہ صحن خانہ گوہر سے ہوا پر

ہوئی جو چشم اس سو پر نظر باز — کیا اس چشم پر نظارہ نے ناز

شگفتہ وان ہر اک دل کا تھا رنگ — کہ مثل غنچہ تھی تن پر قبا تنگ

زن و مرد و قبائل تھے جو کچھ وان — خوشی سے ہمدگر تھے تہنیت خوان

نہ اسکو صبر و طاقت نہ آرام — ہمیشہ گریہ و زاری سے تھا کام

ہر اک دم تازہ اسکو اک خلش تھی — مقیم سینہ جای دل تپش تھی

برنگ زلف گہ آشفتہ اطوار — گہے چون نرگس مخمور بیمار

جگہ تہا نکے مشہد اور وہ بیتاب — کرے تھی گریہ سے تر بین خواب

[illegible]

ہوں تشنہ لب نہایت مثل خامہ	دے وہ مے جس سے ہوں سرگرم نامہ

نامہ نوشتن و فرستادن قاصد بطرف مادر و پدر دلہن

دبیر واقف تفصیل و اجمال	باین تقریب لکھتا ہے احوال
گرامی تاج سر قوم و قبائل	سراسر شفقت و اشفاق مائل
وہ گوہر جسکے رشتے سے ہر اک یان	یکہ و بالیدہ تھا مانند مرجان
نجانے کیا ہوا اسکو تب و تاب	ہوا جاتا ہے گھر آپ ہی آپ بے آب
وہ نا دیدہ خزان گلبرگ نو خیز	ہے جوں شاخ کہن درہم ورق ریز
خدا جانے کہ اسکو کیا بلا ہے	برا تقدیر کا کیونکر ہے کیا ہے
جہان تک چارہ وان تھے سب ہیں ناچار	پہ کچھ سمجھا نہیں جاتا یہ آزار
مگر بعضے کوئی بعد از تامل	کرے ہے اس طریقہ پہ تعقل
کہ تھی یہ اقربا اپنے سے مالوف	ہے صحت اسکی یان آنے پہ موقوف
سو یہ گھر اور وہ گھر ایک سا ہے	یہ نہیں گر مصلحت ٹھہرے بھلا ہے
کسی کو بھیجیے ایدھر روانہ	کہ لیجا اسکو اپنے سوے خانہ

پس از قطع مسافت عزیزان — ہوئے وارد وجودان افتاں و خیزاں
جہاں تک بیگم کے تھے اکابر — ہوئے خدمت میں انکی آ کے حاضر
کھڑا انہیں کر لیا در جھاڑ سے سر رو — بٹھایا انکو اور بیٹھے ہر اک سو
ہیں جس صورت سے خدمت کے سرانجام — بجالائے وہ سب انواع اکرام
غرض بیٹھے یہ جب وان فارغ البال — ہوئے اس نخشب سے مستفسر حال
کہ اب انکے مرض کا ڈول کیا ہے — اسی صورت سے ہے یا کچھ شفا ہے
دکھایا ہے کہیں اسکو مکرر — کرے ہیں کیا وہ بیماری مقرر
سر حرف حکایت بیک وا تھا — کہا ہر اک نے جو کچھ ماجرا تھا
ہم ملتے تھے سب افسوس سے ہات — یہ نا آگاہ اس سے ہے یہ کیا بات
غرض جبتک کہ یہ اجماع وان تھا — ہر اک اس قسم کے رطب اللسان تھا
کہ آخر صبح کا چلنا مقرر — ہوئے یہ مائل آرام یکسر

در بیان رخصت شدن دلہن بہ بخش در عشق درویش

لا اے ساقی جام مئے ناب — رہیگا کب تلک بے خور و خواب

نہایت اک کنیز کہنہ عصر
جہاں گرم سخن ہوتی تھی وہ نال
ضعیفی سے کروں اسکی میں کیا بات
جھکا تھا بسکہ پیری سے وہ قامت
رکھے سے بات میں اپنے چھپاتی
غرض اس ڈھول پہ یہ کارروائی
ہوئی درپے فسون سازی کی حبیب
سجانے کیا کی اس کا و نے تدبیر
جب اس حالت سے آئی کچھ بہ راہ
تھا گویا اشتاق اس پہ کلفت دار
مگر وہ غم تھا کچھ اسکے لیے کم
غرض جیب ان سے چل نکلی سواری
تھا صبر و سکون اسکو نہ آرام
کبھو کہتی تھی خویش و قوم کا حال
یہ نحوی قصہ و داستان معقول

کرو نکتہ نظم سے جیسی ہر اک شعر
تھی وان دلالہ تھا اک یا مال
اک جسے کی تھی بڑھیا آگو کی بات
تھی بیر سر ٹھوکر وسے نت قیامت
کہیں تھی ادیکھی اس سے پا تو کی سان
تھی گویا مادر گیتی کی نانی
ہوئے اس سے جو جتنے تھے وان سب
کیا ہی سخن میں اسکو تسخیر
سواری میں وہ بیٹھی اور یہ ہمراہ
یہ کیا کیجے ہے لازم گنج کو بار
کہ گر دو دل سے دیا اس غم پہ یہ غم
ہوئی وہ نی وہ اسکی بیقراری
پہ وہ باتوں میں کرتی تھی اسے رام
کہ تجھ بن زندگی ہے اسے اشکال
کبھو رکھتی تھی اس وحشی کو مشغول

ہوئی اس سے جدا یہ دایہ پیر | دیا ہر اک کو ان نے عوض تدبیر
کہ میں غمگین پیشہ پایا ہے اسکو | سو کچھ باتوں میں بچایا ہے اسکو
مرض کا اسکے میں سمجھا ہے اب پیچ | اسے اک کلفت خاطر ہے اور پیچ
مناسب ہے جو یہاں اترے کوئی دم | فرح ہوتا دل محزون سے کچھ غم
زبس یہ بات تھی مقرون بہ تفہیم | ہر اک نے اسکی کی تصدیق و تسلیم
کیا حضار نے واں سے کنارا | اسے پردا کر اس جاگہ اوتارا

دربیان رسیدن دلھن بمکان درویش و بجاے درویش گور یافتن و ترسیدن قبر و درآمدن دران دلھن

الا ای ساقی مے خانۂ ناز | نہ رکھ مے کو لب ساغر سے تو باز
غنیمت ہے ارے ظالم کوئی دم | ہے عرصہ زندگانی کا بہت کم
کہ شمع بزم ہستی آہ فریاد | سدا رہتی ہے زیر دامن باد
نہ کر یہ تنگ عرصہ مجھ اوپر تنگ | خدا جانے زمانہ کیا کرے رنگ

شرار عمر نے کی آخر شرارت
بدن میں یک بیک آئی حرارت

لگا کرنے وہ اودر تباہی
نظر میں چھا گئی یکسر سیاہی

گری بے طاقتی سے وہ غمناک
طرح پانی کے لرزی طرف خاک

پکڑتے تھے اُسے ہر چند احباب
یہ نکلی جاتی تھی ہاتھوں سے جوں آب

گلوں پر بھی اُسے یوں اضطرابی
انگاروں پہ ہو جوں سیخ کبابی

اسی صورت سے یہ غلطان تھی کچھ دور
کہ جذبِ عشق نے ٹکڑیکی وہ گور

اُٹھا دود دل اُس جا کہ کچھ ایسا
نظر آتا جسے کہتے ہیں کیسا

سماں نے پھر کہ وان کا حال کیا تھا
یہی وہ گور تھی یا اژدہا تھا

کیا جن نے تامل ایک دم میں
لیا اُس ناز پرور کو شکم میں

اُسے اُس گور نے اِسطرح کھایا
نہ ماہی نے جیون یونس سمایا

ہوئی جوں آب پنہاں تہ خاک
رہے باہر وہ سارے مثل خاشاک

الا اے ساقی درد و غم
اٹھا ہو وے یہ ساری بزم ماتم

نہیں یہ دور ہے دور جہاں ہے
تنک فرصت کو یہاں عرصہ کہاں ہے

شتابی کر تک اے ظالم شتابی
نہیں گر جام لا ایدھر گلابی

جو کوئی آب و گل سے یاں بنا ہے
مآل اُس کا یہی آخر فنا ہے

۲۲۵

اگر کہیے ہزار دن نالہ و آہ — نہین دانکے گئے کو پھر ادھر راہ
ہے یان دم مارنے کا کسکو یارا — نہین بندے کو غیر از صبر چارا
چلا آیا ہے اول سے یہی ڈول — یقینی ہے کسی عارف کا یہ قول
اگر صد سال باشی ور یکے روز — ببایدرفت زین کاخ دل افروز
یہ جان اشکال عالم دیکھا ہین — یہ سب سیلی خور دست فلک ہین
بگاڑے ہین ہزارون رو نکال — بنائے اس چمن کا سنبل و گل
یہ جتنا تختہ روے زمین ہے — ہراک خطہ یہان اک نازنین ہے
جو آیا اُس گذرگہ مین سو گذرا — نہ وامق ہی رہا آخر نہ عذرا
نہین خبر نام کچھ پیشین سے اب یاد — کہان شیرین گئی کیدھر ہو فرہاد
یہ کل ہوتا ہے ایسی فرصت غافل — کہ ہم مطلق معطل ہون تہ گل
یہی خورشید ہووے اور یہی ماہ — یہی وضع زمانہ اور یہی راہ
کچھ اشتباہ کی ہے یانکے کم سنو دین — یہ سب کچھ ہو ہمین اور ہم ہو دین
پس اس صورت مین کیجے کسکا ماتم — ہے اپنا حال جاہے گریہ و غم
غرض سمجھا کے انکو چارہ ناچار — کہا ہر ایک نے ہے صبر در کار
نہ دیکھا جب انہوں نے بھی کچھ حاصل — غم خاطر سے غیر از کاہش دل

مثنوی

ایک مشفق ہین ہمارے مہربان | خوب صورت خوب سیرت نوجوان
ناگہان اک روز ہم سے مل گئے | دیکھتے ہی شکل جون گل کھل گئے
جب ہوے آپس مین ہم اور وہ دوچار | آہ نکلی دل سے اک بے اختیار
دیکھتا کیا ہون کہ عالم اور ہے | گرد رخسار ونکے خط کا دور ہے
تک دھوان سا اُٹھ رہا ہو آگ سے | اُڑ گئے ہین جیسے مُنہ کے بھاگ سے
نے وہ شوخی نے وہ لڑکاپن رہا | نے وہ صورت ہے نہ وہ جوبن رہا
پڑ گئین ہین مُنہ کے اوپر چھائیان | ناک پہ بھی آگئین ہین سیاہیان
چہرہ مسون سے ہے سارا بدنما | رنگ مُنہ کا اُڑ گیا جیسے ہوا
چاند پہ بادل کہ جیسے چھا گیا | مورچہ جون مغربی کو کھا گیا
مُنہ پہ سبزی اور سیاہی جھلکی | جسطرح پانی پہ کائی جم گئی
ہوگیا اک مرتبہ ہی سبز رنگ | جیسے آئینے کو کھا جاتا ہے زنگ
تب کہا مین یار یہ کیا ہے بلا | کہنے لاگا ذکر اُس کا مت چلا
جب ہی بہتر ہے کہ اس کو دور سے | سنیے آواز ڈہل کو دور سے
بیاہ کے گر جیسے ہوتی ہے خوشی | پینے دیکھا تو یہ ہے مردم کشی

ایسی ہی دکھلائی دی اک شکل بت
پھر گئی آنکھوں تلے گو سر نوشت

جو ہین پڑتی ہو مری اُس پر نگاہ
ہے گویا اک پارہ ابر سیاہ

آنکھ سے آنسو چلے بے اختیار
جیسے برسے ہے کوئی ابر بہار

ابر غم کا دل کے اوپر چھا گیا
آنکھوں تلے آگے اندھیرا آ گیا

دیکھتے ہی جی گیا اپنا دہل
روح قالب سے گئی وہ وہین نکل

جان بر بن رفتن زتن نزدیک شد
عالمے در چشم من تاریک شد

ہو گئی اُسوقت ایک صحبت عجب
ملگئے آپس مین گویا روز و شب

شکل سے اسکے ہوئی جب آگہی
ہو گیا جون ماہ نو قالب تہی

کوئی اُس صورت کا دیکھا نی شنا
دیکھتے ہی مین نے سر اپنا دھنا

جب مین دیکھی شمع صورت اسکی شنا
رہ گئی انگشت حیرت در دہان

منہ قضا کا دیکھتے ہی رہ گیا
جو پڑی سر پر غرض سب سہ گیا

ہو گیا اُسوقت غمگین اور ملول
سنگ سے دے سر پہ خدا تو ہے قبول

شمع بھی رونے لگی وان میرے ساتھ
شعلہ بھی ملتا رہا اس غم سو ہاتھ

چاندنی کا لک ملے تھی منہ کے تئین
خاک اوپر لوٹتی تھی چاندنین

ایک میری ہی نہی وان چشم تر
روتی تھی شبنم بھی میرے حال پر

تشنے اسکو یہ دیا اُسنے جواب
عورتوں کو چاہیے سب سے حجاب

روئے نا محرم سے بہتر چشم کور
پر نہ دکھلاوے خدا جورو کو ور

جی مین سمجھا مین یہ اسکی زرگری
عصمت بی بی ست از بے چادری

تب سے یون بیٹھا ہے جی پر اعتقاد
اُٹھ گیا ہے دل سے اپنے اعتماد

گر نشان دے کوئی مجکو جورو سے
بھاگ جاؤن دیکھ اُسکو دور سے

جب سے ہو مین اس بلا مین مبتلا
رات اور دن ہے مری یہ ہی دعا

کر تو جلدی سے کہین یا رب مرے
ایسا بیٹا ہو جو بیاہ اب پھر کرے

سُن چکا جب اُس سے یہ مین ماجرا
ہو چکا غصے سے اُسکے آشنا

تب کہا مین عقل سے یہ دور ہے
کونسا اے یار یہ مذکور ہے

جب سے دنیا مین ہے انسان کی سرشت
کوئی رو ہے خوب ہے اور کوئی زشت

ماٹی کی مورت بناوے ہے کمہار
کوئی بد صورت کوئی ہے تاجدار

بس ہے کیا لازم کہ صورت خوب ہو
آدمی جو ہو سو اک محبوب ہو

جسکو جیسا کچھ بنایا بن گیا
شکل انسان مین جو آیا بن گیا

دیکھ بد صورت کو مت ہنس کھلکھلا
اسمین ہو جاتا ہے صانع کا گلا

جسکو دیکھا تمنے سو معیوب ہے
فارغ اس سے اک وہی محبوب ہے

حسن و خوبی میں عرض و طاق ہے / کیا کہوں میں شہرۂ آفاق ہے
ایسی صورت کے ہزاروں خوبرو / ہو چکے ہیں یار اپنے روبرو
ایک ہو تو جسکی خاطر روئیے / آہ اب کس کس کی خاطر روئیے
ایسی کتنی مورتیں یاں شکیلیں / کیسی کیسی صورتیں یاں شکیلیں
ہم سے اب کوئی نہیں ہمدم رہا / وہ زمانہ اب نہ وہ عالم رہا
کیسے کیسے لوگ یاں سے اٹھ گئے / خوبرو سارے جہاں سے اٹھ گئے
حسن و خوبی ساتھ اپنے لے گئے / لالہ ساں ایک داغ دلبر دے گئے
غم سے یاروں کے ہو دل اپنا ہی داغ / حشر تک روشن رہیگا یہ چراغ
کہیے لگے بس اب قطع کلام / دوستوں کا غم نہ ہووے گا تمام
یار اس کہنے کا تھا یہ مدعا / تا کرا اپنا دل کسو سے مت ملا
آدمی کو ان چاہیے وارستگی / صورت فانی سے کیا دل بستگی
زندگانی کا نہ جب اعتبار / شکل و صورت کا تو پھر کب اعتبار
پائداری ہے اسی کی ذات کو / بس ہے سمجھو والنہی کر اس بات کو

تمت القصائد والمثنویات

تمت

بسم الله الرحمن الرحیم

غزل

ایکه در چشم بصورت منظری بیا
در ملاقاتم بخود بهتان مهجوری بیا
من بدل جوید ترا [illegible] نگاشتم
ماشفت امروز [illegible] چشم [illegible] غم اگر [illegible]
نامهٔ وصل ترا خط بر رخت آورده است
[illegible] شوکت حسنت نخواهد کم شدن
گوش عالم [illegible] عشق پاک من [illegible]
[illegible] از خود [illegible] تو می آئی برون

وقت دل [illegible] من [illegible] دوری بیا
[illegible] ترا [illegible] مهجوری بیا
گرچه در ذیل [illegible] گلستان تو مشهوری بیا
شب [illegible] دیده او [illegible] کوری بیا
رفت ایام فراق و وقت مهجوری بیا
من گدائی کاسه در دست فغفوری بیا
جان من از وارثان بگرفته [illegible] بیا
[illegible] چادر خانه مستوری بیا

جستجو گرد دل [illegible] شب [illegible] ساخت
ای سراپا رشک نور شمع کافوری بیا

غافل از برنامیم مَنشین که نامونس تو ا | میبرد سودایم وا الله عالم تا کجا
هیچ سگ چون من بعالم تابع اثر نیست | گفته هرگه بردگاهی نگفتم تا کجا
در فراق رفتگان با غم نسازم تا کجا | در مقام فرقت هیچ یکی گریم تا کجا
از بیاض عمر معنیهای رنگین رفته است | یک ورق گردانی ما ندست آنیم تا کجا

از تلاش وسعی سودا تا بکی پیرانه سر
حلقه در با زدن با قامت خم تا کجا

خاشاک شمردیم همه اسباب جهانرا | با خس نبود دوستی آتش نفسانرا
زخم دل کس بخیه مرهم نپذیرد | باید که باندیشه کشی تیغ زبانرا
اهل نظر انند که چون شعله فانوس | بینند بیک پرده نهانرا و عیانرا

شایان جرس قافله ریگ روان نیست
کی ناله گلوگیر شود مرده دلان را

تنها نه موج خنده زند بر بقای ما | چشمک حباب نیز به نشو و نمای ما
از کوچه فراغت دل کی توان گذشت | آزادگی ما شده زنجیر پای ما
بستیم در بروی دو عالم سوای ما | جای فرشته نیست تجلی سرای ما
آئینه ایم و طمره زنگار گشته ایم | تا رشت را ملول نسازد صفای ما

از اختلاط او دل یک غنچه وا نشد
شرمنده می‌رود نسیم چون تند از باغ ما

از تیرگی اختر ما لرزد آفتاب
شبها ز خانه نیست ز چنگ کلاغ ما

ما گر شویم یا نشود او گنگ تا کجا
سازد به هرزه گوئی تا صبح دماغ ما

آید به پیش ما که ز معموره جهان
رو کرده چغد هم ز پی سوی راغ ما

ثنائی ز تنگدستی خود در جهان نیم
سودا نصیب شهره باشد فراغ ما

چون دل تواند که کند ترک وفا را
انگاشته‌ام مهر به عشق تو جفا را

در سلسله‌ام نیست بجز درس اسیری
من طرفه نعمت می‌شمرم نقطه‌ها را

بوسی که بجز هوش شگفتن گل نیست
تا او بچمن وا نکند بند قبا را

تقدیر بجا ماند حسیان حرم است
آن روز که مژگان ترا کرد صفت ازرا

بو در گره طره سنبل چنین نیست
این عقده که وا کرد بپرسید صبا را

او قاتل خلق است هر آنکس بنیاست
در جلوه حسن تو چنین ناز روا دارا

با من بنشینی که عزیزان چه ضرور است
ثنائی ختم ای دوست به خوبی همه را

بیمار تو میگفت سحرگه به پرستار
در صحبت ما وحل روا نه عذرا را

ممکن که لبش تا به لب ما برساند
در کوزه خضر آنکه کند آب بقا را

قسمت چو پر سعید ز آب حیات خورد سودا
منشی قضا گفت کہ خون جگر اوست

سد رہش زمانہ چو جا نہا نمیگذاشت
تا از تو جان خضر و مسیحا نمیگذاشت

شد بیتو مرگ و زیست چو یکسان زمانہ کاش
ہستان زندگی بسر ما نمی گذاشت

دل آن قدر کہ تشنۂ دیدار تست اگر
بودی آب قطرۂ بدریا نمیگذاشت

میداشت گر ز تندی خوی تو آگہی
آتش ز سرکشی حنا را نمیگذاشت

جنس دلم کہ پیش تو خوار است بہر او
اکثر ہجوم مشتریان جا نمیگذاشت

بودے کریم را چو بر اعمال ما نظر
کار ہزار خلق بفردا نمیگذاشت

بستی چو در ہر برش صرصر در جہان
تا حشر خاک باد را اورا نمیگذاشت

ترک تعلقش ز جہان بیشتری درست
عنقا چو نام خویش بدنیا نمیگذاشت

یاد آن زمانہ کہ بپیرا مدیر بشر
ناصح ز ناشہار تو تنہا نمیگذاشت

پشت فلک بار تو ای عشق می شکست
تقدیر گر بنای تو برپا نمیگذاشت

جانباز کس ندید چو سودا براہ عشق
جای کہ سر ز تن برود پا نمیگذاشت

عمر ز ایام جوانی یادگاری ماندہ است
تشنہ می شد بدین از زہر خاری ماندہ است

بسنگ و تیشه فرهاد هر طرف خبر است
بداد ما نرسد کس که ناخن و جگر است

چکار قفا چو باشند باغبان بهر سے
درین حدیقه ازین دو هیچ در نظر است

زنا پیام بآن گوک بسبرد هیهات
زبان بریده کسی که صد پیام بر است

همین چه عجب گر شوم عصیان پاک
در آفتاب شود خشک دامنی که تر است

کرا سوخته را با تو گرم جوشیهاست
که شمع نامه و پروانه منع نامه بر است

کدام گل ز چمن رفت باغبان کامروز
صدای مرغ سحر های های نوحه گر است

گمان مبر که شد از گریه خشک چشم نم
بسوز سینه ره اشک پاره جگر است

بیا بیا نفسی چند شمع بالین شو
که رفته عمر است امشب مجالت دگر است

بدل بی هنرانست کوهکن سودا
کسی که دل ز طلب کند صاحب هنر است

ساختیم از حال دل آگاه یار از دست رفت
کرده ام کاری نمیدانی که کار از دست رفت

شهسوار عرصه عشقم دلی در کوی دوست
تا گذر کردم عنان اختیار از دست رفت

گفتگوی ترک عشقت بسته ام لب تا چه سود
میکند یاوری کسی چون اعتبار از دست رفت

آنچه ما بردیم از دنیا همین داغ غمت بس
گر بجای خود تو یاری هیچ یار از دست رفت

قدر جان در عاشقان معلوم خواهد شد ترا
جان من روزیکه این مشت غبار از دست رفت

۲۳۵

آخر مآل کار ترقی تنزل است | جز کاستن بطالع ماه تمام نیست
فهرست رزشت دیدم مخوش باش | الفای عهد تو درین صبح و شام نیست
با صبح پریشکست گلزار عالم ایم | پرواز ما بسوی چمن بخرام نیست
قاصی اگر بنگ بسی قاتلم کند | خون مرا بحکم اش انتقام نیست
افتادگی مشاهده بپخته منوبیست | آن ثمر بشاخ بماند که خام نیست
آزادگی باس اسیری نمیرسد | در گوشه قفس خطر و خوف دام نیست
مومن نه بود گوید و ترسا زدخت رز | ما را دماغ بحث حلال و حرام نیست
از فکر زاد راه چه غافل نشسته | این منزل خراب محل قیام نیست
از شیشه فلک مطلب سر این نی | جامی بیاد میدهد این بیم مدام نیست
میخواست تا بخلوت خاص تو شد ملک | دامن ادب کشید که با ثانی بام نیست

سودا بجای نامه بها استخوان برد
کس را بپیش یار مجال پیام نیست

عشق تو پروانه ما تا به مگس سوخت | این شعله چو برخاست جانان که فی کس سوخت
در مجمره چرخ نه عود دیم نه عنبر | این شعله دون همه ما را هوس سوخت
گردید شر اشک ز آه دل گرم | این قافله را شعله آواز جرس سوخت

دل دارم و جان دارم و دین دارم و ایمان
بودن بلی آزار دل ما بتو آسان
گوشش نشناسد بجهان این دو صدا را
گر بانگ صلوة است و گر ناله ناقوس
جان و دل و دین در تن دارم عزیزست

از من بستان آنچه که در کار تو باشد
غیر از نگه لطف که دشوار تو باشد
آنکس که دلش محرم اسرار تو باشد
این نغمهٔ مرغ گرفتار تو باشد
چیزیست که آنهم پی ایثار تو باشد

سودا بنگاهی نخرد لطف شما را
تا در نظرش سایهٔ دیوار تو باشد

در کشوری که ناز و ادا می فروختند
داریم سادگی که ببازار خوبتان
افلاک را اگر بجهان قدر ما بدی
یوسف اگر بعهد تو می بود و جهان
ایمان بکشتن من نگرفتم که رشک و ...
از مفلسی بسنده هنر ران سر فروش
شد تشنه بتست از تشنگی فنا
از دست شاهدان بذلت فتاده ام

عشاق جان برخ گیا می فروختند
وز دیده و دل نهاد بها می فروختند
ما را چرا بطالع ما می فروختند
او را که میخریدند کجا می فروختند
این اهل اتقا به رضا می فروختند
اسپ براق روز دعا می فروختند
جائیکه موج آب بقا می فروختند
آنانکه صید را بهوا می فروختند

ترسم از آن که خاطر دلدار بشکند
زاهد زباده ...
سودا ...

[illegible]

بسینه خون شده از ضبط و گریه خدا را — اجازتی که دل بیقرار نالد و گرید
عجب مدار بچندین جفا و جور که دارد — ز دست ظلم تو گر روزگار نالد و گرید
مکن تو جور بجدی که بیدلی ز جفایت — به پیش حاکم روز شمار نالد و گرید
تو خنده میزنی اید وست بر خرابی حالم — عدو چو بیندم از زار زار نالد و گرید

چنان مکن که ز دست جفا و جور تو سودا
ز در بدر شهر تو در هر دیار نالد و گرید

هر یکی خواهان دل از جنبش مژگان میشود — تا بدست آورد ظالم دلی جانان میشود
کی کند از دیدباغی صبح گلگشت چمن — آنکه از عکس رخش آئینه گلستان میشود
هر شبی مانند تصویرات فانوس خیال — گرد آن شمع شبستان نیم قربان میشود
رسم ملک عشق را نازم که در حق مریض — از طبیبان بعد مردن فکر درمان میشود
هیچکس یارب بکس باشد علی الرغم اینچنین — من اگر کافر شوم آن بت مسلمان میشود
از پریشانی درین بستان لا غمگین مشو — غنچه گل میگردد اینجا گر پریشان میشود
بارها گفتم نمی آید ز پند خویش باز — تا صبح از گفتار خود زود پشیمان میشود

می مخور سودا که آخر زاهد از من عصا
بر در جنت بروز حشر دربان میشود

[illegible]

پیش این مشتریان حال دلت ای سودا
همچو کالای بدی کو سر بازار افتد

تا کار من دل شده با سلسله افتاد
دیوانهٔ قیس عجب از زلزله افتاد

خار ره تفسیده ام و تشنه لب شوق
چشم طلبم کی به کف آبله افتاد

گم شد بطریقی ره دیر و حرم از من
کز شیخ و برهمن بهم قافله افتاد

در عشق تو کثرت که بجز ازی نگرفتیم
رسوائی ما از نظر غلغله افتاد

از وسعت ظرف دل عشاق میسر
عاشق نه چو منصور تنک حوصله افتاد

از گوهر انسان چه بگویم که ز دریا
رو نه که جدا شد بچه مرحله افتاد

در دین و دل و صبر و خرد تفرقه رو داد
عشق تو پلنگ است میان گله افتاد

هر راه نوردی که بکوی تو قدم زد
از آتش غیرت بدلم آبله افتاد

در شهر چنانست تو دارد که بگردن
گویا پسر از عقد زن حامله افتاد

هر عضو من از من بجهان متفرقه گیرد
وقتی که میان من و تو فاصله افتاد

گر جان ز تنم بردی و گر تن سوی جانان
ای عشق بدست تو عجب مشغله افتاد

گر در سخن پیر خرابات نگردیم
امروز بگوشم سخن از مسئله افتاد

سودا ز حرم تا به نجف رفتم و دیدم
در ره کف پایم عوض آبله افتاد

کس نیست قتل من ز آن شوخ چو پرسید	گفتا جرم نیست که خون شد شده باشد

از رفتن سودا چه غم آن شاه بتان را
دیوانه از شهر برون شده باشد

آنانکه بدست تو دل زار فروشند
صبر و خرد و دین همه یکبار فروشند

گر جور تو اینست بجانت که دگر بار
عشاق ز جنس دل اگر عار فروشند

از حلقهٔ خوبان بدر آن شوخ ببینید
این گل بود ارزان که بگلزار فروشند

ما صورت دادوستد دل چه بگوییم
چون مرغ اسیری که ببازار فروشند

غفلت نگر ببینید چه کنند شیخ که زندان
تا کنده زتن خرقه ببازار فروشند

مردم چه ببازار چراغ ره بقفل اند
رحمت نخرند از تو که کردار فروشند

گر لذت در دکت یار انکنم اظهار
هر خار بنرخ گل و گلزار فروشند

اندیشه که کالای دکاکین بیان کن
اینها همه یکدست خریدار فروشند

مایوس تو اقرار شود دل که خریدار
چسپان چه شود چنین یا نکار فروشند

از خوبی سودا چو زدم حرف بفرمود
بالله که صاحب چه قدر یار فروشند

عید شد بالست ثنا خوان باد	دشمن دولت تو قربان باد

تا قیامت ملازم در تو باد
عید با عزت فراوان باد

زلفش چو منتشر شود از جنبش نسیم
آتش شود بلند ز بالا دخان شود

سرگرم عجب گشت که یار غوث بیت
دولت که آوری بگفت به اسگان رود

چون شعله هر کسی که کشد سر به آسمان
مثل شرر شتاب ازین خاکدان رود

شاه نجف که هست درش قبله گاه مراد
باید مراد هر که بر آن آستان رود

بر درگهش نشسته ام امیدوار لطف
نومید بنده زین در دولت چسان رود

یارم به بزم غیر رود گر ز دست مهر
سودا ستم به جان من خسته جان رود

چیست الفت کیمیا کاندر جهان نایافت شد
دوستی در دوستان این زمان نایافت شد

در فراموشی شعاران کم بود یاد آوری
تو نویسی خط با ایمه یادت نایافت شد

گردش دوری بود در آسیای سپهر
خلق را آرام زیر آسمان نایافت شد

خالی از حکمت نخواهد بود بر بطلان ترتیب
با خلق این اختلاط این سان نایافت شد

بود کی چشم که تشریف آوری از عین لطف
این کرم امروز با آه جان نایافت شد

بیوفایی شعار او بود نبود دیده
ای دل انداز وفا از دلستان نایافت شد

تا در انصاف از زلفش پریشان درست
از تو باید داد دل این خسته جان نایافت شد

کم کسی در کفر گردد با ایمان درست
در دیار هند جنس اصفهان نایافت شد

[illegible]

سودا خموش مزد و حرفست شرح عشق
در باب این مقاله کتابی نه دید کس

زاندم که برده جلوهٔ صیاد در قفس | نی گل بخاطرم نه چمن یاد در قفس
شادی نداند بهار و نه غم از خزان دل | زین هر دو این اسیر شده آزاد در قفس
گل را کی شناسم و نه رو شناس گل | هستم نه تخم مرغ قفس زاد در قفس
تکثود کس بسلسله ام چشم در چمن | از بیضه تا برون شده افتاد در قفس
باشد نصیب ساعهٔ صید پیشگان | از بلبلان شنیدن فریاد در قفس
تیرست از برای دل درد آشنا | هر ناله از مرغ چمن زاد در قفس
سودا شنیده ام که بعهده اسیریم | روزی عجب حادثه رو داد در قفس
من مردم از تغافل او شد تقید عجم | آزاد گشت بلبل و صیاد در قفس

در سیکدهٔ ما چو رسیدی آنکه حرم باش | این خانه چو آن خانه نه تنگ ست تو هم باش
در محفل مستان از بین بیکنی نیست | یک جام بگیر از من و هم پهلوی جم باش
شب لعل تو شستم زغضب تیغ تو بیدار | میخواست کند غرق که فریاد دم باش
قربان نملا کردن راه تو شوم من | گر آمده گرد تو گردم تو وسه دم باش
سودا تو قدر نزد و تزویر ندارد | ای شوخ بنت سماجت قسم باش

۲۴۲

[illegible]

[illegible]

ای شاهی بیزارم زنیا که گوهی دوست | گوشه خاطر به از ملک سلیمان در بغل
بر سمور و قاقم و سنجاب پشت پا زدم | میکشد ارم دست هنگام مستان در بغل
درد دل با که گویم آه ازین آن بنده | نهد خمش هر یکی دارد نگاران در بغل
پای عیش این جهان لغزیست ای بیخبر | گرچه جام اشتیه سست نشست جانان در بغل
می‌کشم هیچ از دنیا کسی الا که من | برده ام چیزی تمنا نام نهان در بغل

آن بهار عمر گو سودا بیاید که من
صبح سیر رفتم سوی گلستان در بغل

جان ستم رسیده من دادخواه دل | دل اینچه کرده است بجان من گواه دل
بستانم از کراین عدد خونبهای جان | دل جرم چشم گوید و چشمم گناه دل
یارب بدر که اثری ناله جرس | گردیده در قافله اشک آه دل
دل گشته ناتوان نداریم ور نظر | خونریز خنجر مژه اش تکیه‌گاه دل
دیگ هر گلی چمن بنگ حسن اوست | صاحبدلان چو سیر کنند از نگاه دل
ای شیخ گر بسوی حرم میبری چه سود | با صاحب حرم نبری تر براه دل
یکشب اگر به برم چو دم جاوی جستیم | روشن شود بجان تو روز سیاه دل
دلدار حرف ما شنود خلق سودا اوست | گوییم در جهان یکحال تباه دل

۲۴۴

[illegible]

بصد عجز بر زبان افتاده ام در دامن گیتی
چو این جامی بیانم نیست از گفتار گنجان ان
ز حرف هرزه گویان تا لب خاموشیم چندان
ز عشق آرایش خوبان دلم را بار میدارد
بچشم کم مبین نهار اوج خاکساری را
رسائی نیست فریاد دلم بار بگوش من

اگر گویا طفل اشکم از کنار سر می آیم
برنگ و بلک اندر حصار سر می آیم
گر از دو سر میدان بهر نثار سر می آیم
قلاش آنچنانم زیر بار سر می آیم
غبار راهم و در رهگذار سر می آیم
مگر آن داد خواهم کز دیار سر می آیم

بیاد چشم او سودا چنان از خویشتن رفتم
که من آلوده چون اشک از غبار سر می آیم

خاری بجگر از گل رخسار تو دارم
چون شانه دل چاک پریشانی خاطر
نقشی بلب زخم یکی قطره تمنا
بر بوی گلی بستم نالان دل افگار
خاموشم و نقد دل و جان سخن پرور
خاموشم و گنج گهر اشک بدامن
تا زلف تو در شعله بر عارض چون ماه

زردی رخ از نرگس بیمار تو دارم
از پیچ و خم طره طرار تو دارم
از آب دم خنجر خونخوار تو دارم
بلبل نوا سنجی منقار تو دارم
ای سیمبران قیمت گفتار تو دارم
از بهر نثار سر گفتار تو دارم
پس روز سیاهی ز شب تار تو دارم

۲۴۳

[illegible]

گفتا که بود با ور من حرف تو سودا
یاران زود ببین قوت بازوی تو بینم

یار را بر دیدن آیینه مایل کرده‌ام / مهر و ماهی تازه با هم مقابل کرده‌ام
شرح بیتابی تو را زان دو بهر اختصار / نامه بر مرغ نیم بسمل کرده‌ام
دعوی خونم به فرزندان من میرسد / منکه خون خود به دست قاتل کرده‌ام
ساکن دیر و حرم با هم غبار خاطرند / من به هر جا تکیه بر خانهٔ دل کرده‌ام
با ملیحان زاهدا امروز سازش میکنم / من نمک در می ز تشنیع تو داخل کرده‌ام
داشت خط بندگی از من رخ بیهوده تو / آرزوی خط عشق آن رخ باطل کرده‌ام
خاک کویش تا نگردد سرمهٔ چشم رقیب / من ز خوناب جگر آن خاک را گل کرده‌ام
سینهٔ من کان صد چو هر لالای دل / این در یکتا ز بحر عشق حاصل کرده‌ام

بسکه سوداییست تنم کامید هنگام بهار
من ز موج اشک خود دریا سلاسل کرده‌ام

هرگز که آن بوصل تو بیجا گریستم / امروز به جدائی فردا گریستم
از پرده ما برون نفتد راز عشق و دد / رفتم برون ز شهر به صحرا گریستم
کشت چشم تشنه از آب دیده سبز / گویا چو ابر بر سر دریا گریستم

گلستان

بگلستان بلبل بیع مرا شد معنی رنگین
اجل از جست تو چو برمرگ با زمیدارد

ایشق خویش نگاهبان اش یم نگه حیا نیم
آب حیات خضر که لب تشنه تا زو دارد

لباس عارضی آزادی من بر نمی تابد

چو شاخ گل بگرد مصرع من نوانیم
شوم گر خاک در عشقش کو نبال صبا نیم

خدا آن در تماید که از چشم وفا نیم
لب خود را بنازم چو در آب بقا نیم

که چون من سایه خواهم ز چشم خود جدا نیم

بابا که زمان که هست من مسخر و داند
برد خاک آسود اگر از پشت پا نیم

هرگز بجهان ما هم دستار نداریم
چون گوهر ناسفته از اسباب معیشت

در کعبه دیدیم و مسلمان بدیدیم
با ناله بسازیم عزیزان که دل خویش

ما بنده عشقیم و سر از بندار سبب
بلبل ز تماشای خیال رخ او گل

بر عرض تماشای گوش چو در
آئینه عیار از نفس ما چند برد

چون هر ز عریانی سر عار نداریم
دلبستگی خویش بیک تار نداریم

آرام بجز خانه خمار نداریم
در سینه کم از مرغ گرفتار نداریم

با شیخ و برهمن سر پیکار نداریم
با بلبل و گلزار جهان کار نداریم

فرداست که با طاقت گفتار نداریم
بر خاطر کس اهل جهان بار نداریم

[illegible]

لاله بی دود چراغ است چه می بینی تو
اینهم از دست تو داغ است چه می بینی تو

سینه تفته ما و دل سوزان و روی
همچو اخگر باد و چاغ است چه می بینی تو

گل درین باغ ندیدست کسی اهل نظر
خون بلبل بایاغ است چه می بینی تو

چشم را بسته برون آی یک خلق درآ
این عجب کنج فراغ است چه می بینی تو

چون نظر کرد سوی نامه من گفت رقیب
خلل از رابیر باغ است چه می بینی تو

گفت شب بر لب تابال چو ترا دیدم شیخ
بر رخ انس والاغ است چه می بینی تو

همنشین تو و ز ما دور نظر ما گلشن
گل غنی امروز بیاغ است چه می بینی تو

سوی دنیا منگر زیر فلک ای سودا
جیفه بهر سگ و زاغ است چه می بینی تو

بسکه بر یاد قدش بگریستم در پای سرو
روز شستم خویش چون فواره از بالای سرو

هست پیش چشم تر دائم خیال قامتش
راست میگوئید باشد بر لب جو جای سرو

در دیار حسن میباید بهار بی خزان
هیچ مشو تنها شده در جهان همتای سرو

یک آن شمشاد قامت بسکه آتش زد بدل
شد برنگ شمع صرف سوختن اعضای سرو

مردم سرکش ز آئین تواضع فارغ است
سخت دشوار است سودا خم نمای سرو

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

ردیف الف

خجلت برد ز محشر در جرم بخشی ما | خط بسته فارغش ... جدائی
مشکل که دل برآید از تاب طره او | گردد ز چنگ شهباز کی صید را رهائی
امید وصل جانان این طالعم نباشد | عمرم بسر بپایان در بخت آزمائی
دیر و حرم بعالم فانوس یک چراغ اند | بر هر دو یکه آئی پروانه آتش آئی
ما را بهر تو انما هر جا دلت بخواهد | ای عشق در ره خود تو پیشوا مائی
گر سد راه همت شد تنگدستی ما | تا هم ز تار بخشد پوشش به بینوائی
در پرده دو عالم دل دیده بشد تنگ | ای آنکه دائی پرده ز روی پرده رخ نمائی
سودا چسان نگویم من لاف خدائی | ز جلوه حسن گرد و انداز خدائی

هست از تا بیره بختان خوشنما افتادگی | زلف معشوقیم می زیبد بما افتادگی
پخته چون گردد ثمر از شاخ می آید بجا | هست شایع تنگ پیما کی مرا افتادگی
از تو تا زد شعله می زیبد من عجز و نیاز | سرکشی از شعله آید از گیا افتادگی
در فن افتادگی از بسکه کامل گشته ام | از من آموزد مشکل نقش پا افتادگی
دل طپید بهار تا که آستانش برد جبه | دستگیری گر نمیکرد می مرا افتادگی
سرخ رو خیزد بروز حشر سودا چون | هرکه میدارد بخاک کربلا افتادگی

[illegible]

پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح پر	جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا
توڑوں نہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہے	ہووے نہ مجکو پاس جو تیرے حضور کا
بیکس کوئی مرے تو جلے اسپہ دل مرا	گویا ہے یہ چراغ غریبانکی گور کا
ہم تو قفس مین آنکے خاموش ہو رہے	اے ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا
سودا کبھی نہ سنیو واعظ کی گفتگو	آوازہ دہل ہے خوش آیند دور کا
ساقی سے کہہ کہ ہے شب مہتاب جلوہ گر	دے بسمہ پوش ہو کے تو ساغر بلور کا
رنگ اڑتا ہے دیکھ اسکے تئین لالہ زار کا	کرتی ہے بہار اسکے تو اب کام خزان کا
خر جوہری کیا جانے کوئی قدر جواہر	سمجھے ہے سخن رس ہی سخن میری زبان کا
گالی دی مجھے ان نے دعا دی نے اسکو	محرم نہین نادان و اشفاق بیان کا
رنگینی اشک سے یہ حیران ہون کہ دامن	رنگین نہ کسی رنگ سے ہو آب روان کا
ہے ناز و ادا اسکی مین سو طرح کا ہتیار	قاتل نہین محتاج مرا تیغ و سنان کا
سودا سے کہا کیون تو ہوا عشق سے بیزار	ہو تمہین سبب کس کی اشتیاق بیان کا
اسنے یہ کہا بار اٹھایا نہین جاتا	تا طاقتی شیب سے اب نا زبان کا
کعبہ جو ہو پوچھتا کسے ہے چلن آگاہ کا	اٹھ گیا جیدھر قدم تیرے ہے بیت اللہ کا
کفر کی سیر تجلی ہے نظر شمع طور	ہو جو حق بین بت کو بین اک نور ہے اللہ کا

حاضر ہے تیرے سامنے سودا اگر اسکو قتل
مجرم یہ سب طرح سے ہے پر یک نگاہ کا

ہمارے نالۂ سوزاں سے ہو یہ ڈھنگ آتش کا
کہ اسکی ذکر میں آتا ہی ہے سمجھ رنگ آتش کا

ہماری چھاتیاں اسکی نہیں سنگ طور ہے اسطرح
تماشا جسطرح رہتا ہے پرو سنگ آتش کا

مجھے وہ دن فلک نے کہ ہیں گھر آیا ہے
سمندر نے میں بیٹھا کہ ہو دل تنگ آتش کا

مشابہ یار کی تو سن سے اپنا کسکو یاد نہیں
طرح بجلی کے میں سیکھا ہمیں نیرنگ آتش کا

دل نالاں مجنون کسیکی ہی کہاں اشہب پر
بیابان میں ناقہ لیلی باندھ کر گرد رنگ آتش کا

فرنگی کوئی آب تیغ کے جہد سے برآوردن
اگر باندھیں ہما آکر وہ تو جنگ آتش کا

وہ چوب کشتی نشنگی ہے ہیں ان کے سینے جیسکا
ڈبانا عاریا پانی کو جلانا ننگ آتش کا

اگر تھا دلیں داغ عشق کوہ طور پر جاکر
کیا کیوں ڈھونڈھتے پھرتے ہو آہنگ آتش کا

ہوئی قائم و سنجاب سے سر میں منعم کو
کہیں میں آیا میں آغر یا ہی لیجیو ڈھنگ آتش کا

ڈرے سے دل آتشیں حسنا پر سودا تو اب کیونکر
وہ شعلہ دیکھکر میں ہو گیا بے رنگ آتش کا

رطوبت سے قرار دل میری کی ہو گرداب آتش کا
جہنم سے ڈرانا کیا ہی میرا دل کو اپنا ہے

فسون عشق نے زیر کیا ہے آب آتش کا
کر چوب آتش سے نہیں ٹھہرا آب آتش کا

[illegible]

ڈرون ہون تجاوز شعر ہند ھکر بار رونیکا
نظر آتا ہے پھر آنکھوں مین کچھ آثار رونیکا

چو ہد کو اُس کے گریا ہی کوئی غمخوار رونیکا
تو کہتا ہے کہ چپ ہو اُسے آزار رونیکا

سبب اس چشم کافر کے ہی کیا بیمار رونیکا
کر باندھا ہے پر زنار اُسنے تار رونیکا

نہ تھا کچھ کام چشم تر سے ناحق بیٹھے بٹھلا کے
کیا ہے شغل مین پیدا دل بیکار رونیکا

جو ہین آتش نفس اشک انکو ہوتے ہین
لگی ہین سوئین تجھ بن شمع ہر شب تار رونیکا

گلے خون جگر اشک کا ہے لخت دل یارو
کسو نے بھی کہین دیکھا ہے یہ انبار رونیکا

کرین پار اسکو کس طرح ہم کہ چشم تر سیلاب رو
رکھو ہے دھیان [illegible] دیدہ خونبار رونیکا

مین احوال کہتا ہون [illegible] گھڑی ظالم
سبب مین تیری [illegible] یار رونیکا

کبھو تین پاس بیٹھے نہین کیا اس [illegible]
نہ پوچھا تو نے سبب کیا ہے [illegible] رونیکا

نڈھایا کونسا گھر سیل نے مجھ اشک کے سوا
گواہ اب تک ہے پیٹ در و دیوار رونیکا

دل مرا پند کو نہ سمجھے گا
پند تیری نکو نہ سمجھے گا

سمجھا وانا ہزار حیف کہ تو
یہ سمجھا کو وہ نہ سمجھے گا

پند خود رفتہ حق اُنچہ مین
[illegible] جیتے کو وہ نہ سمجھے گا

بچے کو آگ سے سمندر کون
کچھ نصیحت کو وہ نہ سمجھے گا

[illegible]

جب خیال آتا ہے اس دلبر کی تلوار کا
سر نظر آتا نہیں دھڑ پر مجھے دو چار کا

دیکھتا ہوں یار میں جسکو میں تجھکو جلوہ گر
مہر کو وہاں حکم ہے خار سر دیوار کا

عاشقوں اس شیخ دین و کفر سے کیا کام ہے
دل نہیں وابستہ اپنا سبحہ و زنار کا

تک کھلا دے اپنی ساقی چشم میگوں تو اسے
محتسب ہے تا بندہ خانۂ خمار کا

بسکہ پوچھو ہوں میں اپنی چشم خون آلود کو
جامہ کا ایک تختہ ہے گلزار کا

آنسو اگر کو سطے اس بانکپن سے درگذر
گل میں سچ والوں کہا دامان گلزار کا

سنو ہوا وہ بانکا چھوڑ دامن کو مرے
راست ہے تو بھی کہیں سمجھا ہے خم تلوار کا

تو لگے تیری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پئیں تو مزا ہے شراب کا

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا

کھا رہی ہے آئنہ کی سمجھ تربیت کی قدر
جن نے کیا ہے سنگ کو ہمرنگ آب کا

تھا سکے دل کو کشمکش عشق کا دماغ
یارب برا ہو دیدۂ خانہ خراب کا

زاہد بھی ہے نعمت حق جو ہے اکل و شرب
لیکن عجب مزا ہے شراب و کباب کا

غافل نہ ہو یکسے کرم پر نظر رکھ
پر ہے شرار برق سے دامن سحاب کا

قطرہ گرا تھا جو کہ مرے اشک گرم سے
دریا میں ہے ہنوز پھپھولا حباب کا

اے برق گھر سے میں حیران تجھے کس
نقشہ ہے ٹھیک سلگے مرے اضطراب کا

مین دل نازک کی کرتا تھا بغلین مین پرورش
گریہ نہین کرتا رہیگا مژہ تا شام و سحر
محو کو تیرے نہین ہے دین و دنیا کی تلاش

محتسب کو ہم گمان تیرے پاس شیشہ ہوئیگا
سو چھپا ہے اکدن یہ قطرہ دریا ہوئیگا
کھو چکا ہے تجھے وہ جس نے تجکو لایا ہوئیگا

اب تو سودا کے تئین پروا نصیحت کی نہین
الفت خوبان سے گو رسوائے دنیا ہوئیگا

ہر مژہ ہے تیری محنت دل اس رنجور کا
پوچھتے ہی تو چھپے گذری ہے مجکو روز و شب
آفتاب صبح محشر داغ پر دلکی ہے
کیا کرونگا لیکے واعظ ہاتھ سے حورونکے جام

خون ہے سودا پڑا بیت منصور کا
چشم ہو یارب مری یا منہ کسی ناسور کا
حکم رکھتا ہے طبیب مرہم کا فور کا
ہو نہین ساغرکش کسیکی نرگس مخمور کا

کسقدر شبنم الفت سے دل ہے سودا کا بھرا
زخم نے دل کے نہ دیکھا منہ کبھی انگور کا

نکلے حال کس ساقی کو یاد آتا ہے شیشے کا
متاع اس میکدے کی ہیچ کہہ جا سکا بندہ ہون
تماشا کسکی آنکھون سے پڑی ہے شکل ساغر کی
بیان مستی شب ہم مین ساقی جو رہ جاوے

کہ لیلے ہچکیان جیسو اُنکلا آتا ہے شیشے کا
ربیچے کو جو کی لیے قیمت مین تسلا یا ہے شیشے کا
کہ تو ن دل اسے بیتاب اٹھا آتا ہے شیشے کا
نہین مت کبھو کچھ منہ تو کھلا آتا ہے شیشے کا

فلک ہے دیدہ اپنا دل ایک یا تنک | کرے ہے گریہ بند یا سو ریشے کا
کرے ہے اشک کا ہی چشم تو وقت بیچ کے | عبادت میں نہایت خوب ہے وہ ستور شیشے کا
لگا زہاد ست سے دواں آنکھ پیچھے آج | کہ یہ مست کر کتنا بھلا کو ور شیشے کا

مطلع ثانی

باطل ہے جسے ہوا شاعر کہ ہمسری کا | دیوان ہے ہمارا کیسہ جواہری کا
چہرہ ترا سا کب ہے سلطان خاوری کا | چیرہ ہزار باندھے سر پر جو قیصری کا
تکہ بر یہ گوشوارہ موتی کا جلوہ گر ہے | جیسے قران باہم ہو ماہ مشتری کا
آئینہ خانہ میں وہ جس وقت آن بیٹھے | یک جس طرف کو دیکھو جلوہ ہے وان پری کا
جز شوق دل نہ پوچھو ہرگز یکو جا بان | اے خضر کب ہے محتاج تیری رہبری کا

طالب ہیں سیم و زر کے خوبان ہند سودا
احوال کون سمجھے عاشق کی بے زری کا

نہ بار خاطر دل ہو گل کا نہ زیر دار گلستان کا | بر رنگ شبنم جو دیکھا سیر دریا کا لا مکان کا
بر آب حیات چشمہ کین مسیح و خضر ملکے لیکن | اٹھو جو خشک لب کی بیمار شہید تیغ لب یار کا
چمن ار جا ہیو بے شہر بلکہ تو کیا عجب ہے | رہا ہو وفا قبول کی جنا العالی ہی میں کہتا کا
بر رنگ شبنم آب دیدہ جیب ہو گیا نہ تجکو | نہ خبر میں گل ہی کی ہیں بند حق لب یار کا

[illegible]

لطف ہے اشک سے جون شمع گلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤنگا

چین دیتے کا نہین تپ مین بھی نالا
سوتونکی نیند مین کرکے خلل جاؤنگا

قطرۂ اشک ہون مین مژہ سے نظارے
کیون خفا ہوتے ہو پلکون سے ڈھلک جاؤنگا

اس مصیبت سے تو مت مجکو نکال اب ہے
تو کہین آپ ہی چاہین کیون کل جاؤنگا

میر صورت سے تو بیزار ہے ایسا تو دیکھ
نکل اس غم سے کوئی دن مین چلا جاؤنگا

جھپٹ جاؤ دو باری کہ نہین جون نکہت
پھاڑ کر گیرہ ابھی گھر سے نکل جاؤنگا

ساحل بحر جہان ہون کہ جون شبنم
ڈوب پانی مین تو آگ سے جل جاؤنگا

نطق کہتا ہو مرا آج یہ ہر نالے سے
آنکر ہو تو ابھی طرح کیسے ٹلا جاؤنگا

کہتے ہین جو ہے سودا کا قصیدہ ہے خوب
اونکی خدمت مین لیے مین یہ غزل جاؤنگا

ہو یہ دیوانہ مرا اس زلف چھٹ کر کا
سلسلہ ہے سودا کیلیے زنجیر کا

زخم دل ہے دیکھ سوز سخن التیام
چاک سلتا ہو زبان شمع سے گلگیر کا

گل سے شبنم کب چھپے ہوا پر ابر ان
طرح غنچہ کے کھلے جب سے شکست پیکان تیر کا

ایک دن مجھے سنگ آنسو نہ دیکھا کاروان
اس حسن کا حاصل کچھ اس فریاد سے تاثیر کا

توڑ کر بچانے کو مسجد بنا کی تو نے شیخ
یہ بھی سوچ دل کی بھی کچھ فکر ہے تعمیر کا

٢٥٥

گلشن سے پھر تو آپکو کہتا ہے عشقباز
اے ابر و سیاہ مجھسے تو یہ بھی نہو سکا

دل مست ٹپک قطرے کہ پایا نجائیگا
جون اشک پھر زمین سے اٹھایا نجائیگا

رخصت ہے باغبان کہ ٹک اک دیکھ لین چمن
جاتے وہان جا لسنے پھر آیا نجائیگا

آئے ہے فوج خط کے نہو دل کہ ان مخلصی
شب جو ہوا ہے زلف کا یہ چھوٹا پایا نجائیگا

پوچھینگے اس چمن میں شہ ہم اسکو کبھی
جون گل تو چاک جیب سلایا نجائیگا

آویگا وہ چمنمیں شلے ابر جب تلک
پانی گلونکے منہ میں چوایا نجائیگا

تیغ جفا یار سے دل سپر پھیر تو
پھر منہ وفا کو ہمسے دکھایا نجائیگا

زاہد گلے سے ستونکے باز آئیگا نہین
تا میکدہ میں لاکے جھکایا نجائیگا

عمامہ کو اتار کے پڑھیو نماز شیخ
سجدے سے ورنہ سر کو اٹھایا نجائیگا

ظالم میں کہہ رہا کہ تو اس خو سے درگزر
سودا کا قتل ہے یہ چھپایا نجائیگا

داماں سے داغ تیغ جو دھویا تو کیا ہوا
عالم کے دل سے داغ مٹایا نجائیگا

ہوا ہی یار کو یہ اشتیاق آئینہ کا
زشام تا بسحر ہے فراق آئینہ کا

ہوا ہون سقدر اپنا کی شکل سے بیزار
کہ دیکھنا مجھے ہوتا ہے شاق آئینہ کا

تمھارے چہرہ کو دیکھا ہے جب سے خوبان نے
کیا ہے دیر سے قرر طلاق آئینہ کا

رہی ہے خانہ چشم اپنے کی یہ شکل اسمین
کہ جیسے آب سے پر ہے رواق آئینہ کا

سوا کوئی بھی صورت نظر آیا کچھ [illegible] آئینہ کا
ہمیں تو دید ہوا اتفاق آئینہ کا [illegible]
دو چار ہوتے ہی پھر کر دیا [illegible]
روشن نفاق آئینہ کا
زیادہ اس سے نہین کوئی عیب [illegible]
آئینہ کا

مجھ سے ہوا ہے جو دنیا مذاق [illegible] داغون کا
[illegible] دل سے کے بار داغون کا
[illegible] بہار داغون کا
ہوا سے داغ ہیں دفل [illegible] بہار داغون کا
[illegible] گلی میں آسے [illegible] داغون کا
[illegible] کے ایا داغون کا
[illegible] سودا سے قصہ [illegible] داغون کا
[illegible] داغون کا

[illegible]

پہنے اگر لباس گدائی حریر پوش | ہر چھی بدن پہ اسکے رواں ہو گلیم کا

سودا یقین کر اوس کا دم نقرہ ہے غلط
بالیدہ ہووے جو کوئی نازو نعیم کا

کیونکر ہو باز جانا اس میرزا منش کا | وان شہر مین نہین ہے آداب کورنش کا
اے برق چشم کم سے مت دیکھ دل جلونکو | اک آہ مین اڑا دین شعلہ تری تپش کا
آنکھونکی اسکی مژگان دل بیچ تل رہی ہین | گر چہ صف سپہ کو جون قصد ہو یورش کا
پیکان جو تیغ کھٹکے ہی سو علاج اسکا | کانٹے کا پر بڑے کے چارہ نہین خلش کا
ساقی پہونچ کہ تجھ بن جسم و جان ہے میرا | لبریز جون پیالہ اور ہاتھ مرتعش کا
ہے تیغ کی کمر مین تلے کرو ہے پیری | لے داو جس دن اسکی ہو امتحان کشش کا
کیا جانے کس طرح جیتا تو سنگدل ہے ورنہ | یان شیشہ محبت ہے کوہ کی کشش کا
آگے بھی خوبصورت اکثر ہوے ہین لیکے | آن سب سے بانکپن ہے اسکا نئی روش کا

باتین کرو عدو سے سودا کو گالیان دو
قربان ہون آپ کی مین اس داد و دہش کا

جوش طوفان دیدۂ نمناک سے کیا کیا ہوا | دیکھ لے دنیا مین مستی حال سے کیا کیا ہوا
جو تجھے دیکھے کہے تو رو ملک شمس و قمر | حسن تیرا دور تر ادراک سے کیا کیا ہوا

۲۵۷

بیٹھ رہ سودا تسلی دل کو دے
در بدر مت سے کیا حاصل پھرا

زخم کا دل کے تر و تازہ ہے انگور سدا
جاری رہتا ہے مری چشم کا ناسور سدا

جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یا رب
چشم زخم اُس سے زمانیکا رہے دور سدا

ہم اُنھیں شوق کسی دل کے لہو پینے کا
دیکھتا ہون مین تری آنکھونکو مخمور سدا

گو نہ دے شیشۂ گردون نے گلرنگ مجھے
خون دل سے تو مرا جام ہے معمور سدا

یار کی دیکھے تجلی جو تو موسی کیطرح
سنگ دل سے ترے نکلے شرر طور سدا

ایک شب آ کوئی دلسوز نہ دیا اسیر
شمع تک گور ہماری سے جلی دور سدا

دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے
عشق کے ہاتھ سے رہتا ہے یہ رنجور سدا

پھر ہے یہ شیخ یہ کہتا کہ مین دنیا سے منہ موڑا
آئی ان لب اب داڑھی سو اُس جینے کو چھوڑا

ٹپکتی اندنون دل کی نئی صورت نکالی ہے
ٹپکتا ہے ہزار آنسو نکو یون پکتا ہے جون پھوڑا

صبا ہر سحر مجکو لہو کی باس آتی ہے
چمن مین آہ گلچین نے یہ کس بلبل کا دل توڑا

بہت بیٹھا ہے یہ سا کشتی بزم ہستی مین
کہ مثل شمع رشتہ عمر کا ہر آن ہے تھوڑا

طلب ہین ایک ہی بوسہ کو تم کنیا گئے ہے
بس آگے کیا توقع ہے جو تجھی مین منہ موڑا

دل احمق بہت امید رکھتا ہے معنی کی — ہما بیٹھے کیونکر بوم کے ای یار ہو پیدا
نہ طبع جید سے سرزد کبھو ہون معنی رنگین — جہا نہین تخم سو تھوہڑ کے کب انگور ہو پیدا
سخن کو زادۂ طبع سخنور کہتے ہین اُسکا — زبانون پر بجو ہی چاہیے اذکار ہو پیدا
خدا دیوے پسر تو قابل تحسین دے ورنہ — پدر ہوں مورد نفرین جو نا ہنجار ہو پیدا
کلام ملیح نمک کی شور انگیزی ہے ایسی کچھ — زمین گل لگا خلق میں جون نمک زار ہو پیدا
اگر ملک عراق اک بار خرسوار ہوا آوے — عراقی کی بہ اسمین کا ہیکو رفتار ہو پیدا

مخاطب اُسکو ہی کرتے ہین ارباب سخن سودا
کہ جسمین کچھ بھی عقل و ہوش کا آثار ہو پیدا

دل اپنا چاہتا ہے جون رغبت ہو پیدا — اگر شکل صبح امید نا صح نتاجب ہو پیدا
ارادہ عشق سی پیری کا فکر کفن مت کر — حباب رزم ہوا جیسا اجل لا ہے ہو پیدا
غنیمت جانتے ہین ہم تو ایام شباب اُسکا — وہ اسکی قدر تب سمجھیگا جسدم شیب ہو پیدا

ہنر ہے گرچہ فن شاعری آفاق مین سودا
اگر نادان کو پوچھے تو اسمین عیب ہو پیدا

تجھ قید دل ہو کر آزاد بہت رویا — لذت کو اسیری کی کر یاد بہت رویا
تصویر مری تجھ بن مانی نے جو کھینچی تھی — انداز سے جہ اُس کا بہزاد بہت رویا

خنچہ ہی شاخ سی جون گل پیالہ ہی سرخ — مین تیرے ہاتھ سی ساقی یہ سبز فام لیا

لبیان طائر رنگ حنا قدم لے کر — ہر ایک کبک نے پیاری ترا خرام لیا

ترسنگ چشم تھا مین اے فلک تو نے — نظر سی خلق کے گرتے نہ مجھکو تھام لیا

معاش اہل چمن جلبے رشک ہی سودا — کہ زندگی کا انھون نے مزا تمام لیا

کسی کا مین نے چھوا نہ دامن دم — حسد کسیکو نہ اسپر کہ جن نے تھام لیا

کہین نہ واسطے منصب کے ہین بھرائی — سلام کر کے کسو سے نہ لاکھ دام لیا

کبھو نہین نہ دیکھا تلاش دنیا مین — کبھو نہ فکر تردد سے کوئی کام لیا

ادھر شروع ہوا صبح نغمہ بلبل — ادھر بہار سے ہر ایک گل نے جام لیا

تاثیر عشق نے مزہ درد کھو دیا — ان نے نہ دان دیکھ مرا حال رو دیا

نسخہ ترے مریض کا عیسے کو جو دیا — دیکھ ان نے حرف حرف کو رو رو کے دھو دیا

بوسہ کا وعدہ اسنے کر دیکہ دیر رہے — کیون باتین تم بناتے ہو تم بس چلو دیا

ملنے کی دخت رز کی تو کھائی تھی مین قسم — زاہد نے پیچ پڑ کے اسے پھیر دھو دیا

تاریخ تا خت فوج کی خط کی کہون کیا — پلکین اٹھا کر ملک لون کا بلو دیا

دیکھا مین جب گلیمن شمی ہا دست غیر — تارنگہ مین اشک کا واتہ پرو دیا

بوسہ کے واللہ کو نہین شہد وسم مین فرق — ہم پی گئے اسے ہمین قسمت نے جو دیا

پایا نہ ہم اس باغ میں کچھ کام نہ آیا	کچھ ہم بھی بجز ثمر خام نہ آیا
از بسکہ پرداز چمن نالہ ہمارا	وہ مرغ ہیں جو تہ دام نہ آیا
گو شکل کمان خانہ گردون ہے منقش	پر اس میں نظر گوشہ آرام نہ آیا
آراستہ جو بزم ہوئی دور فلک میں	واں جام بجز گردش ایام نہ آیا
بستان تو پر از میوہ اقسام ہے لیکن	سایہ میں کسو نخل کے آرام نہ آیا
تیری بھی جوانی وہ بھی ناصح کبھی تھا زور	قاصد کا ترے واسطے اعلام نہ آیا
میں تنگ ہوں اتنا کہ پدر اور پسر کے	لب پہ کبھو مجلس میں مرا نام نہ آیا
ہے رنگ تماشائی جہاں صورت خورشید	جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا
ہر عید یہ تو نے کیا قصد کہ دیکھے	لیکن وہ کبھو تا لب بام نہ آیا
ہے طرفہ تمنا کہ رہوں لب بلب اسکے	جب سے کہ کبھو بوسے پیغام نہ آیا
تیشہ سے بھی تھا کام برا ناخن غم کا	فرہاد تجھے تو وہ سرانجام نہ آیا
آفات ہی اکیچ اٹھا جاتی ہے تو نے	ظالم کسی گرتے کو تجھے تھام نہ آیا
تجھ بن جو گیا باغ میں سیراب ہوا ان کو	پھر تیغ کا خاطر میں ترے کام نہ آیا
اسکا تو گلہ کیا ہے کہ بستان جہاں میں	مجھ تک قدح بادہ گلفام نہ آیا
یوں منھ دھوئے صبح کا آگو مرے سودا	جوں لالہ پر از خون جگر جام نہ آیا

رات جو رہتے ہوئے شیخ سے عمامہ طلب
شیخ نے کام بزرگی کے تئیں فرمایا

گرچہ دیا ہوں بہت غم میں ہنسا لیکن
اپنے رونیکا مجھے رات تسلسل پایا

خون کے ہر قطرے سے کرتا تھا ہی لخت جگر
تو مژہ تک بھی وہ پہنچا کہیں آیا

معنی خامہ زبان جوہر رنگیں ہے
حسن دونوں کا میں مشق میں اسکو پایا

ہے تصنع تجھے کہتا ہوں یقین کر سودا
اگل جدا شاخ سے جب دم کہ ہوا مرجھایا

آنکھوں سے اشک جتنا آتا تھا شب آیا
زخم جگر نے یارو پانی مگر جوڑا یا

ہو داد خواہ بلبل اس جنگجو پہ یارو
تیغ نگہ سے جسکے لوہو میں گل نہایا

عارض سے چہرہ ہو کر اس سے ہوا ہے رسوا
لالہ نے خاندان کو داغ لیا کیا لگایا

ہو جو نجیر کے میں دارد ہوا گھر اسکے
پیٹ رہ گئی کر ان نے آنکھوں میں جو بھرایا

جن جن سے پیار لیتے تھے ہم اسکے
دھنیے کی کھوپڑی میں پانی نہیں پلایا

رو رو کے حال دل کا روشن کیا ہے اسیر
آنکھوں نے آہ میرا پانی سے گھر جلایا

دل نقد جاں تک اسکو چاہی تھا میں ہدیہ حسن
قیمت پہ ایک نگہ کے پھر آپ ہی بکایا

صبح شب ملاقات ایسی تم تھی یارو
جسکے سپید دم نے روز سیہ دکھایا

عاشق نہیں وہ جسکا ثابت ہے گریباں
سینے کو زخم پر بھی ٹانکا یہاں نہ لایا

نوید صبحگان موسم بہار آیا
ہر ایک تاک کو گلشن میں برگ و بار آیا

قسم نہ کھایئے ملنے کی غیر سے ہرگز
کہا نہ تمنے میاں ہمکو اعتبار آیا

برنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوئے
جو اپنے دل پہ کبھی شکل سے غبار آیا

ہماری خاک تو چشم تر کسی نے نہ کی
ہمیشہ گریہ کنان ابر زار زار آیا

گئے جہان سے کیا کیا ستیزہ جو تہ خاک
کہ گل جب آیا تو مجروح بے شمار آیا

معاف نے کیا تیرے شہرہ آفاق
وگرنہ میں ترے کوچے لاکھ بار آیا

خبر لے وادی میں سودا کی یون سنا ہے آج
کہ ایک شوخ کسی بے گنہ کو مار آیا

کب دل شکستگان کے گر عرض حال آیا
ہوئے صدا وہ جبیں جبیں کہ بال آیا

سینے سے میں عا کو لایا جو شب لبون تک
کہنے لگی اجابت کیدھر خیال آیا

ملنے کا ایک دم بھی یاں ضعف دل کے مانع
او گیا کے اٹھ گیا وہ تب جی بحال آیا

کونین تک ملی تھی جب دل کی مجکو قیمت
قسمت کہ یک نگہ پر میں اسکو ڈال آیا

بخشش وہ جو مانگی آئی تھی ہمت وہ ہر
لیکن یہاں زبان تک حرف سوال آیا

تاراں نہو تو اسیر گر مجکو سنگ میں سے
گوہر نکالنے کا کسب کمال آیا

ارباب فہم آگے وہ صاحب ہنر ہو
کینہ کسیکے دل سے جسکو نکال آیا

گذرے مژہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ابد — چھوڑے قدم کو اُسکے نہ آغوش نقش پا
افتادگان تک نہ کیا لینگے راہزن — جز خاک کچھ نہیں ہے در آغوش نقش پا
اے شوخ ہر مژہ کرو ہے تیر ہر ایک جا — خون جگر کیا ہے مرا نوش نقش پا
پابوس کر تو تیشہ دیتا ہے کہ وان — کسب قبول خاطر پاپوش نقش پا

سودا بقول حضرت بیدل بکوے دوست
خط جبین ماست ہم آغوش نقش پا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا — کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
سرگرم نالہ ان دنوں میں بھی ہوں عندلیب — مت آشیان چمن میں مرے متصل بنا
جب تیشہ کوہکن نے لیا ہاتھ تب یہ عشق — بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا
جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ — شاید اُسی سے چہرۂ خوبان پہ تل بنا
لب زندگی میں کب ملے اُس لب سے اے کلال — ساغر ہماری خاک کو مست کے گل بنا
اپنا ہنر دکھاوینگے ہم تجکو شیشہ گر — ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

سن سن کے عرض حال مرا یار نے کہا
سودا نہ باتین بیٹھ کے یان متصل بنا

سودا یہ کیا کرینگا نت سقد کار و نا — عالم کو او دو ہاندے سب ہے حیلہ جو تا

۲۶۴

حباب سا کیا ہے کار استغنا تمام اپنا
رکھا ہے دم میں قطرہ نے اس دریا میں جام اپنا

نہ پہونچی ہستی عنقا کی ہستی کو مری ہرگز
کہ ہیں عنقا بھی نہیں ... نام اپنا

اگر سمجھو تو خاک ... کچھ بھی نہیں
نہیں گویا زبان شعلہ ہوں کسکو پیام اپنا

کہاں شیخ جو دیکھے مری ... کرشمہ کو
کہ ہر بندہ خدا کا کر لیا جس نے غلام اپنا

چھوٹا جو زلف سے تو پھنسا دام خط کے بیچ
یہ مرغ دل ہمیشہ گرفتار ہی رہا

جاتی رہی تو یہ چمن حسن کی بہار
بلبل کے گل نظر میں لے خار ہی رہا

جیسے ہوئی ہو قابل شمشیر وہ کمر
چھاتی پہ میری ہم تن نگار ہی رہا

سوکھا نہ ایک پل مژہ دامان و آستین
تجھ عشق میں تو دیدہ خونبار ہی رہا

دیکھا ہی تجھکو در پہ ترے جن نے ایکبار
پھر جبتلک جیا پس دیوار ہی رہا

اک روز آپ ایلے نے اس شوخ سے کہا
سودا کے دیکھنے سے تجھے عار ہی رہا

بولا کہ تیرے حق کی لطافت اس امر میں
جیسے ہوا وہ خلق بیزار ہی رہا

آتا تو وہ برا ہے کہ چہرے کا جس کے رنگ
پھر عمر اسکی شکل سے بیزار ہی رہا

گو گھر میں یاس کے آتا ہی نہیں رہا
پروا نہیں نہیں بھی تو وہ دل ہمیں رہا

کیا فائدہ کہ در پہ تحقیق ہم رہیں
ملنے سے جبکہ ہم رہے پھر تو کہیں رہا

اسباب میں دنیوی کہ تھا خیال میں
نزدیک ہی جہان تا بہم دو اپسین رہا

صبر و قرار و ہوش دل و دین فدا کیا
پھر بھی میری جان تجھے کیسے کین رہا

نکلا کسی ہی طرح نہ دل سے ترے حجاب
سودا سے تو تو یار سدا شرمگیں رہا

۲۶۶

[illegible]

کیوں نہ یاد لبیں سر طرۂ مشکیں کو کریں
کہیں ہی تیہو شاہین میں پلتے دیکھا

ڈوبے اُچھلے تو بہت دیکھے ہیں دریا کے
ڈوبا اس بحر فنا میں تو نہ اچھلتے دیکھا

استقامت ہے عجب ہے نہیں جسمیں لغزش
نخل کا پاؤں نہیں پر نہ پھسلتے دیکھا

عیش آلودہ افسوس ہے اسکا کہنا
جسکو پیچی تو اسے ہاتھ ہی ملتے دیکھا

فضل حق ہو تو تنزل ہی ترقی ہو جا
قطرہ گوہر ہو صدف میں نکلتے دیکھا

آہ تا اسکے مرد دل تیغ اس کا
بیچ ہوا ہے نہ کبھو سنگ پگھلتے دیکھا

تیغ کا زخم اٹھا سکتے ہیں انسان لیکن
سامنے تیر نگہ کے نہ سنبھلتے دیکھا

سو بھی تیرے تقدیر کو ٹالا نہ کیا
جب کبھی قتل کو عاشق کے نکلتے دیکھا

اپنے مشتہ کے لکھا کون نے سخن کو گوہر
لعل سودا ہی کو یہ میں اڑ لگتے دیکھا

چہرے پہ نہ یہ نقاب دیکھا
پردہ میں ستا آفتاب دیکھا

کیونکر نہ بکوں میں ہاتھ اسکے
یوسف کیطرح بیتا جناب دیکھا

کچھ بھی نہیں جز ایک عالم
آنکھ لیے یاں خراب دیکھا

بے جرم و گناہ قتل عاشق
مذہب میں ترے ثواب دیکھا

کچھ ہو تو ہو عدم میں راحت
ہستی میں تو ہم عذاب دیکھا

۲۶۷

[illegible]

چلنے کا مجھکو گھر سے تری کچھ نہیں ہے غم
اور رونے کو میں یکقدم پیشتر چلا

کیا اس چمن میں اُسکے لیے جائیگا کوئی
دامن کو میرے سامنے گل جھاڑ کر چلا

جامع قمارخانہ میں ٹھیرا ہے پیش شیخ
اب کاٹون کسکی جیب کہ دل یا پر وہ چلا

بھیجا ہے جو پیام میں اُس تشنہ خلق کو آج
گر خضر راہ مرگ کو میرا سمبر چلا

طوفان سے تھا پانی جن آنکھوں کے ساتھ
آج ابر اونکے آگے زمین چھپ کے تر چلا

رشکا یہ صدمہ اوسے ملنے سے غیر کے
لیکن ہنر پہ آسکے نہ میرا ہنر چلا

سودا کے تھا یار سے یک مو نہیں عوض
اودھر کھلی جو زلف ادھر دل بکھر چلا

سودا غزل چمن تو ایسی ہی کہہ کے اا
گل جھاڑ بن کے جیب کو دیں بلبلان چلا

جنکا کہ پانسو بھی سہا سے کم نہیں
وہ ذرہ ہو کے مرقد ویسے ہے وہ چلا

نہیں چھوڑتا ہی اشک مرا دامن کنار
یہ غفلت بدمشت گہوارہ سے پلا

شائی نہیں خدا سے ہی گر شکل ہشت
ممکن نہیں کہ خار کا پائی کرے گلا

خرم ہے تیرا آنکھوں جبکہ چھپٹا ایک دم
غنچے کا دل کے کچھ نہیں کھانے آہ نہیں کھلا

دیکھی ہے اسقدر تو مجھے دیکھکر رقیب
چو ہے کی بہانت چلتے ہو نظر و نیچی بلا

اسلوب شعر کہنے کا تیرا نہیں ہے ،
مضمون آبرو کا ہے سودا یہ سلسلہ

چمن دل میں عشق بویا تھا
گرد ہستی نے دلکو دی شکست

داغ و شعلہ ہوا کل وہ لوٹا
آئینہ اس غبار سے ٹوٹا

دل یار کے ہر گز نہ الفت چھوٹا
گاہے دل خون گشتہ سوئے بزم میں آیا
جا سکے کدھر ہاتھ سے اب چشم تمنا کے

اور اسکو سہارا مجھ عشق نے لوٹا
شیشے گا رنگ کا ساقی سے ٹوٹا
تھا دل کا مگر اپنے سوا ان کو نے لوٹا

کسکی نگہ مست چمن پر ہے کہ سودا
غنچہ یہ کھلا ہے کہ سبو بادہ کا پھوٹا

طبیعت فرمایئے شعر نہیں ہوتا
نہ ہے وہ رہے پیدا اصل کی خلقت [illegible]
نجانی عکس [illegible] اسمین پڑا کیسا اہل جنت کا
سعادتمند ہو کر بھی کہ بعد از مرگ عالم میں
طمع دولت کی بنیاد محبت کو نہ پائیے
نہیں لاتے زبان پر حرف مطلب کو زبان اپنا
ایسا مشکل اگر ہے تب بھی اپنے چشم اپنا
دیا تھین نقد دل اپنا اب تو بنی خطر اکیا

جو آب چاہ کا قطرہ ہے وہ گوہر نہیں ہوتا
ہمیشہ سنگ بنتا ہے تو جوہر نہیں ہوتا
کہ آئینہ سے لب کسو کا تر نہیں ہوتا
ہما کو بال کا مصرف بجز افسر نہیں ہوتا
تا بجھے آگ میں مس زر نہیں ہوتا
بدست یار کھینچا ہوا خنجر نہیں ہوتا
نہیں وہ سیم تن جو تن پہ خاکستر نہیں ہوتا
جو مفلس ہو اسے کچھ ڈر لوٹنے کا ڈر نہیں ہوتا

[illegible]

٢٦٥

[illegible] بہاری [illegible] طرف کا ہے [illegible] تک نہ پہنچا

[illegible] تک نہ پہنچا

[illegible] عاشق کا ہاتھ [illegible] تک نہ پہنچا

[illegible] دیوار تک نہ پہنچا

[illegible] سودا کی شاعری کا [illegible] تک نہ پہنچا

آخر کلام جس کا اقرار تک نہ پہنچا

صد حیف تھا آرزدہ جو نہ پا بہر مری قیس لیے
غرقاب چاہ عشق جو ہوتا تو جانتا
عریاں تنی پائیز کہا اسکے سے نیچ

چاہا ہے کیں مجھے ایک کنوئیں میں گیا
یوسف کہاں ہے بیت چاہ ذقن گیا
ناصح جو چاہے جیب پیرہن گیا

نظر بسر اگر وہ پہنچے نہ سودا کا بتکدہ
تو اور وہ جہاں ہو بت و برہمن گیا

ہوا نہ ساتھ مرے صیاد میں جو دام لیتا جا
اگر دل لیجیا جسکی خلش ست چھوڑ سینہ
نہ تھی توفیق اگر بوسہ کی تو اتنا تو کہہ بھیجے
اگر ایسا ہی تو چاہے کہ اسکی گوش تک پہنچے
ہو میں لکھے لیجیا یہ راضی تیری خاطر سے
خیال ان انکھڑیوں کا چھوڑ مستی کے لیے بیکی

چمن میں ہم صفیران کو مرا پیغام لیتا جا
سحر لیجیا نہیں سکتا تو اسکو شام لیتا جا
جو آیا ہے تو خالی مت پھر دشنام لیتا جا
از بس تھوڑا کہیں کے کرکے قرض دو دام لیتا جا
کہا کب تھا کہ ساتھ اسکے مرا آرام لیتا جا
دلا آیا جو تو اس میکدے میں جام لیتا جا

جو چاہے ہے تجھے جلا دیت دین نہ اسے زاہد
گلی میں اسکی اب سودا کا اکثر جام لیتا جا

قاتل کا ہاتھ ہر گز ہتھیار تک نہ پہنچا
افسوس کام غم کا اظہار تک نہ پہنچا

کار شہادت اپنا تلوار تک نہ پہنچا
یہ لخت دل بھی چشم خونبار تک نہ پہنچا

[illegible]

[illegible]

کدھر کو چھوڑ گئے مجکو ہمرہان تنہا
پھرون ہون دشت مین جون گرد کاروان تنہا

اگرچہ ہمکو نہ چھوڑینگے بدگمان تنہا
کرا جو بندہ نوازی تو مہربان تنہا

اکیلے آنکی تمکو تبا دُنہیں سقریہ
کبھو جو پاؤں ہو نہیں امتحان تنہا

ہوا ہو دل صفت فرگان کی دو پیہ سیاست
ہین بیٹھ پایا وہ دھرا آئے جوان تنہا

خیال سے جو تمکے صاحب محل
کرو ہو آج جرس نالہ و فغان تنہا

سنا ہو وو جو سودا یہ مصرع صائب
تو پوچھ خلق سے مین کیا کرون بیان تنہا

کہ ایکدن مین اُسے راہ مین اکیلا دیکھ
کہا کدھر چلے او فتنہ شاعران تنہا

دیا جواب کہ لم سیر باغ می خواہد
کہا مین ہنس کہ مہربان تنہا

جو ہو وے امر تو مین بھی چلون کا ساتھ
رکھی ہے لطف بھی کچھ سیر بوستان تنہا

سنا یہ تجھسے تو کہنے لگا کہ پیچ و تاب مگو
گرفتہ ایم اجازت ز باغبان تنہا

جب چمن میں تماشے کی وہ رشک گیا تھا
آپ میں سے پردہ ضرور دیکھ کے گیا تھا

غنچے نے حال گل کا تجھسے کہا کہ اُس
وہ سینہ چیر چمن میں جگر گرہ گیا تھا

وہ شوخ آج ہمسے نظر میں نہیں ملاتا
شاید سنا ہے جو کچھ ہم سے کہ گیا تھا

کیا کیا دلا کے غیرت کیا مین یاد دلکو
ورنہ نہ تھی باتیں تیری میں سہہ گیا تھا

۲۷۱

[illegible]

۲۶۲

چشم اہل قبلہ میں آج ان کی جو گن سیہ تھا
حیف ایسا شخص مجھ خاک در بت خانہ تھا

عشاق تیرے سب تھے پر زار تھا سو میں تھا
جگ کے خرابا ندر اک خوار تھا سو میں تھا

واعظ شہید ہیں تو بولیگا کس کے
شمشیر ناز سے پر افگار تھا سو میں تھا

سنبل کے پیچ میں دل تیرے جو تھا کسو کا
نرگس کا ایک تیرے بیمار تھا سو میں تھا

تجھ گھر میں عرض مطلب کس کی تھا زبان پر
در پر جو تیرے نقش دیوار تھا سو میں تھا

واں صحبت اکثر گل جب تھا ترانہ جگ میں
وانکو سنے جسکا سینہ فگار تھا سو میں تھا

گو عشق کے تمھارے عشاق اک سفر میں
او دل زبان تجھکے اقرار تھا سو میں تھا

تجھ عشق میں نصیحت یار مانتے تھے
ناصح کی پر سخن سے بیزار تھا سو میں تھا

کافر تری جوانی اکثر لیا تجھ ن شیخ
ہر استخوان جسکے زنار تھا سو میں تھا

اس میکدے میں سودا ہم تو کبھی نہ بہکے
سب مست بیخبر تھے ہشیار تھا سو میں تھا

رات نالے میں کیا یار سنا یا نہ سنا
بہگئے آب ہو کہسار سنا یا نہ سنا

قاصد حال دل زار سنا یا نہ سنا
راست کہہ تو نے مرے یار سنا یا نہ سنا

اشک خونیں سے ترے ہجر میں دامان میرا
ہو گیا تختۂ گلزار سنا یا نہ سنا

حال در بستۂ اگوش زد عالم ہے
تو نے کیا میں ستمگار سنا یا نہ سنا

قتل کر سودا کو خون اس کا چھپایا گو صنم
برملا عالم مین اب یہ راز کرتی ہے حنا

دیکھکر جو گئے ہین تیری پورون پر حنا
دست رنگین کی تمہاری ہو گئی ہے جا رد
یون گران ہے عہد مین سن رفندق سیے
یون لگا فندق تو ہے شاہد اسکے ہاتھ مین

باندھیو ہاتھون مین جا کر انکی کو دیتر حنا
اندنون آفاق مین ہے زور شورون پر حنا
ہاتھ آتی ہی چھپا نہین اب کروڑون خفا
اس صفائی سے لگے ہرگز نہ دوڑن حنا

دل ند دل اسکو یہ طاقت ہی تو اب مجھین نہین
کیا کرون سودا ہے اسکی اب تو زورون پر حنا

کہتی ہے میر قتل کو یہ بیوفا حنا
پیاری شعور چاہیے تزئین کے لیے
گر قتل کرکے خون چھپا وہے تو مرا
آمان قتل سیکھیان سے تو در گذر

پوچھ اس سے تک کہ ان نے ترا کیا کیا حنا
تھا مستحق خون مرا یا بھلا حنا
دو چار دن نہ ہاتھ کو اپنے لگا حنا
رہتی نہین ہے ہاتھ مین اسکے سدا حنا

سودا تو پاے بوس کی حسرت مین مر گیا
لوٹے ہے اب تو ہاتھون کا اسکے مزا حنا

یان سے جو اس شہر سے عیسیٰ تو گذر اگیا
چشم خوبان سے جو بیمار کا چارہ نہ کیا

۲۷۳

توڑہ جہاں میں آکے گل گلزار کیا ہو غم
غیر تمکو دیکھ بیٹھے ہو کے بزم میں تری

تجھسا جو نہیں کوچے ابک حماد وکھلگیا
جب کچھ نہیں علاقہ تو میں ناچار اٹھ گیا

وعدے پہ جینے کے دل لیگیا تھا صبح
سودا نے جبکہ مانگا کر انکار اٹھ گیا

لے رستم اب جہاں میں کے سا لکہ ہگیا
ساقی تو ہمکو دینے سے کیوں جام رہگیا
دل ہمصفیر زلف میں صیاد کے مرا
ہوں چپ چراغ راہ ہوں زیر آسمان
ایدل ٹک آکے حسن خط کو دیکھکر
ٹکڑے تو ہو چکا ہے جگر پھر کس لیے

مرغ دلکا آسمان کے تلے نام رہگیا
ملتا جو تھا وہ بوسہ پہ پیغام رہگیا
اس مرغ کا ہے وہ جو تہ دام رہگیا
لیکن خموش ہو کے سر شام رہگیا
خورشید آکے تا لب بام رہگیا
چلنے کا رشک کرکے سرانجام رہگیا

بوسے کی ان لبوں سے سودا ہوس نہ رکھ
جینے کر مانگ میں دشنام رہ گیا

اجل سے عہد تیری تقدیر سے پیغام کیا
جینے لیے رستگی تجکو یاد سحر سے گھبرا گئی
نالگن کا اس لب کی مجھسے تنگ نہ پوچھ کیا ہمک

ناز تغافل و بیکر اسکو مجھکو کیوں رام کیا
ساغر جبتک لا دیں ہاتھ میں لا دیں ہمنے تمام کیا
خواہ تھی کالی خواہ تھی پیلی لب سے اپنا کام کیا

۲۴۵

قابو میں ہوں میں تیرے گو اب جیا تو پھر کیا
خنجر تلے کسی نے گر دم لیا تو پھر کیا

گر قطع ہاتھ پہلے پیچھے فکر رفو کا
ناصح جو یہ گریباں تو نے سیا تو پھر کیا

اس وقت میں مجھ تک پہنچو تو واہ وا
گر قصد بعد میرے تم نے کیا تو پھر کیا

جینے اگر یہاں ہے لطف زندگی کا
اے خضر آب حیواں تو نے پیا تو پھر کیا

سودا ہوئے جب عاشق کیا پاس آبرو کا
سنتا ہے اے دوانے جب دل دیا تو پھر کیا

دل میں تیرے جو کوئی گھر کر گیا
سخت مہم تھی کہ وہ سر کر گیا

وہم غلط کار نے دل خوش کیا
کب سنا ہے وہ قطرہ گہر کر گیا

چاہی تھی بڑا اس صفت مژگاں سے یاں
دل تو بڑا سا ہے جگر کر گیا

رات ملا تھا مجھے تنہا رقیب
یار خدا کا ہی میں ڈر کر گیا

فیض تری صحبت نا گوش کا
اپنے سخن کو تو سحر کر گیا

دیکھ لی ساقی کی بھی دریا دلی
لب تشنہ ہوا رہے کبھو تر کر گیا

کیونکہ کروں شب شب وعدہ میں
درد جگر پہلو میں گھر کر گیا

نفع کو پہنچا یہ مجھے دیکھ دل
جان کا اپنی میں ضرر کر گیا

اور غزل اب کوئی سودا تو کہہ
یہ تو پہن سخنی میں نظر کر گیا

ردیف بای موحده

سودا کو کہتے ہین اُس سے مصاحب | کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا
اورونکی نسبت اندنون کچھ لگ چلا تھا وہ
دو چار جھڑکیون مین بدستور ہو گیا

نامہ کو میرے جو سوے جانا نہ لے گیا
گویا وہ نامہ شمع کو پروانہ لے گیا

بزم تہا سہی یا دل صدپارہ جو گیا
آئینہ خانہ مین خ پر یجا نہ لے گیا

ابس سے ہو ہوکسکو سخن کر سکا جو شوق
جرم نگہ پہ دل بہ جریمانہ لے گیا

دیوانگی کا ترے جہان اشتیاق تو
آبادی جہانکو ویرانہ لے گیا

تقوی اکا انکے موسم گل نے کیا ینگ
زاہد کو خانقہ سے بیجا نہ لے گیا

کیا جانئے شیخ کعبہ گیا یا سوے دیر
اتنا تو جانتے ہین کہ پیمانہ لے گیا

ملا یہ مست کہہ اک طفل کہتی
مقراض چوک سے عوض شانہ لے گیا

گذرا کبھو نہ وہم مین اہل ہوش کے
دنیا سے لطف زیست جو دیوانہ لیگیا

چونکیں نہ پہر کبھی بختے سن کما اہل ہوش
خواب عدم مین تجھو نکا افسانہ لیگیا

پہلے قدم کے نقش جسکا اگر ہے سر
گو راہ عشق مین وہی مردانہ لیگیا

رندی کا کہن کیا ہم اپنا جو دہر سے
خرمن سے مورمونکے اگر دانہ لیگیا

ظالم تری زبان نے کیا مجہکا رنج
فرقت کا نام تو کبھو سودا نہ لیگیا

گل وار عندلیب کو پوچھا تو کیا ہوا
فریاد کو مری یہ پوچھا ترا عجب

فرزند اس زمانہ میں کب ہو پدر صاف
آئینے کو ہے سنگ ہوا صفا عجب

اسلام چھوڑ کے کیا کفر اختیار
تو بھی وہ بت نہ رام ہوا اے خدا عجب

بیگانہ وار آکے پوچھا کبھو نہیں
تم بھی کوئی ہو جان کے آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی و لے
اے شیخ میکدے کی ہے آب و ہوا عجب

گر حذر میرا نہیں شیشہ خالی عجب
تیغ ہوا میں شرارت نکالی عجب

کیونکر ترک مے کریں کچھ آج لے میکش نہیں
ہم نے پیا نہیں آپکے سنبھالی عجب

گر سبو و مے سے ہے تیری مے نہیں
وضع کچھ دستار کی اس نے نرالی عجب

وقت کچھ ایسا ہے تیری تجھ سے ہے حرام
ہنسنے تیری ضد اب گھیر لی عجب

ریش کو شعلے سے ہاتھ سے تجھ کو نہیں
ہاتھ آیا ہے مضمون عالی عجب

پھر جو نکلے میکدے کی راہ تو پیچھے پڑے
بیت سکھلا لگا ڈھنگا ڈالی عجب

تیرے غزلے کو سودا لاوے کب خاطر بیچ
تجھکو وہ تحسین ہیں شیم شیر قالی عجب

گرچہ ہوں زیر فلک ناز نگیں نصیب
پر اسے کیا کروں یار نہیں نام نصیب

۲۴۴

کیا کیا کہوں تجھ سے عشق نے لیا | صبر و حیا و دین و دل عار و ننگ خواب
پھولوں کی سیج پر نہ سوئے تو کیا ہوا | یہ عیش ہے کہ تو ہو بغل بیچ تنگ خواب
کتا ہلکی کی تجھ تلک ہی لگی اس طرح سے آنکھ | کچھ بھی ہے ربط عشق کا ظالم خدنگ خواب
کیا کیا اڑایا ایمان تجھ سے کہ نہیں ہم | جاگیں گے ہجر یار میں کچھ ہوگا خدنگ خواب
لے جیں آن تجھ آنکھیں لڑا ایمان | نرگس کا اڑ گیا ہے اسی طرح رنگ خواب
چھوٹے ہے تیر پلک سے نہیں آتی ہے مجھکو نیند | سیکھا کرے ہے شوخ ترا اشتلنگ خواب
توڑا وضو شیخ تو نیند کر اگلی نیند | ٹوٹی تو یہ کہا کہ ہے اسے تفنگ خواب
دہشت شکست توڑ دل خستہ فلک | پائی طلب کو دو عوض اس کے و انگ خواب
پھر آبلہ تجھ سے جو تماشا کی وہ شمر | یار رہ کبھو اس کے رو بر دلنگ خواب

مشکل نہ نیند پاتا ہے کہ سوتوں میں ہر صبح
سودا یہ کہو شعر ہے کلام فرنگ خواب

چھوڑا اشک نے ان اپنا گھر ہوگا یارب | قطرہ کبھی ہے کبھی گھر ہوگا یارب
آوارہ ہے اتنا کہ میں جانا تو اس پیا | تنہا ہی کسی بیچ کدھر ہوگا یارب
گذرے ہے گذشتہ ذرا سی فکر میں مجکو | کیا جانے اس وقت کدھر ہوگا یارب
آخر تو پھر ہے وسط خانہ بخانہ | ادھر بھی کبھو اسکا گذر ہوگا یارب

[illegible]

فصل گل ہے ایک گلستاں گل کھلا | مست ناز اپنے میں ساقی ہیں مست شراب
بیکلے پانی ہو سب عصا مری آنکھوں کی راہ | پیرہن مینا ایک دم باقی ہو مانند حباب
بچا بے حسرت سے تا ابر ہو آ شراب | بر رنگ و نم ہوں خالی پیا ہو شراب
اٹھا لے سکے ارض و سما کے پردے کو | تا کہ آگے جو میرا کوئی ہو آ شراب

ردیف التاء

دوا ہے جو سر کو سنگ و خشت شکست | نہ وہ دنیا کہ ہو تجھ سخت شکست
نگر وہ کام دل بیدار کا ہے | کہ پیچھے تا ابر گلشن شکست
وہ دکھ نہیں جیسے کو سے یار کا اٹھا | نیا دو پاؤں میں خار گل بہشت شکست
شکستہ دل نہ ہوں کسطرح کہ عاشق | بیان نعت بیان کہتی قہر شکست
جو پوچھا حال کچھ آج سے ہمیں عشاق | ازل سو لکھی ہیں یہی سرنوشت شکست
بیان کیا کروں میں سرنوشت کوئی کا | دل تجھ کو جیسے ہوئی ایک خشت شکست

غزل ہے جو وارث کے بیچ ہوئے شاعر
کہ جوں ملے شطرنج کو زر کشت شکست

قسمت انگشت کے کیا رہا رنگ دست | نظر و ہیں عشاق کے ہوئے ادو رنگ دست

۲۶۹

[illegible]

خزان تجھے پوچھی ہی تو گئی آج یون بلبل
لٹا ہی باغ کا یہ برگ بار تیرے ہات

دل شہید مرا ایک جا لیتے ای صیاد
تو فخر کر کہ ہوا ہے شکار تیرے ہات

جھنجھکے نور بصر تو نے کھو دیا ای غم
وہ کیونکر دیکھین اب زار زار تیرے ہات

تمام عمر مری اس چمن مین جون نرگس
سندھی چشم تک ہی انتظار تیرے ہات

نہین کچھ اور کہا اسوقت تیری قسم ناصح
مین اب تو دونون ہون بے اختیار تیرے ہات

خدا تجھے بھی کرے داغ آتش ہجران
جلے ہے سودا کا دل شمع وار تیرے ہات

دین و کفر آنکھون نے تیری کر دیا ای یار مست
صاحب تسبیح مست صاحب زنار مست

چشم وابرو کو تیری یون دیکھ کہتی ہی خلق
تل رہی ہی کھینچ آپس مین دو تلوار مست

جام گل سے کھو دیا ہی باغ نے انکی ہوش
نغمہ بلبل سے گلشن کے در و دیوار مست

چاہتی ہی تو دل ان سے ہم آنکھین تیری
بادہ گلرنگ کو جون ساغر رنگین ہی بار مست

چشم سے کوشش کے اسکا اشارہ کر گیا
بات وہ ثابت نہین جسکا کرے اقرار مست

ہوش مجکو تا دم محشر آویگا اب
ہو گیا ہو نہین پیا وہ نرگس بیمار مست

ہیچ تو کہہ کر کس میکدے مین آج سودا ہی ہے
دیکھکر مستی کو تیری ہو گئے ہشیار مست

گر نہ صبح سے ہو ... [illegible] دل
اتنا ... [illegible] ... رات

گذری پل پل ہائے اس طرح ... وصل
... اپنی ... احسان ... رات

شب جو دیکھا میں نے آئینہ ... یار
گویا اس کے ... ماہ ... رات

... [illegible] ...
... [illegible] ... رات

ہو گیا ... شب ... سو
شمع بالین ... [illegible]

لاکھ ... [illegible] ... کی افسوس
ورد ... وصل ... رات

عشق اپنے کی فلک ... [illegible] ... بات
اس ... [illegible] ... بات

... دل کی ... [illegible] ... کیا
... [illegible] ... کی ... بات

... [illegible] ... آئینے یار کے
کیا ... [illegible] ... بات

... نیارا کا ... [illegible] ... کلا
شعلہ زبان ... اسکی ... بات

کیا جانیے یہ کس گل و بلبل کا ... [illegible]
... [illegible] ... بات

... [illegible] ... میں ...
... [illegible] ... بات

... [illegible] ... بات ...
سو ... [illegible] ... بات

... [illegible] ...
... [illegible] ... بات

پروانہ و شمع کی صحبت ... [illegible]
اپنی ... [illegible] ... بات

[illegible]

۲۸۱

[illegible]

نظر آجاوے ہے جیسی کہ ہندوستان میں صورت — کسو کا بھی کو خلق ایسی ہی کی کنعان میں صورت

زلیخا سی کہو شک ہے یہ تحقیق تو کہو ہے — یہ از یوسف نظر آوے گی اس زندان میں صورت

چمنمیں صبح جلوہ ہے گل کے — نظر آتی ہے چاک جیب کے دامان میں صورت

ترا دل کیون ہے خون کا پیاسا ہوا ظالم — ملی ہے اسکو تیری تیر کی پیکان میں صورت

سمجھا لیکھہ ہے تیری نادان نقش شیرین کا — بنا کر کیون گیا فرہاد کوہستان میں صورت

کہ ذکر میرا خالق کیون عہد کرتا ہے — نہیں ایفا ہے وعدہ کا تیرے پیمان میں صورت

زمانے کو بھلا سودا کوئی کسطرح پہچانے
گر اس ظالم کی کہتے کچھ ہے ہر اک آئین صورت

دیکھیے بلبل جو یار کی صورت — پھر نہ دیکھے بہار کی صورت

برق دیکھی ہے جسنے سو جانے — مجھ دل بے قرار کی صورت

دل تڑپتا ہے دیکھنے کو مرا — مجھ دل داغدار کی صورت

جو کوئی دیکھتا ہے روتا ہے — مجھ دل داغدار کی صورت

کیون نہ سودا ہو بلبلون کا دل
دیکھیے بن لالہ زار کی صورت

آتی ہے کسی واقف اسرار محبت — پوچھیں نہ خدائی کو پرستار محبت

واعظ کسے دماغ ہے تکذیب کا تری	تو بھی کہے ہے سچ نہیں یا استعارہ بحث
مارے نہ کیون طمانچہ صبا منہ پہ اُسکے صبح	غنچے نے تجھ دہن سے کی اے گلعذار بحث

سودا خموش ہرزہ دران کے سامنے
طوطی کو زاغ سے ہے بہت ناگوار بحث

جسکے خط آئے ہو تو اُس سے دل لگانا ہے عبث	سیر کو وقت خزان گلشن میں جانا ہے عبث
پوچھتی کیا ہو کہ شب کسطرح گذری مجھ بغیر	گذری سو گذری ہے جو کچھ اُسکا فسانہ ہے عبث
ابر میں آیا رہ سکتا ہے کتنا آفتاب	چہرے کو ہے نقاب اندر چھپانا ہے عبث
کارگر ہوگا ترا افسون یہ باور ہے تجھے	اُس پری سے ایدل وحشی دوانا ہے عبث
یاد کسکو رحم جبین داغ و دل کہان	یان آنکھ ہے صاحب بہانا ہے عبث
ناصحا داغ جگر جون شمع پہنچا تا قدم	چلچکا جب کچھ آتش کا بجھانا ہے عبث
کعبۂ دلکی حقیقت کو پوچھ اے شیخ نا	خانقاہ مدرسہ تیرا ٹھکانا ہے عبث
بوسہ کیا مانگی ہے اُس سے باین ریش سفید	زاہدا نزدیک آتش پنبہ لانا ہے عبث

غیرت اے سودا نہیں ہے مقتضی اس بات کی
جی کی دوری میں پھر اُسکو منھ دکھانا ہے عبث

ردیف جیم فارسی

اسباب جہاں ان نے لیا جب نظر آیا | پوچھا جو کہیں کیا دیکھو تو دوانی کہا ہیچ
تاج تو نہیں تھا ہشتی ہر ؟ آنکاہ | اعشق تہاں تجھکی اندیشہ تجھ ایہ ہیچ
اس جا مقہ آیا ہوا سلیمان کی طرح | جا تہ ترا اب ست تو تہیں ہو ایہ ہیچ
ماننے تہر ہو گا کبھو نقش اسکے کرکا | فرسودہ تر کر جاسکے بتا رہ کیا ہیچ
کیا قافلہ ہمدم سکرو ہو کر جس میں | جاہی جو تجھے سا سعد آواز درا ہیچ
شاہان کے سوال ہنا ہو سہ نکلی ہے | کو تیرہ ملک تو ہے جو بیش قدر ایہ ہیچ
ہم یتی کی سنتے تھے مدر نے تری کی | دیکھا تو انہیں جا کہ تو کچا سو ایہ ہیچ
دل ہو گیا اہی کیہیں تا تیس بیلی | مجنوں تو خیر لے تہیں آواز درا ہیچ
سودا ہے کیا نکھیا ہر جہ شہر تہ سکر | دیکھا جو تجھے آنکھ تو ہی دنیا ہیچ

تو را کہ گفتہ باوی وہ سخن بیدل
عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

جاں عشق کی اہل جہد ہو گریبا رکی ہیچ | دل سمجھا تہیں کچو اس سے بعیار کی ہیچ
دلکو تو کھینچ لیا تار کمند کا کل | جا نکے تجھے آہی سے تری دستار کی ہیچ
کس طرح نہ آنکھیں نالی ہیجر کو | باغبان بیچر تو اس نرگس بیمار کی ہیچ
عشق پیچکی گیا سر کو آخر وہ شم | باغباں اپنی تو ان ہوتا گلزار کی ہیچ

[illegible]

سودا نہ ملک ایشے تو اپنے فنی کی ہے رسم
ہے اس جوان کی طرز ملاقات کی طرح

شمع ہیں چند سے گذر جانے کی طرح
پائیں ہم بانگ یا وعدہ یا کاج سے پیام
[illegible]
[illegible]
[illegible]
گھر کیا اپنا ایسا ان نے [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
تو ڑ کر [illegible] میں تہ خانے کی طرح

پاسے گل تو [illegible] گلچین یا [illegible]
پھر نظر آتی ہے اے سودا بہار آنے کی طرح

آہ کس سے شمعیں سے قدر جانے کی طرح
طفل کنجشک کا بھی دیکھا کیجو ہے ہم
[illegible]
تجھ فروتن کی [illegible] نقش نگین [illegible]
دیکھا ہوں [illegible]

نالہ کرتی ہے تو میرا [illegible] کی طرح
[illegible]
تیغ اگر [illegible]
[illegible]
[illegible]

۲۸۵

[illegible]

ضرور ہی ادب خفتگان خاک ہو یار
قدم زمین پہ نرکھ زیر آسمان گستاخ

ادب سے چل چل آگے وزیر و سلطانکی
قدم نرکھیو کبھو سو مقبلان گستاخ

سمجھ کے ٹک کوئی میخانے سے گذر زاہد
کہ رند ہوتے ہین اکثر بزاہدان گستاخ

اوسے بہت دو منعم سی اخذ مشکل ہے
مزاج جسکے ہو عیور چاجیان گستاخ

تو بادشاہ گدا مین سوال نامعقول
کھڑے کھڑے نہ گدا ہو بہ خسروان گستاخ

کچھ اسکی بے ادبی کا گنہ نہین مجھکو
نظارہ بازون سے ہوتی ہین شان گستاخ

نجانیو کبھو اے شیخ بزم خوبان مین
کہ تو وقار طلب انکی ہی زبان گستاخ

نہین ہر اسخن طبع ادا سے سودا
کسی بزرگ کی خدمت مین در جہان گستاخ

مگر انھون سے کسی ہرزہ گو حیا ہین ورنہ
پدر بجا ہے پسر ہو بمردمان گستاخ

ردیف دال مہملہ

اشک کو کب ہے شناسا نگہ سے پیوند
صاحب درد کی رکھتا ہے نظر سے پیوند

نسبت معنوی لازم ہے مصرع مین ہم
شاخ آہو سے ہو شاخ شجر سے پیوند

ہو مین شرمندہ و ناصح کہ گریبانکو مرے
شام آئی ہے لیے کرنے سحر سے پیوند

ہے مسلّم حسن ہر چند پیش کائنات
زاہد ایکی بات منع فی جو اس کی کھینچی ہے کہ آج
یاں فقط بھی ہو ہو لک دخل کیا ہنستے ہیں
اجر بندون کو ہے اسکا گو کرین ابد تمام
مین نہ ہانیکی سخاوت کا نہین ہرگز بمقر
یہ نہ جو تجکو سو نہ ہے اسکو اپنا مست سمجھ
کیجیے اس منزل سی پار دنیا نہین ہے جائے عیش
اسلیے خوش ہے مرید دلکو دکھا نیکو شیخ

گر تری ہم چشم ہو بیٹھے تو ہے پہلو کا عدو
کوئی سیخا بیسے گذرا محتسب ہتا درد
مست کہا ساتھ اپنے پای ظلق شیخ اتنا کود
غیر کی نام آوری کرتا ہے حاتم کا بجود
چھین کب لیتی ہین کچھ دیکر کسیکو اہل جود
لے ہے یہ مکڑی کو لشکا کر حساب تار پود
ہم بھی جا پہنچینگے آخر پاس انکے پرزدود
نالہ میرا گوش مین آسکے ہے مطرب کا سرود

نقد دل دیکر کہین جی کو بلا ست مول لے
ہان اے سودا نہین نہ ہار اس سودے مین سود

لے آلے در پہ ترے جو ستمکشان فریاد
ملے نہ داد جدا یا وہ بار ہا میرے
کیا ہے قد کو مری شاخ ارغوان کا رشک
ہزار حیف کوئی باغ مین نہین سنتا
مین دیکھتا ہون جسے ہے وہ آپ ہی نالان

ہوئی کسیکی نہ اہین سے رائگان فریاد
گئے زمین سے لے تا با آسمان فریاد
تمہارے ہاتھ سے اے چشم خونفشان فریاد
چمن چمن پڑی کرتی ہین بلبلان فریاد
تمہاری کیجیے کس پاس اے بتان فریاد

[illegible]

میں تو جاؤں در پہ [illegible] کہیں گے [illegible]	بیوفائی اس سے کرنی بھی تو لائق ہے بعید
[illegible] ناصح کو میں [illegible]	بحث [illegible] کرنی بھی [illegible] ہے بعید

یا علی پوچھا جو سودا در پہ تیرے آ کے
پھر نا محرم ہے اس آستانے سے بعید

میں چاہتا ہوں [illegible] دعا بلند	یہی کرو [illegible] نگاہ بلند
اگر تو [illegible] شعلہ [illegible]	کہ اس کا [illegible] داد خواہ بلند
[illegible] نہیں [illegible] ہر فلک [illegible]	[illegible] آ کے دل سے راہ بلند
الٰہی [illegible] مجنوں کی [illegible]	کیا ہے لیلیٰ نے کیوں خیمہ سیاہ بلند
ہجوم فوج [illegible]	کرو [illegible] سیاہ بلند
[illegible] کسو کی [illegible]	دکھا نہ [illegible] میری نگاہ بلند
[illegible]	ہوا [illegible] داد خواہ بلند
[illegible] دال	[illegible] چہرہ ماہ بلند
[illegible]	ہر ایک شخص [illegible] نگاہ بلند
[illegible]	[illegible] شاہ بلند
[illegible] سودا	خدا [illegible] میری آہ بلند

[illegible]

حاصل تو ہوا وصل میں رات پر افسوس
یک پلمین شب عیش و طرب ہو گئی آخر

کیا فائدہ ہمکو جو ہر لب میں مسیحا
عمر اپنی تو جون شمع بہ تب ہو گئی آخر

کیا جام تہی ہاتھ سے لین عشق کے عشاق
مے حسن کی معشوق کی جب بہ گئی آخر

شوکت ہے یہین حسن کے کہتے نہ یا کچھ
بات آن کے سو بار لب ہو گئی آخر

مٹ بیٹھے ہے سودا سے یہ کل جو گئی شیخ
شیخی تھی جو کچھ اُن میں وہ سب ہو گئی آخر

مطلع ثانی

دیا ہے پیچ دلکو سادہ لوح اس لٹ نے پا کر
خط نورستہ لیگا جان باغ سبز دکھلا کر

دم برگشتہ خنجر سے کیا ہو وے میں حیران
کہ کیونکر قتل مژگان نے کیا مسہر پہ چھا کر

اٹھا دے گر نقاب اُس چہرے بلبل کی نظر وہ
گئی یا دے سحر آخر چمن سے گل کو رسوا کر

چمن میں کھلکھلا کر جب ہنسا تو ساتھ غیر کے
گرا ہے وہ ہمین دل کا گل نورستہ کھلا

کبھو آنکھین دکھائیں اور کبھو دکھلائیاں تصویر
لیا ہے دلکو سیر تو نے جادو سحر کیا کیا کر

دل و دین دیتے ہیں ہمتو اک بوسے کی قیمت
اگر تو اسمین اپنا نفع جانے آکے سودا کر

چلا جب خوبی خط سے نہ بس تیرا لقو نکا اے سودا
تو پیچ و تاب میں آ رہ گئیں عارض پہ بل کھا کر

سمندر کر دیا نام اُسکا ناحق سب نے کہکر
ہوئی تھی جمع کچھ آنسو مری آنکھو نہیں پھلکر

[illegible]

توجسے چاہے تو یارب کیجیو بیباک تر
طبع میں بیباک ہے جسکے کیجیو بیباک تر

عشق میں اُسکے ہو جو نقش جبیں تقصیر
غم میں اُسکے تجھکو دیکھوں آپسے غمناک تر

ایسا ان جتا ہوں میں کہ جسمیں ہیں
تو بھی ہو در در پھرا کر اُسکی گلی کی خاک تر

دیدہ گریاں پہ پہونچا اُسکا تھا
تیر مژگاں کو سمجھ یوں سینہ چاک تر

روز و شب ان جگر سے پہنچے آنکھ تر
میری آنکھوں سے اُن آنکھوں میں ہے نمناک تر

نالۂ فریاد میں گذرے جسکی عمر لب
دامن گل سے ہے اُس کا گریباں چاک تر

جسکو سمجھا ہوں تجھکو آہ
اُسکو دل میں ہے جگہ کیجے بے ادراک تر

سینہ اُسکا ہو صاف الفت سے تمام
پھر دل اُسکا ہے دل سے ہو دل پاک تر

حق میں تیرے سب ہے سودا کی تمنا سے تو
ہاں مگر ہے اُسکی تجھسے ہو وہ سفاک تر

پہلے جو کہا تھا سرا تیر ہوا ہے
تسمہ تیغ سے پھرتا ہے تیر ہوا ہے

ہر قطرہ پہ سو حسن ہم آرزو جان
دیوانہ تو خاک سے بے زنجیر ہوا ہے

کرتا تھا گر دل پہ نظر چشم فنا سے
ہر شکل جہاں اُسکی تصویر ہوا ہے

اُس بخت نگار کو میں ہوا کی ڈھیری
موقوف کبھی ہو تیری تدبیر ہوا ہے

تا دم زد صیاد کی ہوں لب تک آئے
پر شعر اُنکی تقدیر ہوا ہے

[illegible]

...برسات میں کھا ہو وا اسکی دوکان سے	ما نند پیچ کے گرے شیر ہوا پہ
...قسمت میں تو شخے کی لگا بیچا کو پاؤ	ڈالا ہے زمانے نے پیا اندھیرا پہ
...ظہار سخن کیجے کیا خاک زمین پر	ڈھونڈھے ملا صاحب ادراک زمین پہ
...یہ تجھ یوں ہی ہو مری خاک زمین پر	جس طرح کلاوں کا پھر پاک زمین پہ
...مجھ کو سو غبار اپنو کو میں اُٹھنے نہ دونگا	رہتا ہوں میں با دیدۂ نمناک زمین پہ
...ساقی بہتے لیکے پہنچ جلد چمن میں	انگڑائیاں لیتا ہو تحقیق تاک زمین پہ
...الہ کا ستون ہو نہ اگر تشنۂ تار	تو گر پڑیں آکے ان میں افلاک زمین پہ
...نکلا جو مرے منہ سے ہوا شہرۂ آفاق	تیغی ہو سخن سمجھ تکی یہ ڈالک زمین پہ
...ادن کی تیغی سیف کی ہیبت سے کیسکو	سو سو کی سر و آج جو ہو ہلاک زمین پہ
...پھل جا ہوا گر دین کے تم نخل سحا ہی شیخ	تو جا ہو وضو کا دو مسواک زمین پہ
...رس صید کو مضبوط گرہ دیجو میا دا	پہ کھل کے نہ پڑ جیو فتراک زمین پہ

گر ہو کشش شاہ خراسان کی سودا
سجدہ نکروں ہند کی ناپاک زمین پہ

...تیرا ہے نزہ مہر خریدار فلک پہ	یوسف کی نہ تھی گرمی بازار فلک پہ
...تارہ یہ تجھو بیشتر بیدار فلک پہ	پونہچی ہو مری آہ شرر بار فلک پہ

اس صفحہ مین مانند نگین آن کے سودا
وہ مرد تھے جو اُٹھ گئے رکھ نام جہان پر

باندھی جھنجھلا کے کمر شوخ نے کین میرے پر
آب جدھر کی ہے ہر چین جبین میرے پر

سچ کیا عشق مجھے کیون ہے وہ بد ظن اپنا
باندھی ہے یار نے اک بات یقین میرے پر

دام سبز مزہ سازان چمن کو کیا کام
لائی آفت مری آواز حزین میرے پر

آب شمشیر بجھادیگی مری آتش عشق
آنسو پونچھ کر تسکین کیے ہے یقین میرے پر

مین تو بن ہون ہے کو جیسے کیا خاک بسر
تب ہو تسکین جو اُلٹ جائے زمین میرے پر

میری قسمت مین اگر چہ لکھا ارمان سے
ایسے چاہے سخن حرف نہین میرے پر

زعم مین نے تو مین بھی ہون مسلمان لیکن
نام میر استقسم ہو نگین میرے پر

دام الفت کے اسیر نکی حد ہے پرواز
کہین اڑتے ہین مرے بال کہین میرے پر

اُسکے کوچے مین نکل ساتھ سے اے سودا
آفت آجائے نہ اے یار کہین میرے پر

صبا حرلیف ہے آئی ہے تو مرے دلبر
لگی ہے تیر یہ گل کی بو مرے دل پر

بتان کا دید مین کرتا ہون شیخ سنبھلنے
حلال نب ہے ہے تو بو بو کر مرے دل پر

کسی کی چیز کو ڈھونڈا نہ مین دنیا مین
مگر یہی ہے آرزے جستجو مرے دل پر

[illegible]

کوچ شاہ حسن کا ہووے غبار خط فشان | گرد لشکر سے اٹھی وقت سواری بیشتر

کشت پر تخم عمل کے اُسکے جتنا تو ڈال دل
نفع یان رکھتی ہے سودا آبیاری بیشتر

دل نا آشنای نالہ سے صد رہ جرس بہتر | نہو مژگان جو خون آغشتہ و نشتر خس بہتر
نہ یکھی خوشدلی جز یک تبسم ہمنے غنچے مین | ہوس اس چمن سے ہے دلا ترک ہوس بہتر
وفائی گل مین ہے چشم مروت باغبانون سے | نکل بلبل کہ ہے اس باغ سے کنج قفس بہتر
نظر مین انکی جنکو دولت استغنائی بخشی ہے | مگس سے ہے ہما بہتر ہما سے ہے مگس بہتر
بلند آتش جہان ہووے ہوا جنبش لبے | تو ایسی فہم ناقص مین ہے وان ضبط نفس بہتر
رسائی ہے نشہ کے بادہ گلرنگ کے مجکو | رکھی ہے یار کی سرخوش نگاہ نے مین بہتر
شہید ہم ملک حسن دل ہیرا ای ہمدم | کہ ہے قتل فریادی جہان داد رس بہتر
بگرد دل ہے طرف کعبہ سے نزدیک ای منعم | لبان دانہ ہای سبحہ سے پیش و پس بہتر

کہے ہے دیکھکر سنسانے کو یہ سودا سے دیوانہ
شب تاریک مین تنہا نہین گشت سے عسس بہتر

تو مری آنکھون مین ہے جو نور شب سے بہتر | یار ہے حسن ترا شمس و قمر سے بہتر
دل عشاق ہے پہلو مین جواہر خانہ | اشک خونین ہے مرا لعل و گہر سے بہتر

۲۹۳

[illegible]

شراب شوق کی جب تک پیا کرے سودا
تجھے نصیب ہو امرت کا مہربان ساغر

یہ جو پھرتا شب ہے گھر سے باہر
سو چمن بیچ جو تک نکلے وہ گھر سے باہر

طاقت اک آن تحمل کی نہیں ان کو سودا
صبر فرمائے ہے مقدور بشر سے باہر

غیرت آہ جو کچھ بھی ہے رہ سینے میں
نے سے بھی نالہ نکلتا ہو اثر سے باہر

منفعل ہو عمل زشت سے اہل گنہ نہیں
عیب کو اپنے چھپا بھی ہنر سے باہر

راز ہر پردہ ہم افشا نکریں ہم ہرگز
ورنہ وان کیا ہے جو ہو اپنی نظر سے باہر

دل کا آہ تجھ تنگی سے فلک کے بھیا
نکلوں اس خانۂ بیدر کے کدھر سے باہر

ضعف تا لیہ اب دل سے نہیں آ سکتا
ورد لاتا ہے بہت خون جگر سے باہر

اشک تا پھوٹیں کہ جب سے گذر کر
لخت دل گر نہ نکلے دیدۂ تر سے باہر

اثر ان باتن تجھ میں نکیا سنگ ہیں
سنگ سے نکلے شرر شعلہ شرر سے باہر

اس کی یہ صحبت ہے نہیں ضبط شکیب
قفل آدم کبھو نکلے در سے باہر

آدمی گھر سے نہ را ہو بیاس طرح کیوں
نکلے ہو جو گریبان سحر سے باہر

چرخ پر جتنے ستی رتیغ تری جیسے قدم
سر نکالا نہ مہ و خور نے سپر سے باہر

مہر کو ملک سلیمان سے بلایا مجھکو
ہر قدم میں نہ کہا دل کی نگر سے باہر

تازہ عناب شہا نیلی کسکی ہے جلوہ آب
تھا لالہ پہ زندگی ہے مجھے یار تجھ بغیر

توہی نہو تو سیر چمن سے کیا حصول
آتے ہیں ان کی تیغ کی ہیں یار تجھ بغیر

پیارہی گرہ ہمکو میسر ہو ہمکنار
نور و نجید بھی ہے شب یار تجھ بغیر

سودا اکا دو جہان میں یا مرے فیض سے ملے
اب کون ہے جو تو سنے دیدار تجھ بغیر

جام گل ہیں تیرے اے بلبل کو مستی مجھ سے
ہم آنکھوں سے ذوق میں آئی ہے بہار

خندۂ گل سے کیا ہے بلبلوں کا قتل عام
سیر ہے گلشن میں کیا شبنم کے تئیں آئی بہار

جوش ہے ہمدمو جنوں کیا خوش آتی ہے بہار
پیرہن میں گل کی زینت پائی ہے بہار

آشیان باندھے ہو کس لیے بیٹھ کے لب
آتش گل سے کوئی دشمن جلا آئی بہار

کسکو گلگشت چمن کا ہے دماغ اے باغبان
دیکھنے کو پیرہن پانی آئی ہے بہار

دل فسردوں کو کہاں جوش ان کرم گرما ہے جنون
کیوں نہ مجھے یہ حال آنکھوں تک آئی بہار

شور سنکر ہیجوا یون آبلہ پا ہو دل
رخصت کیا آہ صیاد نے آئی بہار

عارض گل پہ ہیں شبنم عرق شرمسار
دیکھ لے جنوں یارو کہ آئی ہے بہار

کسکی آنکھوں سے کرتی ہے مستی سیکھ کر
اس برس گلشن کیا دھوم آئی بہار

خوش نہ کیجو اے عندلیبو گلشن میں ہیں
... خالی بلا لی ہے بہار

٢٩٥

بلبل کو کیا ڈرتے ہیں دیکھا چمن سے دور
یا رب نہ کیجیو کسیکو چمن سے دور

تجھ کشتگان کو شعلۂ فانوس کیطرح
تن پر اگر کفن ہے تو تن ہے کفن سے دور

اے شمع کچھ خبر ہے تجھے اس پتنگ کی
جو بال و پر جلا کے پڑا ہے وطن سے دور

پوچھے بھی وہ تو ہم نہ کہیں آرزوے دل
وہ بات کیون کہیں جو ہو اپنے دہن سے دور

کاٹے ہے دل کو ہیں ابرو یار کی تلوار وار
یہ جگر کسکا ہے اُنکا جسکو ہو ہموار وار

خونکی مجھ بیکس کی بس نہیں تیغ نگاہ
باندھ آیا ہے یہ کسکے قتل کو ہتھیار یار

باغ تو جاتے ہو تم لیکن خدا کیواسطے
گل کو مت اپنے گلے کا کیجیو تم ہار یار

ایک میں ہی کچھ تری خاطر نہیں ہوتا خراب
روز و شب ہمراہ میرے ہیں مرے غمخوار یار

مجھ مریض عشق کی دارو نہیں کچھ غیر وصل
اے طبیب اپنی دوا سے تو نہ یہ بیمار مار

بات سنتا ہے سبک ضعیفوں کی تو دل کو
ہے سخن میرا تری خاطر پہ ہر یکبار بار

آپ کو مت دیکھ جون منصور صد یار سے
چشم وحدت بین کہے یاں جلوۂ دیدار دار

آج کون آیا تھا گلشن میں خدا جانے کہ ہے
باغبان کا دل نزار و بلبل گلزار زار

دیکھ سودا کو مغان کہتے ہیں کہ اُٹھتے ہیں لوگ
دختر رز کے لیے پھرتا ہے یہ میخوار خوار

[illegible]

فریاد عندلیب کو پہنچا نہیں ہے گل | آیا نہ میرے پاس مرا دادرس ہنوز
آتے ہیں سیر قافلہ رفتگان ولا | جا دیر تو جا کہ آتی ہے بانگ جرس ہنوز
نالاں جو باغباں ہے بلبل چمن کے بیچ | دیکھی نہیں ہے اُن نے جفائے قفس ہنوز

سو طرح ٹھونک بولا ہے سودا رقیب کو
آتا نہیں ہے باز تو اے بوالہوس ہنوز

شبنم کرے ہے دامن گل شستہ شو ہنوز | بلبل کے خون کا نگیا رنگ تو ہنوز
پھر وہ صبا کے خاک بھی میری ہے دربدر | جاتی نہیں ہے مجھ کو تری جستجو ہنوز
غنچوں سے رنگ و بو کی تمنا نکل چکی | ترسے ہے خو نہیں لگے مرو آرزو ہنوز
یاں تک ابھی سے گرم کہ ہو جاوے تو سموم | خاکستر اے نسیم بہاری ہے چھو ہنوز

سودا کا حال تو نے نہ دیکھا کہ کیا ہوا
آئینہ لے کے آپ کو دیکھے ہے تو ہنوز

انکار قتل سے تو کرے ہے سخن ہنوز | میلا نہیں ہوا ہے ہمارا کفن ہنوز
کلیوں نے دیکھ شوخی گلچیں کو اس قدر | آنا لہو سیا کہ ہے پر خون دہن ہنوز
اتنا جلا ہے آتش گل سے دل ہزار | دیتی ہے تو ہی دود نسیم چمن ہنوز
اے شمع کچھ نہیں غم پروانہ تجھ کو حیف | ٹک دیکھ تو پڑا ہے ترے چشم لگن ہنوز

[illegible]

ہو گئے پامال گر ہم پر ہا اے صیاد / شوق پرواز نہیں تا سر دیوار ہنوز

جی کو تکلیف ہے کیا آنکھوں پہ حسرت دل / مند سے سر کی نہ نکلا مژگاں کا سر بار ہنوز

آہ جسکی شکایت ہے مر گئے لیکن کہ شتر / جسکو دیتی ہے یہ لیکن رخصت گفتار ہنوز

تب سے پامال ہوا دل کا ورق صبر و قرار / سبق ناز نہ لیتی تھی وہ رفتار ہنوز

شیخ شمع حرم کو ہیں ہم لو ہے پایا / ساتھ ہی تھی مجھے وہ الفت زنار ہنوز

زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام / یار تم ڈھونڈھتے ہو مرہم زنگار ہنوز

تیغ اٹھا تو جتا دو تم اپنا تقوی سے / عوض مے ہے گرو جبہ و دستار ہنوز

تیری آنکھوں سے عجب حال ہے سودا کا / میں نے دیکھا نہیں ایسا کوئی بیمار ہنوز

حق تعالی اسے جلدی ہی کرے نا لاہن / اس فصاحت سے نہیں ہے تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم سے تو واقف ہیں اتیک
دشت میں خاک بسر پھرتے ہیں کہسار ہنوز

ہو وہ اسقدر نہیں آتا ہے کام ناز / لکھ پر خط آپکا نہ کرو صبح و شام ناز

وہ دن گئے کہ جب نہ تھا مشہور و ... / بد خلقی آپ ہی ہے فقط بے نام ناز

از بسکہ اٹھ گیا ہے دو تیری سبیہ کے / بھاگی ہے تجکو دیکھتے ہی لاکھ کام ناز

آئینہ تیرے سامنے ہو کر بدل گیا / بیٹھے تو یہ کہ مجھ پہ ہوا اب خرام ناز

[illegible]

مطلع ثانی

بلبل ہو کو نہیں ہے رخ یار کی ہوس
ہے گل کو اسکے گوشۂ دستار کی ہوس

قاتل ہی میرے خون کی رکھتا تھا آرزو
اپنے بھی دم مین تھی دم تلوار کی ہوس

نرگس جو شکل چشم اوکی ہو زمین تلے
کیا جانیے ہے کسکے سر دیدار کی ہوس

پائی نہ جھانکنے بھی کبھو ہم در چمن
رکھتی ہین لیک رخنۂ دیوار کی ہوس

بیش از سخن زبان جو کاٹی قلم کیطرح
اُس شوخ سے سکھون ہو نہین گفتار کی ہوس

قدرت نہ ہمکو آہ کی نے طاقت فغان
نکلے سو کیون کہ اپنے دل زار کی ہوس

سودا یہ جنس دل کے تئین دیکھیے ہم آگ
رکھتے نہین ہین کوئی خریدار کی ہوس

ہمنے بھی دیر و کعبہ سے کیون چار کی ہوس
اب سبحہ کا نہ شوق نہ زنار کی ہوس

گھر امن کا ادمی کو ملا زیر آسمان
جسنے جہا نہین ان کے مسمار کی ہوس

نے چین روز وصل نہ شب ہجر کی قرار
کیا جانو کیا ہے اپنے دل زار کی ہوس

یون چاہتا ہون داغین دلپر ہزار ہا
جسطرح باغبان کو ہو گلزار کی ہوس

ای شوخ تیری گرمی بازار دیکھکر
سب کچھ پرو رکھین ہین خریدار کی ہوس

دیر و حرم کی بیچ جنکا ہو سنگ خشت
جنکو ہے تیرے سایۂ دیوار کی ہوس

ردیف شین معجمہ

گو خاک ہوا تو بھی پھرا بن کے بگولا
جنس خس دو صبر ان اُس لکو ہو کیا چین

ہو کر بھی عاشق بیتاب کی گردش
مفلس کو پریشانی ہی اسباب کی گردش

دل زلف و رخ یار مین سودا نہ پھرے کیون
خوش آ لگے ہے اسکو شب مہتاب کی گردش

رکھتے ہین تری لب تیار کا خلش
گر ہو نصیب مرغ چمن تجھ گلی کی سیر
خطرہ نہین کچھ اور ہمین روز حشر سے
ایسا نہین ہے غنچہ کوئی جسکے دلمین یار
کیا جانیے کہ اُس سے کہے گا وہ کسطرح
اقرار تو کرے ہے وفا کا تو ہے شوخ

کس ہمین کے دلمین ہے زنار کا خلش
پھر دلمین اسکے ہو وے نہ گلزار کا خلش
گر دلمین ہے تو اپنی ہی کردار کا خلش
ہو وے نہ تیرے گوشۂ دستار کا خلش
مجکو بیا میری ہے گفتار کا خلش
لیکن ہماری دلمین ہے انکار کا خلش

سودا کے دلمین کھٹکے ہے اُس شوخ کی ہوس
اے بلبلو ہے گل کے نہ خار کا خلش

ماہ نو تجھ یاد ابرو مین ہے سینے کا خراش
دل لگے گم ہو نیکا غم کب ہے میرا جان تراش
کوئی چیز ایسی نہین تجکو جو ہو وے ہان روح

کس لیے سی ہے کم یہ ہر مہینے کا خراش
جب سلیمان کے ہو سینے مین نگینے کا خراش
تیری دوری مین مگر دل کو ہے جینے کا خراش

[illegible]

یک قطرۂ مے نے آڑی سودا کو جگہ سے
بارود کے تو ڑے رہے بس ایک تل آتش

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش — یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش
دیکھا جو حرم کو تو نہیں دیر کی وسعت — اس گھر کے فضا کر گیا معمار فراموش
بھولے نہ کبھی دل سے مرا صحرا جا گاہ — نالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش
دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی — اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش
یا نالے کو کر منع تو یا گریہ کو ناصح — دو چیز نہ عاشق سے ہو یکبار فراموش
بھولا پھروں ہوں آپکو اک عمر سے لیکن — تجھکو نہ کیا دل سے ہیں نہار فراموش

دل درد سے کس طرح مرا خالی ہو سودا
وہ تا شنوا حرف ہیں گفتار فراموش

آشیاں کو مت اجاڑ دکھے فریاد فروش — باغباں ظالم کبھی سمجھا ہے ای بلبل خموش
دیکھے وہ آنکھیں کعبہ کی محراب ابرو کے تلے — ای مسلمانوں ہو مسجد میں کہاں مے فروش
لالہ و گل سے نہ پوچھو یہ زمیں سرخ رنگ — خون ناحق نے ہماری خاک سے مارا ہے جوش
ابھرے ہے کیا حباب یا لٹاے حریر پوش — یاں جسکو دیکھیے سو ہوا ہے کفن بدوش
سکتے نمید زیر سقف فلک تیرے بکہ سو سکوں — ادھر دل بچے ہے ادھر نوحہ خروش

[illegible]

ایک ہمسے تجھے نہین اخلاص
گھر بگھر تجھکو ہر کہین اخلاص

روسیاہی سوا نہین حاصل
نام سے مت کر ای نگین اخلاص

دیکھ تجھ زلف درد کی الفت
کرتے ہین آج کفر و دین اخلاص

روز ہی ہمسے تین رکھا پیارے
واہ وا رحمت آفرین اخلاص

مثل نقش قدم یہ رکھتی ہی
تیرے در سے مری جبین اخلاص

گر تمنا گہر کی سے ہے تو کر
چشم میری سے آستین اخلاص

آدم اس دام مین پھنسا سودا
رکھکے دانے سے خوشہ چین اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

چھوڑا مین کفر و دین فقط یار سے غرض
تسبیح سے نہ کام نہ زنار سے غرض

سینے مین دل جو ہی سو تری یاد کر لیے
جز دید کیا ہی دیدۂ خونبار سے غرض

طوبی کی تجھکو چھاؤن مبارک ہی زاہدا
ہی دلکو اپنے سایۂ دیوار سے غرض

پیارے کہین یہ مفت تہ دام مرغ جاے
غافل نہو تو مرغ گرفتار سے غرض

آتے ہین تیرے کوچے مین سر سے کفن کو باندھ
ہمکو ڈرا نہ شوخ تو دوچار سے غرض

ردیف طاء مہملہ

سرسبز حسن رکھتی ہی تیرا بہار خط
دل کسطرح سے ہو نہ ہمارا نثار خط

آنکھین برنگ نقش قدم ہوگئین سفید
اس سے زیادہ خاک کرون انتظار خط

بے مہر خط جو ہو تو نہین اسکو اعتبار
عارض کے حال سے ہی ترا اقتبا خط

اورو ںکے خط کی طرح سمجھتا نہین یہ خط
گرد آئنہ کے صفحہ پہ ہی تیرے غبار خط

آنکھین تو صید تھین تری چہرہ کی خال کے
دل اندنون ہوا ہی بیارے شکار خط

آفاق کو خراب ترے حسن نے کیا
رسوائے زلف خلق ہی عالم ہی خوار خط

پہونچا ہی کوئی قاصد سودا کبھی یار تک
دل کسطرح سے ہو نہ ہمارا نثار خط

تری آنکھون کیطرح سے نہ رکھی جام نشاط
ہم مین کدھر ہی جو رکھتی ہین یہ بادام نشاط

مطلع ثانی

تو ہو گر پاس تو ہی صبح طرب شام نشاط
دیکھنا تجکو ہوا ہی جان دل آرام نشاط

فضل حق جسکی طرف ہو تو اسے بخشے ہی
دور ساغر کیطرح گردش ایام نشاط

دل جنھونکا ہی اسیری کے فریبے آگاہ
ہی قفس بیچ اُسے عیش تہ دام نشاط

زاہد کچھ منع نہیں عیش جہان کا پر اسے
سمجھے گر نہ تماشاے سر راہ غلط

بحر مین کل کو وہی جانے ہی جو ہو واقف راز
قطرے کو بجز سمجھے دل آگاہ غلط

بادہ سے شیخ کو نفرت ہی بہت زاہد کے
پر گزک سے ہو پرے ایسے اکراہ غلط

بزم آراستہ کی جسکے لیے ای سودا
آج آنیکی خبر اسکی ہی افواہ غلط

چودھوین رات ہی اور وہ دل عالم کا چور
ورد کا گھر سے نکلنا بشب ماہ غلط

ردیف ظاء معجمہ

۳۰۴

تجھسے چاہون کہ محبت کا ہو نرباہ غلط
یار و اللہ غلط فہمی ہی باللہ غلط

نہین نادان ہین کہ ہون مہر کا طالب تجھسے
شعلے سے چاہے محبت جو پر کاہ غلط

جیوے تو جیوے کوئی اپنے نصیبوں کی رہ
جان اسکی ہی تو لے جسکا ہو دلخواہ غلط

تیکے سو وصف ترا ہم تو ملے تھے تجھسے
پر جو دیکھا تجھے بھی محض یہ افواہ غلط

جی سے نفرت ہی کسی سے جو تجھے سوہم ہین
صحبت بد سے ترے دلکو ہوا اکراہ غلط

نجیطر مے ہی جو تو دکھ یہ کہان سے جانا
تیری تاثیر سے ہی بار بر آہ غلط

درد دل جن نے کہا تجھسے مرا لاکھ طرح
یہی سن منہ سے کہا تو نے کروا اللہ غلط

وعدہ کرتے ہین جو طناز جہان عاشق سے
گاہ کرتے ہین وفا اسکے تئین گاہ غلط

غضب جھوٹ نہ کیا مین کہ مرا ہی کاذب
عہد رہ راہ غلط قول شب ماہ غلط

رہے وہ متنی قرآن کہے جو تو واعظ
پھٹے دہن کے تئیں اپنے گر رفو واعظ

مجھے یہ فکر ہے تو اپنی ہرزہ گوئی کا
جواب دیویگا کیا حق کے روبرو واعظ

خدا کیواسطے چپ رہ اُتر تو منبر سے
حدیث و آیہ کو مت پڑھ تو بے وضو واعظ

سُنا کسی سے تو نام بہشت پر تجھکو
گل بہشت کی پہونچی نہیں ہے بو واعظ

ثبوت حق کی کریں سبھوں پہ ہے لیکن
تری تو نفی کرم پہ ہے گفتگو واعظ

اُڈرون ہوئیں نہ کریں نہ تیری آرہی کا
تبرکات میں داخل ہر ایک مُو واعظ

ہزار شیشۂ مے اسمیں تیں چھپا تا ہے
تری جو پگڑی ہے یہ صورت سبو واعظ

سخن ہے وہ کہ موثر دلوں کا ہو ناوان
یہ لوچ گوئی ہے جس سے ہے تجکو خو واعظ

کہا تو مان لے سودا کا تو یہ کر اس سے
لب دہن کے تئیں کر کے شست و شو واعظ

ردیف عین مہملہ

غزل

اشک کے قطرے سے نیسان کا اثر رکھتی ہے شمع
سر سے لیکر تا قدم سلک گہر رکھتی ہے شمع

کون ہے میرا بجز پروانہ مرغ نامہ بر
شرح سے مکتوب کے میرے خبر رکھتی ہے شمع

تو مرے غم سے نہ رویا اور میری خاک پر
شام سے تا صبح اپنی چشم تر رکھتی ہے شمع

ردیف غین معجمہ

کتنی ہی عمر تاسف ہی مین اس غم کی سیج
لو ہی انگشت کہ جسکو یہان رکھتی ہی شمع

ترے بیمار کے بالین پہ تنہا آپ ہی
شام سے صبح تلک اشک وان رکھتی ہی شمع

شمع سے شہلائے محرم کی طرح اپنے ساتھ
ایک عالم کے تئین گریہ کنان رکھتی ہی شمع

شہرۂ تاب و تب از بس ہی زبان زد اسکا
ہم بھی کہدین جو کوئی پوچھے کہ یہان رکھتی ہی شمع

سوز تا سوز تفاوت ہی یقین کر سودا
داغ جو دل پہ ہی اپنے سو کہان رکھتی ہی شمع

مژگان کی گر خلش کا بدل تنگ ہی وسیع
سینہ بھی یان بہ صف جنگ ہی وسیع

زاہد جگہ نہ وان ہو تو حاضر ہی گھر مرا
میخانہ مثل کعبہ نہین تنگ ہی وسیع

نقص صفائی اپنا نہ پہونچا تو وان تلک
آئینہ خانہ ورنہ بہر سنگ ہی وسیع

دامان سیل اشک مرا ہجر مین ترے
مانند دامن چمن و گنگ ہی وسیع

بے ہمتی سبب تگ و دو کا ہی ورنہ یار
روزی برائے کور و کر لنگ ہی وسیع

چڑیا سے لے بچا ہی نہ سیمرغ تک کبھو
شہباز عشق کا بھی عجب چنگ ہی وسیع

تکمون کیواسطے ترے خیمہ کے سرو ناز
گلشن مین تختۂ گل و رنگ ہی وسیع

خواہش جنھین ہی ملک کی انکو نہین یہ فہم
دو گز زمین نہ ان تہ سنگ ہی وسیع

بادہ پہ گو کہ عرصہ کیا محتسب نے تنگ
سودا کیواسطے قدح بنگ ہی وسیع

جانے کا کسی طرح نہیں دل پہ یقین ہے
ہوتا ہوں خجل مفت میں پروانہ کے آگے

جو جرم عقیق آہ ہمارا جگری داغ
جب شمع کو کرتی ہے تری جلوہ گری داغ

طائر کو ہیں پرواز میں جب دیکھوں ہوں سودا
کرتی ہے تب اپنی مجھے بے و بال پری داغ

سرد مہری سے بیان کے مٹ گیا ہے سوز داغ
وا ہے اس پیشہ پہ اے بلبل کہ ہلکی ہے یہ قدر
مملکت ساری ہیں یارو گر سلیمان کو تھا
بلبل خوش نغمہ ہوں لیک اس گلستاں میں خیال
خوش کبھی اس بزم میں ہو دل دیکھے ایجا
حیف اس گلشن میں عاشق سے کوئی راضی نہیں

کر دیا اُن ظالموں نے ملک دل کا بے چراغ
خوار ہیں کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا باغ باغ
گوشۂ خاطر میں اپنے ہے مجھے جو کچھ فراغ
نالۂ مرغ چمن سے کم نہیں فریاد زاغ
دم بدم بیتا ہے روتا ہے جو ہنستا ہے ایاغ
گل سدا بلبل سے ناخوش مجھ سے تو بیداد باغ

دل اگر کھویا ہے سودا چھوڑ مت دنبال اشک
شاید اس دیوانے کا ڈھونڈنے تو پاوے سراغ

کس طرح میں چھپاؤں تجکو میں سینہ بلبل داغ
زلف دیکھو یا کمر یا چشم یا ابرو کی سمت
قہقہہ مارے ہے شیشہ ہی نہ میکر عیش پر

دل ہے یہ گھر کی بستی ہے جو روشن ہے چراغ
اتنی راہیں دل کے گم ہونے کی تو کیدھر سراغ
تجھ بن اے ساقی ہر اک منہ دیکھ ہنستا ہے ایاغ

[illegible]

ردیف ف

ثابت ہوئے خون مرا روز باز پرس
پتھر کی لیک تھا سخن اسکا ہزار حیف
طرے کے تیرے واسطے صد چوب شانہ وار

بولینگے روز حشر سو جلاد کیطرف
بولی زبان تیشہ نہ فرہاد کی طرف
قمری گئی ہی کاٹے شمشاد کی طرف

سودا تو اس غزل کو غزل در غزل ہی کہ
ہوتا ہی تجکو میرے استاد کی طرف

مائل تھا بسکہ دل مرا بیداد کیطرف
غیروں کی بات پر نہوں کان بت کبھو
پہچانیں ہم نہ گل کو نہ ہم گل کے رو شناس
جور و ستم تعدی و اندوہ و درد و غم
سامان نالہ شب ہی مہیا پر ای اثر

خون بہ چلا بدن سے تو جلاد کیطرف
لیکن کبھی تو میری بھی فریاد کیطرف
منہ کر کے آنکھیں کھول لیاں صیاد کیطرف
مائل ہوے ہیں اس دل ناشاد کیطرف
ہیں دیکھتا ہوں تیری بھی امداد کیطرف

خون کر رہا ہی جوش رگ جان ہیں تری
سودا نہ دیکھ نشتر فصاد کی طرف

مرضی جو آئی چرخ کی بیداد کی طرف
تصویر ہوکے آپ ہی حیران رہگیا
دیکھے جو ایک آن ترا سرو خوشخرام

مائل کیے دل اس ستم ایجاد کی طرف
بیٹھا تو منہ کو پھیر جو بہزاد کیطرف
قمری نہ دیکھے پھر کبھی شمشاد کی طرف

[illegible]

گر کہیں عاشق ہوای سودا تو ہین تجھے کہون
وہ عمل ہین لا تیو جو نیک ہو کردار عشق

عشق کے ورد شریعت سے قدم باہر نہ رکھ
سمجھے ہو دو شیخ کو اپنا ایک شمہ تار عشق

ناصح دانسے بک بک ہین آگاہ راز عشق
وہ کریں چلین ہیں جی دل و جان نیاز عشق

جھپکے ہو انہیں حسن کی تجلی کر جو کوئی
جون شمع ہو رہی ہیں سراپا گداز عشق

پروانہ رات شمع سے کہتا تھا راز عشق
مجھ نا توان نے کیا کیا اٹھایا ہی ناز عشق

سینہ سپر ہی اسکا سدا پیش تیغ یار
ہین کیسے ہوئے جہان سرفراز عشق

گر سخت تر ہی سنگ سے بھی جان عاشقان
ہی قتل سو مردان ہی جہان ترکتاز عشق

ہی حق بجانب آپکے پیارے غرور کا
دیکھا نہیں ہی آج تلک اُسنے ناز عشق

محراب تیغ و وسمہ سطاست ہے مدام
کہتے ہین کس ہیں جا کے پڑھو نگا نماز عشق

سودا یہ قصہ خط سے نہ کوتاہ ہو سکے
ہی حسن زلف یار سے عمر دراز عشق

ردیف قاف

حسن کے بازار میں کیا ہی جز آشنا فراق
دیکھے نقد دل نہ کر زنہار سودا اے فراق

دوستان فتنہ کا آشنا فراق ایدل تجھے
دل رہینگے ایکدن ہرگز نہیں جائے فراق

لطف ان ورا زوفا دن ہے محبت کا نہیں
خانۂ دل کو عبث کیوں کیجیے یا و افراق

[illegible]

غزل

دو دیکھا کر دن میں تیری و ہوای یار لب تک
ترپا کرے ہے اے دل زار لب تک
[illegible]

[illegible]

دل نہ دے ان داد وکے تو نمک کو دیکھکر | تخم الفت کو نہ پہونچا اس چمن تک
باغ ہاتھ آوے تو کر لیں غضب اہل اتقا | نسبت موسے نہ چلکیں دانہ انگور تک
کو تسے عارفا کو یاں دعوی خدائی کا نہیں | یہ ترا زخم لیکن ہو چکا منصور تک
فی الحقیقت جو مقام وحدہ ہوا و شیخنا | وہ نہیں ابستہ ہرگز ڈھونا کے طنبور تک
خوبی میخانہ و ساقی نہیں آسکے نصیب | پہونچے گو زاہد عبادت سے قصور تک
ہجو ہو اس لف کی تشبیہ بنانشک سے | شاعر و یہ بات پہونچی ہر دراز دور تک

یہ غزل سودا کہی ہو تو نے اس انداز کی
ہند سے پہونچیگی ہاتھوں ہاتھ نیشاپور تک

رہے اس فصل ہم اے بلبل گل تا توان پا تک | کہ نالہ لب تلک ہم پہونچا نہ چاک جیب دامان تک
کوئی بیمار وارد ہے یہ کہیو جا کے جانان تک | مریض عشق کا تیرے نہ پہونچا کافر درمان تک
عجب باندھوں ہوں یہ لکھ شرح حال کیو [illegible] | دلو نکلے اڑ گئے پرزے نہ پہونچی نخچہ جیران تک
ترے غم کا دل پر خوج سے استقبال کر نکلے | وہ قطرہ نارسا طالع ہی جو پہونچے نہ مژگان تک

رہا کرتا ہی کیا دل کو کھوا کر خال پر سودا
کہیں خط آ گیا اُسکے تو ظالم حرف ہی جانا تک

آباد شہر دل تھا اُسے شہر یار تک | پہونچا نہ آ کوئی پھر اس اجڑے دیار تک

[illegible]

عالم سے کی ہے صلح مگر ایک میرے ساتھ | جھگڑے وہی عبث کے وہی جنگ اب تلک
دیکھے نہ مجکو تا نہ کرے تیغ پر نگاہ | یا تنگ ہے میرے قتل کا آہنگ اب تلک
سنتا ہے جس جگہ وہ مرا ذکر ایک بار | بھاگے ہے وہ اُسے لاکھ ہی فرسنگ اب تلک

سودا نکل چکا ہے وہ ہنگام ناز سے
پر مجھ سے ہے ادا کا وہی رنگ اب تلک

رخ سے دیکھوں ہوں نہیں اُس کے سیہ فام تلک ماہ | شام سے صبح تلک صبح سے لے شام تلک
یک نفس گر چمن ہم نہوئے بال افشان | آشیانے ہی سے چھٹا اک رات گئے دام تلک

آپ سا مجکو تو زاہد نہ سمجھ کر سودا
خط خوبان سے پڑھا ہون مین خط جام تلک

شاعرونمین کب لکھی ہے شعر کی تقریر جنگ | نہ چلی تقریر مین اُنکی نہ در تحریر جنگ
بعضے ایسے بھی ہین نا معقول ہے جنکا سخن | اپنی شہرت نیکی سمجھین ہین با تدبیر جنگ
ہیچ گوئی سے نہین ہٹتے بمیدان سخن | کرتے ہین گویا وہ جبر کر با تو نمین تیر خیال جنگ
یکدگر ہوتا ہی ہے تقسیم سخن پر اعتراض | اسپہ کیا لازم جو کیجیے ہو گر یا نگیر جنگ
اپرو شمر کا انکے عشق نہین کرے جو انکے دخل | کرنے پہ اُس سے لگین تا دان تیغ و شمشیر جنگ
مین تو حیران ہون اب ان شاعرونکی وضع پر | کرتے پھرتے ہین جو پڑھ پڑھ کر شعر بے تاثیر جنگ

۳۱۱

بیچ میں ہے وہ معلوم ہوویگی ولیکن تجھ بغیر
یہ گلال اڑتا نہیں پھیلی ہے اب چمن میں آگ

گو بہار آئی کیسے سودا بھلا لگتا ہے باغ
یوں چمن میں گل نظر آتے ہیں جیوں گلخن میں آگ

عدو ہے دوری ہے اک درخمار ہے ایک
گل ایک شمع جان ہے ہرا بہار ہے ایک

بھو بچ نشاب کر بیٹھا ہوں سگھڑی سا ہی
وو چار ایک شئے ہیں یہ دلفگار ہے ایک

بچے تو بچ رہے آنکھوں سے دل ہرا لیکن
غضب ہے یہ کہ ہیں صیاد و دو شکار ہے ایک

بدن میں جسکے ترے عہد تک فضل و جان ہے
ادا پہ ایک فدا ناز پر نثار ہے ایک

یقین ہے یہ کہ دراز ان سے عمر خضر نہو
ہے ایک اپنی شب ہجر زلف یار ہے ایک

ڈبو دین ہیں یہی جان و مال عاشق کے
دل ایک خون شدہ ہے چشم اشکبار ہے ایک

رہی نہ دین کی عزت نہ حرمت دنیا
خراب ایک ہوا عشق تجھ سے خوار ہے ایک

سو بس رہی نہ چمن کی ہیں کہ جو خود شے
دل ایک باغ ہے اور آنکھیں آبشار ہے ایک

نہ کیجیو تکیہ تو اس جان و جسم پر سودا
ہوا تو ایک ہے ان دو میں اور غبار ہے ایک

نہیں تبا مجھوں مجھکو یاد کر کے تدبیر ایک
دل و جگر کا ہے میا اجل کا دیم قفس

نہیں ہے مجھ دیوانہ کو اس زلف کی زنجیر ایک
ورنہ ہے صیاد کرتے نالۂ شبگیر ایک

ردیف النون

لذت ہی دل کو آنکھ لڑانے سے یار سے ۔ دیکھا کہیں نہ اسکے سوا جنگ اور نمک

ملنا ترا ہر ایک سے پیکا کرے نہ دل ۔ چاہے ہی دوستی میں تو ٹپہ جنگ و نمک

سوز دل ہی اس چمن میں بہنگام میخوری ۔ پہر کباب مرغ بنا ہی نگار در نمک

خط سا در دنکے چہرے پہ پکتا نہیں بطرز ۔ ایسا کچھ اسکو جان جوں ہنگ اور نمک

کب سیر ہوں نہ نان قناعت سے جو کوئی ۔ کہاتے ہیں جیسے ان میں سر سنگ اور نمک

جز خط سبز عارض دلدار ہمنشین ۔ دیکھا ہی آپنے یہ کبھی رنگ اور نمک

سودا سے کیونکہ یار کو ہووے موافقت ۔ پیر و جوان میں بادۂ گلرنگ اور نمک

کرتی ہی مرے دل میں تو ہی جلوہ گری تنگ ۔ اس شیشہ میں ہر آن دکہاتی ہی پری تنگ

کس رنگ میں دیکھا نہ ترے رنگ کا جلوہ ۔ سب رنگ میں ہی تو یہ ترا سب پری تنگ

ای شیشہ گران دل کوئی ٹوٹا جو بنا ہوے ۔ پیدا کرے پہر اور ہی کچھ شیشہ گری تنگ

ہر مرغ کو پہچان کے نامے کو تو لینا ۔ نامے کے کبوتر کا ہی میرے جگری رنگ

ہی خاک بسر آج خدا جانے چمن کا ۔ دیکھ آئی ہی کیا جاکے نسیم سحری رنگ

کس گل میں یہ جلوہ ہی جو اب تک قفس میں ۔ دکھلاتی ہی سیری مجھے بے بال و پری تنگ

کر جامۂ عریانی کو خاکستری سودا ۔ ہی عزم سفر یان سے تو ہی یہ سفری رنگ

کوئے میخانے سے رکھ دل تو کنارا ای سودا
شیشہ ٹوٹا ہو سو جا کر رہ احباب میں ڈال

پوست بیچتے ہیں مرے دیدۂ نمناک کے مول
قطرۂ ترکو بتاں لیویں زر خاشاک کے مول

دل پرخوں کو نہ وہ غنچہ لبی ہی نگاہ
جرعۂ مے جو ہو شیشے میں تو دے تاک کے مول

زاہد النطع گھر بار پہ واعظ کے نچا
اپنی بیچے ہے یہ بیٹھا ہوا ادراک کے مول

مرغ دل کے جو شکاری ہیں اگر صید حرم
بکنے آوے تو خریدیں نہ وہ فتراک کے مول

تڑپ اپنے دل بیتاب کی خاطر اے شوخ
برق سے لے ہے تری غمزۂ صد چاک کے مول

شوق کسکو ہے پتنگوں کے اڑانیکا کہ خلق
شیشہ ٹوٹا ہو تو لے پھول صد چاک کے مول

عکس رو اپنے سے کہتا ہے لب آئینہ میں دیکھ
ان نگینوں کا بتا کیا ہے یہ حکاک کے مول

کوزہ پشت اتنے ہوسے شیخ ہمارے کہ عصا
بیچے اپنا تو وہ شاید بکے مسواک کے مول

محتسب رحم کر اب مفلسی رندان پر
بنگ قدغن سے ترے بکتی ہے تریاک کے مول

بے زری خلق کو ہے یہ کہ کسی کا کیسا
کوئی کاٹے تو بکے کیسہ دراک کے مول

جنس دل اپنی کے بکنے کو کہوں کیا سودا
مفت پر بکیگئے وہی دے آسے خاک کے مول

مرا لگتا نہیں ہے باغبان تیرے چمن میں دل
لگے کیونکر کسیکا یار بن سیر و چمن میں دل

ردیف میم

جون لالہ داغ ہی دل تیرا بہن — رکھنے کی اس چمن سے ہی سر امید گل
حسن جا کہ ذکر حسن ہو تیرا تو اس جگہ — لائق نہیں جو کیجیے گفت و شنید گل
بندہ میں بیدرم ہون ترا اسکو جان لے — بلبل چمن میں مہر کی ہی زر خرید گل

نسبت نہ عندلیب سے سودا کو دیجیو
بسمل یہ آن کا ہی تری وہ شہید گل

جاتا ہی دل تو جائیو ہشیار آجکل — چلتی ہی اسکے کوچے میں تلوار آجکل
خنجر مژہ ہی تیر نگہ تیغ ابروان — مجروح کس سے ہو یہ دل زار آجکل
کوئی دوا نہیں ہی سوا فرقت بغیر وصل — مرتا ہی تیرے غم میں یہ بیمار آجکل
گر زمزمہ یہی ہی ہمارا تو ہم صفیر — ہوتے ہیں اس چمن میں گرفتار آجکل
تسبیح گر یہی ہی جو رکھتا ہی شیخ شہر — ای یار ہم تو ہوینگے زنار آجکل
عرصہ سمجھ بہار کا ساقی پہونچ شتاب — جاتی ہی اس چمن سے یہ گلزار آجکل
گر ہی ترا سلوک یہی ہمسے ای صنم — بت سے کریگا برہمن انکار آجکل
مت چل تو اس لٹک سے کہ ظالم قدم تلے — مل ڈالے گی جہان کو رفتار آجکل

تیری زبان سے عہدہ بر آ کیونکر ہو کوئی
سودا سے ہی جو کچھ تری گفتار آجکل

مبدا جو بلا کا ہے سو ہے وہ غلط چشم | آسلے ہے کسی دل پہ جب آفت زدہ چشم
آتا ہے نظر رونے سے ہر دم کے یہ مجکو | ہے قافلہ رشک کے ہمرہ نظر چشم
اور لگتے ہی جلوہ یہ پشیمونکی مری آنکھ | دیدا نکی سے پہونچی ہے بہم بال پہ چشم
مکتوب غم اس شوخ تلک سیل ہی پہونچا | دیکھا نہ بجز اشک کوئی نامہ بر چشم
دیدار کے وعدے پہ نرکھ منتظر اتنا | تا مجکو برابر پڑے سو دو ضرر چشم
چاہے تو جہان ہو مرے پیار کے تصور | رکھتا ہے ترے جلوے کو میری ہنر چشم
موتی کو صدف کے ہو مرے اشک پہ ترجیح | عالم میں نہیں قدر شناس گہر چشم

سرمہ تو اُن آنکھوں میں ہے پر کیا کہوں سودا
آفاق کے ہو موجب نور بصر چشم

قاتل کے دل سے آہ نکلی ہوس تمام | ذرا بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام
صیاد سے ہوں اے اثر نالہ منفعل | آتش وہی آسنے دام کو توڑے قفس تمام
اشک آنکھ سے تھمے تو رہے نالہ سے دل | جب قافلہ چلے تو ہو بانگ جرس تمام
آتش کو رنگ گل کے صبا تو نے پھونکدی | جلوائے آشیان کے مرے خار و خس تمام

سودا ہوئی ہے شانہ کو زلفوں میں اُسکی راہ
اس دست نارسا کو ہے کیا دسترس تمام

[illegible]

جو چاہیے اس سے یہ دل کامیاب ہو معلوم
سخن تو یار بھی سودا برا نہیں رکھتے

[illegible]

کیا مچائی اسنے میرے دلکے کاشانے مین دھوم
شور ہی جسکے لیے کعبہ مین بتخانے مین دھوم

مٹ گئے وہ شور دلکے ہاے تب آئی بہار
ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر و ویرانے مین دھوم

زلف کو کھولا تو کر اس دلکی شورش کا علاج
سخت دیوانے نے کی زنجیر کھلجانے مین دھوم

تجھ نگاہ گرم کی حسرت سے دل ماری ہی جوش
راتکو دیکھو اٹھی نہین جب شمع و پروانے مین دھوم

اسقدر رہین نہ عزی میری ہے خوش ابنائے دم
جون ہلال عید ہی میرے نظر آنے مین دھوم

دلکو بس ان کو چین تیرا کر چلے ہین سیل اشک
ہوئیگی بہ بچہ وان اطفال دیوانے مین دھوم

کب سے اے سودا شراب اس بزم مین پیتے ہین یار
تونے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے مین دھوم

اے دیدۂ تر جدھر سے گئے ہم
ڈوبے سے جو تھے خشک بھر گئے ہم

تجھ عشق مین روز خوش نہ دیکھا
دکھ بھرتے ہی بھرتے مر گئے ہم

تیرا جو ستم ہی اسکو تو جان
اپنی سی تو خوب کر گئے ہم

یہ قطعہ پڑھے تھا سوز دل سے
سودا اسکے جو رات گھر گئے ہم

جون شمع لبون پہ آرہا جی
تھا تن سو گداز کر گئے ہم

اتنی بھی پتنگ پیش قدمی
گر شام نہین سحر گئے ہم

ہوگی نہ کسی کو یہ خبر بھی
اس بزم سے آکدھر گئے ہم

کام نے شمع حرم سے نہ چراغ دیر سے
دوستی کا غیر کے کیا ذکر اس میں کہ دوست

جسجگہ تیری تجلی ہیں وہان پروانہ ہم
آشنائی میں ترے ہیں آپ سے بیگانہ ہم

جب تصور بیچ ان زلفون کے جھپکے ہے پلک
کرتے ہین انکو خیال اپنے میں سودا شانہ ہم

عاشق تو نامراد ہیں پر اسقدر کہ ہم
دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کر کے ہم

کہتا تھا کل کسو سے کرونگا کسیکو قتل
اتنا تو کشتنی نہین کوئی مگر کہ ہم

دیکھیں تو کسکی چشم سے گرتے ہین لخت دل
تو اسطرح سے رو سکے اے ابر تر کہ ہم

بیٹھا نہ کوئی چھانوں پا یا کسینے پھل
بے برگ و بر نہین کوئی ایسا شجر کہ ہم

قاصد کے ساتھ چلتے ہین یون کہکے پھر اتک
دیکھیں تو پہلے پہونچے ہے وان نامہ بر کہ ہم

اتنا کہان ہے سوز طلب دل پتنگ کا
رکھتی نہین ہے شمع بھی ایسا جگر کہ ہم

یا نشانہ نہین ضعیف کہ کہتے ہین سے عضو
باریک ناتوان ہے اب اسکی کمر کہ ہم

سودا نہ کہتے تھے کہ کسیکو تو دل نہ دے
رسوا ہوا پھرے ہے تو اب در بدر کہ ہم

خانہ بر دوش چمن ہین آخر اے صیاد ہم
اتنی فرصت دے کہ ہو لیں گل سے ٹک آزاد ہم

خندۂ گل بے نمک فریاد بلبل بے اثر
اس چمن سے کہ تو جا کر کیا کرینگے یاد ہم

ردیف نون

وہ بولی سُنکے وہ یون بھی ہوا بالفرض سودا
مجھے وضع جہان اس شک سے محفوظ رکھتا ہی

تو کیا چھپنے تھی ہین گل کا کہ لگئی توڑ کر شبنم
بہار آخر ہوا کب پل ہین کہان پھر گل کدھر شبنم

ترے آگے اسے خورشید کا منھ خوش نہین آتا
چمن سے ورنہ کیون جاتی رہی وقت سحر شبنم

پیتا ہون یاد دوست مین ہر صبح و شام جام
ای شمع سرکشی نہ کر اتنے فروغ پر
کیون شیخ اسکو منھ نہ لگا دُنمین کس لیے
رہتا مثال جام دہن وا تمام عمر
جمشید کو بھی مملکت جم ہی یہ ستم

بے یاد دوست مجکو ہی پینا حرام جام
ہی کلبہ فقیر کا بدر تمام جام
لاتا ہی لب سے یار کے سر دم پیام جام
دیتا نہ زخم دل کو اگر التیام جام
کرتا نہ جلد آن کے گر انتظام جام

سودا تھا وقت نزع کے کلمے کا منتظر
جنبش لبون کی دیکھی تو کرتا تھا جام جام

وہی ہین دن وہی ہین راتین وہی ہی فجر و شام
نجانو و محبت کا کیا ہوا یارب
ہمین لے آئی ہی شہر غریب بستے
علی الخصوص تغافل کو میر صاحب سے

وہی ہی روشنی مہر و مہ جو کچھ تھی مدام
کر دوستون سے جدا کر گئے گردش ایام
کبھو انھون کیطرف سے نہ نامہ و پیغام
کہو نہین کس سے کہ با وصف اتحاد تمام

٣١٩

گر نہین باور تو دیکھ آئینے مین اپنا جمال / عکس گلشن مین نگہ ہی گل کا پر گل کی تو نہین

بولنا بھاتا نہین اسکا جو اسو روٹھو / خوش صدا ہوتی ہی وہ چینی کہ جسمین مو نہین

جب امید وصل ہوتی ہی تو یون بی ہی یار / مختلط انسان سے ہر جنس جن ہی کی خو نہین

تیغ کہہ سکتے نہ اسکو نہ کمان نہ ہلال / اشتہ ہی اک تا خم دل اس چشم پر ابرو نہین

شانہ کھولے گا صبا میرے دل صد چاک کا / زلف کی اسکی گرہ کچھ غنچہ خوشبو نہین

سنکے ترک عشق میرا ہنسکے یون بولا وہ شوخ / نیل بگڑا ہی کہین یارو یقین مجکو نہین

روئے برسون پر نہ پہونچی منزل مقصد کو چشم / حامل کشتی ہی دریا ہی کچھ آب جو نہین

خط سبز اسکا سیہ کچھ پردہ ہوا میرا سفید / خواہش ترک نیاز و ناز دونو کو نہین

مین کہا سودا سے وہ بھی جانتا ہی مجکو یار / یون لگا کہنے محبت ہم مین کچھ یکسو نہین

مجھے عاشق نہ سمجھ اپنا جفا کا کب مین حامل ہون / لگا تو ہو شہید ناز مین کب کا ہی کو دل ہون

جہان لیجیو مجھے جرم وفا پر اپنے قاتل ہون / مین سر سے تا قدم یار دشنہ و تیغ قاتل ہون

نہ بسمل ہون وا اسکے تو ہر کچھ مین ہی لیکن / گرہ کا جہین پیشانی کے وقت ذبح بسمل ہون

نہ دانہ آبلہ چھوٹے شہ چین سرکی یا تہ آوے / جو ہر دم برق کا مورد ہی اس خرمن کا حاصل ہون

خم وحدت مین کیا کیا بادہ جوشی یار رکھتا ہے / فلک کے شیشے مین آگر اسی فن سے مقابل ہون

٣٢١

دل و جان بدہ صبح و شام تری راہ تکتے ہین — رہے ہین منتظر بیچارے کئی ہمارے ہین

ہمارے درد کی تدبیر ایسی ہو نہین سکتی — تاسف ہی مرا کرتے ہین غمخوار آپس ہین

چکے انصاف حسن و عشق کا تب جھگڑی پیارے — اکیلے بیٹھکر ہم تم کرین گفتار آپس مین

تری تسبیح کا دشمن نہین ہر دیر مین بیٹھے — رہے ہی شیخ ہمکو الفت زنار آپس مین

دو ہین مارے ہی سنگ تفرقہ سو و اکو یہ ظالم
اگر بیٹھے ہوے دیکھے فلک دو چار آپس مین

قیس کی آوارگی ہی دلمین سمجھو تو کہون — ورنہ لیلی ہی ہر اک محمل مین سمجھو تو کہون

چشم کم سے خلق کو آپس مین مت دیکھا کرو — ذرہ ذرہ ہی جہم کا دشت گل مین سمجھو تو کہون

بتکدہ اور کعبہ مین کیا ہی تفاوت شیخ جی — شیشہ ہی پتھر کی ہر اک سل مین سمجھو تو کہون

ناصحو کیفیت اُن آنکھونکی کیا پوچھو ہو تم — مجھ سا عاشق ہو گیا اک پل مین سمجھو تو کہون

جانتے ہو عیش تم دنیا مین جسکو ہو نہین — عیش ہی دنیا کی جو محفل مین سمجھو تو کہون

کرتے ہو ہر دم جو وصف چشم آبحیات — آب ہی جو خنجر قاتل مین سمجھو تو کہون

تم جو پوچھو ہو کھٹک دل ہی کا سودا سی سواد
جو تڑپ کا ہی فرا بسمل مین سمجھو تو کہون

خوبرو نہین اردھی کی روش کم بہت ہیمان — خواہان جان جو پیا ہو تو عالم بہت ہیمان

جو بزم بیچ تجھے دیکھکر کی ہٹ جاوین
تو اُس چمن مین ہر گل پہ نہین ہین یہ شبنم
ہزار طرح جو ملیے تبان سے ہو کر شاد
مرا دل اُس صف مژگان سے کب ٹلکتا تھا

یہ شمع رو جو ہین مانند شمع کٹ جاوین
دگر نہ رو رو گلے سے تری لپٹ جاوین
پر اُنکے دل سے یہ ہرگز نہین سمٹ جاوین
وے مین کیا کرون طالع ہی جب اُلٹ جاوین

ہوے غبار نہ سودا جو چھوٹے دامن یار
پر ابکی ہو کے حنا پانون سے لپٹ جاوین

کردے مہر کہین افلاک ایک پل مین
نادان ہو تو ہووے گر تجکو شادمانی
اکسیر سے نہین کم تجھ منکسر کی صحبت
ورنہ تو دے ہوا آتش آفاق کو بجھا
دامن کشان چمن سے گذرا ہے کون بلبل
کوچے مین یار تیرے تجھ وہم کی برابر

پھر جاے انکی طینت جو خاک ایک پل مین
کردے فلک دل خوش غمناک ایک پل مین
سونا کرے ہے مس کو یہ خاک ایک پل مین
کردے ہے سرد چشم نمناک ایک پل مین
کرتا ہے گل گریبان صد چاک ایک پل مین
پہونچے جو ہووے قاصد چالاک ایک پل مین

زاہد نے پی ہے سودا چھپ چھپ شراب اُسکی
مسواک گاڑ دین تو ہو تاک ایک پل مین

یار آزردہ ہوا رات جو مئے نوشی مین
کیا ہوا ہم سے خدا جانیے بیہوشی مین

پھونچے ناصح کا ہمارے نہ گریبان تلک ہاتھ
عشق کا چھوڑ دے جو ہیں ان شمع بن دامن

کہا زاہد نے مجھے دختر رز گھر میں نہ رکھ
پاک رہنا نہیں رکھتی ہے یہ زن دامن

چھوڑ دنیا کو کہ اس مادر بے مہر کا اب
پھیریگا کب تلک تھامے ہوئے کو دن دامن

عشق فولاد ہر احسن ترا مقناطیس
چھوڑیگا اسکی کشش کا نہ یہ آہن دامن

داغ دل پہ ہی مرے دم کی یہ صورت سودا
جیسے چھپکے ہو کوئی بر در گلخن دامن

بلبل تصویر ہون جون نقش دیوار چمن
نے قفس کے کام کا ہرگز نہ درکار چمن

کیا گلا صیاد سے ہمکو نہیں گذری ہے جو
اب اسیر دام ہین تب تھے گرفتار چمن

نوک سے کانٹون کے ٹپکے ہے لہو یا غنچہ
کس لئے زردہ کے دامن کش ہین خار چمن

زخم پر ہر گل کے چھڑکے صبح محشر کا نمک
سیکھے گر مجھ سے رونا شبنم زار چمن

بخت قل کرتے خزانین جا ہی برگ ہی عندلیب
ہم اگر ہوتے تری جا گرفتار چمن

فصل گل جاتی ہے سودا دیکھ لے نرگس کو تک
باغ میں مہمان کوئی دن ہے یہ بیمار چمن

سمجھ کر باندھنا تھا آشیاں ہم سے کہا آپ نے گلشن
یہی کہ غنچہ نہ اٹھ کھو بی خیال گل کا تھا خواب گلشن

نگاہ پھیر کر تو جو دیکھے ہے اسکے گا تب گلشن
مجھے ہے ڈر کا کہ نہ جاوے چمن سے ہو کر خراب گلشن

٣٢٣

سو سم گل ہی مین صیاد سے جا کر یارو	ذکر مرغان گرفتار کرون یا نکرون
حال باطن کا نمایان ہے مرے ظاہر سے	مین زبان اپنی سے اظہار کرون یا نکرون
عہد تھا تجھسے تو بھر عمر وفا کرنے کا	ان سلوکون پہ جفا کار کرون یا نکرون

کوچۂ یار کو مین رشک چمن اے سودا
جا کے با دیدۂ خونبار کرون یا نکرون

چمن کا لطف سیر اور رونق محفل ہے شیشے مین	پہونچ ساقی کہ اپنے دوستون کا دل ہے شیشے مین
بمعنی آشنا مینا ہے مے ہر زخاموشی	برای ہرزہ گو گفتار لاطائل ہے شیشے مین
تڑپتی ہے یہ خون دل مین ظالم آرزو میری	کہون کیا تجھسے مین جا دہ اک بسمل ہے شیشے مین
پیے جس مے کو تو اے یار بزم غیر مین جا کر	تو پھر اس مے کا ہر قطرہ مرا قاتل ہے شیشے مین
طلب دو سے کب ہے ایک کی بھی بادہ آزادو	ہوا ابر و فصل گل کی مے سایل ہے شیشے مین
ہمارا مضطرب کیا کم ہے زاہد تیری مسجد سے	کریان تو چار قل کے مے سدا شاغل ہے شیشے مین
اگر بیٹھے ہے تیرے دل مین آ کر جو را اے زاہد	تو یان بھی دختر زر سے پرے حایل ہے شیشے مین
جہان ہے سجادہ مین یکجو شکست اس جا ہے مینا پر	نہین معلوم یہ کس سنگدل کا دل ہے شیشے مین

کہا تا ہے تو اے سودا غلام ساقی کوثر
جو دولت دین و دنیا کی تجھے حاصل ہے شیشے مین

وہ خط اُس وہی کتابی پہ بہم ہو نچا ہی
سیکڑوں تیغ و قلم ستم کے جہاں مضامین ہین

ہی وہی گردن عشاق کہ خنجر تیغ جفا
ہی حمائل نہ کبھی دست نگارین جسین

صاف طینت سے نہ خوبونکی ہو خاطر مین غبار
زشت رو کا ہی دل آئینہ سے ہو کین ہین

ہجر اور وصل سے کچھ کام نہین ہی مجکو
بات وہ کیجے کہ ٹکڑے ٹکڑے دلکو ہو تسکین جسین

عمر دہ روزہ بھی عشرہ ہی خم کا سا
کہ دل اپنے کو سدا یادون غمگین جسین

کار فرما جو ہمین پوچھے تو کیا دینگے جواب
وہ کیا کام نہ دینا ہو نئی نو دین جسین

لطف کیا رکھے ہی اس باغ کی سیر ای سودا
شاخ پر دیکھنے دے گل کو نہ گلچین جسین

تجھ بن چمن ہر خس و ہر خار پریشان
حیران ہی نرگس گل گلزار پریشان

سنبل سے صبا کسکے لے آئی قفس تو
ہی نزد مرغ گرفتار پریشان

کیا چیز دل اسکا ہی جو نائی کی ہو خصومت
کر دیجیے جمعیت کہسار پریشان

گر کفر کا مائل ہی یہ دل گہ سوی اسلام
ہی در طلب سبحہ و زنار پریشان

اس جنس کا انسان ہی تو پیارے کہ تجھے دیکھ
یوسف کی ہو جمعیت بازار پریشان

ہی حال یہی اسواسطے کرتا نہین اظہار
تا غم نہ کرے خاطر غمخوار پریشان

آخر نہ سمجھیو یہ مری آہ شرربار
ہوتی ہی فلک پہ ستیار پریشان

دن رات مین اشک آنکھون سے دو چند ان نکلے ہین
موتی تو صدف مین سے نکلتے ہین سمندر کے
یکسر مین سے عاشق کی ارمان نکلے ہین
چھپ دل سے تری الفت [illegible]
چشمون سے بیان بھی [illegible] ارمان نکلے ہین
زاہد کی زبان سے یون حرف [illegible] نکلے ہین
حق مین [illegible]
یہ بات [illegible]

کسطرح ہو عاشق [illegible] سودا [illegible] نکلے ہین
[illegible] عاشق کے [illegible] زبان نکلے ہین
[illegible] عاشق کے ارمان نکلے ہین
[illegible] سے عاشق کے ارمان نکلے ہین
[illegible] پیکان قضا [illegible] نکلے ہین
[illegible] کشتون کا جہان مرقد نکلے ہین
[illegible] حسرت کے ارمان نکلے ہین
[illegible] آنکھون سے ارمان نکلے ہین

ایک اُس شوخ کے دلمین نہین آتا ہی رحم	ہم ہمیشہ ہمسون پہ بھی لطف و کرم رکھتے ہین
کوئی پوچھے تو بتولسے ہوا کیا مجھے گناہ	اتنا کیون مجھ پہ روا جور و ستم رکھتے ہین
تجھسے واقف جو نہون اُنکو ہو باور وعدہ	تیری قسمون کی عوض ہم تو قسم رکھتے ہین
جتنے ہین ہر فلک عاشق شیدا مفتون	چھاتی پر اپنی یہ سب داغ ستم رکھتے ہین

جنکا مولا ہی علی باغ جہان مین سودا
وہ نہین دل مین کسطرح کا غم رکھتے ہین

دے صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین	اب دیکھنے کو جنکے آنکھین ترستیان ہین
آیا تھا کیون عدم سے کیا کر چلا جہان مین	یہ مرگ و زیست تجھ بن آپس مین ہنستیان ہین
کیونکر نہو مشبک شیشہ سا دل ہمارا	اُس شوخ کی نگاہین پتھر مین دھستیان ہین
برسات کا تو موسم کب کا نکل گیا پر	مژگان کی یہ گھٹائین اب تک برستیان ہین
لیتے ہین چھین کر دل عاشق کا پل مین دیکھو	خوبان کی عاشقون پر کیا پیش دستیان ہین
اسواسطے کہ ہین یہ وحشی نکل نجاوین	آنکھون کو میرے مژگان ور دوختیان ہین
قیمت مین اُنکے گو ہم دو جگ کو دے چکے اب	اس یار کی نگاہین تسپر بھی سستیان ہین
جب مین کہا یہ اُس سے سودا سے اپنے ملکے	اس سال تو ہی ساقی اور می پرستیان ہین
اُن نے کہا یہ مجھسے اب چھوڑ دخت رز کو	پیری مین اے دیوانے یہ کون مستیان ہین

[illegible]

اک ورد جلال جسکو بھی ہیں کر کے کہا یا
تو کر جو خرابات میں جام کا ہوش نہیں

نے فکر ہے دنیا کی نہ دین کا شلاشی
اس ہستی سے ہم ہیں کس کام کا ہوش نہیں

یکرنگ ہن آتی نہیں خوش تجکو دو رنگی
سنکر سخن و شعر میں ابہام کا ہوش نہیں

مطلوب عاشق ہیں نہیں اپنے کسو کی
طالب لقب تجھ سے دشنام کا ہوش نہیں

بندہ ہے خدا کا تو یقین کر کہ بتان کا
بندہ یہاں ہے تو بیداد کا ہوش نہیں

ہم شیشہ ہی تنگ پہ ہو تجھے سودا
نظارہ کن اب شیب کے ایام کا ہوش نہیں

زندگی محبوب کیا آتی ہیں محبوبیان
سو فانی ہے پر اسکی ہستی میں عجب بیان

نامہ سجدہ کو جون شمع وہ تپتا ہے آگ
کسطرح اٹھکلین ہاتون میں ہری گفتو بیان

رکھتی ہے چشم محبت کیا ہی یار فیض حسن
جس نے نظر میں ہیں از یوسف میں اسلوبیان

آہ و نالہ سو مرے سا تون فلک سے با تصر
رہتے ہیں ہم مکش الفت نوشتہ بیان

عشق یا ہیجر وقت اسکو یار و کیا کہون
دل تو آتا ہے ہوا آنکھین ہیں خوبیان

حسن بالا دست نیز کیا تھا شورا ہے
شہرت کو ہیچ میں سنا رستی ہیں شکوبیان

تجھیں ہری آنکھیں آئی یا کر طوفان تنغر
ساقی تو اپنے جو آنکھ عالم کو لنگر دوبیان

زیب و زینت کا ہیں جہان میں نہیں یا کتنا
زائل غرضان میں اپنی طبع کی ہر خوبیان

گر ہو گوش فہم اپنا در نہ کون کہتا ہی چپ | کبھی نہ آبادی جہان بسیا تو ویرانہ نہین
باغبان مت فکر کر گلشن سے تو مجکو کہ ہی | آشنائے رنگ گل یہ سبزہ بیگانہ نہین
صبح دیکھا تھا جو کچھ وہ کم نہین ہی خواب سے | ذکر اُسکا شام ہو تو بیش از افسانہ نہین
بے تجلی طور کے کس سے دل گرمی کرے | جل بجھے ہر شمع پر اپنا وہ پروانہ نہین
زرا پہ کنگھی کی مت کر فکر آئینہ تو دیکھ | چمن چھٹ جاتی کی اور اُس بن کا شانہ نہین
ہائے کس ساقی نے ٹپکا اسطرح مینا دل | ہو جہان ریزہ نہ اسکا کوئی پیمانہ نہین

سنکے ناصح کا سخن مجنون نے سودا سے کہا
ایسے احمق سے مخاطب ہون مین دیوانہ نہین

آپکو تو گو سمجھتا ہی کہ وہ دانا نہین | حق بجانب ہی تری مین اُسکو پہچانا نہین
گر کہو مین حال اپنا اُسکے غافل ہو دو چند | درد دل میرا تو اُسکو بیش از افسانا نہین
عشق کے کوچے مین اپنا مت قدم رکھیو لہو | گر تجھے منظور دان سر سے گذر جانا نہین
زلف مین پھنسا نہ کوئی جاگر تو اُسکا کیا گناہ | دل صد چاک بھی تو کچھ کم از شانا نہین
پھول نکو ہی کا تو لیتا جا اگر لیجا سکے | پھر پھر اس گلشن مین ای ناداں تجھے آنا نہین
سنگ سے بیت الحرم کی شیخ اُٹھائی ہی بنا | آئینہ دل کا مجھے اس گھر مین ڈھلانا نہین
ناصحا بالین سے میری اُٹھ خدا کیواسطے | جان کہانی اُسکو کہتے ہین جو سمجھانا نہین

اچھا ہوے موتا تری شیریں سخنی سے
سودا دمِ عیسیٰ ہی تری نائے قلم میں

جب سیں ان پر یار کے مسّی کی دھڑیاں دیکھیاں
جوں زحل کی ساتھ میں اس دل پر گھڑیاں دیکھیاں

عشق دولہا کی ہی سر سہرا کہ تار اشک سے
موتیوں کی عاشقوں کی منہ پہ لڑیاں دیکھیاں

داغ چیچک کے سے تِلڑے تھے اگر دلگیر
چقیاں سی ہمنے اُس مکھڑے پہ جڑیاں دیکھیاں

دیکھ لو اُس شوخ کی زلفوں کو سر تا پا
حسن کے پاؤں پہ زنجیریں جکڑیاں دیکھیاں

عہد میں تجھ حسن کے مارے ہیں انکو چوپ گل
پھولوں کی جن پر کبھو چھوٹی نہ چھڑیاں دیکھیاں

کیونکے دل اپنا مکدّر زندگی سے اب نہو
صورتیں کیا کیا زمیں میں ہمنے گڑیاں دیکھیاں

جب سے وعدہ تو نے سودا سے کیا ہی وصل کا
آٹھ پہر اُسکے تئیں گنتے ہی گھڑیاں دیکھیاں

خاک میں تونیں صورتیں کیا کیا رلیاں دیکھیاں
ای فلک یا تیں تمہی کوئی نہ کھلیاں دیکھیاں

وہ رہا دست تاسف کے تئیں ملتا ہوا
جن نے وہ انکھیاں خمار آلودہ لیاں دیکھیاں

ہاے جس دن سے گیا ہو کر خفا وہ تند خو
غنچۂ دل کی کھلی پھر میں نہ کلیاں دیکھیاں

کس کے گھر میں چھپ گیا ای شوخ تو کیا جانیے
ہمنے سارے شہر کی دن رات گلیاں دیکھیاں

آدمی میں ڈھونڈھی ہی کس سودا تو کیا
بید مجنوں کی نہ شاخیں ہم پھلیاں دیکھیاں

[illegible]

باندھا ہم اس چمن میں گر آشیاں تو کیا	ہو گل ہمیں تو جب رنگ وفا کی تو بو نہیں
سر گوشی پہ میری یہ تو آشفتہ کیوں ہوا	ہیں غیر رو بدل کہا ہو یہ کچھ اور تو نہیں
جو چاہیں یار حال کو دیں میرے اشتہار	پر نام کچھ ایسی باتوں کی اس شوخ کو نہیں

سودا نہ کرتے کاش ترا وصف پیش یار
اب مجھ کو اس سے آنکھ ملانے کا رو نہیں

کبھی ہو تو یہ پہ ترا ہو کہ تجھکو دیں تو نہیں	پھرا دے تجھ کو ہم مئے سے کی چال بہتر تو نہیں
دلا میں پیتے ہی پیتے ہوں گا عشق کی مے	یہ جام زہر ہے تو پیالہ کچھ انگبیں تو نہیں
یہ خو سے دوستی غیر و دشمنی میری	کسی سے کچھ اسے منظور بہر کیں تو نہیں
جو کوئی دے مجھے دامن لپا کر دشنام	ترے بھی ہاتھ میں کچھ صرف آستیں تو نہیں
دلا خموشی کی میری تو دیکھیو تاثیر	سو ترا اسکے ترا نالہ حزیں تو نہیں

نگار خانۂ گردوں کی سیر کی سودا
ولیک وا ہو گدا ایسے دلنشیں تو نہیں

جو کچھ کہ ہو سو مجھ سے کہا گیا ترے در ہی کا نہ کو نہیں	کہاں تجھے ہے پہ دیسے کوئی ہر جگہ ہاں تو نہیں
وہ چاہتے ہیں آئینہ خانہ میں ترے عکس کی تد بیر	پھرے چھپے تک ترا منہ اپنا کسو جگہ نہیں در
چمن زمانہ کا میں ان کر دن کیا ہے اس جا میں	کوئی نگین تا تو جہان کر چونکی حسین کہ تو

۳۳۰

[illegible]

کوئی تعمیر کی میرے نہیں لی ہیہات
شکلِ دیوار خرابی کی میں ڈھا جاتا ہوں

فکر موزون نہیں کرنے کو گرفتار رہے
ہوں میں مضمون ہی باتو نہیں جا جاتا ہوں

سوچوں ہوں اپنے تئیں جوں سخن بے تہ زیاد
گاہ بیگاہ اگر آپ میں آ جاتا ہوں

گرم جوشی نہ کرو مجھ سے کہ مانند چنار
اپنی ہی آگ میں میں آپ جلا جاتا ہوں

ہوں نہیں وحشی رم خوردہ کرتا ہو شتاب
بات کھڑکے ہے تو مانند صدا جاتا ہوں

صفحۂ ہستی پہ یک حرف غلط ہے سودا
جب مجھے دیکھتے بیٹھو تو اٹھا جاتا ہوں

نے بلبلِ چمن نہ گلِ نو دمیدہ ہوں
میں موسمِ بہار میں شاخِ بریدہ ہوں

گریاں بشکلِ شیشہ و خنداں بطرزِ جام
اس میکدہ کے بیچ عبث آفریدہ ہوں

تو آپ سے زبان زدِ عالم ہے ورنہ میں
یک حرف آرزو سے بلب نارسیدہ ہوں

کوئی جو پوچھتا ہے کہ کس ہو داد خواہ
جوں گل ہزار جا سے گریباں دریدہ ہوں

تیغِ نگاہِ چشم کا تیرے نہیں حریف
ظالم میں قطرۂ ترۂ خوں چکیدہ ہوں

کس سے کروں میں دعویٰ دل جا کے اے خدا
دل دادۂ زلفِ رخِ دلبر ندیدہ ہوں

کرتا ہے جا کے گل کی تسلی چمن میں تو
خونِ جگر سے میں بھی تو دامن کشیدہ ہوں

غافل ہے کیوں تو راہیِ فرصت سے گوشِ دل
ای ہمچو میں نالۂ حلق بریدہ ہوں

حسرت سے آئینہ کا دل کیونکہ ہو نہ پانی
شانہ حضور اسکے زلفونکی لے بلائین

واشد ہو خرمی سے یہ کیا حساب تجھ بن
اس برگ خشک کی سا جو نخل سے جدا ہو
جلدی ہو بیخ کر مجکو ڈرتا ہون لیجا وے
بے اختیار منہ سے نکلے ہی نام تیرا

ہی زندگی سے اپنے دل کو حجاب تجھ بن
پھرتا ہون نالہ کرتا ہی سو خراب تجھ بن
ہون جسجگہ میں وان سے نکلو نکا آب تجھ بن
کرتا ہون جس کسیکو پیار سے خطاب تجھ بن

دل چاہو چاہتا ہی سودا کی زندگانی
کچھ سطرح سے اسکو ہی اضطراب تجھ بن

ملائم ہو گئین جو پیر برہ کی ساعتین کڑان
گتھی نکلی ہین لخت دل سے تار اشک کی لڑیان
ہنوز آئینہ گرد اس غم سے اپنے منہ کو ملتا ہی
گرہ لاکھون ہی غنچہ کی صبا اک دم مین کھولی ہی
دیوا آن لٹو نکا ہون قسم ہی روح مجنونکی
چھری تلوار ہی یکدگر گل و بلبل ہی گلشن مین
کھلائے گو کہ شانہ سے تم اپنی زلف عقدے

پھر کبھی لگا ان جن جنہون بن کاٹتے گھڑیان
لیئے انکھیان کیون پھرے جی کی گلی کی ہار ہو ہر بار
خدا جانے کہ کیا کیا صورتین اس خاک مین گڑیان
نہ سلجھین تجھسے ای آہ سحر اس دل کی گتھیان
نہ مارو چوب گل مجکو بغیر از بید کی چھڑیان
تمھاری پیچ کھو ونون مین کہین سے انکھڑیان
نہ سمجھے کبھی دل مین ہزارون ہین گرہ پڑیان

کیون نہ فتنے ہون ہر کاوش انکھڑو دل کے چھین	مژگان نہ کر سکین تو نگاہین ہین چھپولیان
کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا	جس نگینہ کے خون مین چلا ہین پچ بولیان
جون برت سوگئے ہین جھنکا ئے تان بہند	انسے تو بلکہ گرم ہین کاجل کی بولیان

سودا کے دل سے صاف نہ ہی تھی زلف یار
شانہ نے پیچ پڑکے گرہ اسکی کھولیان

نہ اشک انکھو سے بہتے ہین ولے اٹھتی ہین آہین	سبب کیا کاروان درد کی سد ہو رہین راہین
مرے گلشن مین کب یا لہ ترا سر سبز ہو سمجھی	بجای سرو یان خاک چمن سے اگتی ہین آہین
رو مجھی ہین وزیر سر زمین پر چاہیے دہقان	بجاے دانہ دل بو دین گرانکی رہین یاہین
بتان کی دوستی پر مطمئن ہوے سو کافر ہو	یہ ظالم مار ڈالین یا بنا کے گلے جسے چاہین

نہ پہونچا منزل مقصود کو تجھون کبھی ای سودا
سمجھ کر چل بہت ٹیڑھی ہین مسلک عشق کی راہین

تو نے سودا کے تئین قتل کیا کہتے ہین	یہ اگر سچ ہی تو ظالم اسے کیا کہتے ہین
جس سے پوچھا کہ یہ دل خوش نہ کہین بیا ہے	رو دیا ان نے اور اتنا کہا کیا کہتے ہین
محتسب نے کسی میخانہ مین جا ای زاہد	ایک شیشے کو بھی ثابت نہ رکھا کہتے ہین
تو تو اس معنی سے کیا شاد ہوا ہوئیگا	پوچھیے اہل لوں سے کہ وہ کیا کہتے ہین

بن ہشت کو اٹھا کر دیکھین تو چشم دل سے
کیا شکر و کیا شکایت اپنی ہی شکل سی تھی
گاڑا قدم جنھون نے کوئے قناعت اندر
آوے ہین کاسہ گر کھڑنا جو ہو سفالی
عجز و غرور دونون اپنی ہی ذات مین ہین
ہم ہر دو آئین کسکے آگے کہ بیدل آسا
سودا سے یہ کہا مین تجھ درد کے حق مین
یہ بات سنکے مجھسے بولا وہ آہ بھر کر

صورت کو اپنے آئین جو وجود جانتے ہین
دونون سے آپہی کو مقصود جانتے ہین
اب مجلسون مین جا کر دہ کو وجود جانتے ہین
شیخ آپ کو اسی پر موجود جانتے ہین
ہم عبد سے جدا اب معبود جانتے ہین
اپنے قدم کو اپنا مسجود جانتے ہین
کرنے دعا دوا سے ہم سو جانتے ہین
تدبیر ہم بھی یہ ہی محمود جانتے ہین

لیکن نہ وہ دعا ہی جسکو اثر لی درکار
گو بندگان آئین مردود جانتے ہین

باتین کتنی ہین نہین منھ لگنے سی منظور ہمین
قدرت اور ونکو ہی سرگرم سخن ہونے کی
کام ہی چشم کا نظارہ یہ بہنا شب و روز
ساقیا بزم نہین آج خلل سے خالی
نیش زن کام مین اپنے ہین یہ اپنی تمکین

سو میسر نہوا تا لب گور ہمین
نہین بھرنے کا دم مہر کی مقدور ہمین
آنکھہ غالق نے رقیبونکو دی ناصور ہمین
جام کچھ اور ونسے دیتا ہی تو معمور ہمین
لگے آئینہ تحمل خانہ زنبور ہمین

[illegible]

آئے تھے سبھی ہمنفس اکبار رتہ وا ہم
آزاد ہوئے اور گرفتار رہا مین

پیارے نگہ لطف نہ بھر عمر کی تو نے
آنکھون کو تری دیکھکے بیمار رہا مین

تجھ حسن کی اسواسطے ہے گرمی بازار
ای شوخ ترا بسکہ خریدار رہا مین

اکدم نہ تھنبا خون مری آنکھون سے گویا
از بس ترے ہاتھون سے دل افگار رہا مین

صد شکر کہ رحمت کا سزاوار ہون سودا
گر شیخ کے نزدیک گنہگار رہا مین

ناوک نے ترے صید نچھوڑا زمانے مین
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین

کیونکر نہ چاک گریبان دل کرون
دیکھون ہون لن تیری لٹ کو مین ستانے مین

زینت دلیل مفلسی ہے ناکمان کو دیکھ
نقش و نگار چھت نہین کچھ اسکے خانے مین

ای مرغ دل سمجھکے تو چشم طمع کو کھول
تو نے سنا ہے دام جسے ہے وہ دانے مین

چلّے مین کھینچ کھینچ کیا قد کو جون کمان
تیر مراد پر نہ بیٹھا یا نشانے مین

پایا ہر ایک بات مین پنہان لون تجھے
معنی کو جسطرح سخن عاشقانے مین

دست گرہ کشا کو نہ ترسین کر تو فلک
سمندری نہ دیکھی ہین انگشتانے مین

ہمسا تجھے تو ایک ہین تجھسے ہین کئی
جا دیکھ لے تو آپکو آئینہ خانے مین

سودا خدا کیواسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے فسانے مین

۳۳۵

[illegible]

کہاں طاقت جو اٹھیے پانسے جانکے تو کیا سنئے
نظر آتا ہی مجھکو یا تیشم فرنگ آنکھوں میں

ندے رنگ کسی کے خونی بکفط پیچے ہو کے
وگرنہ ہم تو رکھتے ہیں چن ور نگ آنکھوں میں

نہیں ہرگز تری چشم سیہ محتاج سرمہ کی
لگے اے شوخ تیرے شمعوں کے سنگ آنکھوں میں

نشے سے جھک گیا سودا تو دیکھ اس خط کے سبزے کو
رکھے ہی روز کیفیت یہ کا فرنگ آنکھوں میں

گر دوا کرنی ہو کرا ی یارو دن دو چار میں
ورنہ مر جاوئے گا یہ بیمار دن دو چار میں

جسم کا معلوم رہنا گر یہی ہی سیل اشک
بیٹھ ہی جاویگی یہ دیوار دن دو چار میں

اب تو گل کھاتے پھرے ہیں لیگ تیرے نام پہ
دیکھیو پھولی ہی یہ گلزار دن دو چار میں

چچلین چلتے ہو تم ہمکو بھی اسکی ہی خبر
اس چلن پر چلتی ہی تلوار دن دو چار میں

چھوڑ دیجے یہ طریق اب نہ ہو کچھ کے بیچ
لوٹتے دیکھے گا اپنے یار دن دو چار میں

پیچ پر گر پیچ دیتے ہی چلے جاوگے شیخ
ہو کے گنبد سے تری دستار دن دو چار میں

جب میں کہتا ہوں کر وعدہ وصل کا پورا کرو
ہی یہی اس شوخ کی گفتار دن دو چار میں

لیکن اُسکے قول کو سودا تو یون جانو ہمیں
یہ سخن کہتا جو ہی سو بار دن دو چار میں

جو مرض مہلک ہوا در بوسے تشفی کو طبیب
دور ہو جاویگا یہ آزار دن دو چار میں

[illegible]

دلا اب سر کو اپنے پھوڑ مت سنگ ملامت سے | یہی ہوتا ہے نادان عشق کا انجام دنیا میں

تمہیں سودا تو شکوہ ہم سے دل کی بیقراری کا
محبت کس کو دیتی ہے میاں آرام دنیا میں

ای خوشا حال ہوا جو کوئی رسوائے بتان | خوار بازار ملامت ہے یہ سودائے بتان
کفر سے اب تو مرا دل ہے نہایت بیزار | درمیان کیا کروں ہے شیخ کہی پائے بتان
الفت دہر کی ذرہ جو میں نہیں ہو بو | کاش دیتا میں کسی سنگ دل جائے بتان
بیگناہوں پہ ناحق جو ستم کرتے ہو | اب کسی طرح بھی تم ہیں یہ خوہائے بتان
دل سی تم جنس کو بیقدر کیے رکھتے ہو | کیا میں تجھ سے کہوں شوخ ہیں ہائے بتان
مول لیتے ہو جو اس دل کو تو یوں ہی لیجیے | تم دیے دام مجھے اور میں بھر پائے بتان

اب خدا ہی تمہیں سمجھا دے مرے دل کا درد
تم سمجھتے ہو کوئی سودا کے سمجھائے بتان

جی تلک تو دیکھ لوں جو ہو کارگر کہیں | ای آہ کیا کروں نہیں بکتا اثر کہیں
ہوتا نہیں ہے صبح نہ آتی ہے مجھکو نیند | جسکو پکارتا ہوں سو کہتا ہے مر کہیں
ساقی ہے اک تبسم گل فرصت بہار | ظالم بھرے ہے جام تو جلد ہی سے پھر کہیں
پھونے لگے جو تو کف دریا بہا بہا | دامن کو گر نچوڑیے ای ابر تر کہیں

[illegible]

کردون پھرے حباب سی ہو ورت بسا با	آجاوین موج پر جو مری چشم نم کہین
لیکر چلے ہین ہم بتان ہم سوے حرم	ہوجاے شیخ کعبہ نہ بیت الصنم کہین
آہو نہین کو رام کیا ایک عمر مین	ہر آن ہی یہ خوف نکر جاے رم کہین
درکار کچھ نہین مجھے چلنے مین خضر راہ	کوئی سنا نہ بھولتا راہ عدم کہین

سودا نہ سکی آہ اگر آتی متصل
اندیشہ ہو مجھے نہ نکل جاوے دم کہین

مدت پھر تو ساتھ غیر کے آیان کہین	ضائع نہ حسن اپنے کی کر شان ہون کہین
جز سنگ کیا ہی دیر و حرم مین جو سر جھکے	سجدہ کیا ہی تجکو مین پہچان ہر کہین
میرے ہی دل پہ یار چلے ہی یہ پیٹ ترا	وعدہ تجھے ہر ایک سے پیمان ہر کہین
میرے ہی ساتھ آن کے بنتا ہے باؤلا	ہوتا نہین ہی شوخ تو نادان ہر کہین
جو جو ستم ہین ہم پہ کیے اسکے بر خلاف	کرتے ہین ہم بیان ترے احسان ہر کہین
معمورہ کیجیو قلمرو امکان مین رہ سکا	یون مین اُٹھا جو اشک کا طوفان ہر کہین

کعبہ سے کچھ ہی کام نہ کچھ دیر سے غرض
سودا کرے ہی دیدہ یہ اک آن ہر کہین

یاد میان کی شب مین تیری رونے باتین نہ بر آئی	کس ہوش کی چاہ کری آنکھین کھی پانی تر

[illegible]

[illegible]

ہر ایک نیک بد سے مل بیٹھنا بتان کا
غیرت بعینہ ہی حق نے مشہور جتائی ہین

سمجھو شمع جسکو خلوت مین اپنے پیارے
ہم دل جلو کا اسکو مکتوب جانتے ہین

کہتے ہین جسکو سودا آفاق رند مشرب
تقوے کو شیخ جی کے وہ خوب جانتے ہین

چاہ کی غرق تجھے ہے یہ کمان تم ہین
ڈوبے گرداب محبت کے کہان اچھے ہین

اب تلک اس بحر سے جیتے جی ابھرنا معلوم
تہ کے بیٹھے ہوئے بھی کوئی میان تر ہین

لخت یونہی ہے مری سیر چمن مین تجھ بن
برگ گل جون پر کاہ اب وان تر ہین

وصل کی رات بھی محروم ہین لب سے لیکے
آب حیوان مین پڑے تشنہ دہان تر ہین

یاد کر ستی مین تجھکو مین جان دیا تھا
آجتک یان ربط ہوئے ہوئے وان تر ہین

منہ مین تیری ہی جو رکھتی ہین سوا ہاتھ زبان
بحر مواج سخن مین وہ جوان ترتے ہین

صاحب فہم اسے کہتے ہین جو ہر سودا
دست و پا مارکے یہ گنگ جہان ترتی ہین

اس سرو قد کی دوستی مین کچھ ثمر نہین
تحمل محبت آہ ہرا بار ور نہین

اس سنگدل کو حال پہ میرے نہ آیا رحم
اے آہ و نالہ حیف کہ تم مین اثر نہین

یاقوت لعل یار سے بہتر نہین ولے
ہر جوہری کو اسکی پرکھ کی نظر نہین

[illegible]

[illegible]

سودا ابھی بدوں گا میں کا قرار دلی
شہری غزال یہ جو کسی سے ہلا کریں

مجھے معلوم یوں ہوتا ہے میری بھی پھوٹی آنکھیں
خدا جانے کدھر کو دیکھ تجھکو وہ نکل جائیں

کسیکی دیکھ کر شاید جہان میں یہ مستی آنکھیں
بزور اپنے میان ... در پیتے ہیں اپنی آنکھیں

ہجوم از بس تماشائی کا تیرے قدم پر ہے یارا
لبان پہ ستم نرگس سراپا پارسی آنکھیں

مری آنکھیں جہان پار پڑی ہیں کیا عجب ہے
تری زلفوں نے کیا ایک خلقت کی کھلی آنکھیں

نقاب اپنے چہرے سے کس سے منہ چھپاتا ہے
قدم تیرے کو ... عالم کی لگی آنکھیں

ترا وہ حسن دلکش ہی نکالے جسکو تو گھر سے
پلٹ کر پھیر طرف گئی ہیں کا اسکی آنکھیں

مرے رونے کا آگے یار کے ہر دم یہ باعث ہے
دکھاتی ہیں اُسے سودا یہ اپنی بیکسی آنکھیں

طلب میں سلطنت جم کی یا صبح و شام کرتا ہوں
دیکھا نہ پر جا کر سوال جام کرتا ہوں

پرستار خدا کہ کیا برا میں کام کرتا ہوں
جہان میں بت کو دیکھوں نہیں ہنا رام کرتا ہوں

روا کب بازپرس محتسب ہے مجھپہ اے زاہد
کہ مستی از نگاہ ساقی کا فہم کرتا ہوں

جو آزادی میں ہو آجا ہے لذت اسیری کی
تو کر پرواز گلشن سے تلاش دام کرتا ہوں

جو دل تجھکا کر دیا پامال تو نے اب یہیں جا ہے
کسی سے جا کہ اک دل اور قرض دام کرتا ہوں

۳۴۳

[illegible]

[illegible]

چمن میں پھر نہ بیٹھے شاخ گل پر پھول کر بلبل
چلا اٹھ سایہ سے دیوار جو فلک شیخ ابجد کی
پڑے سے دونوں کی ناگہ دوستی میں جلوہ آئی ہی

جو اس گل رو کے کوچہ کا خس و خاشاک کھلاؤں
تجھے نیرنگی قدرت پر یہ ناک کھلاؤں
گل و بلبل کو گرد رہ و آتشناک کھلاؤں

پرستش چھوڑ دے کعبہ کی سودا بیچ کر اسکو
جو میرے دل میں بستا ہے بت بیباک کھلاؤں

ردیف واو

دماغ اصلاح دیتا ہو نہیں کم ڈالی کو
بغیر از بادہ سمجھوں ہم کو میں حلقہ ماتم
تو اخفا دیکھو کہ پھولیں میں بستان کا ہر چنا
سکھے ہے سنگ وں اس باغ میں کثرت لطافت کی

کر تحکم شعر ہو اس وقت میرے طبع عالی کو
تصور تھا انتخاب کروں میں نہ خالی کو
کہ جیوں تاکہ کر کہیں تقسیم کا پا رسائی کو
کہ کا مشہر ہو ناجحکا دیتا ہو فدائی کو

شکست شیخ نے مجلس میں تو جیبا ئی پکا ڈالی
بے آو یاں کوئی سودا سے اب جالا آبالی کو

جو ہے گنہ سو گنہگار رہے ہمو وہ ہو
بغیر یار رہو کیسا ہی کچھ تو بار ہیں ہیں

وہ شوخ قتل کو تیار رہے ہمو وہ ہو
ہم ایسے ہو لے پہ بیزار رہے ہمو وہ ہو

[illegible]

غیر کو گھر میں جگہ دی کر دیے سودا کو منع
ہو چکا دیکھا بس تمھارا داد یہ ہو دہ نہ ہو

حال دل پوچھے ہے کیا مجھ سے مرا اے یار تو
سن لے جا عالم سے ہر کوچے میں ہر بازار تو

اب نکل سکتا نہیں کن نے تجھے یاں بے ولا
زلف کے حلقے میں ہے جوں نقطہ پرکار تو

ہو گیا آشفتہ سر ہر ایک اسکو دیکھ کر
باندھ کر نکلا نگر پیچ پیچی دستار تو

کچھ تو یاں نسبت نہ تجکو ہو بھلا تو اے نسیم
گو کہیں باغ جہاں میں خار ہم گلزار تو

گر نہیں ٹک رخصت اے صیاد تو دیتا نہیں
جانے کی فرصت نہیں ٹک سیر ہو اتر تو

گر نہیں ایکی بسیر ساقی و ابر بہار
جام دے اے دل بہل ہو دیدہ خونبار تو

زندگی اپنی اگر ہو ناصحا تجھکو عزیز
یاں سودا سے نہ کر ہر وقت یہ گفتار تو

ہوا اس چشم کا پھوٹے ہے ناصح بند کیونکر ہو
جو دل ٹوٹے کسی کے ہاتھ سے پیوند کیونکر ہو

ملے ہے غنچہ گل خاک میں یک لب تبسم سے
کسو کا دل ہوا اس باغ میں خورسند کیونکر ہو

فراہم مال و زر گھر میں کیا اے تو نے کیا حاصل
غنی جیسا نہیں ہے دل وہ قانع مند کیونکر ہو

مقابل ہو سکے ہے مہروش کے ناخن پا سے
ہو جب ماہ نو وہ چند ہو وہ چند کیونکر ہو

حلاوت شہد سے بھی یاد آتی ہے جس کی باتوں کی
برابر اس لب شیریں کے بار قند کیونکر ہو

ایک عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ
پر کبھو میں نہ کہا اس سے کہ دوران مجکو

کسکی بدمت میں گنوں آپکو بتلا اے شیخ
تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجکو

مجھ میں اور یاروں میں ہی ربط سپند و آتش
انکی جوشش نے کیا انشہ گریزان مجکو

ریختہ اور بھی دنیا میں رہے اے سودا
بیٹھنے دیوے جو کچھو کاوش دوران مجکو

بس ہو تو رکھوں آنکھوں میں اس آفت جاں کو
اور دیکھنے دوں میں نہ زمیں کو نہ زمان کو

جب عزم کروں گھر سے کوئی دو قدم یارو
دشمن ہی تو ہر راہ دو جو کھینچے ہے کمان کو

سو جب مری بخشش کا جو پوچھو تو کہوں میں
مو بندھ دونگا میں گل کے جو غنچہ دہان کو

ابرو سے نظر وہ نے نگہ یار سے یارو
بے رشتہ کیا تیغ کو خنجر کو سنان کو

اسرار خرابات سے واقف ہو جو زاہد
کعبے سے نہ کر جانے دے در پیر مغان

یہ رسم نہیں تازہ کچھ اے شیخ جہاں میں
جا گھر حرم میں ہی بتان کو

ناصح یہ مجھے راست کہا تو کہ بجز داغ
کیا لیویگا دل دے کے تو ان لالہ رخان کو

دل کیسے دم تیغ کا پیاسا ہے کہ سودا
بسمل کی طرح تڑپے ہے دیکھ آب روان کو

مندا گر خط تم اے شوخ میں لیوں کا تو ہی تو
ہو گئی اب یہ عارض گل بخت سبز دیکھو

کیا کروں پاکیزگی کا شمع کی اسکی بیان
کھینچوں ہوں خوناب سے مدہو کین غنام کو

مست عشق کا طعنہ ہو کر کعبہ دل کا طواف
دور کر اے شیخ تن سے جامۂ احرام کو

شیفتہ مست سمجھو یار و فدا جانے فنا کمے
پوچھے ہو دامن سے کیسے تیغ خون آشام کو

پیچھے میں لے سینے کی بہتے تو کیا ہو قسم
دل جو دیتا ہے کوئی تو جان کے آرام کو

گر سکے توبہ ناصحا سودا سے ملے کل ہوا
آج پھر لی ہے مصلا رکھ گرو و جام کو

پادشاہت دو جہان کی بھی نہ ہو تو مجھ کو
تیرے کوچہ کی گدائی ہے نہ ہووے مجھ کو

اٹھ پھر اسکو ہے نظارہ خوبان کی تلاش
کہیں یہ دیدہ تر روز و ان ڈبوئے مجھ کو

کی میں جب عرض تمنا تو یہ ظالم بولا
پھر کبھی مجھ سے تو یہ بات تو روئے مجھ کو

خرمن برق زدہ کا ہوں میں وہ دانہ کہ مجھے
نہ کوئی مرغ چگے نہ کوئی بوئے مجھ کو

خشک رکھتی ہے پھوٹ چشم جو دامن مجھ بن
آستین چاہتی ہے خون سے بھگوئے مجھ کو

مجھ کہیں کو کہ خیالِ سر حق میں سودا
دوں جسے وہ مجھے کہتے ہیں چھپے مجھ کو

ہوں گریبان دل یار میں الفت کا گل
داغ نہیں اس ہمت پہ ہو وے مجھ کو

آلودہ قطرات عرق دیکھ جبین کو
اختر پرے جھانکیں ہیں فلک پر سے زمین کو

[illegible]

نہ پوچھو قتل کرنے میں کسو سے بیر ہوا اسکو
چلے تلوار تو آب رواں کی سیر ہوا اسکو

یہ عاشق پیشہ عہد اسکے میں سمجھیں قتل ناحق کی
نصیحت کرتے ہیں شلوار سکی خیر ہو اسکو

شکار انداز انسان کا ہو وہ کب جا کے صحرا میں
سواے مرغ دل کب عشق چھوڑا ہی اسکو

سبب راقم دل میرا کا ہی یہ الفتی اسکی
نہ اپنے سے محبت ہو نہ غیر ہوا اسکو

گیا برگشتہ دین سودا اگوکس کافری مژگان نے
کہ سجدہ چشم کا اب خاک راہ دیر ہی اسکو

تو نہ ہووے تو شب ہجر ڈسے کالے بسم کو
خالق اے صبح سلامت رکھے تیرے دم کو

شادی خوش باش کبھی ہو نہ آئی نہ تجھے
دائم انیس کیا دل میں ہمارے غم کو

آدمی ہو تو سمجھ آپ سمجھ دے کچھ عقل
ورنہ بد نام نہ کر تو نسب آدم کو

ہم کسو کی نہ چڑھے نظروں میں تھا کس طرح
دیکھ ڈالا ہی سبکدان ہم اک عالم کو

عشق کی تیغ کا گھائل ہوں نہ شادی تجھے
زخم الماس طلب ہے نہ مرہم کو

ہو کیا اب کے دکھا دین اسے مجکو ناصح
مت نصیحت ہو عبث کر کے نصیحت ہم کو

پونچھوں عارض سے عرق اسکے تو یوں کہتا ہے
خیر ہے چھوڑیے میں اس بد دم نامحرم کو

حسن فیاض ہے گل کا کہ سحر پہنچے ہے مہر
جسکے دامن سے چھپے ہے گہر شبنم کو

بادہ پیتا تو وہاں کے لطف اٹھاتا سودا
فائدہ جام بنائی سے ہوا کیا جم کو

۳۳۵

[illegible]

جا صاف تو ہو یہ وضع سے اپنے دل اپنا
آئینہ کو سنگ کیجئے تو وہ چین جبین ہو

مسند دیر و حرم کے تو مجھے کیا دامن کھینچ
پتھر ہی کا جب بت پوجنا آیا تو کہیں ہو

سودا کے خیالات میں جھگڑے ہے خدائی
جو اپنے تخیل میں یہ چاہے سو وہیں ہو

شود اسکا سادہ لوحوں کی پرستاری سے پوچھو
غرور و کفر مجھ کا ذکا دیدار دوست سے پوچھو

نہ استغفار کیجے ہے اُس لب کی عبادت
شکر کا ذائقہ خون جگر خوار دوست سے پوچھو

ملک کار نشان سے ہوا خوش قد کے کوچے سے
بہشت سایہ طوبی گنہگار دوست سے پوچھو

ہمیں گر نالہ کیجے قفس سے تو آیا ہو
چمن کی سر زمیں کرنا گرفتار نسبت سے پوچھو

قرار وحشی اندوہ ہم شہریوں کے سودا ہی
خبر اسکی جہاں آباد کے یار دشت سے پوچھو

مرے نامہ کے شاید ہی دل تیرہ کو ان میسر ہو
تجھے نامہ لکھوں ورنہ ہر بیل کبوتر ہو

نکیوں لکھ گر شیخ سوز دل تو ہر ایک حرف نامہ
شرار کاغذ آتش رو کی طرح مضطر ہو

کیا ہے عہد بیاں آشیاں اپنے جو ہو پرواز
کہ جس ساعت گلی نکلنا تجھے تیرا اسیر ہو

رو و شمع چشم و داغ سینہ پروانہ سوختہ کی طرح
بپا دامان نظارہ ایک آنکھوں کی گرد ہو

خط اپنی طرح جا سمجھے پریا نہ وال سودا
دیکھا انتظار اتنا کہ تا پیدا کبوتر ہو

[illegible]

عالم کی گفتگو سے تو آگے ہے تیر چھون
بندہ ہوں اک نگہ کا گنہگار کچھ کہو

بہار باغ ہو پینا ہو جام صہبا ہو
ہوا ہوا ہر سو ساقی ہو اور مینا ہو

روا ہے کہ تو بھلا او بہرنا انصاف
رہا نہ پردہ چھپے راز عشق رسوا ہو

بھرا ہوا اسقدر تو ابر دل ہمارا ہے
کہ ایک لہر میں دست زمین دریا ہو

جو مہربان ہیں وہ سودا کو شتم جانیں
سیاہی زلف دوتا ہو جو کچھ کیا ہو

کہوں میں تجھ دل کو والہانہ قوم ہوا
پالوں جو عندلیب قفس میں تو بوم ہو

اپنے چمن کو فائدہ کیا تجھ سے ای صبا
یہ چاہیے وہ کر یاں تیری اسم ہو

اس رنگ دل سے دوستا ہو یا دل کو تاب ہے
قسمت میں جو لکھا ہوا آگے شتاب ہو

اس گل کس کے دام سے کیا کام تھا ہمیں
ای الفت چمن ترا خانہ خراب ہو

ای نالہ مت سبک ہو نکالا ہے گھر سے تو
مدت سے گر چکا ہے جگر کی نظر سے تو

دامن مکان اشک سے ہو دود کی راہ
ہم نکلیں پر اور مخل تیر سفر سے تو

جو مرغ زصبا و گل اندام قفس ہے
جس طائر کی چمن کو آرام قفس ہے

راضی ہے اسیری پہ تری چشم کا مائل
اس شرط سے گر صورت یا دام قفس ہے

چھوڑ نگاہ دامان اسیری کو صبا
ہر صبح رہائی ہو مجھے شام قفس ہے

٣٤٧

[illegible]

نہیں زخم سے اسکے واقف کوئی	ہے باطن یہ چھپی لپٹا ہر نگاہ
جو ہیں ترک چشم اسکے ابلق سوار	اٹھو نکالا ہے نیزہ سراسر نگاہ
دل و جان کا حصہ برابر ہے یاں	جفا جو ہیں مژگان ستمگر نگاہ
تسلی تھی تا کہ دل کو اب کیا کروں	کرے تھا تو اگر جو اکثر نگاہ
کن انکھیوں سے دیکھے ہے جوں غیر کو	نہ کی یوں کبھو تمنے ایدھر نگاہ
کدر اسکے دل میں ہے مجھ سے کہ اب	کرے آئینے کو مکدر نگاہ
نہ آلودہ خون ہے سے داماں پری	نہ ہے خون عشاق سے تر نگاہ
سپر داغ دل کے سوا کیا کروں	بھویں تیغ کھینچیں ہیں جدھر نگاہ

جو سودا نکلتا ہے تلوار سے
کرے ہے وہی کام اکثر نگاہ

لینے لگا ہے اب تو مرا نام گاہ گاہ	چھیڑیں لگے ہم کبھی نامہ و پیغام گاہ گاہ
سائل کو کچھ نہ دینے سے بہتر ہے یہ بھلا	دیتے نہیں ہو بوسہ تو دشنام گاہ گاہ
خورشید کیطرح سے تو نہیں ہر روز گر وہ	نکلے ہو ماہتاب مرا شام گاہ گاہ
دیوار گھر کے یار کی مت ڈھا تو سیل اشک	کرتا ہوں اسکے سایہ میں آرام گاہ گاہ
جاوے وہ کب کسی کے گھر رقیب کے	لاتی ہے اسکو گردش ایام گاہ گاہ

غرض مت ہو کہ زمانے سے تری بن آئی | تھا وہ کیا کیا کہ نہ بگڑا نہ بنا کیا کیا کچھ
شادی آنے کی نہ کر یار نہ جانیکا غم | آ گیا کیا کیا کہ نہ بگڑا نہ بنا کیا کیا کچھ
سینہ قانون فغاں نالہ دل ہے مضراب | نکلے ہیں ساز محبت سے صدا کیا کیا کچھ
دوستو حق میں ترقی و تنزل اپنے | کیا کہیں ہم کہ زمانہ سے ہوا کیا کیا کچھ
ضعف و ناطاقتی و سستی و اعضا شکنی | ایک گھٹنے میں جوانی کے رہا کیا کیا کچھ

سیر کی قدرت خالق کی جہان میں سودا
مشت بھر خاک میں جلوہ ہے بھلا کیا کیا کچھ

کہاں وہ نور کا شمس و قمر میں ہے شعلہ | جو حسن یار کا اپنی نظر میں ہے شعلہ
نظر کرو وہ بناگوش و گوشوارہ میں | کہ جیسے حسن کی ہر ایک گہر میں ہے شعلہ
غضب ہے گر وہ دل اسکے میں ہو تو کم مت جان | کہ سنگ میں نہاں ہے شرارہ شرر میں ہے شعلہ
شرر سے کم نہیں آہ گرم قطرۂ اشک سا | ہر اک عاشق کی مگر چشم تر میں ہے شعلہ
سموم عشق کی تاثیر نے جلا مارا | تری بھی آہ نفس سرد سحر میں ہے شعلہ
سدا تلاش میں یار و اس آتشیں خو کے | یہ رات دن نہ بخود کا سفر میں ہے شعلہ
نہ دے تو نالہ کی تکلیف ہمصفیر مجھے | کہ نالہ ہاے میں اس شکستہ پر میں ہے شعلہ
پڑا جلوں ہوں میں تنہا گو لبے میں جیدر | طرح اجاق کے دیوار و در میں ہے شعلہ

مت مجکو ڈرا واعظ محشر کی صعوبت سے
ہی مبدء صد محشر میرا دل شوریدہ

زاہد نے نہ کی تزئین رندونکی شرارت سے
دن عید کے باندھے ہی عمامہ بوسیدہ

مستی سے کبھو اپنے جز اس دل پرخون کے
شیشہ مے گلگون کا دیکھا ہی نہ غلطیدہ

یان محفل شادی بھی غم سے نہ جدا کبھی
کیا شیشۂ مے رو یا جب نے ہوئی نالیدہ

جو مرد ہین تکلف انکی یون سطح زمین پا ہی
تصویر ہی شیرون کی جو قالی پہ ہی خوابیدہ

تحریر مین سودا کی ہی جائے بھلا کسکو
خامہ پہ قدرت سے اسکا ہی تراشیدہ

غم کا ہی اسیر خوانندہ اور درد کا پالیدہ
مضمون جو طبیعت کا سودا کی ہی زائیدہ

اس تک یہ طبیب اپنا موجب کو نہ سمجھے گا
دامن مئی و دم کا چھوڑا ہے تن تفسیدہ

مت مجکو ستا ناداں آرام مین کہتا ہون
ہی تیر قضا ناداں آہ دل رنجیدہ

مین جیتے رہتون دل کچھ تازہ نہ دیکھونگا
آنکھین مری ہی تا صبح ہین کہیہ ستم دیدہ

پکڑا ہی یہ تنگ آکر غم نے مرے سینہ کو
دل سانس کے بھرنے مین کھنچتا ہی خراشیدہ

بھیجا تھا دیار اسکے مین نامۂ شوق اپنا
کیا شرح کرون اسکی بہتر ہی وہ نشنیدہ

جون سگ لیے پھرتا ہو ہڈی کسی بستی مین
قاصد کنے یون میرا ہی نامہ سحیدہ

ہر چند کہ سب عاشق مضبوط وجوانی ہیں	
اڑتا ہے دھواں جیسے سودا سو ہی پروانہ	

یاں تو ذرہ ہی چمکتا ہے فقط گرد کے ساتھ	جلوہ گر نور ہے خورشید کا ہر فرد کے ساتھ
زخم کی طرح زمانے میں تو کاٹ اپنی عمر	خندہ یا گریہ جو کچھ ہو سو ٹک درد کے ساتھ
کسطرح خانۂ گردوں کی بنا ہووے نہ سست	معنی اس بیت کے اک ہم ہیں آورد کے ساتھ
قدر نہیں دولت پستی کی تجھکو ورنہ	زر کو نسبت نہیں عاشق کی رخ زرد کے ساتھ
مس و دل ہو چکا بر بساط دوران	چوٹ کھاتی نہیں نرد جو ہو نرد کے ساتھ
تیغ چوبی سے کہاں قبضۂ فولاد ہو نصیب	نہ رہے صاحب جوہر کبھو نامرد کے ساتھ
ہم کہاتے ہیں ترے بندۂ بی زر پیارے	گل نے بلبل کو خریدا ہے زر زرد کے ساتھ
صبحدم آج چمن میں لب جو سودا	شعر بیٹھا وہ یہ پڑھتا تھا نپٹ درد کے ساتھ

دل کو چاہا میں کہ خالی کروں مانند حباب	
ہو گئی جان ہوا اک نفس سرد کے ساتھ	

کھنچی تھی جام کی سو گئی جان جم کے ساتھ	وابستہ ہے طلسم جہاں اپنے دم کے ساتھ
اکٹھا ہوا تھا خلد و دنیا میں اس سوا	جو یاں سے اٹھ چلا سو گیا درد و غم کے ساتھ
کیا ربط خورمی سے مانند طفل اشک	پائی ہے پرورش سر پلک الم کے ساتھ

جس سمت نگہ کیجے اودھر نظر آتا ہی
جیسے میں تجھے سمجھا کر وہ آئین ہوتا ہون
لیکن نصیحت ہی بیفائدہ کیا حاصل
اسباب تہیں لی ہی ناوان بتلا تو فرا کیا ہی
جسوقت فرشتون نے یہ بات سنی مجھسے

لوہو سے ترے سر کے دیوار و در آلوده
کہتا ہی نہووے گا یار دگر آلوده
یہ ہی کہ اودھر دھویا وہین ادھر آلوده
پاؤن سے جو تو خون مین ہی تا بسر آلوده
اتنا ہی کہا بھر کر آه اثر آلوده

لذت کو ہلاہل کی کیا آنکھو بتاؤن مین
ہی کام و دہن جنکا شہد و شکر آلوده

شہیدن سے اٹھتے ہی جسدم دیکھتے ہو تو آئینہ
حسن لاثانی کا تیرے دوسرا ہوگا شبیہ
چاہتا ہی سینہ کو لپٹے کرون ہی چاک چاک
بازرہے گا تماشے سے تجھے گلزار کے
فیض تیرے حسن کا یہ عام ہی ہر وحش
اعتقاد رہی شوق نظارہ سے اپنے یار کو

دے ہی باد صبح کو گلزار کے لو آئینہ
دیکھ پاویگا کہین گر تیرے منہ کو آئینہ
ہاتھ مین شانے کے جب لیتے ہی گیسو آئینہ
روبرو ہونیکا گر پاوے گا قابو آئینہ
عکس و تیرے سے ہو جاتا ہی مہرو آئینہ
روبرو دیکھون ہون اسکے یا بہلو آئینہ

کیا لگا لیتا ہی مہرویون کو سودا آپ سے
چشم مین اپنے نگہ رکھتا ہی جادو آئینہ

دل کو ٹکڑے کر کے آئینہ رہا ہاتھوں لیا تھا
جنس یہ وہ ہیں ہو جو سے زہو ہاتھوں لیا تھا

رو رو چلتے ہیں اگر ہم تو وہیں مہرو وفا
کھینچ لیجاتے ہیں پھر یار کے کو ہاتھوں لیا تھا

ہاتھ کیونکر نہ ہیں اس خاک سے کانوں لیتے
لے گیا شانہ تری زلف کی بو ہاتھوں لیا تھا

فرصت اتنی نہیں کھلتی گل و غنچہ کی بہار
مجکو بھو نچا دہقان جام و سبو ہاتھوں لیا تھا

مجکو یوسف کی خبر ہو کہ نہیں یا یعقوب
بانگ گیا مصر میں وہ رو کے نکو ہاتھوں لیا تھا

شب ترے پاؤں سے آ لگتی ہو جو حور بھی رقیب
ایک ہو وز دحنا باندھے تو ہاتھوں لیا تھا

ناصحو تار بتا راب کے گریبان کا اسکو
گو کیا تھنے گریبان کو رفو ہاتھوں لیا تھا

شیخ تھا بزم میں ند و نکے چھپا اپنی ریش
کر تبرک ہی یہ لیجا وینگے سو ہاتھوں لیا تھا

شاہ مردان تری امداد کرینگے سودا
باندھ لے چل کے جو تیرا ہو عدو ہاتھوں لیا تھا

مجھسے پہ لیکے پھرا تلوار بہت تھے
مقتول قتل و بر اسرار بہت تھے

بیمار کو تجھ غم کے دنی تھی دوا کوئی
کیا کیسے غرض تھے وہ غمخوار بہت تھے

دیکھے سے شفا جنکے ہوتی ہے مریضونکو
رہتا ہے ان آنکھوں کا بیمار بہت تھے

احوال مرا کہہ کہ مغرور کیا اسکے
اغیار تو تھے ہی تھے پر یار بہت تھے

دل معنی رنگین سے لبریز ہے سودا کا
اس غنچے میں بھوسے ہی گلزار بہت تھے

خاک نشینی کی راہ یوں ہی کہ ہو کر فنا | اُٹھیے نہ جا گہ سے جوں نقشِ قدم واہ واہ

کہنے لگے ریختہ جو کوئی سودا کی طرح
اُسپہ زمیں سے ہوتا لوح و قلم واہ واہ

شیخ تو کعبے کو پہونچے ہم کرابات کی راہ | حرمِ دل کو جو پہونچا سو خرابات کی راہ
ہرگز اُس بت نے نہیں وعدہ خلافی یارب | کن نے روکی ہے مری قبلۂ حاجات کی راہ
زلف کے بحر نے ہے دل چاہ ذقن میں پایا | اسلیے کہتے ہیں چلنی ہے بُری رات کی راہ
پھوٹ نکلے ہیں کی اُلفت ہم پہ سر غبار | آہ پیدا نہوئی اُسپہ ملاقات کی راہ
اے دل اُسکے تو نہو بات کے پیچ طول | وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہیں بات کی راہ
کس صنم نے یہ بھلایا ہے طریق دیں کو | اپنے زاہد نے فراموش کی اوقات کی راہ
ناصحو دل تو مگر لئے یہ دیا ہیں اُسکو | پر نہ چھوڑو رہِ عشق مدارات کی راہ

باز آ پھرنے سے تو کوسے بتاں کے سودا
جب نہ تب چلتے ہیں دیکھا تجھے آفات کی راہ

ردیف یائے مثناۃ تحتانی

نہ رہے عاشق نہ رہے معشوق جہاں ہم کچھ جاہی | عبث لی ہمنے اب دنیا میں پھر اپنی تباہی

نامہ کا جواب اپنے آگے نہ کبھو دیکھا
کرتے ہو مدادا کب بیمار غم اپنے کا
دل پھیر نہیں سکتے تجھسے وہ عاشق گرہ
ہے گردش چشم اسکی حلقہ در جشن کا
اس باغ میں اک گل کو خنداں بھی نہیں دیکھا
کی عمر عبث ضائع خدمت میں ہوس کی
دیکھی نہ بنا ہمنے وہ قصر فریدون کی
صنعت کی مصور نے کھولا جو مرقع کو

قاصد ہی کی آنکھوں میں تصویر نظر آئی
جب کام ہوا آخر تدبیر نظر آئی
جس سے کہ یہاں پھرتی تقدیر نظر آئی
موج خط پیشانی زنجیر نظر آئی
سو غنچہ کی واں صورت دلگیر نظر آئی
خاک ہی ہی جب دیکھی اکسیر نظر آئی
جو اپنے خرابہ کی تعمیر نظر آئی ہی
اک اس میں تیری ہی تصویر نظر آئی

اس زلف کو جب دیکھا میں ہاتھ میں سودا کے
بکھرے ہوئے ہاتھی کی زنجیر نظر آئی

یار کا جلوہ مرے کیا شہرۂ آفاق ہے
ذات پر اس شوخ کے بس ختم ہو معشوقیت
ان لبوں کو قابل دشنام مجھ جیسا نہیں
صبر اس سے زیادہ کرنا کام ہے ایوب کا
فائدہ اس ہرزہ گوئی سے بھلا ناصح تجھے

جسکو سنتا ہوں سو وہ دیدار کا مشتاق ہے
جو بشہر دنیا میں ہو منجملہ عشاق ہے
یہ ملاطفت ہے کرم ہو مہر ہے اشفاق ہے
تو خبر میری کہ اب عشق کی طاقت طاق ہے
زندگی سودا کو اب عشق کرنا شاق ہے

جو کچھ ہے رنگ اسکا سو ہے نظر میں اپنی
گو جامہ زرد ہے یا چیرہ لال باندھے

تیرے ہی سامنے کچھ بہکے ہے میرا نالہ
ورنہ نشانے ہمنے مارے ہیں بال باندھے

بوسہ کی ہو تو خواہش پر کہیے کیونکہ اس سے
جسکے مزاج لب پر حرف سوال باندھے

یارو گے کسکو جی سے کس پر کمر کسی ہے
پھرتے ہو کیوں پیارے تلوار ڈھال باندھے

دو چار شعر آگے اسکے پڑھے تو بولا
مضمون یہ تو نے اپنے کیا حسب حال باندھے

سودا جوان نے باندھا زلفوں میں دل سزا ہے
شعروں میں اسکے تو نے کیوں خط و خال باندھے

کیا کہیے جو اس شوخ کی اوقات ہوئی ہے
انسان کا اسے قتل تو اک بات ہوئی ہے

یوں روز کو چہرے نے ترے یار ہرایا
زلفوں سے شب قدر بھی اب مات ہوئی ہے

چشم کی جھڑ یوں تو بہار ہی اک قلق
کیا چشم کی آفاق پہ برسات ہوئی ہے

زلفوں کے خیالات میں شب بسر اچھی
معلوم مجھے کیا ہے بڑی رات ہوئی ہے

کہتے ہیں مگر اگلے شیخ مکر کرتے ہو یار
میرے بھی کبھو دل سے ملاقات ہوئی ہے

ای شیخ نہیں تم میں کچھ الکتیم مگر شرم
داڑھی کی بزرگی ہی کرامات ہوئی ہے

سودا سے خدائی تو ہوا اک خلق کو غم سے
کچھ ہند کی سودا کی بھی اثبات ہوئی ہے

مجکو سونپا ہی زمانے کے تئین قسمت نے
دست ناصح میں شمشیر بہت اچھی ہی

نیکلے کعبے سے کیا سیر مین میخانہ تک
خانۂ دل ہی کی تعمیر بہت اچھی ہی

ذکر کو عیش کے کہتے ہین کہ ہی نصف العیش
ہجر مین وصل کی تقریر بہت اچھی ہی

زلف مین تیری ہین اسواسطے دل سونپا ہی
اس دیوانہ کو یہ زنجیر بہت اچھی ہی

کیون ہی خاموش مری طرح چمن مین بلبل
تیرے نالے کی تو تاثیر بہت اچھی ہی

کام دیکھا ہین بہت مانی و بہزاد کا یار
آنکھون مین تیری ہی تصویر بہت اچھی ہی

نیک و بد سے نکرون اپنے لکھے کا شکوہ
جو کہ قسمت کی ہی تحریر بہت اچھی ہی

جتنے ہین کام ترے سونپ خدا کو سودا
تیری تدبیر سے تقدیر بہت اچھی ہی

عاشق تھا کبھی تجھپہ یہ بیدل تو وہی ہی
گو عشق نہین اسمین پہ وے دل تو وہی ہی

خورشید کو کیا رو جو ترا چہرہ وہ ہووے
عکس آئینہ ہون پھر کچھ مقابل تو وہی ہی

کب کر سکے وہ تیغ ادا سے ہو جو کچھ کام
گو زخم نہ معلوم ہو قاتل تو وہی ہی

ہو وینگے ترے کوچے مین یون دل تو ہزارون
میرا جو دل ایک انمین ہی بسمل تو وہی ہی

خواہش کو تبدیل کر آگے تھی جو تجھمین
اب میری ملاقات کی مائل تو وہی ہی

کیا فائدہ گر غلط ہی نہ میرا احوال
جو چاہیے آگاہ سو غافل تو وہی ہی

نہ وردِ دل ہی کے کہنے کی ہی تجھے طاقت
نہ چپ ہی رہنے کی تاب و توان باقی ہی

کیا کہیے وہ بت آہ کس آئین نمکین ہی	سرتا بقدم کافر بے دین نمکین ہی
قطرات عرق کا ترے عارض پہ ہی وہ لطف	جون پہلوے مہ خوشۂ پروین نمکین ہی
کب یہ گل و رنگ پہ گلشن مین مزا ہی	فندق سے جو وہ دست نگارین نمکین ہی
یہ حسن کبھو شمع کے شعلے مین نہ دیکھا	جون سر پہ ترے طرۂ زرین نمکین ہی
میٹھا جو لگے بولنے پھر اسکی تو کیا بات	ہو ترش تو حرف لب شیرین نمکین ہی
کب چاشنی خواران جفا مہر طلب ہین	اس دل کو تری شوخی و تمکین نمکین ہی

سودا یہ مرے شوخ کو کیا چاہیے زینت
جون مہر ہین آرائش و تزئین نمکین ہی

دل جنس فروشندہ بازار ہنر ہی	دیکھو تو کہین کوئی خریدار ہنر ہی
تا قدر شناسی سے خلائق کے جہان مین	جسکو ہنر آیا اُسے انکار ہنر ہی
آیا ہی ہنر وہ کہ پھرین جس سے گئے بخت	اس عاصی کو مارست سرو کار ہنر ہی
عاشق جو ہنر پر ہی ہنر اُسکا ہی عاشق	دلبر ہی ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہی
کہیے کو نہ پوچھو لین ہنرمند کے ہوتے	اے شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہی

[illegible]

میں پندہ ہو گیا سودا اب اس نازک خیالی کا
کریا اپنے کو مجھوں ہوں مرے پہلو میں بیٹھا ہے

ناصح جفائے عشق اگر میں سہی سہی
تو نے بھی کچھ ذرا نصیحت کہی کہی
دریائے عشق کیا میں بتاؤں کہ کیسے بیچ
کشتی پھرے ہے عقل کی تیری بہی بہی
یوں نہ کھول زلف کے تئیں خدا کو مان
لاکھوں گرہ جہاں میں تو کھولی ہی ہی
پکڑے ہے تیرے ہاتھ کو ہر ایکدم رقیب
پہنے بھی گو کمر تری ذرہ گہی گہی

سودا تو چہرے کو ترے سمجھے ہے آفتاب
کہتے ہیں گو کہ اسکو مغل سب مہی مہی

بیمار کی آج اپنے سر شام خبر لے
اس رات خدائی ہے تو فال دو سحر لے
پیغمبر حسن آکے تجھے بولیں گے عشاق
قرآن کی صورت جو خط اس کا ہے پڑھ لے
ہے تنگ زمانے میں بہت عمر کا عرصہ
ہمیں عمل نیک کیا چاہے تو کرلے
دیکھ دے لکھی لگنے سے تئیں باغ جہاں میں
گر نخل حیات اپنے سے چاہے کہ ثمر لے
خاک اسکی پر کھ پر جو کوئی جوہری ہے شوخ
آگے لب و دندان کے ترے لعل و گہر لے
جوں خضر ہوس عمر ابد کی نہیں مجھکو
اسدم کی تمنا ہے جو تجھ پاس گذر لے
دیکھ اسکو اکیلا جو کیا عرض تمنا
بولا کہ تجھے خبر ہے کچھ اپنی خبر لے

[illegible]

جب اس چمن میں چھوڑ کے ہم آشیاں چلے | اک ہم صفیر نے بھی نہ پوچھا کہاں چلے

کیا لے لیا تھا ہم نے اچھا جو کوئی خار | جوں گل ہم اسکے باغ سے دامن فشاں چلے

ہر بات میں ہو ایسی کثر جو بنت اسکو یاد | مقراض کی طرح سے کہ جسکی زبان چلے

غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر | گر خوف ایسے تیر سے جو بے کماں چلے

جانیکو اپنے گھر سے کہے تھا تو ادھر ہم | دنیا سے تیرے جور کے ہاتھوں میاں چلے

سینہ مفارقت سے نہ زخمگان کے داغ | آتش فشاں ہے ہو کے جب کاروان چلے

راہ عدم بھی زور ہی سودا کہ جسکے بیچ
جسطرح پیر جاسے ہی دو ہی جوان چلے

جاتے ہیں لوگ قافلے کے پیش و پس چلے | دنیا عجب سرا ہی جہاں آ کے بس چلے

کہیو صبا سلام ہمارا بہار سے | ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے

اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ | جمعیت دلی پہ ترے پھول ہنس چلے

تیرے سخن کو میں اسیر و چشم ناصحا | مانوں ہزار بار اگر دل سے بس چلے

نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دود سا | سن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے

صیاد اب کھنچے قفس سے یہیں رہا | ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے

کام اس گلی میں سر سے یہ سودا گذر چکا | کیا تاب اک قدم جو ادھر بوالہوس چلے

سیر کر باغ کی جس وقت پھرے وہ گلرو
مار ڈالو تو نہ اک مرغ چمن میں ٹھہرے

کیا کہوں اس دل صد پارہ کا غنچہ نزا
کہے اس سے کہ سخن جسکے دہن میں ٹھہرے

یار کا ہے وہ بنا گوش کہ جسکے آگے
تاب کیا ہے جو صفا در عدن میں ٹھہرے

تا بہ نقد دو جہان اسکو نہ سمجھیں عطار
بو ترے زلف کی گر مشک ختن میں ٹھہرے

بیقرارونکو ترے چین کہاں بعد از مرگ
ایک نہیں نہیں ایسا کہ کفن میں ٹھہرے

شمع دیان کی اگر اٹھ چلے تو مجلس سے
نہیں امکان کہ تا شمع لگن میں ٹھہرے

کوچۂ عشق میں ثابت رہے تو عیار
نہیں عاشق نہ اسے جو کوئی رن میں ٹھہرے

گر زبان سے تری الفاظ نہ بندش پاوین
معنی کسطرح سے سودا کے سخن میں ٹھہرے

کیا کیا تھے چاؤ دلمیں جب آئے تھی قدم
کھلتے ہی آنکھ یار دیا اٹھا ہم سے

محفل تری مبارک ہو زر دوستونکو
تیری گلی کے سگ کو کیا کام ہے ادھم سے

ای چرخ سفلہ پرور ای آسمان بے مہر
واڑون ہو عقل تیری فرماہی تو جم سے

احمق ہیں وہ جو تیری سو میں ہیں بجز دی
تک اسطرف نظر کر یہ بات ادر ہم سے

مینا و ساغر و می ساقی و مطرب و نے
یہ ساری خوبیان ہیں سودا کے دم قدم سے

جیسے دل کی الفت لیے سر دامنگیر ہے
تب سے موج اشک کی زنجیر دامنگیر ہے

کر چکا تھا سادہ روئی میں ہمیں آزاد یار
پر خط رخسار کی تحریر دامنگیر ہے

حسن و عشق ایسا نہیں جسمیں ہو خلل انصاف کو
جرم عاشق ہو نہو تعزیر دامنگیر ہے

کیونکہ میں پہونچوں جلد اسکے رہ ہوئیگا مری
حسن جس بت کا ہے عالمگیر دامنگیر ہے

دیر سے میرے نکلنا جوں حرم آسان نہیں
شیخنا ہر بت کی واں تصویر دامنگیر ہے

کسطرح یہ مرغ دل فتراک اسکی بند ہے
آہ جسکے زین کا نخچیر دامنگیر ہے

دادہ اے دل کوئی معلوم گوش خلق کے
گو تری فریاد بے تاثیر دامنگیر ہے

ورگذرا ہے بے خبر تو اپنی تدبیرات سے
یعنی ہر تدبیر کے تقدیر دامنگیر ہے

مخلصی سودا کی کچھ حق کے کرم سے ہو تو ہو
ورنہ یاں ہر کام کی تقصیر دامنگیر ہے

اے زاہدا عطا ہو ازل سے خبر مجھے
تجھکو تو زہد خشک بلا چشم تر مجھے

کاٹی مصیبت شب ہجران میں بارہا
واعظ نہیں ہے روز قیامت کا ڈر مجھے

بازار عشق میں غرض اس سر کو بیچنا
نے نفع پر نگاہ نہ سوجھے ضرر مجھے

جوں شمع پانوں گاڑ کے جاتا ہوں میں کہاں
در پیش آ گیا ہے کدھر کا سفر مجھے

رہتا ہے اندنوں میں یار کا خیال
بھاتا ہے ناصحا سخن مختصر مجھے

ہمسے دیوانونکے عاقل فرق تدبیر ہیں | بند سے ہیں ان پختہ مغزونکی خیال خام کے
عشق کا آغاز تو جون تون گذر جاتا ہے لیک | کہہ نہیں سکتا والا حالات ہیں انجام کے
نے تلاش دین ہمسے اور نے دنیا کی فکر | اسکی رزاقی ہی وہ ہے ورنہ کسکے کام کے
گذرے تھی آرام سے تبتک نہ تھا دل آشنا | اسکے لگ جاتے ہی دن جاتے رہے آرام کے
ساغر دل خون سے مالامال رہتا ہے مرا | اہل دل گرمست رہتے ہیں تو ایسے جام کے
ہے بہار انکی نگاہونمیں جو سودا جا بجا | مست جو ہیں گے نگاہ ساقی گلفام کے

پوچھے نہ کبھو اشک وہ مغرور کسو کے | پڑ جائیں اگر چشم ہیں ناسور کسو کے
تو کہہ کے ہمیں سخت بدنام ہو ناصح | ہیں شیشۂ دل ہاتھ سے ہی چور کسو کے
قسمت کو دل اپنا ہیں لیا پاس کے بہر | بس پہونچی ہی چشم میں منظور کسو کے
ہو چشم سے کیسا ہی جو نزدیک تو پھر کیا | جس دل سے پڑا دل سے کوئی دور کسو کے
عاشق پہ تعدی ہو کوئی ترچھی سے ایجا | باندھے ہوئے ہیں دل پہ جو منظور کسو کے
پھر ساقی ہو کیا دختر رز شیشے میں آ چھلی | تجھ بن نہ رہے گھر میں ہیں مستور کسو کے
پلکون کے ترے نیش کے مارے کہ رہیں | پلکے وہ پڑا کانٹے جو زنبور کسو کے
ڈھلکے جو چلی جائے ہے نرگس کی یہ گردن | دیکھے ہیں مگر چشم وہ مخمور کسو کے
سودا تو عبث رہتا ہے پا آنکھ میں اسکے | وہ ساتھ تو شب روز ہے منظور کسو کے

[illegible]

مجھ چشم سے اب شک نہیں آنیکا ناصح
آوے بھی غم دل سے تو لخت جگر آوے

ہیں منتظر اس رشک سے رہتی ہوں شب و روز
آیا جو نہ وہ شام تلک تا سحر آوے

پھرتا ہوں ترے واسطے میں دربدر ایسا
تجھسے نہ ہوا یہ کہ کبھو میرے گھر آوے

گویا دل عاشق بھی ہے فیل سیہ مست
رکتا کہیں روکے سے کسو کے جدھر آوے

کھلکے وہ کہا اپنا میں کیا شعر کو خالی
آنسا نہ ہوا جسکے تری چشم بھر آوے

کوچے میں رقیب آسکے ترے ہاتھ سے سودا
ایسا نہیں دیکھا ہے کہ بار دگر آوے

لا کر طوفان جہاں ہمکو فلک کھلاوے
کسی عاشق کے نہ آنسو کی وہ جھلک کھلاوے

شعلہ طور ہے موسی کو چراغ مضطر
عشق ذرہ کو اسی اپنی جھلک کھلاوے

جل رہا ہے ترے ہاتھوں سے وگرنہ اے بدر
شام سے داغ جگر صبح تلک کھلاوے

کیمیا جانئے کو اس لیے سمجھا ہے شیخ
کہ خدا تا تجھے سونیکی ڈلک کھلاوے

چھوڑا نھیوں کو اگر بھنگ پیے تو زاہد
وہیں لیجا کے تجھے عرش تلک کھلاوے

تیرے شوریدہ کو جیسے نہ زمیں کو سونپا
زلزلہ کو بھی خدا وہ نہ ملک کھلاوے

آپ ہو جاتا ہے فولاد کا زہرا سودا
یار خنجر کو جو ٹک اپنی پلک کھلاوے

[illegible]

[illegible]

جب سے کہ چشم خلق صنم تجھسے جا لگی | کہتا نہین ہے بات کوئی یان خدا لگی

پامال غم ہوا ہے مرا دل نہ جانیے | ہاتھون سے کسکے پانون مین تیری حنا لگی

بھڑکی ہے آتش لالہ سے گلشن مین باغبان | کس دل جلے کی باغ مین یہ بد دعا لگی

فرہاد بیستون مین باندھے تھا نقش کو | پربت سے بندھا وہ نقش کہ جب یہ آ لگی

کافر ہون گر ارادہ ہو کچھ ساتھ عشق کا | کی یک نگہ کمان مین کہ گویا بلا لگی

لگ چلنے کی طرح نہ تھی ہرگز [illegible] | تھا وہ بھی اب نہ ماننے کی پیاری ہوا لگی

پھاڑے نہ کیونکہ سودا گریبان کو اپنے یار
چسپان ترے گلے سے جو ہو کر قبا لگی

مری آنکھون مین یارو اشک ایسا موج مارے ہے | کہ جیسے ساغر مین پر صہبا موج مارے ہے

روا ہے ابر دریا دل یہ کسکے حال پر یارو | کہ یون سرسبز ہو کر آج صحرا موج مارے ہے

پھنسے ہین بسکہ دل دریا دلونکی آستین ہی پر | ترے کھڑے پہ کیا زلف چلیپا موج مارے ہے

تری دریا دلی کا شور ہے اے مہربان جب سے | ہمارے دل مین دریائے تمنا موج مارے ہے

غنیمت تو سمجھ مین دریا کے دست اوقات کھو سودا
سرشک چشم کو ٹک دیکھ کیا کیا موج مارے ہے

ہمین کیا لطف ہے منھ دیکھنا ان یار رنگون کا | جہان [illegible] اسی عالم سے ہو دیدار کا اپنے

بغیر سوختہ خالی نہیں پایا کوئی
تابمقدور کسی سے بمروت پیش آ
حرکت جو ہو بتان کی سو اسے الفت دل
پائی محسود نے درد کہ نہ کرے حاسد
تجھ ملبوس پر اپنے تو نہ کرے منعم
شمع ناصح نے نصیحت مین گنوائی اپنی
شیخ کعبہ مین خدا کو تو عبث ڈھونڈھے ہے
پیر کو پہونک مریدون ہی لگتی ہے پدیر

شمع کبھی شب کے مری اپنا بھی ونا رولی
سنگ ہو آئینہ رو کے لیے بیدردی
سمجھے ناز حقیقت مین ہو وہ بدخوئی
لکھی قسمت کی کسو سے نہ کسو نے دھوئی
پشم دونون مین تجھ ہی شال بہاری لوئی
پردے دلسے بتان کی نہ محبت کھوئی
طالب اسکا ہو تو ہر ایک کی کر دلجوئی
گھر کی ہانڈی مین بجز ہاتھ نہ دیکھی ڈوئی

کچھ بجز داغ نہ حاصل ہوا اسکو سودا
تخم سے دل کے زمین عشق کی جن نے بوئی

درد دل اسکو کہو نہین وہ کہان ہے تو ہی
گو کہ ہے زیر فلک پردۂ تماشا عالم
حسن کو حق کی تجلی سے نہ خالی پایا
عشق گل محض ہے تہمت بچمن بلبل کو
تجھ سوا ہیچ تو دیکھا نہین دشمن دوست

پر یقین تو ہے مری جان گمان ہے تو ہی
اپنی نظر و نہین تو ہے یار جہان ہے تو ہی
شعلۂ طور کا جسے کہیے نشان ہے تو ہی
جسکی خاطر وہ لب فریاد و فغان ہے تو ہی
دوست اپنی کا جو اک دشمن جان ہے تو ہی

درد اپنے کی کرون فریاد کسکے سامنے
داورس کا آہ و نالہ آسمان کے پار ہے

اشک کا قطرہ نہ تھا آنکھون مین جیسکے روشناس
اُسکی نیرنگ فلک سے ہر پلک خونبار ہے

کیا کہون مین حال بیخوابی کہ ظالم روز و شب
اپنے چاہنے کی طالع کی طرح بیدار ہے

دیکھکر جس مہوش کو صبح ہنگام ادا
پیشکش اپنا گریبان کرنے مین تیار ہے

صبح یون نکلے ہوے گھر سے کہ جون خط شعاع
جیب کا بکھرا ہوا چھاتی پہ ہر اک تار ہے

دل مین جا بیٹھا جو صحرا کی طرف کرتا ہون عزم
جا بجا ہے اُس سے [illegible] جدھر کہسار ہے

گرد و پیش افتان و خیزان اُسکے خویش و اقربا
کوئی کرتا ہے سماجت کوئی منت دار ہے

وہ قدم جنکو رگ گل سے بھی ہوتی تھی خلش
سجدہ گاہ سنگ ہے یا بوسہ گاہ خار ہے

ساکنان شہر جب یہ دیکھتے ہین ماجرا
ہاے اس کوچہ مین ہے اور وہ اس بازار ہے

کیا خوشی اس سے ہمین سودا کہ آئی ہے بہار
لالہ و نسرین سے ہر گوشہ دامن کہسار ہے

ہر طرح خون جگر کا غنچۂ گل کی طرح
آنکھ ادھر کھولی کہ اب پیالہ اُدھر تیار ہے

ہر لحظہ اب بہ نشو و نما خط یار ہے
گلزار کی خرابی کے در پے بہار ہے

جون تیغ سمیٹ کر مین گرہ بے رکھا ہے یار
سو ٹکڑے ورنہ تجھسے نچل غنچہ وار ہے

ابر بہار رہ چمن حسن سے پرے
یان زلف و خال و خط بھی ہوا مشکبار ہے

ماہی جو حرکت جان سے غارت کا سبب ہے [illegible]

آہ کی طرز ہوس جانے نہ دے دل کی تو ہوں لیکن [illegible]

یہ جو ہم ہیں وہ دل سے لگتے ہیں آہ کی

عاشق وہ ہو جو ان کے جہان کا ادب ہے

یوسف تجھے یہ پیارے زلیخا تو کہوں کیا

رخ پہ ہو کہ وہ قہر ہو آفت ہو غضب ہو

صورت میں ہیں لیکن انہیں پیار کی کب ہے

[illegible]

تجھ عشق کے مریض کی تدبیر شرط ہی
سودائے دل کو زلف گرہ گیر شرط ہو
نالے تو ہیں بہت کیے اُس بت کے سامنے
ہو خاک راہ عشق میں تا قدر ہو تری
کافی ہی اک اشارۂ ابرو ترا ہمیں
دل کی شکست بخت کی میری تو بے خبر
کرتا ہی کس گنہ پہ عقوبت ہمیں تو یار

لیکن شفا کو گردش تقدیر شرط ہو
دیوانے کے علاج کو تدبیر شرط ہو
پتھر کے نرم کرنے کو تاثیر شرط ہی
مس کے طلا بنانے کو اکسیر شرط ہی
کیا عاشقوں کے قتل کو شمشیر شرط ہی
ہر گھر کے دیر پائی کو تعمیر شرط ہی
تقریر کے تو واسطے تقصیر شرط ہو

سودا میں اس چمن میں ہوں جوں غنچہ دل گرفت
ماتم سرا میں صورت دلگیر شرط ہی

مجھے تجھ زلف کے سنبل سمجھنے میں تامل ہی
عبور اس بحر بے پایاں کے کرنے میں تو دکھیا
کسو کی گوش فہم یار شنوا ہو نہیں ورنہ
بکیفیت ہیں ساقی جلوہ ہای برق چشمک زن
بنایا صانع قدرت نے تجکو رشک گلدستہ
زنخدان سیب گلشن حسن قامت ثمر یا بو بنا

کہ قاتل زہر سے کالی کی ہی اک شاخ سنبل ہی
گذار عمر کی خاطر قد خم پیر کا پل ہی
خموشی میں ہماری شور ہی فریاد ہی غل ہی
خرد شل ابر سے دمساز کیا آواز قلقل ہی
دہن ہی غنچہ آنکھیں نرگس شہلا ہیں بر گل ہی
یہ لب نیلوفری ہی خال کاکل شکل سنبل ہی

[illegible]

جیتا پھرا نہ جائے کوئی شہر عشق کا
دیکھا تو ملک حسن کے قابل زمین ہے

مقتول کی تو اپنے لحد کو لحد نہ جان
ظالم الم کی تیغ سے گھائل زمین ہے

بونے کو تخم عشق جہاں میں زمیں نہیں
ہو چشم ابر بار تو اک قابل زمین ہے

دوری میں سر پہ خاک کی چشم تر کو ساتھ
دیکھا میں جس جگہ تو وہاں گل زمین ہے

کیونکر نہ ملک داری میں باہم ہو کشت و خون
پایان زندگی و مرگ کا حاصل زمین ہے

شیشہ دلوں کو اپنے زماں چاک کر سکیو
یارو لب ہر سنگدلاں سل زمین ہے

یوں باز آفند نور سے سکو رکھے ہے جسم
جیسے خسوف ماہ کے حائل زمین ہے

گر ہو نہ دست فکر میں فہم رسا جیب
تو اس غزل کی ناپنی مشکل زمین ہے

آگہ نہ قافیہ سے نہ واقف ردیف سے
آنکے لیے قصیدہ کی قابل زمین ہے

مت دیکھ خاکساری سودا بچشم کم
گر آسمان ہے تو تو مقابل زمین ہے

آتش جو عشق کی ہو سو نور البصر میں ہے
شعلہ زبان دراز مری چشم تر میں ہے

آتے نہیں نظر میں کسو کے جو ہم تو کیا
عالم تو سب طرح کا ہماری نظر میں ہے

ہیں اجتناب میں بہ گھری کس سے ہم
عیب سخن مانہ میں جو کچھ سو ہنر میں ہے

حاجی کا جو سخن ہے مرے حق میں ہے وہ سچ
کعبہ نہ میری ہے جو کا اسکی نظر میں ہے

[illegible]

قسم ہے مجلسیو نکو کہ تیری آمد میں — کسی نے بھی بیخ شمع نور دیکھا ہے

کرشمہ پیر مغان کا ہے یہ کہ بدر دیر — نشہ میں آج میں زاہد کو چور دیکھا ہے

کشندہ باپ کا بیٹا ہے باپ بیٹے کا — یہ تیرے عہد میں ظالم فتور دیکھا ہے

نہ دل کو شیخ کو رہتی ہے حسن سلوا پر — پر اپنا زرق بچشم تنور دیکھا ہے

جو پوست تخت پہ ہے خوش گدا وہ ہوتا کا — سر پہ نہ کچھ ہم سمور دیکھا ہے

نہیں نظر میں تر سے وسعت کرم واعظ — مگر ہمارا ہی فسق و فجور دیکھا ہے

کتابی چہرے کے ملا کو حسن معنی میں — کتاب فقہ سوا بے شعور دیکھا ہے

کرے ہے توبہ جو واعظ کی ہرزہ گوئی سے
مگر بہار کو سودا نے دور دیکھا ہے

کس سے جا اٹکا ہے دل میرا عجب دیوانہ ہے — شور محشر ایک جسکے شوخی جانانہ ہے

وسعت دنیا میں اتنا تنگ کاشانہ ہے — پر تو مہتاب ان صوفی کا جسکے دانہ ہے

عکس ہے اپنے ہی چہرے کا جو ہے معشوق شوخ — جو ہر آئینہ تک اس شمع کا پروانہ ہے

کسکی زلفوں کے تصور میں ان پریشان و شب — دیدۂ آئینہ مژگان کی جھپک شانہ ہے

مزرع امید عاشق ہے تو بہا سیل نگر — اپنی خاکستر میں کچھ بود تو خرمن دانہ ہے

بیقراری لگی اپنے ہمسے کیا ہو د بیان — برق سے پوچھو ہے اسکی جو بیگانہ ہے

[illegible]

ہر بات پہ ہی میری اور وہ ہنسی اسکے چھپک
مجھ پر وہ کنایا ہی تو کر یہ جو گالی ہی

غیر اسکے اشارے سے جب کرنے لگے نوکین
اٹھتا ہون یہ کہکر تب یان ہرزہ کی یالی ہی

ایک انمین سے یون بولا کیون جاتی ہو تم بیٹھو
جاوگے تو یہ مجلس پھر لطف سے خالی ہی

اس شوخ نے یہ سنکر بولا کہ خدا سے ڈر
سر پر سے بلا اپنی جون تون کی پرٹالی ہی

پس غور کر اے ناداں جس گھر میں یہ صحبت ہو
وان جاکے خوشی آنا یہ خام خیالی ہی

ہم سے لالچ پہ ارادہ کچھ اگر اسکا ہی
گھر میں جو کچھ ہی یہ سب ہی یہ گھر اسکا ہی

آگے کیا چیز ہے جسکو بتاؤن یہان ت
تہین معلوم جو منظور نظر اسکا ہی

جان تک جاے اگر وہ تو ہی بندہ حاضر
دل اسے دیوے جو کوئی تو جگر اسکا ہی

کیا مزاج اسکے بتاؤن کہ عجب آتش ہی
شعلۂ طور بھی شاید کہ شرر اسکا ہی

حسن ہے اسکے یہان دونون جہان کا روشن
شمس ہی چشم نہ اسکا نہ قمر اسکا ہی

کیا ہی تجھ حسن کو تیر نگہ بد سے خطر
داغ اس دل پہ جو ہی سینہ سپر اسکا ہی

مہمان خانۂ آفت ہی جسے کہتے ہین دل
حلقۂ چشم کا دیکھا ہین وہ در اسکا ہی

مین نہ کہتا تھا دلا اس سے نہ لگ چلنا تو
بات جو سودا کی مانے نہ ضرر اسکا ہی

ہر کسیکا نہ پڑے کوچے مین ایسے کے قدم
جہ دم تیغ نہ چلتا ہو گذر اسکا ہی

غزل

مجھی سینا جو تیرے گھر دکھائی دے تو سو چتا ہوں | کیونکہ سورج کی جوت کے ہر ایک تار اچھٹک رہا ہے
بلوری تین لے نہ اسکی بوند لگ کے پھولی نکلے تیرے | تمہارے کانوں میں جس طرح سے ہر ایک موتی لٹک رہا ہے
کہیں جو تک چلنے ساتھ دیتا ہو سطر کا کپڑا پانی | بجا نو پنی مہندی کی دھول ہونٹ جیسے اچھٹک رہا ہے
کبھو لگا ہو نہ آتے جاتے جو تیرے پلک اسکو نکالو | سجن جو کانٹا ہو تجھ گلی کا سو پلک سے میرے کھٹک رہا ہے
کوئی جو مجھسے یہ پوچھتا ہو کیونکہ رقابت ہو تو سمجھے | ہر ایک آنسو مری پلکوں کا جگہ جگہ سر پٹک رہا ہے
کبھی ہو کیسا ہی جیان جس کا گنوں سو لگا ہو بستا | گیان بت بھی ہو اسکا تو چھوڑ اسکو سٹک رہا ہے
جو بات چلنے کی ہو اسکا پتا بتا دو مجھی سیرین | تمہارے پٹوں میں آج برسو نسی بیٹھو سی بیٹھک رہا ہے

جو سینے سودا سے جا کے پوچھا تجھے کچھ اپنے بھی من کی سدھ ہے
یہ رو کے مجھسے کہا کسی کے لٹک میں لٹ کے لٹک رہا ہے

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے | ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے
وہ شخص یار خاطر ہرگز نہ کسی کا | جسکا ندیم ہووے اسکی نظر کو پرکھے
جوہر نہ ہووے جسمیں ہر قناس سب ہے | جو صاحب ہنر ہے وہ ہی ہنر کو پرکھے
جویای سخن کے خواہان وہ یار ہیں جہاں میں | جن میں نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے
خاطر میں وہ نہ لاوے کیا ہو اثر نہیں | جو قطرہ ہائے اشک مژگان تر کو پرکھے
سمجھے کہ بیشتر عاشق معشوق کا ہی معدن | ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے

سخن کو ریختے کے پوچھے تھا کوئی سودا | پسند خاطر دلہا ہوا یہ فن مجھ سے

اب اسکو گوش کرے تھا جہاں نہیں اہل کمال
یہ سنگریزہ ہوا ہی دُرِ عدن مجھ سے

ہم ہیں وارستہ محبت کی مددگاری سے | سب سے آزاد ہوئے دل کی گرفتاری سے
سبب غفلت بنا ہی فقط عیش شباب | خواب آور ہی سحر رات کی بیداری سے
شکوہ ہی جور و جفا کا ترے کس کافر کو | مجھپہ گذرے ہی سو میری ہی وفاداری سے
قطع الفت نہ کرے کب عمل ناہموار | چوب سی چیز تو ہوتی ہی دونیم آری سے
ایک میں ہی نہ تمھارا ہوں جہاں میں عاشق | جور جو کرنے سے ہو کر تو میاں باری سے
مے پرستی ہی مری باعث آزرش خلق | توبہ صد توڑنے کی ہی مری مےخواری سے
کام دل جب تئیں تجھسے ہو ہمارا حاصل | کام اپنا تو ہوا جائے ہی بیکاری سے
تجھ طلب میں یہ ہوا آپ کو بیٹھے کہ ندان | طالب اپنا میں ہوا تیری طلبگاری سے

پہونچے گر شہر بتاں میں تو پڑا ہی سودا
رہیو بازار محبت کی خریداری سے

خورشید و مہ نے پیار سے تجھپہ پنہوائی | ریش و بروت و ابرو سب کو صفا بتائی
سر کی خبر نہ تن کو تن کی نہ سر نے پائی | ای تیغ عشق تیری اللہ رے صفائی

[illegible]

تری آنکھوں کی گردش نے نگہ پھیری بیمار ایسی کی
کرا سب ... نہیں ... لغزش بیمار ایسی کی

تری وہی بہار باغ سے جو کچھ کہ کرتی ہے
خزاں نے کس چمن میں باغ و گلزار ایسی کی

نظر پھر دیکھ جانے میں تھا قشقہ ازل
مجھے کر منع کس آسمان کو تیغ شوار ایسی کی

وفا اگلی کا شاکر ہوں جفا کا کبھی شکوہ کیا
بہت و روز حسن بیسی کی تو ونہ چار ایسی کی

جو دیکھے زاہد اسکو رے ورنہ جانے پھولی
مغاں نے دختر رز اس برس تیار ایسی کی

جدائی سے مجھے اے دوست گر کر جدا کرنا
کسی دشمن سے دشمن نے نہیں کی یار ایسی کی

گسنہ پھیرا نہیں عشق تیرے لحوا رہی کے بیٹھے
نہ دیکھا جب میں کچھ چارا تو پھر چار ایسی کی

رکھی طرح ملاقات اس غیر دل بھی ملنے پر
گوارا جو نہ تھی دل پر سو وہ ہر سوار ایسی کی

بیاں نقد محبت جنس دل ملتی نہیں سودا
بتاں نے داغ دے دے کر خرابی شہر ایسی کی

جدی جدی سمجھا ان یاں ہی سکی
بہشت خاک میں جا کہ نداں ہے سبکی

سمجھ نہ دوستی میں زندگی خضر کا ملال
کہ عمر دوستی تا امتحان ہے سب کی

زباں پھیری ہو کہ ملنے میں جیسے سو کچھ نہ غم
وگرنہ یوں حرکت میں زبان ہے سب کی

متاع دین سے میں پہنچوں لیے پھر
کہ ذات حق جو ہے وہ پاسبان ہے سب کی

جو ناز پوچھو تو دل ہی چھین ہر ایک
ادا جو دیکھو تو خواہان جان ہے سب کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سودا تو نا شکی سے رکھا نہ اپنا یہ باز
ناصح نصیحت اپنی سے خوبی شعور کی

بولو نہ بول شیخ جی ہم سے کڑے کڑے
یاں چٹ گئے ہیں اس سے کتنے ہی چکنے گھڑے

کیا سیکھے ہیں آن کے چپ کی گانٹھ سب
ہو جائینگے اسکی مہر سے تو آب ہم کٹر کٹر

قامت نے تیرے باغ میں جا خوش نگی
تا ہوا لیا ہو سرو چمن سے کڑے کڑے

مل جا گلے سے اب تو مرے یار کیا ہوا
دو روز ہو گئے ہیں جو باہم لڑے لڑے

کیا قدر دل بتاں کو جنوں کا کہ کرے
دل خاک ہو گئے ہیں کروڑوں پڑے پڑے

از بسکہ تنگنا ہے گنہگار آخرت
بیٹھے ہیں اشرف کہہ دیں کھڑے کھڑے

دندان دہن میں وقت تبسم نہ دیکھے ہم
سوتی سے کچھ ہیں نظر آئے جڑے جڑے

بوسہ نہیں لبوں کا گالی ہے گالی نہیں تو مار
عاشق نہیں ہیں منہ چڑھے جو حسن اترے

سودا کے ہوتے وامق و مجنوں کا ذکر کیا
عالم عبث اکھاڑے ہو مردے گڑے گڑے

وہی جہان میں ہو قلندری جانے
جو بوریا تن پہ جو ملبوس قیصری جانے

غلام اسکی میں ہمت کا ہوں کہ جو اپنے
جگر کے خوں کو خواں تو نگری جانے

فہیم ہو وہی آفاق میں ترا جو یا
کہ جس میں پائے تجھے اسکی بہتری جانے

[illegible]

مقام عدل پہ جسدم سریر آرا ہوا — ہر ایک تخت و دو کلاہ مین برابری جانے
وہی ہو ایسا کہ ہین سلے گوشہ نشین — کہ جسمین عالم خلقت کی بہتری جانے
ملازمون سے نہ لاوے یہ اسکو بر سر کار — کہ جس سے کار خلائق کی ابتری جانے
چمن ہے ملک رعیت ہے گل انھونکے لیے — بسان ابر سر سایہ گستری جانے
ہمیشہ جود و کرم مین سمجھ ہر ایک کی قدر — مساوی از امرا تا بہ لشکری جانے
بجا جو طرح سپاہی ہو اسکو سمجھے ہو — نہ یہ کہ مرنے کو بیجا سپہ گری جانے
جو شخص نائب داور کہلائے عالم مین — یہ کیا ستم ہی نہ آئین داوری جانے
سوائے ان سخنون کے جو تاج زرین کو — خیال اپنے مین سر و صرف سروری جانے
بغیر تاج تو یون نزد فہم ہے جسطرح — خروس آپ کو سلطان خاوری جانے

غرض یہ وہ غزل قطعہ بند ہی سودا
کہ اسکی قدر کوئی کیا جز انوری جانے

مرے طلب کی اسکو ہوس ہووے اگر ہووے — کہ مجھ مین یک رمق باقی نفس ہووے اگر ہووے
کمال اشفاق کا لازم ہمین نکی تسلی کو — ہمین تو یک نگاہ لطف بس ہووے اگر ہووے
زمین کشت امید اپنی کی ہو سر سبز کیا مجھسے — جو یون تخم گل نو خار و خس ہووے اگر ہووے
فلک کو عدہ تجھ قسمت سے جو ظل ہما کا ہو — تو سر پر سایۂ بال مگس ہووے اگر ہووے

آزاد کرتے تم ہمیں قید حیات سے
اسکے عوض جو دل کو گرفتار کر چلے

اٹھکر ہمارے پاس سے گھر تک رقیب کے
بھیجے کا وہ کوئی جو ہمیں پار کر چلے

تو خوش ہو گھر لیے ہیں جس شکل سے ہو تم
دو چار نالے ہم پس دیوار کر چلے

اللہ وہ درد و غم نے کیا عزم جب ادھر
ہم کو عدم سے قافلہ سالار کر چلے

سودا نے اپنے خون کی بیعت سے یک نگاہ
چاہے تو اپنی بات سے انکار کر چلے

پیارے خدا کے واسطے ٹک اپنے دل سے پوچھ
انصاف تو کرو یہ کسے مار کر چلے

نہیں معلوم اس سینہ میں کیا جوں شمع جلتا ہے
دھواں ہو نوک زباں سے بات کر نہیں نکلتا ہے

گھڑی گھڑیالی کی سن سنکے میرا جی دہلتا ہے
چلی آتی ہے وہی رات جوں جوں دن ڈھلتا ہے

ادا تو لیگئی دل کو پر اسکا ناز ہے محرم
بغیر از جی لیے کافر کہیں چھاتی سے ٹلتا ہے

برنگ شیشہ اشک آنکھوں سے میرے جوش کھاتے ہیں
زبس ہر استخوان اب آتش غم سے پگھلتا ہے

اثر لے آہ میں ہر چند تو تاثیر نالے میں
پر اتنا ہے کہ ان دونوں سے میرا دل بہلتا ہے

مرا دعویٰ کی شب تا صبح اندوہ تفرقہ سے
پڑا ایک ایک حسرت کے اندر دل اچھلتا ہے

مجھے تشفیع کیوں کرتا ہے ناصح جو تو انصاف سے
بس ان کا جانا ہے ہوں کسو کا کچھ بھی چلتا ہے

خیال اس کے مژگان میں یہ احوال ہو دل کا
کہ جیسے صید کو شاہین کا چنگل مسلتا ہے

[illegible]

تیرے خوبان تنک ای مہربان کب عشق نے پائی
محبت میں سمجھ یکسان ہے جس کی جس سے بن آئی

بہر حق ہے یہی نسبت گل و بلبل بہی رکھتے ہیں
ترا جلوہ مراد لکش ہے اسکا گل کی زیبائی

برائے خوش فغان ہے بعض جا ضرجان [illegible]
جو نقد دل تھا سو تو کر چکے ہم خرچ بالائی

سمجھ کر بول جو بولے نہیں پھر بازگشت اسکو
سخن بیرون لب منہ سے ترے جیسے ہم زبان پائی

نہیں ہے گھر کوئی ایسا جہان اسکو نہ دیکھا ہے
کنہیا سے نہیں کچھ کم صنم میرا وہ ہرجائی

بغیر از گور زاہد کنج تنہائی کہان سوجھی
نکیر و منکر اس جا ہون تو پھر معلوم تنہائی

محبت کی کرون تحصیل کی ہیں تقریر کیا یارو
ستم پر بحث ہے تو اسکو اٹھا لیتا ہون بن آئی

بجز خون جگر ساقی نہ دیکھا واسطے اپنے
کرے ہی جام باور ہین جوہر تیغ بینائی

جھکایا تھا مجھے زاہد نے کو جہ رنج دنیا کا
مغان نے راست دنیا کی مجھکو بات بتلائی

ثمر ذلت ہی خواری برگ اسکا شاخ بدنامی
بوئے پھر تباہ دل ہین تخم تحمل رسوائی

کہین ہین یار یون مجھسے سبب ہی لوٹنے سودا
چمن میں سنبل و گل نرگس [illegible] دکھلائی

پر اس سے کیا تھا ہی زلف نے عارض نے آنکھون نے
پیارے بانٹ لی باہم مری آنکھون کی بینائی

جب ان آنکھون کا غمزہ بر سر بیداد آتا ہے
قضا سے قتل عالم کی یہی استاد آتا ہے

خیال لب ہی یون تقویت دل کو دلدار کا
اثر جیسے طبیعت کے لیے امداد آتا ہے

سودا (۳۷۸)

[illegible]

آنکھ اُٹھا کر دیکھ تو اے یار میری بھی طرف
کب سے ہون میں منتظر صاحب سلامت کے لیے

کھائے تھا اُسکے کوچے سے میں ٹھوکر کھاتا ہوں مگر
دو قدم بھی کم نہیں ہو دل ندامت کے لیے

حرف واعظ مجکو مسجد میں تو لایا ہو ولے
ہو اذان ہر وقت کی بانگ اقامت کے لیے

زخم سینہ کا تو بھر آیا ہے لیکن داغ دل
رہ گیا ہے دوستی کی یہ علامت کے لیے

اُسکے کوچے میں تو کیون جاتا ہے اے سودا اگر
خلق کی سر اپنے لینے کو ملامت کے لیے

نہ غافل رہ زمانے سے بسر کیجیو ہشیاری
کہ خواب پاسبان ہے گرگ کے طالع کی بیداری

پلک تک بھی نہیں صید فلک پر نیسان نظر میں
عطا اُسکی بنا ہے میں گا تہہ جو دریا میں جاری

نہیں دشمن لان کو سعت زمین تا نہیں
کہ اسکو نان نگاہی پاؤ گے آدھی کہے ساری

ہوا زاہد کو عشق خوش لبان سے بری کی عالم
پڑی ہے آتش یاقوت سے پنبہ میں چنگاری

نہ رکھا داغ دل نے تن میں تیرے سینہ مجھ میں
بقول پنبہ کی جون شمع کب تک خبرداری

سدا زخمی تیغ زبان کو نفع کیا تجھ سے
نہیں مرہم پذیر اے یار جسد زخم مرکاری

شہید رسم ملک عشق ہون سودا کہ لیتے ہیں
جہان جرم نگہ پر نقد جان رو دل گنہگاری

کیا جانیے کس کس سے نگہ اُسکی لڑی ہے
جس کوچے میں جا دیکھو تو اک بھیڑ پڑی ہے

[illegible]

قدر دل مجھو نہ پھر ہاتھ آئے جب جا چکے
جان بھی مجھ جو اس جینے کا اب جھگڑا چکے

خط آئے پر جو تم کرتے ہو ہم سے احتلاط
یہ نوید آمد کے پیارے مجھسے مجکو لیگئے

تیغ ابرو کیونکہ تو تیر مژگان کو چھری
گوش زد اسکے کیا عدا نے میرا حرف عشق

چھٹکے وہ کہیں نہ جو دام میں عج چکی
دیر ہم دل کھو کر میاں اپنی سزا ہم پا چکی

کیا سلوک لگے تمھارے لیے ہم دیکھا چکی
آپ میں آیا میں تب کتا کہ جب ہم جا چکی

قتل عالم میں ہا اب کیا کہ تم بندھوا چکی
کیا رہا گر جانے میں اب آگ وہ سلگا چکی

کچھ علاج ایسا بتا سودا کہ دل چھوٹے کہیں
یار کے ہاتھوں بہت خون جگر ہم کھا چکے

خوب واقف ہیں محبت کے وہ سر رشتوں سے
سب تن زار ملا آہ کے سر رشتے سے

پشم انکی نہو جز حق کے کہیں مجرائی
دل عشاق مسلسل ہیں ہر یک سر مو

کھلے کب بلبل چمن میں کہ قفس میں ہیں بند
توڑ کر تحمل محبت سے جو پھر باندھے دل

بیاک ملنے کا نہیں جیب کا میری جو گل

حسن اور عشق کے جکو ہی خبر رشتے سے
سوزن گم شدہ جو آئی نظر رشتے سے

باندھیں ہیں فقرے وہ شخص نگر رشتے سے
تیرے جسدن سے گندھی گیسو کی سر رشتے سے

بندھے تھے وان بھی گل کے پہر رشتوں سے
یوں ہی جون شاخ سے باندھا ہو ثمر رشتے سے

ناصحا تو تو سے شام و سحر رشتے سے

[illegible]

جو یون لاٹھی دکھاتا ہون تو دانت اپنے نکوستا ہے
چڑھا پھرتا ہے شیخ مرکب ترے گو رند شہتیر ہے
ترا شاہین پا ہن بھی رہتا ہے جیتا اپنے کو

رقیب گر ترے قصے سے ہے جیسے بیدار کی مگر کی
ہر یک وکے لیے ہو تو بتا خاک اسکی ہر گھر کی
کہ سنگ آستان میرے کو پھوڑو تو ہم آزر کی

کمیت خامہ تازی ہے ترا پھر کیا کرون سودا
چلاوے سے تمام اسکی عراقی کی ہوئی ترکی

چاہنا بزم تعیش کا ہوسناکی ہے
گذرا انسان کا یہان سے جو بچالاکی ہے
زخم شمشیر سے جو دو شکے ہیں ترت یاب
یہ تو بو طرہ سنبل میں نہیں ہے سچ کہہ
سر کو سجدے کے مصلے پہ جو بیٹھا ہے شیخ
عشق وہ شے ہے کہ معشوق سے لے عاشق کا
ہوش میں کیونکہ وہ حکا کرے ہا ہے جسکے
زاہد حور بہشتی پہ تری تو ہے نظر

دشمن دور قدح گردش افلاکی ہے
جون کمان سوچ ہوا جلد ہی چالاکی ہے
در گذر کرنی اور اشخاص سے سفاکی ہے
زلف کی کسکے صبا تو نے گرہ وا کی ہے
کچھ مراقب نہیں پلک میں تریاکی ہے
شکر لب جو ہو سے تو زبان شاکی ہے
ہاتھ سے لعل لب یار پہ حکاکی ہے
ہمنے بھی میکدہ میں ختر زتاکی ہے

عزم کعبے کا تجھے حسرج برا ہے سودا
دل میں تین گبر و مسلمان کے اگر جا کی ہے

ہمت پہ فلک کے نہ ہو چشم سیہ کی
یہ رنگ مین تصویر نہ تیری ہو نزاکت

چاہا بھی تو کچھ اپنے ہی مراد و قدم سے
جسکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدۂ نم سے

خجلت نے کیا آب صدف کے تئین سودا
در در تری یہ کچھ پیار ہوئی تیرے قلم سے

بینہ کو دور کر مرے سینہ کے داغ سے
آغاز خط کا دیکھ کے رخسار پر ترے
مے بادہ یہ دہن سخن آشنا نہو
گذرا ہو تو چمن سے کہ بلبل کی ایکگاہ

سوز شب فراق کو دیکھ اس چراغ سے
شرمندہ ہو بہار چلے رو ہی باغ سے
جون غنچہ لب کھلین ہین تمہارے ایاغ سے
آتی ہے بوے گل کی طرف کس باغ سے

سودا اسے وہ چاہیے ہر از تخت سلطنت
اک کنج عافیت مین جو بیٹھا فراغ سے

غفلت مین زندگی کو نہ کھو گر شعور ہے
شمع و چراغ کو کہ ہمی شب سے دور ہے
دل کو مرے ہوا کہ سحر سے شگفتگی
بلبل چمن مین تیغ نگہ کسکی چل گئی
سوسے کے کچھ عصا سے کم لیئے عصا قسم

یہ خواب زیر سایۂ بال طیور ہے
تو گھر مین ہو مرے تو اندھیر ابھی نور ہے
غنچے کو گلستان مین حیا سے سرور ہے
جس گل کو دیکھتا ہون سو زخمو نسی چور ہے
گنتے نہین عقل کا انہین فور ہے

جو پاک گھر ہی تن کا جا کہیں ناپاک مت دل
خدا کی نزدیک ہو مصلی نہیں ہین نماز وہ نمازی

ہماری لت بدیہ فہم علم احسن ہو منعموں کی
جو سر نگوں ہیں آنکلے آگے تو انکی معلوم سرفرازی

کسیکو یان غرہ تاج کا ہی کسیکو پیچ کا ہی
کوئی بیکاری ناج کا ہی یہ جبر کیا ہی کہ بے نیازی

گذرا دھر بھی وہ شاہ خوبان کرے جو یکدم تو کیا عجب ہے
ہوئی ہی آگے بھی بادشاہوں سے اس طرح کی گدا نوازی

زبسکہ ٹوٹا ہوا ہنایا ہی عشق تیرے میں شیشہ دل
جو ٹوٹی عالم کی گھر کا شیشہ تو جوڑ نبھی یا شیشہ سازی

قمار خانے میں عشق کے ہم کھیلے آگے دیکھیں خدا کریگا
جو نقد دل تھا اسے تو ہارے کہ کانی ہے ہی جانبازی

اگرچہ عمر خضر سے بھی ہو زیادہ زلفوں کا طول اسکے
پہ پائی لیکن انھوں میں سودا شب فراق نے کی درازی

دل کسی سے کب پلٹتا ہی
دین و دنیا سے جی اچٹتا ہی

طرۂ زلف شکل چنگل باز
مرغ دل پر سے جھپٹتا ہی

طرہ برگشتہ بتان کا حسن
صف آرام دل الٹتا ہی

گل ہی عاشق ترا قسمت کھا
یوں گریبان کسی کا پھٹتا ہی

غنچے سمٹے تو سمٹنے ممکن ہی
دل جو بکھرے تو کب سمٹتا ہی

نہیں شرم اتنی کم زیبنا ہی
اسقدر مجھسے کیوں وہ کٹتا ہی

کیا کہوں اس صفا عارض کو
وان نگہ کا قدم رپٹتا ہی

میرے جو گالی دین سودا
پاس اپنے جواب ہو وہ ہی

جان تو ناصح ہو اگر چاہیے
گھر سے نکلتے ہی تجھے ہر سحر
عشق سے ڈر تو وہ خاشاک کہ

دل تجھے دینے کو جگر چاہیے
قتل کو اک پیش نظر چاہیے
آگ کے شعلے سے حذر چاہیے

خدا بتوں میں کہاں ہے یہ خلق کا کہ نہووے
نہیں ہو لطف سے خالی یہ دربار کا ملنا
بہار ہوتے ہی آئی خزان کہی قضا میں
نہیں ہے نقش یہ میرے کہ اک تتا تجھے درد

غرور وہ کبر جوان میں ہو از کجا کہ نہووے
بتا نہیں وصل کی ہم قدر سحر تا کہ نہووے
جو یہ نہیں تجھے منظور جلد آ کہ نہووے
جو کچھ مسیح سے ہو تجھ سے قتل کیا کہ نہووے

نہ پہان ہیں یہ ترے چشم کے بیمار کئی
کوئی سکتا ہے تو نہ ٹھہرا ہو کوئی ہو جس
عشق ہو شرط ہی کیا ہو فرض لوت تجھے
بلبلو مجکو نہ تکلیف کرو نالے کی
شیخ مجکو نہ ڈرا اپنی بڑی پگڑی سے
عیب کیا ہے جہاں اہل جہاں بھی دیکھی

مر گئے خنجر مژگان کے دل افگار کئی
آج دیکھے ترے کوچے کے گرفتار کئی
یار بے انسان کے مرنے کے ہیں آزار کئی
ڈوب جاوین گے ہم ہیں گل گلزار کئی
ایسے تو دیکھے ہیں میں گنبد دستار کئی
ایک تو ندان ہو کہ جس میں ہیں گنہگار کئی

۳۸۴

سودا فغان کو خدا یہ لکھا اسکے بارے
جس وقت اسکے حال کی اسکو خبر گئی

سن اے فغان جہان میں عاشق جو ہو گیا
معشوق سے اسے روش اسکی گذر گئی

شیریں نے جو رکھنا کیا کوہکن کے ساتھ
مجنوں پہ کیا جفا تھی کہ لیلی نہ کر گئی

گل ہی پڑے سسکتے تھے بلبل چمن کے بیچ
ذرہ نہ اسکے حال پہ گل کی نظر گئی

پروانہ رات شمع سے آتی چلی کہ صبح
تا کستر انکی لیکے صبا دشت پر گئی

میں تازہ کچھ کیا ہے کہ بیتابی کہ مرے
آوازہ آہ و نالہ سری گھر بہ گھر گئی

حرمت لکھی نہ رعد کی فریاد نے تری
رونے سے تیرے آب وسے ابر تر گئی

لوہو سے تیرے سر کے جو دیوار گھر کی سرخ
آنکھوں تک سوج خون کی بیرون رگ گئی

دل کو ترے سمیٹن ہو اگر بات شیخ جیسے
تو کار عشق سے تو مرے لال کر گئی

القصہ خط کو پڑھ کے اسنے کہا کہ شیر
تیرے ہی دل کی مہر جو نون کا گذر گئی

شیریں کی ایک میں کھونی رہ بار پا
لیلی جو دید بھی وادی مجنوں او دہر گئی

یاں تک تو کھٹ میں لیلی کے مجنوں ہوا گیا
اس حال تھا دسے اٹھیں یا باہر گئی

جا رہی ہوا تھا نول کے جو نہیں وقت آ
لیلی کے پوست ال اگر نیشتر گئی

ظالم کر دو گل کا گریبان ہوا ہی چاک سا
اک عندلیب گرا چل بے سے مر گئی

پروانہ کون سانہ جلا شام کو شمع
روتی ہوئی نہ بڑھ سے وقت سحر گئی

چمن میں کسکی مدارات تھی بتا تو نسیم
کہ صبح غنچوں کے شیشین عطر دان کھول دیے

نہیں یہ سرمۂ دنبالہ دار مژگان نے
دلوں پہ ہو کے صف آرا نشان کھول دیے

سمجھ کے باندھ چیا و مال پر میرے
کرتا کہے نہ یہ کوئی مدان کھول دیے

نین کو موند کے سنتا تھا قصۂ عالم
لگے جو کہنے مری داستان کھول دیے

تھے عقدہ غنچوں کے دل میں طرف بلبل کو
نسیم صبح نے آ در میان کھول دیے

سودا نے تری داوی کی سمجھو سودا سے
کواڑ چھاتی کے آ درمیان کھول دیے

ساون کے بادلوں کی طرح سے بھرے ہوئے
یہ وہ نین ہیں جن سے کہ جنگل ہرے ہوئے

اے دل کہیں بگڑ سی گئی آئی ہے فوج اشک
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے

پلکیں تیری کہاں صف آرائی ہو وہاں
افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوئے

آنکھوں نکو تیری کہیں باندھوں کہیں تیر ...
جاتے ہیں میری دل کی زراعت چرے ہوئے

پو ندی کے جدھر کو نسیم سے بدلے ہیں یکہ گر
لڑکے مجھ آنسوؤں کے نپٹ منگ سے ہوئے

انصاف کسکو سونپیے اپنا بجز خدا
منصف جو بولتے ہیں تجھسے ڈرے ہوئے

نزدیک اپنے رہنے سے مت کہ کہیں ...
ہیں لاکھ دور جیب سے دل پر بھرے ہوئے

مجلس میں تجھو کیروں کے جو تجھ بہی سنج ...
آویں تو تجھ خدا نے کیا مسخرے ہوئے

کہے تھا شمع سے پروانہ رات جلتے وقت
کہ حق بندگی اس طرح سے ادا کیجے

کہا طبیب نے احوال دیکھکر میرا
کہ سخت جان ہی سودا کا آہ کیا کیجے

ہر سحر قتل تری چشم کا اک مفتون ہی
بستۂ زلف پہ ہر شام ہی در شبخون ہی

ہر محیط ہی خیال اپنے میں افلاطون ہی
عقل پر ہووے گی اسے وہ جو ترا مجنون ہی

راز افشا نہ کرو غنچے کی خاموشی کا
مجھ جگر سوختہ کی بھی تو دل پرخون ہی

اے فلک کس قدر رعنا کو زمین میں گاڑا
سرو جو کھینچے ہی سر خاک سے وہ موزون ہی

جزو بھی کل ہی حقیقت میں تحقیق ہی شرط
قطرہ بڑھتا ہی رہے یار تو پھر جیحون ہی

جو بچی سو ہی غنیمت سمجھ اے خانہ خراب
ورنہ سب اہل گلستان کا چمن پرجنون ہی

گل نے شبنم سے لے الماس کو کھایا لیکن
گانٹھ میں غنچۂ لالہ کے ابھی افیون ہی

ایک غماز نے اس مہ کے لب پر سے یہ کہا
ہی جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہی

سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اسکو
باندھنا خون پہ کمر اپنی نیا مضمون ہی

سرو گلشن سے نہ کچھ مفتون ہی
بید بھی قد کا ترے مجنون ہی

جذب طوفان نہ زمین سے ہوتا
تشنہ لب کو نشایان مدفون ہی

جگر اور دل پہ یہ ستم چھری ہے بہار ایسی ہے جو نصیب
کہ زخم سینہ گویا رخنۂ دیوار گلشن ہے

فلک گوشہ مین تنہائی کو بھی آرام نہیں دیتا
یہ سینہ شمع کے فانوس مین جلنے سے روشن ہے

دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہے تو جہان ہے

ہر ایک سے کے دکھ درد کا اپنے گریبان ہے
مجکو بھی ہو رخصت تو مرے منہ مین زبان ہے

اس عشق کا تو ہی ہے سزاوار کہ ہر ایک
دل لیکے ترے نام کو جو پاوے نشان ہے

جو بندہ کہ ہر چیز ہے یا بندہ جہانگیر
جز عمر گذشتہ کہ وہ ڈھونڈھو سو کہان ہے

پیری ہے تو جاوے تو جوانی سے یہ کہنا
خوش ہو مری جان تجھ بعید ہے جو جہان ہے

ہو بجانہ کوئی مرغ کبھو اپنے چمن تک
جز طائر حسرت کہ وہ یان بال فشان ہے

سمجھے تو کسو طرح مرا کچھ نہین چلتا
جز خون کہ آنکھون سے شب و روز روان ہے

ساقی تو نظر کیجیو ٹک صحن چمن کو
اس پیر کے جلوے کا بھلا کوئی جوان ہے

سودا کا ترے دشت مین ٹھلانسی یہ چال
جیدھر وہ کھڑا ہو تو گویا سنگ فشان ہے

اٹھایا کوہ رستم نے اگر تو سخت نادان ہے
اٹھانا دل کو دنیا سے عجب کار نمایان ہے

خوشی سے دل کو بھی رکھا نہ رکھا نہ رکھا یا کبھی
چمن مین گل اگر خندان ہے تو بلبل بھی نالان ہے

تو بیزد و نیک بدر رکھتا ہے یہ ویران جسنہ کو
گہر اور ہے یوت دل مین جگہ رشتہ کی یکسان ہے

کچھ حال دل کی شاہد ہو جو کبھی کہ جسکو / تو نے دکھا دکھا کر اسکا لہو پیا ہی

شملا پڑا ہو اتنا کیوں تیرے پیچھے زاہد / پگڑی کو تیری ان نے کیا آگے دھر لیا ہی

شانہ ہیں شیخ جی کے داڑھی بھیتیج سمجھو / ایک ایک جو بال ہی یاں وہ کاٹھ میں دیا ہی

اثبات کر کے تجھسے ایکبات اب کہوں میں / لیکن نہ کہنے لگیو مجھ پر یہ طوطیا ہی

آتا ہو یاد کوئی تر بیں وقت تجکو / اکثر تو دوے کے سر میں دیکھا ہیں دیا ہی

روئے کی تیرے سودا اتا ثر کیا کہوں میں / عالم کے دل کو جن نے خوناب کر دیا ہی

ارض و سما شفق نے لوہو میں بھر دیا ہی / یا دل کسو نے جا کر خالی کہیں کیا ہی

سینہ اب اپنے دل پر کرنے لگا ہی تنگی / ازبسکہ زخم اسکا پھاٹا ہو اوسیا ہی

چون گل ہی مجھ پہ احسان کیا ساقی ازل کا / میرے لہو سے مجکو اک جام بھر دیا ہی

کس سے کہوں بتا نکلے ہیں ڈھنگ دلبری کا / ان کافروں نے میرا دل لیکے جی لیا ہی

دل پر کبھو ہمارے تجکو نہ رحم آیا / آئینہ کو جو حیران دیکھا تو رو دیا ہی

یا رو فلک جو مجکو احسان کش کرے ہی / اس سفلہ نے کہو تو ایسا وہ کیا دیا ہی

اسکی بڑی عنایت اے دل ہی یہ کہ جسکو / جوں غنچہ ستوا جگہ سے پیوند کر دیا ہی

سودا سے یہ کہا میں کچھ فکر کر کسی کا / خاموشی نے تو تیری عالم کا جی لیا ہی

اور دل جو ہی قفل میں سو طرح کا پھوڑا | ہر گز نہ وہ پکے ہی نہ ظالم نہ پھوٹتا ہی

القصہ کیا کہوں میں گلشن میں زندگی کے
تجھ بن نہال سودا پاؤں ہی آ لگا ہی

نسیم ہی ترے کوچے میں اور صبا بھی ہی | ہماری خاک سے دیکھو تو کچھ رہا بھی ہی
ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم | ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہی
جلے ہی شمع سے پروانہ اور میں تجھ سے | کہیں ہی مہر بھی جگ میں وفا بھی ہی
خیال اپنے میں گو ہوں ترا نہ جان مست | کر اپنے کو دلوں کے کبھی سنا بھی ہی
زبان شکوہ سوا اپنا نہ میں یہ بات | کوئی کسی سے یہ بہ بیگر آشنا بھی ہی
ستم روا ہی اسیروں پہ اسقدر صیاد | چمن چمن کہیں بلبل کی اب نوا بھی ہی
سمجھ کے رکھیو قدم خار دشت پر مجنوں | کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہی

سودا جو سنا ہی کسو کا نام یہی ہی | آوارۂ صد زلف سیہ فام یہی ہی
کہتا ہی صبا گوش ترا زلف کے آگے | ہیں صبح قیامت ان مری شام یہی ہی
کب تا قفس لا سکے جو مشت مری صیاد | اک الفت گل بس ہی کہ سودا م یہی ہی

سودا نے کہا دیکھ کے اے مردم نافہم
جس سے کہ ہمیں کرتے ہو بدنام یہی ہی

ہر آن اس سے کہنا سودا سے تو نہ لیجو
بد وضع مین جہان کے مشہور ہو تو یہ ہو

چہرہ مریض لب کا ترے زرد ہی سو ہی
عیسیٰ کنے دوا تری ہر درد ہی سو ہی

گذرا ہی کسکی خاک سے ظالم تو بے خبر
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہی سو ہی

شوخی چھپی نہ حسن کی ہرگز کہ رو ہی پھر
افلاک کے بھی پردے مین بے پردہ ہی سو ہی

ہر دم جو تجھسے پوچھے ہی تو کیا ہی درد کچھ
کہنے کا تجھسے فائدہ بے درد ہی سو ہی

افراد صاد خاص کا ذکر کیا نہ جمع
اپنا لکھا ہی جسپہ وہ اک فرد ہی سو ہی

ابھرے کسو ہی طرح مین کیونکر فلک
نردون مین بیٹھے خانہ پر گرد ہی سو ہی

تیغ و سپر سندھا کو سپاہی زلیب کو
کتنا ہی تم ستاؤ وہ نامرد ہی سو ہی

سودا گلی مین یار سے گو بولتا ہی گرم
پر ہر سخن کے ساتھ دم سرد ہی سو ہی

درد میرے استخوان کا کیا ترے دمساز ہی
اسقدر اے نے تری محزون کیون آواز ہی

قد کو تیرے جسجگہ مشق خرام ناز ہی
اس جگہ شور قیامت فرش پا انداز ہی

دلکو رکھتی ہی پنہ سینہ جنبش نفس کے بید
تجھ بن اب مجھسے ہوا یہ زندگی ناساز ہی

بیقراری کلی اڑ جائے جو تو جوشش کرے
طائر سیماب کو آتش پر پرواز ہی

[illegible]

ہین بھرکے سطر قسے دی ہی وصول ابر و بہر	نہ دیکھی کوئی بستی اس خراب آباد کو پہونچے
کسیکا درد دل پیارے تمھارا ناز کیا سمجھے	جو گذرے صید کے جی پر اُسے شہباز کیا سمجھے
رہا کرتا ہین صیاد اب پامال کرتا ہی	پھڑکنا بھی جسے بھولا ہو سو پرواز کیا سمجھے
نہ پہونچی داد کو ہرگز ترے کوچہ کا فریادی	کسیکے شور محشر ہین کوئی آواز کیا سمجھے
نہ پوچھو مجھسے میرا حال ٹک بیتا ہین جیسے و	خدا جانے ہین کیا بولون کوئی غماز کیا سمجھے
کہا چاہے تھا کچھ تجھسے ولیکن دل دھڑکتا ہی	کہ میری بات کے ڈھب کو تو اوطناز کیا سمجھے
جو گذری رات میرے پر کسو معلوم ہو تجھ بن	دل پروانہ کا جز شمع کوئی راز کیا سمجھے

نہ پڑھیو یہ غزل سودا تو ہرگز میر کے آگے
وہ ان طرزون سے کیا واقف وہ یہ انداز کیا سمجھے

جسدن تری گلی کی طرف ٹک ہوا نہ تھی	مین آپکو جلا کے کرون خاک تو بھی
پہونچی نہ تجکو آہ مرے حال کی خبر	قاصد گیا تو اُن نے بھی کچھ اپنی ہی کہی
تڑپے ہی مدتون سے مری جان پر اسے	کچھ سخت آرزو ہی کہ اتبک اٹک رہی
کیونکر جلے نہ رشک سے فانوس بیچ شمع	جامہ ترے بدن مین ہی اس رات بکتی

سودا جو بے خبر ہی کوئی وہ کرے ہی عیش
مشکل بہت اُنکو جو رکھتے ہین آگہی

[illegible]

پر مین حیران ہون کہ جون سایۂ مرغان ہوا	نہ کیا ایک قدم پھرنے پہ مختار مجھے
حسرت و داغ و الم و درد چلا میرے ساتھ	ہجر تیرے نے کیا قافلہ سالار مجھے
تخم گل ریز محبت جو چمن عشق مین تھا	عوض آب دے آتش کیا گلزار مجھے

نہ پھر اِلمک عدم سے کوئی یاراے سودا
جانا اب اُنکی خبر کے لیے ناچار مجھے

اسقدر اُنکی ہوا مست ہو ویرانے کی	کسی لڑکے کو نہین سدھ کسی دیوانے کی
جل موا شمع کو دیکھا جو سر بالین پر	بدگمانی سے مین اب داغ ہون پروانے کی
شکر صد شکر نہین ہین کسی خاطر کا غبار	خاک کعبہ کی ہون یا گرد صنم خانے کی

شیخ وہ رشتہ ہے زنار ہمارا جن نے
پھاڑ ڈالی ہے ترے سبحہ کے ہر دانے کی

نہ تاب لاسکے خورشید عشق کے تب کی	نہ طاقت اب ہے شعل کو ہے مرے تب کی
کسو نے حال سے میرے کہی نہ کچھ سب بات	اگر کبھی بھی کسو نے تو اپنے مطلب کی
گیا نہ سر سے مرے تا ہنوز شور جنون	بہار خط کی ترے ہو گئی خزان کب کی
نشان کفر سے میرے نہین علامت دین	پر اس سخن کی علی الرغم راہ ہے سب کی
نہین ہے رشتۂ تسبیح صورت زنار	قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین مذہب کی

سودا

سودا نصیحت دیا ہی خدا نے کچھ عقل و فہم
انکا حنائے عیش پہ دل کیونکی چل سکے

مارینگے ایک دکو یا آپ مر رہینگے ہم
ای ابر جا تو مت کر رونے پہ ہمارے
یار بنا جس کے چھاتی تو پھٹ گئی ہے
اب تو تری گلی سے جانا ہی مصلحت ہے
تمہاری زلف کجھا بندھی ہی تھی ہے سدا
عجب باشت ہے غنچون کو صبا دیکھ تو ظالم
چمن مین آشیان مت کر کہو یہ بلبل سے
رسائی گر نہین طالع مین گو ہمت
نے صبر کفر کوئی دین کا نقصان مجھسے
آہ و زاری سے مری شب نہین پا کوئی
خار ہون خشک لیے آتش سوزان مجھسے
اسکی خوشی نہین مجرم ہونے سے کام
نہ سرو رو نہ سمنت نہ صبوری یہ مشکل

پیارے تری وا مین کچھ ہم بھی کر رہین گے
یہ چشم بھوی بھوی تا لا سبز رہین گے
کب تک ہمارے نالے دراز تر رہین گے
دیکھین گے پھیر اگر جیتے اگر رہین گے
نہین ہے کج ادائی اور اسکو سوجھے
نہ کھلوایا کبھو تین اسطرح بند قبا ہے
جلا مت مشت خس اپنا عبث تو آتش گل سے
پریشانی مین ہمسر ہی مرا بخت اسکی کاکل سے
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے
سمجھے نالا ہون مین اک خلق ہی نالان مجھسے
پوچھ کر سینہ قدم کھینچے ہے دامان مجھسے
کیا کیا چاہتے ہین پردہ گریبان مجھسے
لیگیا کیونکی مین حیران دل و جان مجھسے

دل سے ہوس نکالے نکلتو کلے شیخ نے | پیوند کرکے ریش کو موئے زہار سے

سودا نہ پوچھ کس سے وہ گلرو ہی آشنا
ہووین جو ایک دو تو بتاؤن ہزار سے

مرجان کا نخل ہوئے پھلون برگ و بار سے
غنچہ طلب ہو مرگ سے ہرا ہووے حرم
مجھ سے بیان نہ کر طپش عشق کا کہ وہ
ساقی پہونچ شتاب کہ تجھ بن نہین مجھے
کھوئے نہ مرگ صاف طبیعت کی قدر کی
جس جا کہین بیان کرون دل شکستگی
سودا جو مے پرست ہیں اُن کی حیا لنے تو

ٹپکے ہے رنگ خون مری شاخسار سے
دل بھر گیا ہے کسکی قدرہ کا شکار سے
تعلیم بر ہے کسکے دل بیقرار سے
سوچ سے وہ آتش خود والفقار سے
کرتے ہیں پاک آئینہ میرے غبار سے
آسیب کب ہے شیشہ کو وان کوہسار سے
مست کر طلب شراب کی مرجا خمار سے

اُسکو یہ مثل دانۂ انگور دین گرہ
قطرہ بچے اُنھون کے اگر زہر مار سے

شکوہ ہے دور ظالم کرنا مروتون سے
پڑ رہے بغیر دل کے شکن نہیں کہو سے
ہو خامہ شگاف یران مشق سخن کے کہتے

لبریز ورنہ دل ہے تیری شکایتون سے
معلوم حال میرا تجکو کنایتون سے
کاغذ کی چھاتی پھاٹی تیری حکایتون سے

۳۹۵

دن رات ہر پلک نے میری جھڑی لگائی
کیا جانے آنکھ تجھسے مین کس گھڑی لگائی

وکھ چوٹ کا نہ میری دل سے گیا کبھو
مین سو طرح سے گھس گھس بوٹی جڑی لگائی

کرتا تھا خون ناحق یہ نگہبان دل کا
مسّی کی تونے ظالم اس پر دھڑی جمائی

جو حسن موتیون کی تول ان نون بکی تھا
تونے برنج گندم اسکی وھڑی لگائی

تجھ عشق مین پیارے وہ زیر چوب گان ہی
نے پھول کی کسی نے جنکو چھڑی لگائی

آیا نظر تو جسکو ہر اک پلک نے اسکی
ملنے مین دیر باہم کتنی ٹبری لگائی

غماز کی مین کیونکر کاٹون زبان کہ تجھسے
جو بات کان اسکے تجھسے بڑی لگائی

آنکھون سے آنکھین ناصح ہرگز نہ بند ہی چھوٹین
زنجیر کی کڑی پر جیسے کڑی لگائی

اس شور سے ہوا ہی سودا تُرا دیوانہ
لڑکون نے چمن کے پتھر سے گھر گھر جھڑی لگائی

حلقہ تیری زلف کا جب یار منہ کھولے رہے
بچ جیکا وہ جسکی خاطر مار منہ کھولے رہے

چشم نرگس کی موندے کسطرح تیرے سامنے
جسکے آگے تجھ سا گل رخسار منہ کھولے رہے

پائی ہو لذت جسی نے تیری تیغ عشق کی
جسکا زخم سینہ بعد از وار منہ کھولے رہے

خون دل ان شصت اندازون نے یہ میرا پیا
سیر اگر پیکان ہو تو سو فار منہ کھولے رہے

غرض مطلب کر گئے غیر اس سے اپنی یار رہا
رو نہ پایا اسے ہم جو بار منہ کھولے رہے

[illegible]

سر بہ پیش افگندہ اکثر میکدہ کی راہ سے
یون چلا جاتا ہو خدمت سے گویا معزول ہو

خشک رہنے سے ہمارا دیدہ تر پاک ہو
خون جاہ اس گھر مین جب دیکھو ہو خوفناک ہو

منھ لپیٹ کیا پھرو ہو اے فلک سمجھے ہین ہم
ایکدن تیرا ہی اور اپنی مشت خاک ہو

تند خوئی سے تری آتا پھرے ہو داد خواہ
جسجگہ دیکھون ہون شعلہ کو گریبان چاک ہو

رہنمائی خلق کی چاہو تو راہ کج نہ چل
شیخ ہونے سے عصا محروم چوب تاک ہو

گر چمن مین صفیر دن سے رہا ہو کچھ نشان
آشیان کا انکی آوارہ خس و خاشاک ہو

رات یون کہتا تھا ظالم مجھے جلاد فلک
یار ہین تیری ہی سب خوبی یہ یکسان ہو

فتنہ روئے زمین آنکھون کا ہو تیرے غلام
خادمہ عشق بھی انکے گردش افلاک ہو

مت سمجھ بیقدر پامالون کی گر رکھتا فہم
تو تیا چشم نقش پا ہماری خاک ہو

کیا لکھون حال تباہ اپنا کہ سودا وہ جو لوگ
چاہتے تھے یہ دل انکے پانسے وان تک ڈاک ہو

حیران ہون شمع کسکے لیے سوزناک ہے
پروانہ کسکے شعلۂ خو کا ہلاک ہو

زاہد مجھے تھا نجس سے ہونے پر یقین
لیکن جو چیز خشک نئی سپردہ پاک ہو

قاتل سے کیون جھگڑتے ہو کیا جسے پیر ہو
جائے خطر نہیں ہو مرا زخم خیر ہو

٣٩٧

[illegible]

کس [illegible] دھوم [illegible] ہوا ہے یار
تنہا ترے ماتم میں نہیں شام سیہ پوش

[illegible] شب [illegible] کی ہے مجھکو خبر بھی
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات
آئی ہے سحر ہونے کو ٹک تو کہیں مر بھی

خبر ہے کہ چمن میں بہار آئی ہے
یہ مرغ کشتنی کب قابل رہائی ہے

[illegible] مژگان تو دست طفل شکستہ
[illegible] زمین پہ گرے [illegible] کائی ہے

اثر کیا ترے دل میں مجھ پہ اشک نے تو کیا
دیا کے خلق کو کشتی بھری ترائی ہے

ترے نکالے سے مجھ گھر سے کون جاتا ہے
خدا ہی تو جانیگا پیارے کہ کیسی آئی ہے

غرور تقوی سے [illegible] شیخ جی مت کش
پہ اب عمامہ لیے گردن [illegible] ہے

گئے تھے آپ خداوند سیر باغ کو کل
جہاں کھلے ہیں [illegible] کبریائی ہے

کہیں میں در پہ ترے شیخ دیکھیں سجدہ
یہ تو کہیے [illegible] تیری یاں خدائی ہے

جہاں ہے [illegible] کار ہے فرہاد
دو گز [illegible] کوہ کنی زور آزمائی ہے

سخن کی داد میں دل کیونکے [illegible] رکھا سودا
یہ آگ پانی میں کس سحر سے چھپائی ہے

بہار [illegible] پار گذر سے ہے
نسیم تیری [illegible] کے پار گذری ہے

۳۹۸

[illegible]

شب کو سوتا ہوں میں کبھو جو گھبراتا
بالین پہ مرے شور قیامت کا گر آوے

جیتا ہی رہا مرتا ہوں شب ہجر میں سودا
اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آوے

انسی کو یہ طاقت ہو کہ اس تک سحر آوے
وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پہ آوے

شیشہ نہ کسے راز مرے دل کا تو ای چاہ
سرگوشی سے آنکھوں کی در چشم بھر آوے

کیا ہو جو قفس تک مرے واں سے بھی چمن سے
وہ برگ سیہ گل کے نسیم سحر آوے

سب کام نکلتے ہیں ناکام تجھے لیکن
میرے دل ناشاد کی امید بر آوے

جب دیکھ کے چلتا ہوں ستم ناشد دل شیخ
کعبے کا ترے وہ جو میں دیوار و در آوے

تا اسکا کیا حال تو سلام ہوا اکاش
قاصد کے بدن سا کوئی مجھ تک خبر آوے

میں جی ہی ہوں تجھ سے جدا ہو کہ وہ
گذرے مرے سر سے جو ترے تا کمر آوے

دیتا جو کوئی ہیچ دل اس شوخ کو سودا
کیا قہر کیا تو نے غضب تجھ پہ بر آوے

اب لے تو لیا ہے پر آتے دیکھیو نادان
پل میں نہ اڑا تا وہ اگر بال و پر آوے

نسیم گر قدم دوستی بجا لاوے
بہشت پہ میں قفس میں چمن کو لیا دے

جنا و ترے جو جانوں میں آپ سے آوے
وہی ہے خوب کہ جس میں جو تجھے بھاوے

۳۹۹

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے

قاتل ہماری نعش کو تشہیر ہے ضرور
آئندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے

اتنا لکھ آئیو مرے لوح مزار پر
یاں تک نہ کی حیات کو کوئی خفا کرے

بلبل کو خون گل میں لٹایا کروں مجھے
نالے کی گر چمن میں تو رخصت دیا کرے

فکر معاش عشق بتاں یاد رفتگاں
اس زندگی میں اب کوئی کیا کیا کیا کرے

عالم کے بیچ پھر نہ رہے رسم عاشقی
گر نیم لب کوئی ترے شکوے میں وا کرے

گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوب رو
زاہد تجھے قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے

تعلیم گریہ دوں اگر ابر بہار کو
جز لخت دل صدف میں نہ گوہر بندھا کرے

تنہا نہ روز ہجر ہی سودا پہ ہے ستم
پروانہ ساں وصال میں ہر شب جلا کرے

جگ میں شراب خوار کی تشہیر کے لیے
سودا جو محتسب ہو تو زاہد کو خر کرے

ساق سیمیں تری شب دیکھ کے گوری گوری
شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی

نیشکر نے کہیں تجھ لب سے کیا تھا دعویٰ
آج تک اس کی پڑی گٹھی میں ہے پوری پوری

آگیا رات میں جوں قد زد حنا تیرے ہاتھ
ورنہ جا پاؤں کو لاگا ہی تھا چوری چوری

[illegible]

معشوق کی الفت ہی بندہ کرے عاشق کو
کب شمع مجالس کی فانوس مین چھپتی ہی
دل کے تئین اک عالم کہتا ہی خدا کا گھر
پانی بھی نہ مانگ اُس سے جو ہو وے تنک مایہ
تھین اوستاد سے دل کبھی نہ زمانہ کی
وہی داد مرے دل کی سوزن کہ جب آہن کا
سو واسطے کہا میں نے کل سیر گلستان مین
سُنتے ہی غرض اسکے یہ شعر پڑھا اُسنے

کس گل نے خریدا ہی بلبل کے تئین زر دے
جو حسن ہو بازاری مت اسکو ٹھہا پر دے
ای عشق اسے آتش دے ہی تو سمجھ کر دے
کاشانے کے تئین گل کے شبنم نہ کبھو گھر دے
خاتم نے سلیمان سے چیونٹی کے تئین پر دے
رشتے کی گرفتاری سوراخ جگر کر دے
یہ وقت خموشی ہی ظالم غزلی فر دے
جس شعر کا ہر مصرع آہ دل پر درد دے

ق

کھلنے تو لگا ہی دل جون غنچہ بہار ابھی
لیکن نہ صبا تجھسے گا ہے بدم سرے

سینہ کو رستمون کے نگہ تیری توڑ دے
آیا ہو تنگ دام مین الفون کے طرح دل

آنکھون کی ہر ایک صف خنجر کو موڑ دے
سر تا قدم سے وار کے صدقے مین چھوڑ دے

جسدم وہ صنم سوار ہووے
جو اُٹھ نہ سکے تری گلی سے
محکم تو روا تین سکے ہی

تا صید حرم شکار ہووے
رہنے دے کہ تا غبار ہووے
گو عمر کہ پائدار ہووے

[illegible]

سودا ہمیں وصرت سے ہم شد نکھی | وہ گل نظر آوے کہ جسے خار نہووے

خرقت دل اپنے تو رد یکھے گل ہے خار
سو کہیں ہر گہ جو شنگان پہ شمہ دار نہووے

پھر تلطف تجکو نہ دیکھا کہو دیتے نشہ
گیا وہاں تجھ کو یاں آشنہ

پھر بحکو شستہ ھے ہم حرکوئی ہے تجھا ہم
بھلی ہوا ئی سے دیا الجھ یہ الفت ہم

حسن جنی کی بہت تھی ہوس میں تیرے
دل جستجو ہر پہ ہوا ما کہ جی کی حیرت بے
سب اس بات کے بعد میں کرتے رکھتے
دل گیا آنکہ ہیں باں یا رون وہ رو

کیا اہمی وہ آنکھوں سے قبول سودا
پھر نظر تجکو نہ دیکھا ہی ولی کے شستے

[illegible]
دیوانگی ہماری کیا کیا نہ دکھاوے
آنکو آہ تری قدر نشہ آرزو یا نی
اک گل کی نظر دہر پہ ہستی اپنا
کی ہمیشہ سے تو جو کہ لیتا
[illegible]

اب شکل تجھکو گل کے بہر جاو جیا
ازنگ پہ رسکے پاؤں کو ہستی کو نہ لاتی
گو تجکو تو اپنا پتہ یا ہوس کا کی
کرتا ہوں بیان بات سے تا طرح گلابی
ہر جا ہوں تا ہر نظر یوسف ثانی
ہر شخص سے انسان کی پانی آگنی

[illegible]

انصاف کچھ بھی یار نہ عشق کے لگاؤں
وہ بھتان اسیر ہے جسے یوں نہال کب کرو
وہ تو بیچ کا ہر گز ہمکو لکھے نہ دادا
کل یار سے کہا میں یہ سناہی آج سودا
کہنے لگا کہ نادان چپ چپ رہو کہ کوئی

دل غم سے آب ہو وا ہنسم ہوئی تو
پہلوں کے کیسا وہ بیٹھا ہنسنا ہے لیے
آنکھوں میں جا کے بیتر لیتا ہو دل کو لیے
لپکتا ہو آگ سا ہو اسکے تیں کو جو لیے
اسپند کرسے کبھی ایسی سیاہ کو لے

ہو و شاد اس غزل سے روح آبرو کی سودا
تو اس زمین میں نادان طورا اپنا کیونکر بولے

جوں غنچہ تو چمن میں ہنسد قبا کو کھولے
آو یگا وہ چمن میں صبا کی ہی کہ تو
باغ جہان میں اگر کہیں پھول پایا
ایسا ہی جا ؤں بلبل کر سیر ہو سو ہوا
کر لو لتا ادا ہو ہم چمن میں سیر تماشا
چشم پر آشیان میں آئینہ خیالی

پھر گل سے ادا ہو ہر بلبل ہنسو بولے
شبنم سے کہہ سے بلبل پیا لگا کے ہو
اک دل ملا کہ چمن میں سیکڑوں جا ہولے
اس دل پہ کل ہو ہوئی سیاہ ہی ہو چھے
ہو یہ ہو اچشم عاشق تو کبھی ہانستا ہو لے
رنگ کسے کہ رنگ میں جا پاؤں پہ چھولے

کون ایسا ہے کہ جو سودا لگا یار سے اسکی
آنکھ کو چھپائیں ہم دل کو لگا کے روئے

[illegible]

زلف سینے پہ ہے دل بکھرا شانہ یہ خاک
یہ جلسہ تیرہ شب میں مشکل ہے پھر سمٹتی

خون جگر کا کھانا دل پر نہیں گوارا
اُس ترش ابرو کی جب تک نہ ہووے چھٹتی

آئینہ کہہ رہا تھا خوبو سے صاف ٹھہرا
ہے ایک ان یہ شکلیں سب خاک سے ہے اٹھتی

کیا پست فطرتوں کو بخشی ہے سربلندی
دنیا کے شعبدے سے تعلیم ہو نہ نٹتی

تو نے بٹھائے سودا یہ قافیہ وگرنہ
بارے قلم کو یکسر ہے یہ زمین رٹتی

مطلعات

اعجاز منہ تکے ہے ترے لب کے کام کا
کیا ذکر ہے مسیح علیہ السلام کا

تھا دامنی میں تھا جو اک دل سو دل بھی چھوٹا
مجھے مدت ہی پیارے میں اس ہاتھ سے چھوٹا

یار ہے بقید جس سے آشنا دس بیس کا
مثل ماہ عید کے پورا جو ہووے تیس کا

خط مرغ نامہ بر نے تجھے کون سا دیا
مضمون تو نے شکنے جس کا اڑا دیا

غنچوں کو گو شگفتہ چمن میں صبا کیا
لیکن ہمارے غنچہ دل کو نہ وا کیا

کیا جانیے نگہ نے ترے کیا بلا کیا
مجھ سے لے دل کو اپنی طرف مبتلا کیا

کسو نے روم کی قسمت میں کوئی شام آیا
ہمیں سے کچھ نہ آیا ایک تیرا نام آیا

[illegible]

سنکے یہ کہتا ہو میرے نالۂ جانکاہ کو
کیون مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو

عشق کے کوچے مین جلوہ ہی بتان کا سنگ راہ
خضر بھی بچکر چلا دیکھا جو وہ اُنکا رنگ راہ

وہ سمندر ہی کہ جسکا نہ کہین پاٹ لگے
کشتی عمر مری دیکھیے کس گھاٹ لگے

تبسم دیکھ تیرا کیون نہ دل بیتاب ہو جاوے
اگر بجلی اسے دیکھے تو زہر آب ہو جاوے

آتش دل پہ تجھے رحم جفا کار نہین ہی
جس دل سے دل ہو رکو آزار نہین ہی

مسیحا سن کے اُٹھ جاوے جو تجھسے کبھی دوا مجھے
محبت سخت بیماری ہی یار و آہ کیا کیجے

مین کہتا ہون دل اپنے سے کہ تنگ نہ ہو سو گذری
نہو یہ بات گر اس مین تو کیا آرام سے گذری

کہون کیا عشق کی آتش سے یار و مجھپہ جو گذری
سنی جو شمع نے بھی سرگذشت اپنی تو رو گذری

کہا مین داغ مرے دل کا جون چراغ جلے
دیا جواب مجھے ترک شوخ نے کہ جلے

چمن مین بلبلون نے جب سنائے عشق کے چرچے
لگی سارے چمن کو آگ غنچے تھے کنول جلے

گل جو بیٹھا پاس اک جا ترے ہمنام کے
رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے

قاصد ہی پیام تو جا کہیو یار سے
اک شخص جان بلب ہی ترے انتظار سے

اشراف یا کمینہ طلبگار ہو کوئی
دونگا اسی کو دل جو خریدار ہو کوئی

تو ٹک جگر تو مرے مرغ نامہ بر کا دیکھ
کہ وان اُڑے ہی جہان پر جلین فرشتے کے

[illegible]

جب سے تجھکو شیخ نے تو دیکھا آیا
غصے سے تری خلق مین شہرہ پایا

تجھی مین رکھا داغ کو دولا لہ نے
چھاتی کو کیو جہہ کے شیشن دکھلایا

شرح چشم سے دل دیا تھا اُسکا
اب لا سر لحد سے دیا ہو لٹکا

پیمانہ شراب عشق جس نے پیا ہو
پہونچا کے فلک پہ پھر زمین پہ پٹکا

تیشے سے جو کوہکن نے سر کو پٹکا
شیرین کا یہ ٹھیکے جان تن سے ٹپکا

وے درد کی داد کیا ہمارے کوئی
ناخن کا جگر پہ کب نشے ہو کھٹکا

آہن آتش سے دل یہ کیونکر اُٹھی
جس مین کہ رہا نہ زندگی کا کھٹکا

طاقت نہین نالے کی اب اُسکو ترا
کچھ ذکر ہوا تو کو ملا سا جھٹکا

ہین دیر و حرم ڈھونڈھ کے پاؤ ہارا
دم تو ن پیچ پایا اسے گرا ندھیارا

دل داغ سے روشن ہوا جسم جو شمع
اپنا تن جان اپنے قدم پر وارا

ہے تیر فلک تشنی کہ یہ سو ہو داغ
پھر ایک کی اک طرف کٹے ہوا وہ بات

اے شیخ کیا خوب ہے یہ تحقیق
شیخی و کرامت ہو ین آگے کی بات

یار پاوے وطن اتنا ہوا اُسکے لوٹ
پھر باپ کے تیر کو وہی پڑ کا بھوت

یون قافلے نے تجھکو نکالا دل سے
جیدن بھان ... ناک سے نکلے ہو

[illegible]

کتنوں کا جہان میں رواں ہی لشکر
کتنوں کا ہی باد ولت و اقبال [illegible]

یوں شکر تو سب کریں ہیں لیکن [illegible]
شاکر ہو وہی جسکو یہ حال [illegible]

کیا جانے بسا ہی آج کس کے جا کر
آتی نہیں نیند جسکو تنہا پا کر

جی میں ہی نہ آ کے تا بہ سیج [illegible]
اس رات کو سوئے کچھ ایسا کھا کر

کل آ کے جنہوں نے [illegible]
ہیں حرکت کیا تھا عشق [illegible]

سن آج کی بات کیا کہیں کچھ تجھکو
کس منہ سے دکھاؤنگا [illegible]

آ تو صورت [illegible] حقیقت میں [illegible]
[illegible] سفلہ تو ہی طلب ہیچ [illegible]

زر [illegible] ہی کی قدر
ہی لوح خریطہ جو شکل ہا [illegible] زر

آ تو داب [illegible] جہان [illegible]
ہم چشم کی حسرت تجھے سب کی منظور

الطاف و کرم کا ہی جہاں [illegible]
اثر دست کیا اسے تجھی کو [illegible]

دنیا میں کبھی ہی کر دل تجھے [illegible]
تجھ کو تھا حشر پر تو نہ ہی جی جا [illegible]

داڑھی کی سیاہی سفیدی [illegible]
اس رات نہیں صبح [illegible]

آ تو نفس کی حرص کو [illegible] گردش
دنیا کی طلب میں ہو ترا [illegible]

اس جیفہ پہ غرا اسے دیکھ کے سگ
تیرا تو ہم نفس ہی وہ بھی خاموش

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ای منبع فیض و ملجاے خاص و عوام — جاری ہی ہند مین ترا ہی احکام
توام رہے دل ہی تیرے شادی و سرور — تجھ کو بجہان ہو جشن نوروز مدام
شاہا تری طرف ہی نگاہ عالم — ازبس تری ذات ہی پناہ عالم
قائم رہے تا حشر ترا جاہ و جلال — روشن جون آفتاب شاہ عالم
مولا کا اگر عبد ہو کیسا ہی ندیم — یون چاہیے افزون رکھے امید سے بیم
تہدید گنہ گر چہ ہی لازم لیکن — ہی عفو بہ از قصاص از بہر کریم
منہ پھیرے ہی گو دیکھ کے ہمکو عالم — قدر اس سے کچھ اپنی نہین ہوئی ہی کم
اتنا ہی بڑا ہمکو کیا خالق نے — خلقت کی نظر مین نہین آسکتے ہم
مظہر کا ہوا جو قاتل اک مرتد شوم — اور اسکی ہوئی خبر شہادت کی عموم
تاریخ وفات کہی از روے درد — سودا نے کہا کہ جان جانان مظلوم
کیونکر کہون تجھسے یہ کہ مجھسے مل تو — ہین شیشہ ہوا جہان ہین ظالم سل تو
جانے گا تب ہی تو اس محبت کی قدر — تیرا دل ہین ہون اور میرا دل تو
دکھ تفرقہ یارون کا کچھ مت پوچھو — جب تشکل ملاقات کی باہم یون ہو
دیکھین ہین لب زخم کہین سیتے وقت
آپس مین جو ملتے ہین تو لو ہو رو رو

[illegible]

اس دل کے کنارے سے ہمارے یارو | کچھ آگ لگی تھی سو بجھائی ہنسے

سودا بجہان اپنی زبانی تو ہی | آفاق میں خاقانی ثانی تو ہی
دے نطق کا ہر چند نہیں تو خالق | پر نطق کا خلاق معانی تو ہی

خاوند وہ ایسا ہی کہ عالم کو دے | دارا کو نہ تنہا نہ فقط جم کو دے
پہونچا کے ہم دیکھ تو کیا کیا نعمت | کھاوے نہ اُسے آپ وہ اور ہم کو دے

جینا یہ ترا وہم کا اک ریشہ ہی | اور فکر معیشت کی ترا پیشہ ہی
مرنا نہ تو کیا جانیے کیا کرتا تو | اے خانہ خراب اسپہ یہ اندیشہ ہی

آنکھوں سے ٹپرا اشک مرے ڈھلتا ہے | سر کب سے ترے پاؤں تلے رلتا ہی
اے غنچہ دہن پیار سے ٹک ہنس کے بول | کیا دل ہی بھرا تو کہ نہیں کھلتا ہی

کوتاہ نہ عمر مے پرستی کیجے | زلفوں سے ترے درازدستی کیجے
ساقی جو نہ شراب ہی آج وہ ابر | پانی پی پی کے فاقہ مستی کیجے
آنکھیں کہیں بھودن سے کہ حصہ کیجے | ہر ایک پلک چاہیے کہ آپ ہی لیجے

آتی ہی مجھے شرم میاں یہ دل ہی
جو اُسکی سو قسمت سو اُسے کر دیجے

آیا ہوں تنگ دور رہتے رہتے | لوگوں سے تمہارا پیام کہتے کہتے

قطعہ تاریخ ہجو
صنعت اللہ کر
شدہ بود

یا مزحی ہی جھوٹوں سے سو ہیں نام
بوالہ جو کوئی مرد ہی سو
رکھتا ہی نہیں
اب ایک کی ہے رہ صورت
سن اسے ہجو
آپ ہو صحیح میں اہل ایمان
پس ہو قرآں سے کام
ہم تک وہ
بیچ میں شیخ بندہ بھی بندہ

سو وہ ہم تمھارا ہیں ورا آپکی ہجو	لاحول ولا قوة الا باللہ
پیٹ اپنا ہر طرح جسنے سا جو پالے	کوا وہ چیل وہ گلہری کھائے
بینڈک چھوڑے نہ چھپکلی نے سانپ	اسکے پھرے ہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کے پالے

رباعیات مستزاد

دنیا کی طلب میں دین کھو کر بیٹھے — ہو کر گم راہ
کرنا ہی نہ تھا جو کام سو کر بیٹھے — اک عقل تباہ
ہی عارضی خانہ جسم خاکی سودا — بے شبہ و شک
سو مالک ہی اسکے آپ ہو کر بیٹھے — سبحان اللہ

طاقت نہیں رونے کی بستے ہجر سے تیرے — گو دل میں یہ غم ہے
کوئی دم کی رمق ہے اب تن میں میرے — سو چشم میں نم ہے
بھولے سے بھی نہیں یاں کبھو پھیر آتا ہے اے یار — اور جا تو ہے سب جا
کیا تجھ سے ترا جرم ہوا تجھ سو پرے — جو اتنا ستم ہے

ہر چند جہان میں کم ہیں وافر ہم ہیں — کر دیکھو گناہ
منزل کبھی نہیں ہیں اور مسافر ہم ہیں — ہر شام و پگاہ

[illegible]

قطعہ خوش طبعانہ

وہ یکہ بانک البتہ قلندر ہیں اسی پیشے میں ایک
بکر ار یچھ جہان میں بندر ہیں اسی پیشے میں ایک

ستھرے جستر انکے کا فرجا دو میں ٹٹرے بھی ہیں
گو رکھ گوپی چھند چھندر ہیں اسی پیشے میں ایک

ہون میں باہم اُنکے باغ جہان قرین دوسر
کٹر دو صند طرا در چقندر ہیں اسی پیشے میں ایک

کس سے کہیے خباثت انکی ظاہر ہے سب عالم پر
لوٹی اور لونڈ قلندر ہیں اسی پیشے میں ایک

قطعہ بطریق طرز شاعری گفتہ

بوقت صبح مری بلبل طبیعت سے
ہر ایک مرغ چمن آن کر لگا کہنے

تری ہی جنس کا گلشن میں ایک طائر اور
ترے ترانہ کو نوع دگر لگا کہنے

کہا یہ ہمنے تری دوستی سے اُسکو تئیں
یہ کسکے حق میں تو اے بیخبر لگا کہنے

جو گلستان جہان میں ہے آسمان پرواز
تو اُسکے حق میں تو بال و پر لگا کہنے

دیا جواب جو ملنے سے بھی بدکہا تو کہا
اب اُسکا نالہ جہان بے اثر لگا کہنے

میں اُسکے نالہ کو بیگاہ گاہ کہتا ہون
ہر ایک بد آسے شام و سحر لگا کہنے

کہا یہ سُنکے مری بلبل طبیعت نے
برا مجھے وہ اگر سر بسر لگا کہنے

یون سنا ہی کہ خسرو اک عصر
دیکھا درویش کو جو خسرو نے
رو کیے آخرت کو بیٹھا تھا
دست مطلب کو کھینچ عالم سے
بادشہ نے کیا جب اسکو سلام
اور بعد از تامل بسیار
دیکھ کر یہ سلوک سلطان نے
کہا درویش سے کہ ای احمق
مجھ سے خسرو کے تئین کی تعظیم
کون دنیا مین آج ہی مجھ سا
کون ایسا ہی اب جہان مین گدا
مجکو سمجا ہی جامۂ نخوت
کہ تو کس چیز سے مجھے ہی دماغ
جب سنا یہ گدائے خسرو سے
یہ تو روشن ہی آفتاب کی طرح

ایک درویش کے گیا تھا گھر
آیا اس حال مین وہ اسکو نظر
پشت دنیا سے دون طرف دیکر
پاؤن دراز اپنے بوریا او پر
سر سری سا ہوا وہ دست بسر
کی اشارت کہ جا کے بیٹھ ادھر
ہو کے چین ابرو اور غصہ کر
کچھ بھی تجکو شعور سے ہی خبر
باج دیتا ہی جسکو اسکندر
مالک تخت و صاحب افسر
زور و زر ساتھ مجھسے ہو ہمسر
نہ کہ تجھے کو ہووے زیب آور
کلاہ و بوریا پہ اپنے مگر
کہا ای بادشاہ زور آور
ہر دو کون مین نہ تجھسے زور آور

اس زمانے کا جو دیکھا تو ہوا اُلٹا انصاف
گرگ آزاد رہین ہو ہوش اڑان پھرتے ہین

سب جگہ قید گنہگار ہی ہوتی ہو ولے
بے گناہون کو تئین دیکھا یہان پھرتے ہین

ہاتھ خالی پڑے پھرتے ہین سپاہی بیکار
ڈھال تلوار گرہ تیر کمان پھرتے ہین

کیا کرین چپ بیٹھین نہ بیچارے ہین ہاتھ پہ ہاتھ
جابجا بند ہی بازار دکان پھرتے ہین

بیم و امید سے ہین اہل تجارت فارغ
پڑ گئے ایک جگہ سود و زیان پھرتے ہین

نہین مقدور کوئی گھاٹے سے باہر نکلے
بسکہ ہی شہر کا ہر خرد و کلان پھرتے ہین

الغرض جو کوئی اسوقت مین جان کے چلا
اسکے حق مین یہی حکم کہان پھرتے ہین

آگے اب بولنا کچھ خوب نہین ہی سودا
کہ یہان بولتے پڑتی ہو زبان پھرتے ہین

قطعہ در مدح

کھلا تیرے خاتم پہ جب تیرا نام
سنا اس سے پانے لگے خاص و عام

ہوا ایک عالم کو تا عندیے فیض
لگی جب سے ہونے تری مہر ثبت

جہان مین خلائق کا ہو مہربان
کیا کام مہر اپنی سے تین روان

سراپا تو فیاض ہوا ہی جناب
نہین اپنی قسمت مین کامیاب

قطعہ مبارکباد وزارت نواب آصف الدولہ بہادر

دیکھا کیے شب قدر روز عید غلام
اس آستان فلک رتبت پہ [illegible] غلام
پہ چاہتا ہوں دعا [illegible]
جہاں پناہ ہیں ازروے حق [illegible] سوا
بلند رتبہ سلاطین عصر سے نام
ہے وہ خسرو ہندوستان کہ جس کا
ضعیف کو سراج سے اور قوی اسلام
تیز دولت و دین بادشاہ [illegible]
کہا دعا [illegible]
وہ بارگاہ ہو کہ جناب [illegible]

تدبیر شہنشاہی و [illegible]

ولہ

باغ دلی میں جو اک روز ہوا میرا گذر	نہ وہ گل ہی نظر آیا نہ وہ گلشن نہ بہار
نخل بے بار پڑے سوکھے پڑے ہیں روشین	خاک اڑتی ہی ہر اک طرف پڑی ہیں خس و خار
مسکراتا تھا جہاں غنچہ و گل ہنستا تھا	اشک شبنم کے بھی قطرہ کا نہیں وان آثار
جس جگہ جلوہ نما رہتے تھے سرو و شمشاد	مشت پر قمری کے اس جا نظر آئے کئی بار
دیکھتا کیا ہوں مگر سوکھی سی اک شاخ او پہ	عندلیب ایک ہے بے بال پر و دل افگار
بدم سرد و بصد حسرت و صد سوز جگر	دیکھکر سوے چمن کہتی ہی با نالہ و زار

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

قطعہ مبارکباد عید در مدح عالمگیر بادشاہ ثانی خلد اللہ ملکہ

نوید زیر فلک یون ہوئی ہی شہرۂ عام	ہلال عید ہوا اور گیا یہ ماہ صیام
دہل بجاکے منادی کا دی انھون کو خبر	جہان کے بیچ یہ مشہور ہی جنھون کا نام
نشاط و جشن و طرب جمعی امن امان	خوشی و خوشدلی و عیش عشرت و آرام
صباح عید جا حاضر ہو تہنیت کے لیے	اس آستان پہ کہ ہیگا وہ سجدہ گاہ انام

۴۱۴

قطعہ مبارکباد نواب آصف الدولہ بہادر

[illegible]

وگرنہ تیری بخشش کا بیان ہین | کرون کیا ہی آدھر از حد تعداد
نگاہ کیمیا تاثیر تیری | طلا معدن ہین کر دیتی ہی فولاد
کیا ستا اصل انکو بل ہین جو تھے | غرور کبر ہین ثانی شداد
سمجھتے تھے وہ قوم عاد سب کو | اور اپنی تیغ کو سب قوم برباد
ہراک اپنے تئین مردانگی ہین | گہے رستم سمجھتا گاہ پیلاد
ندا آئی جو میدان ہین صفین باندھ | طلب کر روح درویزہ سے امداد
مقابل ہوتے ہی افواج دین کی | انھون سے آگے بھاگے انکے ہمزاد
بہت سے دست و پا مارے انھون نے | نہ پہونچی روح درویزہ بفریاد
غرض اس فتح فیروزی سے ہر دم | ہوا دل دوستون کا خرم و شاد

تو مین ہاتف سے پوچھا سال تاریخ
وہ بولا ہی یہ فتح نو خداداد

قطعۂ مبارکباد عید در مدح نواب وزیر الملک شجاع الدولہ بہادر

یہ روز عید ہی آفاق مین ہی رسم قدیم | موالی چاہیے مولا کو نذر دین زر و سیم

قطعۂ مبارکباد ... نواب وزیر الملک آصف الدولہ بہادر ۱۲۱۵

مدح ... نواب وزیر الملک

شجاع الدولہ بہادر

کہی تاریخ میں نے ولادت کی
لیک نجار حساب آئین
لیک اندیشہ یہ کیونکر اُسے
تھا اسی فکر و سوچ میں کہ مجھے
تاج اقبال سر پہ ہو آئے

اعتقاد اپنے لائق انعام
پایا اک سال کی کمی کا مقام
پڑھنے جا کر حضور میں غلام
ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
کہ کہو تحفہ نادر ایام
۱۲۹۲ھ

قطعہ مبارکباد نوروز

تری محفل میں شمع دولت افروز
تری طبع مبارک کو جہاں میں
فروغ فیض سے تیرے ہو روشن
نگہ چرخ فلک کی باز گشتی
تفضل سے جناب مرتضیٰ کی

ہوا یہ سال نو فرخندہ فیروز
ہوا اس سال کی ہو فرحت آموز
لبان شمع جو تیرا ہو دل سوز
ترے اعدا کو ہو تیر جگر سوز
تجھے ہر روز ہووے عید نوروز

قطعہ مبارکباد عید الضحیٰ

یا رب جب تک کہ عید قربان ہووے
جوں ونیدہ ... لوح سلامت ہووے

ہر دوست ترا خرم و شادان ہووے
دیکھے وہ ترا جاہ اور حیران ہووے

قطعہ سالگرہ

رہے فلک پہ درخشندگی مین تا میزان
گشادہ ہو جو اب اقبال و بخت مین تیرے
عروج ہو ترے اعدا کا اسطرح کم کم

ہر ایک سالگرہ مین تو دونون سو پھلے
الٰہی تا بدم حشر یہ گرہ نہ کھلے
کہ جیسے مہر کی تابش سے کوہ برف گھلے

قطعہ مبارکباد سالگرہ نواب شجاع الدولہ بہادر

بے شمار ترے عمر سال عالم کے
زمین پہ ہم مین تعداد ایک افزود
پرا کرے یہ گرہ رشتہ مین بباغ جہان
جہان مین ابر کرم کی ہو قطرہ فیض
تو نگر آج کے دن ہر گدا کو کرتے ہین
عجب یہ ماہ عجب روز آج ہو جسمین
الٰہی جب تلک دنیا ہو تو ہو دنیا مین

عروس دہر کی چاہیے ہو بال بال گرہ
فلک پہ زیادہ تر انجم سے ہو خیال گرہ
شجر سے تا ہو درختون مین ڈال ڈال گرہ
کرے ہو بہتر و کمتر کو یون نہال گرہ
کلید قفل در فیض کی مثال گرہ
بسان ناخن قدرت ہے کمال گرہ
کشاد کار خلایق ہو تیری سال گرہ

مبارکباد سالگرہ نواب احمد خان

[illegible]

قطعہ مبارکباد سالگرہ نواب احسن خان صاحب بہادر

[illegible]

مبارکباد سالگرہ نواب احسن خان صاحب بہادر

۱۲۱۷

[illegible]

قطعہ مبارکباد سالگرہ نواب وزیر ... صف الدولہ بہادر

[illegible]

قطعۂ مبارکباد عید در مدح نواب شجاع الدولہ بہادر

[illegible]

قطعۂ مبارکباد عید در مدح نواب وزیر الممالک نواب عماد الملک بہادر

فلک جناب دربارگاہ پر تیرے
ہمیشہ آن کے حاضر ہوں انبساط عید

پھرا کرے تری محفل میں دور عشرت و عیش
صباح و شام پیا ز بادۂ نشاط عید

دلوں سے انکے جو خدام اس جناب کے ہیں
ہر ایک سال ہو افزود اختلاط عید

الٰہی مسند دولت کی تیرے پا انداز
بچھے قیام قیامت تلک بساط عید

قطعۂ مبارکباد غسل صحت نواب احمد خان غالب جنگ بہادر

جہان میں آب ہوا کی موافقت تجھ کو
رکھے قیام قیامت تلک صحیح و درست

جو کچھ کہ غسل مع الید سے ہے عالم میں
کسل سے تیری طبیعت کو تھی نہایت سست

پر اب خوشی ہے یہ خلقت کو تیری صحت سے
کہ آج تک نہ ہوئی ہوگی از روز نخست

برنگ گل کوئی پھولا نہیں سماتا ہے
بسان غنچہ قبا ہے کسی کے تن پہ چست

غرض دعا یہ ہے سودا کی تو سلامت رہ
سلامتی ہمہ آفاق در سلامت تست

قطعۂ مبارکباد عید اضحیٰ در مدح نواب شجاع الدولہ بہادر

[illegible]

قطعۂ ... در مدح نواب ... الدولہ بہادر

[illegible]

قطعہ مبارکباد در مدح حسن رضا خان

یہ وہ در ہی گرد جسکے جون حرم	ہوتے ہین اقوام سا جد صف بصف
اپنے دل مین جو رکھے تیری ولا	دل نہین وہ پر زگوہر ہی صدف
دوستی رکھین وہ کسکی تجھ سوا	ہین جو سگ ہاے در شاہ نجف
اُن مین گنتا ہی یہ سودا آپ کو	گر قبول افتد زہے عز و شرف

قطعہ

برای نذر جو مرزا حسن رضا خان ہی	ہوئی علم کی محرم مین اس برس تجدید
بحسب امر مین تاریخ کہنے کو سودا	کیا تھا فکر مین شب حق سے مانگ کر تائید
تو مجکو دی یہ بشارت سروش نے یون ہو معلوم	قبول ہی یہ علم در جناب شاہ شہید

قطعہ

ترے جو یار ہین اس چمن مین ہم	ڈھونڈتی ہی گل کو عندلیب ہی دوست
تو برا مان مت مضائقہ کیا	فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

قطعۂ مبارکباد عید اضحی در مدح حسن رضا خان

خوشی جہان مین ہی عید اضحی کی آج لے روز	طرب ہی سینون مین لبریز دل ہی شاد ہر ایک
ہر ایک تحفہ رلے آیا ہی احباب کے بیچ	ملازمون مین کہ دم بقدر استعداد

قطعہ مبارکباد عید اضحی در مدح حسن رضا خان

۳۱۹

مہر اور ماہ سے یہ ایک قران السعدین

پایا اس بیاہ کی ہم دیکھ کے سال تاریخ

دی ہے ہمکو یہ نوید اسکی ہوئی ہے [illegible]

مبتلا ہیں وہ اب آپ ہی [illegible]

شادی کا جی میں سما تھی [illegible]

ہم یقین ہمکو ہی بخش [illegible]

دونوں کو چاہیے آرام ہو [illegible]

امن و امان سے گذرے یہ جہان [illegible]

ان کی بیاہ [illegible]

[illegible] جہان [illegible]

قطعہ

مست سب ہاں ہیں طرب سے آج

ہاں نشہ خرمی کا ہم سر ہیں

خوشدلی ایک سی ہیں پاتا ہوں

ہم عجب و غریب پر [illegible] ہیں

رقص اور راگ و رنگ شادی [illegible]

۱۳۲۰

قطعہ

چل قلم کہ حسن رضا خان سے	در دولت سرا جو تیرا ہی
ہی عجب طرح کی زیارت گاہ	جس سے تحصیل دین و دنیا ہی
یا ان علم نذر حضرت عباس	صدق دل سے ترا جو برپا ہی
اس سبب گل زمین آر گھر کی	یہ نظر سر بعرش اعلے ہی
اے خوشا حال وہ کہ اس سے نذر	مخلصی آخرت کی سمجھا ہی
شاد وہ آفتاب محشر کے	کیا تماذت سے تجکو پروا ہی
سال تاریخ اس علم کی ہی یہ	سر ترا سایہ اس علم کا ہی

قطعۂ عامل خیر آباد

حضور میں جو کوئی ہو مقرب الخاقان	کرے ہو لطف و کرم مجھپہ وہ بہر عنوان
کوئی قلم سے کوئی ہاتھ سے کوئی زبان	میں چاہتا ہوں تری ذات سے یہی احسان
خدا کے واسطے ہاں جلی جلی اے خان	مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان

قطعۂ عامل شادی

[illegible]

قطعہ

[illegible]

لبِ نازِ گل کسو نے جیب کی چاک ۔۔۔ کرے تھا جون صبا سرپر کوئی گرد
عجب گلشن ہے یہ لیکن کسو سے ۔۔۔ نہ جرأت کی رکھے ہے ساز نے برد
گئے یان سے وہ محبوبانِ رعنا ۔۔۔ گل نورستہ آگے جنکے تھا گرد
لگا ہے دل کو بلبل اس چمن سے ۔۔۔ نظر جو آج سبز آوے سو گل زرد
لگی ہے انکے دیوارون مین خشت ۔۔۔ حقیقت کی ہے وہ ہر ایک کی فرد
لب جو پر سے جسکی کھلتی ہے آنکھ ۔۔۔ حباب اُٹھ جاسے ہے پھر کر دم سرد
تماشے سے غرض اس ہیو تا کے ۔۔۔ جنھون نے موندلین آنکھین وہ ہین مرد

قطعہ

لے کے جب جیب سے زر رستا جب ۔۔۔ عالی گوہر کو شاہ شاہان دے
پھر تاریخ عزل و نصب انکے ۔۔۔ سمجھے کیون فیضِ یزدان دے
خان خانان نے بل سے لے کر ۔۔۔ شتر کے بچے کو قلمدان دے

قطعہ مبارکباد کد خدائی مہربان خان

صبا اُٹھ دست کو جا تہنیت دے ۔۔۔ جو عاشق ہے محبت پروری کا
یہ لکھیو پیرہ کہ جب نامہ تحریر ۔۔۔ کرے ہے خامہ یون صنعت گری کا

قطعہ تعریف چاہ

شد بجا از آصف الدولہ بنا [illegible] عاشق [illegible] خوشتر است

چشمۂ [illegible] از صفا [illegible] آب [illegible]

سال تاریخش ہزاران [illegible]

از روے وصفش بلفظ کوثر است

قطعہ مبارکباد تولد شدن فرزند آصف الدولہ بہادر

مبارک باشد این فرزند [illegible]

[illegible]

عجب اس شادی کو اس شاعر نے دیکھا	جہاں میں وہ جو ہے رشک انوری کا
کہی اے مہربان صاحب یہ تاریخ	ہوا ہے وصل ماہ و مشتری کا

قطعہ تاریخ باغ بنا کردہ ٹکیت راے

ٹکیت راے مہاراجہ صاحب عالی	چنانچہ گلشن فردوس ہم بلوی رسید
چو آمد گشت مرا بہ سال تاریخش	خوشی رسید کہ اورا سرورش رسید
سر عدوے بہارش بر یدم و گفتم	بجای گلشن تو آهی گر ندے نرسد

قطعہ تعریف چاہ

شد بحکم آصف الدولہ	آنکہ در پنہا شرف الوزر است
چنین حسن و لطف تو شد تعمیر	کہ خضر گفت ہیچ چشمہ کجاست
کہ از فراش را حیات زلال	چہ بخوبی در و نقش آراست
بشنوا سے تشنہ حرف من ہوس	تا زیست منظور تا ابد چہ تراست

بسر و دستی تا این گویم

آب این را بنوش آب بقاست

[illegible]

ساخت ادر الصدق قائم خان
کرد حاصل سعادت دوسرا

از سن ہجرتش چو پرسید ند
گفت فی الفور این سخن سودا

سال تاریخ او زروی بنا
یا فتم فخر مسجد اقصا

قطعۂ تعریف مسجد

مسجد نو برائے صوم و صلواۃ
ساخت چون مولوی فضل عظیم

گفت سودا بحسب ایمائش
سال تاریخ او بذہن سلیم

سر بیت و درازین خجستہ سرائے
الکہ ہذا مقام ابراہیم

قطعہ

کہا کلام یہ سودا سے ایک عاقل نے
کسو سے بد کوئی زیر آسمان نکرے

کیا جو تجربہ اُن دوستون کو پرکھا
بدی کا جن پہ کسیطرح دل گمان کرے

چکھا اُنھون کی جوامیٔ یار دوستی کا شہد
وہ تلخ کام کہو زہر دشمنان نکرے

بغیر بخل وحسد چاہیے کوئی مذکور
اُنھونکا پھر وہ دوستوں کے درمیان نکرے

ہین اُنسے ملکے ندان اختیار عزت کی
دو چار اُنھون سے خدا بچاؤ جہان کریں

قطعہ در شکایت نواب ضابطہ خان

[illegible]

چنانچہ خسرو و فیضی و آذر و فقیر	سخن کے مضمون کا مغل کے ہی قائل تحسین
سوا انکے کوئی اور بھی ہو ہیں شاعر	سواد ہند میں وہ ہی ہیں بامزہ نمکین

قطعہ لطور پند

ایک عاقل نے یہ سودا سے کہا از سرپند	دل میں پاتا ہوں ترے الفت سگہا بوفور
نجس العین فقیہوں نے انھیں لکھا ہی	اسنے جو ہوے مسلمان اسے دری ہو فور
صحبت اسنے تو نہ رکھ اتنی وگرنہ ای یار	حشر کے دن بھی تو ہو ویگا انھیں سے محشور
سنکے بولا کہ تو ای دوست یہ سچ کہتا ہی	پر جواب اسکا تجھے دون ہاں کہ مجبور
مسح سے انکی نجس ہے بدن میں جو عضو	دھونے سے پانی کے وہ پاک ہو ای اہل شعور
ایسے کہ کیا ہی نجاست وہ کلمہ میرا ترا	پاک کرنے کسیطرح نہوے مقدور
میرے نزدیک ہی یون یہ میں پنو تم جنس	حق نجاست سے رکھے انکے سگ نفس کو دور
غیر خوناب جگر بار ملوث اس کا	پانی سے چاہیے ہو پاک یہ کیا نہ کور
اور جو اس سے کسی جی کو اذیت پہونچے	عافیت پانے والے کی تب آوے نظہور
سو تو یہ سگ شہ جدا تجھے ہوا نہ ہوگا	اس نصیحت سے مگر دل شکنی تھی منظور
کاٹے ہی کا نا ترے سگ نے مجھے رد کیا	سگ مرا بھی جو تجھے کاٹے مجھے رکھ معذور

[illegible]

[illegible]

ہر ورق پر ہی میر کے اصلاح	لوگ کہتے ہیں سہو کاتب ہو

قطعہ

جس بزرگی سے وہ گئے پالنے	ماجرا اُس کا مجھ سے مت پوچھو
کیا کہوں میں غرض خدا کرے	ایسی غیرت کسی بشر کو ہو
جو ہیں اپنے قدم کو اس گھر سے	رکھا باہر برا بسیر ہو
یوں ہوئی اہل آسمان سے ندا	جتنے ساکن زمین کے تھے انکو
جائے لاحول اب ہی یہ تاریخ	دفع کرنے کو اُنکے پڑھنے کو
ہو کے بے آبرو لعین ابلیس	آج نکلا بہشت سے یارو

قطعہ در تعریف مرغ سبزواری

نہیں کلنگ میں جس آگئے سبزواری کے	جو میرے پاس ہو تو میں پکاؤں بھر سنڈا
لڑائی میں بھی اسی کو ہوا سبہ فوقیت	کہ اُسکا بچہ ہی جیسکے اور اُسکا ہی انڈا

پہیلی پستان

دیکھے ہم دو لوٹی دسیے	مرد استری اُنسے جیے

[illegible]

پہیلی

بن لیا پیڑ کا نار کو دیکھو

پہیلی

پہیلی

تپ سے کچھ باہر ہے جا تو عین ہودی کھا کے جو دے ہی تاک سوتی چھوٹ جاے تو پھیر ہاتھ نا آئے	بدلے سر کے راتون مین چھوڑ لینے کو وہ کرے جھوٹی پکڑ وہی پکڑو ماؤ سے اڑجاے

پہیلی

ایک پیڑ کہ دو نار کہا وین پانی مین جب ڈوبے ایک دوسرے پیڑ کہ سون بیک پکار	بن جی کی جی تن کو بہا وین تبھی دو سری ملکے بیگ پھرا و چھرے تو ڈوبے نار

پہیلی

دو اسمون کی ہے اک چیز ایک چرندا اور ایک پرند صورت سیرت مین بھی ایک نام مین باہم ہے سنجوگ خلقت مین تو وہ ہے نبات	سمجھے جسے ہو فہم و تمیز حرمت حلت مین پابند کھا وین اُنکو بد اور نیک فرق سے لیوین کچھ نہ لوگ اسم سمجھنے ہین حیوانات

سکون نا جو ن اور اُس کے بیان
ریجھی ہو وہ سب ایک سر ونی کا بہت

پہیلی

کرتا نہین ہی کام قیاس		ہووے گی کچھ یاد و بتاس

پہیلی شمشیر

سر پر تنھی کمھ پر پار جب خصم کرے وہ دو		اُس نار کا ہی یہی بچار جب وہ ناری پیاری ہو

پہیلی سپر

ایک نار کھوٹرا سی کالی ناک نہین وہ سونگھے پھول		کان نہین وہ پہنے بالی جتنا عرض اُتنا ہی طول

پہیلی جاروب

تیرہ بازون کا ایک ہی لشکر رو کرین جس طرف بڑا صفائی		ایک ٹکے سے سب باندھین کر گھر کے گھر کردین ایک پل مین صاف

پہیلی

پہیلی

پہیلی

ایک

ایک ترور کا پھل ہو گر
پہلا پاوری
ناہم پھل ہاں اور پھیر بال

پہیلی چھٹا

ایک نار سب ناری بیچ پیاری
آدھی گوری آدھی کاری
دیکھو واکا الٹ پھیر

۴۲۸

ایک انچھی سو ہاتھ ہرا جب چوکے پر دھنیے ڈال	پیالے میں اُسکے چوکا دھرا سامنے سو ہوا اُس کا کال

پہیلی

ایک ناری کے انچھر چار ہر انچھر میں وہ فورن تریا ہے یا جیسا دو گر پہلے انچھر میں ہو یار تیسرے انچھر میں ناہیر	کیا ہو وہ تیلا اسے یار پہلے ہو ایسا اور برن ہر دم ہو ناری سے نر دوسرے انچھر میں ہو مار چوتھے انچھر میں ہو طیر

پہیلی

ایک نار دیکھی اُدھل سے جاتے جگ میں وہ پانی کو	سر کا کر کا کر پر کل سے جو برسات لگا دے جی کو

پہیلی اخیر

پہیلی مستی

نرناری یاں کوئی بنا لگائے رہتی ہیں — اوچھی رہ تار بنائی تا بیٹھ کر وہ کھتی ہیں

پہیلی ارگجا

آدھا ارنا سارا ہاتھی — جن دیکھا ان لایا چھاتی

پہیلی شمع

سر طراسقیش کا اور گوری میں کاٹنا — گھڑی گھڑی ... [illegible]

پہیلی گلگیر

گال پھولائے لیٹا تا کے — جب ... سر کو کاٹے

پہیلی شمع

چڑھ چوکی پر بیٹھے رانی — سر پر آگ بدن پر پانی

تول تال کے کیا پورا جو کوئی ہم کو لا رو دکھاوے	اس بن جگ کا کام ادھورا وہ سے آخر پرکھ کہاوے

پہیلی خوبکلان

اتنک سی مین دیکھی نار بھلی بڑی ہے وا کا ناؤن	چھپت ہے واکو سب سنسار بوجھ پہیلی یا چھاڑو گانون

پہیلی باز

نار ایک سو پرکھ کھاوے وا کی آنکھین میں دکھاؤن	نت آٹھ بھور مینا کھاوے پھیر مین اسکا ناؤن بتاؤن

پہیلی پالکی

ایک نار وہ چھیل چھبیلی لوگوں سے وہ اڑتی ہے	اوپر اپنے مردون پر وہ چڑھتی ہے

پہیلی دشنام

پہیلی ناچ برچھی

بن آنکھ جو دیکھی رہے واکو پات نہ والا ۔ ہرے پھولے پھل ہرے لگے سو کون برچھے والا

پہیلی ہست پھول

جا کو پات نہ کونپل پھل پہ سدی دکھلائے ۔ یہ ترور وہ پھول ہے اچرج دیکھو آئے

پہیلی لالہ

رنگ ہیں اور بھوتن ہیں ٹھانوں ۔ تا ہیں نا ہیں واکو ناؤں

پہیلی شبنم

تین کھات کہ ابیت دیا پانی کر ڈالا ۔ سارے جگ پہ ایک ڈوبی چھیا پانی پالا

پہیلی پوست پار

سب تو پیالی کی بھوک سکھی پھر آپڑا ۔ نیاری ہونیاری بیچ جھولی کا سنگ

پہیلی آئینہ

پہیلی گھڑیال

۴۳۱

پہیلی تکلین

پہیلی پاپڑ

پہیلی نقارہ

پہیلی شان عسل

کہو ناری اک کہانی ... دو ... بہن چلی ...

... بٹ ... دودھ ... ہو ...

پہیلی خرگوش

پہیلی ...

پہیلی پان

ایک نہا سے ایک تاپن ہارا | نامی نا اینٹ نہ گارا

پہیلی طاق

واہن سو کو بھوبن نہ بھاوے | جفت نہیں پے طاق کہاوے

پہیلی کاغذ

وہ ناکشتی نا وہ لڑھیا | سدا رہے خشکی مین پڑا
جیسا لاوو پیٹھ پر لے | کبھون پانوں پانی مین نہ دے

پہیلی سنگھاڑا

باس بہت رنگ سیا نور سبک بانی چمک | ہار رہا ہر سب کہیں الجبت ہے جل ماتھ

پہیلی طبلہ مردنگ

مارے سے وہ جی اُٹھے بن مارے مرجاے
بن پانوں جگ جگ پھرے ہاتھوں ہاتھ بکاے

پہیلی بندوق

کارا منہ اور کاری گات	بن بہوجن وہ کرے نہ بات
نت اٹھ مار جو سے کھاے	بول بول سب بھار جھاے

پہیلی بندوق

ایک نار دو ائین کھاے	پیٹ بین واکے ہاتھی جاے
اس نار کاری سبھاؤ	جن دیکھا تن چھاتی لاؤ

پہیلی دھوتی

ایک نار دیکھی ار دھنگی	رکھے ہو وہ ٹانگین ننگی
جو دھوبن کرتی ہو کام	سو ہے وا تریا کا نام

پہیلی آئینہ

ایک نار پیا کو بھانی	تن واکو سگرا جون پانی

پہیلی جھونک

پہیلی سیم

ایضاً

نین کیسے یاد آکا تا نوُن
بوجھ پہیلی یا چھا نڈو کا نوُن

پہیلی عرق

دھوپ لگے سوکھے نہیں اور چھاؤں لگے کملا
نین تجھ پوچھوں اے سکھی یوں لگے مرجائے

پہیلی چھچھوندر

چپ ادھر سا کی سو پھیر کے
مرد اچھیا تا دا اسکے پا تھ
نین تیر کھ سکے پا تھ لگا نی
کبھی نہ سوئی پی کے ساتھ

پہیلی قندیل

سر باندھا پاؤں کا اوپر لٹکے ساتھی
بیٹا نین تو آگ لگادی تو نین دکھلائی

پہیلی بندوق

ایک ستواری بڑی پیاری سر پر بیٹھا پالے
الٹا ہاتھی اپنے بھیتر ڈالے اور نکالے

[illegible]

بجہ یوں سوہا جری چلتے ہی ہن پاؤن		پیران ہران دہو ہوہیچ بچار و تاؤن

پہیلی

ایک نار کے سات جو کھسرے جو کی ناتھ اور سینکے پورے		ادھر ادھر رکھے گن بہتیرے ایک آنکھ سو چھپ چھپ گھورے

پہیلی بانسری

چیکی سیدھی ہو بیٹھ پھونکت اٹھو پکار		تان بان مارے سدا لی بھی یہ بچار

پہیلی چاکو

بہت کام کا ہے اک نر سکڑا ہو کر گھر میں بیٹھے		آدھے دھڑ میں اسکا گھر کام کرے نہیں نکالا بیٹھے

پہیلی دوات قلم

ایک پرکھ اک تیہ سون کالا		کالا منہ کر واسون بہاگا

[illegible]

آنکھی تو راست پہ اوقات شریف ‏ — گذرے ہے خلق و کرم ہی مین مدام

کون ہے تیری سیادت کا سفر ‏ — جانتے ہین خاص سے تا عوام

تیرے والد کو ہی تب ایک سال ‏ — تب حکیمون نے یہ تشخیص تمام

دق سمجھکر یہ دوا تجویز کی ‏ — شیر خر یا قرص کافور ایک ام

سو لے اک مادہ خر پینے لگا ‏ — ہر سحر اس شیر کا اک بھر کے جام

سہر یا تھی غرض پائی شفا ‏ — پھر ہوا سوزاک ہے پیہ احتلام

آخر کار اس مرض کے بھی لیے ‏ — وہ ہو مادہ خر کتی اسکے آئی کام

رکھیو سوزاک پدر ہے تو مشریہ

رحم مادر مین آلت نکلا ہے میر

سن تو کیا ہے قصہ انسان خر ‏ — ہمنے کیا سید نہین دیکھے مگر

قتل حرمت پر خدا کی خلق کے ‏ — کب کسی سید نے باندھی ہے کمر

ریزہ چین جس جب کے ہو تو خوان کا ‏ — ہجو کر اس اس کی ہر شام و سحر

رات دن پھرتا پھرے ہے اے لعین ‏ — اسکے اسکے گھر مین اسکے اسکے گھر

بیش و کم تجھ مین نہ دیکھا عقل و حمق ‏ — نطفے کی ترکیب کا ہے یہ اثر

گھر سے اپنے کھا کے جاوے جسکے یان ‏ — جاتے ہی مانگے ہے اس کے ماحضر

بھیجے تو ناموس جن کا تا بہ اسپ — دے بھی تیرا بھیجین فیل وخر تلک
خشک تنکا نہین سماوے جس جگہ — وان گھسیڑے خلق چوب تر تلک
جس گھر مین ہو نہ رشتے کی جگہ — بار کش بھیجے گا اس گوہر تلک
یہ ترا سوئی کا ہی قیمت شکن — پھر بہا کب اسکا سیم و زر تلک
مرغ ہووے حیدرآبادی تو خلق — دیکھ لے ہی اسکے بال و پر تلک
گر اصالت کے نشان پر ہو خلاف — پہونچے ہی وہ کو دکش کے گھر تلک
اب نسب تیرا جو ہی اس وضع پر — پہونچے کب پیغمبر و حیدر تلک

ریم سوز اک پدر ہی تو شریر
رحم مادر مین الٹ نکلا ہو تیر

تو نہین سید کیا ہین امتحان — آل پیغمبر کی کب ہی یہ زبان
جگ مین اب تیری سیادت کا نسب — سمجھے ہین نبوی تلک پیر و جوان
وضع کو تیری نہین اب فائدہ — کیجیے گر قصد لے تیر و کمان
بل اگر پاتے برآمد کا ترے — ایک گز کے بیچ پھر تو تھا کمان
ای نبی ہول ترا روز ازل — خاک آدم مین اگر ہوتا نشان
ہجو کرتا ہون تو ان اشخاص کی — وہ جو ہین ممتاز زیر آسمان

جو تو سید ہووے تو ویوون تجھے
خمس کے پیسے تو ہین گھر ہین بھرے

یہ روپے تو وہ نہین جیسے کہ تو
رنڈیان لیجانے کے کھوڑی کھرے

کہہ معالج خان نے تیرا کیا لیا
تو جو انکا منھ مین اپنے گُہ بھرے

میر تو اب اور انکے بھائی کی
ہجو تو کرتا ہے وہ ہین منگرے

مین سمجھون ہون کہ تو اس صنع سے
آج اگر جیتا بچے تو کل مرے

میرزا ہمگو سے تا مرزا علی
نظم مین آئے ترے سب پرے

اور نام انکا تو لے سکتا نہین
خلیے ہین یہ شخص رتبہ مین درے

تجھ سوا کس میر کی ایسی ہے شکل
جسکی صورت دیکھکر شیطان ڈرے

تو جبا ڈے اپنی میری جس گھڑی
گو یدت این حرف ہر دانشورے

ریکم سوز اک پدر ہے تو شریر
رحم مادر مین الٹ نکلا ہے میر

یہ تو ہے ممکن جہان سے تو اٹھے
دود آکھٹے جس گھر سے والسے تو اٹھے

جس زمین پر بوہو کھانیکی تو کب
گردش ہفت آسمان سے تو اٹھے

مثل سگ ہے جیع سے تیرے نحال
گوشت کھاکر استخوان سے تو اٹھے

ہاتھ سے کہتے ہین ہے اٹھنے سے حرف
یہ تو کیا معنے زبان سے تو اٹھے

قدو یا بولے ہی مین ہون استاد	مین کیا فن شاعری ایجاد
آکے شیدا جو ہوا شاگرد	گوش دل سے سُنے مرا ارشاد
مرتبہ اسکے شعر کا ہو یہ	سخن اسکا سخن کے ہوا اُستاد
رفتہ رفتہ سُنا یہ شیدا نے	کہا اُسنے کہ خانمان برباد
معنی کے گھر کو تونے ویران کر	پھینک دی اُسکی کھود کر بنیاد
کس طرح سے مین ہون ترا شاگرد	بیت سعدی کی یہ مجھے ہی یاد

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ورہما از جہان شود معدوم

مان میرا کہا خدا سے ڈر	اپنا شاگرد تو کسی کو نہ کر
بولی تیری جو کوئی بولے گا	تیری بولی کا ہوگا اُسمین اثر
آگے کو دیکھیے خدا جانے	اُجڑے اُسکی صدا سے کسکا گھر
جس جگہ بیٹھکر وہ بولے گا	تیر گولی چلیگی وان اُس پر
مار کر جیب کوئی گرادے اُسے	ورنہ لو تھڑا اُسکی کھاٹ پہ دھر
چلین کاندھے پہ دھر تو بیٹین گے	یہی کہہ کے اپنا سینہ و سر
کس نیاید بزیر سایۂ بوم	ورہما از جہان شود معدوم

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

[illegible]

مسدس

صبحدم کو جو چمن مین ہوا سودا کا گذار
کہا اک بلبل نالان نے کہ اے عاشق زار

[illegible]

صورتون مین پڑینگے زنگار رنگ	لال طوسی سفید اور کالے
چاہے الّو ہی تو رہے بن کر	خلق سے شاگرد اپنے کرڈالے

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

تیری جس باغ تک صدا جاوے	پھر کوئی خار و خس نہ واں پاوے
تجکو اس گل زمین سے جلد کوئی	کچھ تصدق دے راہ بتلاوے
اُس محلے کو تو اُجاڑے ہے	آپ کو جس محلے پہونچاوے
ٹوئیان طوطے کے بچے اس قابل	ہین جو بولی تو اپنی سکھلاوے
گرنہ شاعر جہان مین ہو کوئی	تجکو سودا نہ شعر دکھلاوے
شومی قسمت اپنی سے تجھ تک	کوئی ناکس ہی آوے تو آوے

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

اے بیابان نحوست کے غول	بستیون کو نہ کر تو اُتواڈول
فرخ آباد کے محلون مین	حد سے باہر تو کرچکا ہے کلول
جلد یان سے نکل وگرنہ ترا	بھرم مین اسطرح سے دونگا کھول

[illegible]

درد فرقت نہین آسان تجھے کہتا تھا
دیکھ تو ہوگا پشیمان تجھے کہتا تھا

اسقدر مست ہو تو نادان تجھے کہتا تھا
کیون تو لیتا ہی مری جان تجھے کہتا تھا

انچہ کردی تو دلا با خود با جان من
کس نہ کرد ست چنین کار گہی با دشمن

تجکو اُس شوخ سے تنہا نہ پڑا ہو پالا
بلکے آنکھو لسے دوانے تو مرا گھر گھالا
کیون ہوا ہی تو مری جان کا لینے والا

مفت مین مجکو بھی لیجا کے بلا مین ڈالا
کیون رہے دل کہ تو بھلا جیتے ترا کیا ڈھالا
ہائے رے ہائے مین دشمن کو بغل مین پالا

این زبان چارہ نداریم و چہ تدبیر کنیم
کردۂ خود بکہ گوئیم و چہ تقریر کنیم

کیا کرے دل بھی بڑھا ہی محبت کا فسون
اس غم و درد بلا بیچ کہانتک مین کرون
اب نہین تاب زبان کہ مین خاموش کرون

کب ملاقات ہے اُسکا دشمن ہیجا کو کرون
آتش غم سے طرح شمع کے رو رو کے جلون
کیونکہ احوال دل اُس شوخ سے جا کر کہون

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کی
سوختم سوختم این راز نہفتن تا کی

یار تجھ زلف کی سودا مین پریشان ہی دل

تیرے دیدار کا جون آئینہ حیران ہی دل

ہین عبث غیر کا شکوہ یہ کیا تجھسے یارا
دیکھ لینا تھا جو کچھ دیکھ لیا تجھسے یارا

گر بظاہر بکسی خلق نکو خواہی کرد
شوخ بابا تو چہ کردی کہ بادخواہی کردا

شیشۂ دل کو مرے سنگ ستم سے پھوڑا
تم جو کچھ ساتھ کیا میرے نہین وہ تھوڑا
خوبرویون کا جہان بیچ نہین کچھ توڑا

دل نے میرے بھی منھ اب تیری طرف سے موڑا
مجکو بھاتا نہین ہردم کا ترا انکتوڑا
شعر وحشی کا دل اپنے پہ یہین لکھ چھوڑا

سید ہم جاے دگر دل بدل آراے دگر
چشم خود فرش کنم زیر کف پاے دگر

صحبت بد مین تمھین اٹھ پہر صحبت ہی
دیکھکر طرز تمھارے یہ مجھے حسرت ہی
واہ وا چاہیے اہرد کو یون ہین حیرت ہی

غیر کے ساتھ شب و روز تمھین خلوت ہی
گر ہو تم آدمی زادے تو یہ کیا غیرت ہی
ایسی برداشت کی اب کو میان طاقت ہی

گر چنین ست کہ دائم بملامت باشد
تا بخیریم و شما نیز سلامت باشد

چشم بد دور میان خوب نکالے ہو ڈھنگ
بیٹھکر خندہ دون مین سیکھے ہو بجانا منھ چنگ

جا بجو ڑدون مین قدح بھر کے لگے پینے بنگ
اسقدر آپ سے اب تئین اٹھایا ہے تنگ

مسدس

این نہ گویم کہ من از دست تو گشتم دلریش
کردۂ خویش مثل ہست کہ می آید پیش

اب تو کہتے ہیں حریفان دغاباز مدام
ہوگا معلوم نکالوگے جو خط آئلے کلام
پھر تو رسوا کرینگے ملکے تجھین خاص و عام
ای میاں میٹھی محبت کی تری ہم ہیں غلام
سب چلے جائینگے آخر یہ تجھین کر بدنام
دیکھ اب بھی سمجھ ای یار نہ کر ایسا کام

زان بیندیش کہ از کردہ پشیمان باشی
جمع نا جمع نباشی تو پریشان باشی

کاش کے تجھسے مری مہر کے رشتے ٹوٹین
غیر سے ملکے کبھو ہمکو نہ پوچھو چھوٹین
کب تلک زہر کے گھونٹونکو بھلا ہم گھوٹین
تب تو ای یار جلے دلکے پھپھولے پھوٹین
ہم ترستے ہی رہین غیر فریبوں لوٹین
مار بھی ڈالو بلا سے تو بلا سے چھوٹین

آنقدر زندگی خویش مرا دشوار ست
گر تو ناحق بکشی حق تو بر من یار ست

کیا کوئی تجھسا رے یار نہ تھا دنیا مین
کیا کسو کو کسو سے پیار نہ تھا دنیا مین
عشق سے کسکو سروکار نہ تھا دنیا مین
کیا کوئی اور طرحدار نہ تھا دنیا مین
کیا کہیں اور گرفتار نہ تھا دنیا مین
یہ ستم اور یہ زنہار نہ تھا دنیا مین

مسدس در ہجو خر مولوی ندرت کشمیری

رکھتے ہیں مولوی خر کر دین و دل نیازاو
مطول کو کرے ہے مختصر زلف درازاو
فضیلت نور باشی کی کیشر کارسازاو
اشارات نگاہ چشم ہے جادو طرازاو
بدقت میتوان فہمید معنیہاے نازاو
کہ شرح حکمت العینت مژگان درازاو

کتابی کہد یپوں اسکو وہ نسخہ کا جلی ہے
کب اسکی ٹھیٹی جو ری کی گرہ کڑ دی کسیلی ہے
کہ لونڈی تبکی اب ہر سطر انوار سہیلی ہے
غرض اسکی ادا کا پوچھنا مشکل سہیلی ہے
بدقت میتوان فہمید معنیہاے نازاو
کہ شرح حکمت العینت مژگان درازاو

بجا ہے کہیے گر علامہ وقت اسکو یاد ہے
اگر اک ورق اسکا ہاتھ میں ہو لو یکر دو
رسالہ علم میں غمزے کے جیسے ایسا لکھا ہے
کہیں کھ ناک پر عینک مطالعہ کرے وہ اسکو
بدقت میتوان فہمید معنیہاے نازاو
کہ شرح حکمت العینت مژگان درازاو

جو کوئی شعر مشکل مولوی جی کو سناتا ہے
تو معنی کہکے یوں بولے ہیں مجھکو کیوں بکاتا ہے

مخمس دوم

۴۴۵

خسروا تجھسا کوئی دوران میں ہوئے تو	باب تخت سلطنت ایسا ہیں کھلا ہو تو
تجھ ورود ولت پہ یوں ہے سلیمان ہو تو	ای قبائے بادشاہی راست بربالا تو
	زینت تاج نگین از گوہر والاے تو
دیکھ تجھ شاہ بلند اختر کو ہیں ہیکت ہلب	آسمان چاہا رہے تیرا طلوع تا ابد
ذات سے ہی تیرے نورانی نسب ہی کی جلب	آفتاب صبح را ہر دم فروغی میدہد
	از کلاہ خسروی رخسار مہ سیماے تو
آسمان تک گر کہی پہونچے زمیں کرکے حسبت	اگر ذرہ تیرے کے آگے مرتبہ اسکا ہی پست
فیض کو تیری قدم کے کسکا پہونچے فیض و دست	اگرچہ خورشید فلک چشم و چراغ عالم است
	روشنائی بخش چشم اوست خاک پاے تو
مرد مک ہی چشم تیرے کی ہوس خسروا	خاک کو جسکی نگہ کرنے طلائی کیمیا
اوج دولت کو نہ پہونچا کوئی بن تیرے عطا	جلوہ گاہ طائر اقبال باشد ہر کجا
	سایہ انداز ہما از چتر گردوں ساے تو
علم کی مبحث میں ہا سیاحت جو کی تو نے صاف	اس سے رکھ سکتا ہی کب منقول و معقول انحراف
حاشیہ تصنیف کا تیرے نہ لکھیں بخلاف	در علوم شرع و حکمت با ہزاران اختلاف
	نکتہ گاہے نشد فوت از دل داناے تو

غزل کلیم

عمزۂ چشم ہی تھا باعث بیماری دل
ایک دل ہووے تو ہو سکتی ہے غمخواری دل
جا سے جو نیما ہے دل اور گرفتاری دل
خم زلف ست وگر دام گرفتاری دل
کر درد موسے نگہند ز بیماری دل
چہرہ وا ہی ہی ہون ہو وفاداری دوست
دشمن ہے مجھے بد دگاری دوست
کرون کر جو ہون ہمدردی خونخواری دوست
خندہ بر بخت زنم یا بہ جفاکاری دوست
گریہ بر خویش کنم یا بہ گرفتاری دل

مخمس سوم تضمین

غزل حافظ

از فن عجب کچھ نہیں گر سکر تو حافظ
بر آسمان چہ عجب گر ز گفتہ حافظ
سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

بلطف خلق توان کرد صید اہل نظر				جو چاہے تو کہ گرفتار ہوں ہیں تیری پر
	بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را			
وے نہیں ہمیں معلوم سر عالم غیب				ترا سا حسن نہیں جگ میں یہ تو ہے لاریب
جز این قدر نتوان گفت در جمال تو عیب				جو فکر کیجئے ہیں اب سر کولا ہے سوی حبیب
	کہ خال مہر و وفا نیست روی زیبا را			
چمن چمن میں پڑا شور ہر طرف غوغا				بہون گے گرو جب اس نوجوان نے خط کو رکھا
شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا				ہر ایک مرغ نے دی بلبل باغ ہو یہ جا
	تفقدے نکند طوطی شکر خا را			
جو دیوین جام جم اور کیقباد کا تجھ تخت				نصیب کرے سعادت کا تیری پر ہمیں در خت
بقیض صحبت احباب آشنای تخت				گذشتگان کی طرف سے نہ رکھ تو دل کو سخت
	بیاد آر محبان دشت پیما را			
بتان کیے تا نہ کرے خلق کو جدائی ہست				الٰہی ربط محبت کرے خدائی نیست
ندانم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست				کریگی ہستی کو انکی تو بیوفائی نیست
	سہی قدان سیہ چشم ماہ سیما را			
گرسنے تو نے ہی شعر شگفتہ حافظ				کھلے ہے سو وا یہ راز نہفتہ حافظ

[illegible]

[illegible]

دل کو دھو ڈال مگر نقش سے جام بدن	مذہب باده و آزاد ہمین یک حرف

چیست آسائش کونین سبکساری دل

چشم غماز نگر آرام ہوا ایسی ہی کہ بس	صبر کی جنس سے چھوڑین نہ یہ مژگان کا خس
دل کو سجا ترے کوچہ مین ہے نالی کی ہوس	راہزن را نبود بانگ نہ فریاد و جرس

ترک یغما نکند غمزہ اے آہ زاری دل

سمجھے سودا ہی یہ بات اسکا ہے علیم	دل کا اس بن نہین چارہ کہ یہ سودا ہو دونیم
کون اس حال مین امداد کرے یار ندیم	عشق چون تیغ کشد بر دل بیچارہ کلیم

کیست جز داغ کہ آید بسپرداری دل

مخمس چہارم

نہ بلبل ہون کہ اس گلشن مین سیر گل مجھے بھائے	نہ طوطی ہون کہ دل سیر فضا باغ لیجائے
مین جون طاؤس آتش بازی کیسی ہی بہار آئے	نہ با صحرا سیر دارم نہ با گلزار سودائے

بہر جا میروم از خویش می بالد تماشائے

تسلی اس سبو سے ہی نہین ہوتی مجھے کیونکر	گرانی اسقدر پاؤن پہ سر ہے اسقدر رنگین
چلی شراب پانے ای ساقی ہوس کو جی سے نکلیں	چہ گل چینید داغ آرزو از تشنہ تسکین

۴۴۷

[illegible]

جدا تا کہ دیکھئے تو ہر قطرہ شبنم کے ہے روشن	دریں گلشن چہ نسبت ترک احولی کردن

کہ در ہر برگ گل آئینہ دارد حسن یکتائے

کیا میں فرض ہے تب ہیں ہم تو بہشت و کم زاہد	نگاہ دیدۂ تحقیق تو وار اشک ہم زاہد
نہ ہووے سیر کی سودا سے تیری یکدم زاہد	من و بیدل حریف سعی بیجا نیستیم زاہد

تو و قطع منازل ما و پائے لغزش پائے

مخمس پنجم

وہ کون سی گھڑی تھی جب سے لگن لگائی	تن چھوڑتی نہیں ہے یکشب تب جدائی
اور وصل مانگتا ہے جی تجھ سے منہ دکھائی	من شمع جان گدازم تو صبح دل کشائی

سوزم گرت نہ بینم میرم چو رخ نمائی

دوری سے تیری مجکو ہے آفتاب عالم	روتے ہی رہتے گذریں ہم تو مثال شبنم
جب تم تو منہ دکھاوے تو ہوں فنا میں اس دم	نزدیک آنچنینم دور آنچنان کہ گفتم

نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی

مخمس ششم تضمین غزل امیر خسرو رح

[illegible]

پھر تو یہ ولولے تھے دل مجنون کو مارے	پھاڑ کر پھینک دین میں کپڑے بدنکو سارے
خیر گذری کہ لے آئی کشش دل بارے	پیشم آمد بسر کوچہ پری رخسارے

کافرے عشوہ گرے زلف چو زنار بدوش

بسکہ اس لکو تھی اُس آفت دین کی درخواست	اپنے احوال میں بھی رہ نسکا کم وکاست
ہو گئے بے صبر میں جا سامنے اُسکے اک رات	گفتم این کوی چہ کویست ترا خانہ کجاست

ای مہ نو خم ابروے ترا حلقہ بگوش

کھینچ لایا ہی ادھر عشق مجھے با کمند	شیخ و زاہد کی میں کافر ہوں جو مانوں اپنے پند
سُنکے یہ عرض مری ہو متامل یکچند	گفت تسبیح بخاک افگن و زنار ببند

سنگ بر شیشۂ تقوی زن و پیمانہ بنوش

اُلفت دین کو دل اپنے سے تو اب کر کے بری	وہ مرے اُدھر کو جا کہ تو ہے در حجرہ دری
شوق جسدم ترا جنبش میں مجھے دور کرے	بعد ازین پیش من آتا بتو گویم خبرے

راہ بنمایم اگر بر سخنم داری گوش

وہ جٹک سر سے یہ عمامہ پڑے اے غضب	پہونچا اس بوجھ سے تو منزل مقصود کو کب
ساغر خو سے رکھو دور ہوس اے طلب	بگذر از صومعہ و راہ میخانہ طلب

خرقہ بیرون فگن و کسوت رندانہ بپوش

[illegible]

از دم صبح ازل تا بقیامت مدہوش

نہ تو یاں پر وہ حرم کی سی مکانین تنگی
خانقاہ و مدرسہ کی طرح نہ صحبت جنگی
دل مین سودا تو خیالات نکر جون بنگی
گر ترا ہست درین کوچہ نہ سر کی تنگی

دین و دنیا بیکے جرعۂ صحبت بفروش

مخمس ہشتم تضمین غزل شاہ ناصر علی

پسر بعد از پدر گر نیک نام آور شود پیدا
بدان مانند تخم نخل شیرین تر شود پیدا
بوصفش از زبانہا این سخن اکثر شود پیدا
نکوئی گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا

چو گیرد قطرۂ راہ عدم گوہر شود پیدا

ہوا ہی کس بضاعت پر تو بلا عشق کا راہی
نہ خوبی اشک نے لخت جگر نہ رنگ ہی کاہی
خودی اور کبر نے رکھا ہی تجکو دور اگاہی
بطاعت کوش گر عشق بلا انگیز میخواہی

متاعی جمع کن شاید کہ غارتگر شود پیدا

شباب اپنی کی ہستی سی جو کھویا اختیار از دست
تو وقت شیب کو نادان کھو تو زینہار از دست
ندے اتنا بھی اب تو دامن ہمت کو تو از دست
بپیری سعی کن گر در جوانی رفت کار از دست

زر گم گشتہ در آتش زخا کستر شود پیدا

غزل طالب کلیم

پاس ناموس محبت ہی میں ہے عاشق کو سود — گو جراحت ہو سے تیغ عشق کی ہر دم فزود
اپنے بالین پر نہ میں جراح کا چاہوں ورود — کے بہ ناحق مرے چاک جگر خواہم نمود
من کہ زخمش را نہان از چشم سوزن داشتم

گل خمار آلودہ میں گھر سے جو نکلا صبحدم — قتل پر راضی تھا در جو دیکھ تیغ بشوکم
یک بیک بھونچا مجھے جام لب مشکین ہم — بزلال خضر اکنون صد تغافل میزنم
منکہ چشم از تشنگی بر آب آہن داشتم

کون میری طرح عشرت سے ہوا ہے کامیاب — کسنے اس خوبی سے دیکھا جیتے جی ہے تاب
ساقی گلفام کے چہرے سے اٹھتی ہے نقاب — روشنی از بزم من ریوزہ میکرد آفتاب
در چراغ عیش جا از بادہ روغن داشتم

عشق رنگ لایا وہ پہر جب لگا کرنے نمود — جو ہوئے مانع مجھے سمجھا انہیں نے بے سود
دوستی سے لالہ رویان کے ہوا آخر یہ سود — ہمچو ماہی غیر داغم پوششی دیگر نبود
تا کفن آید ہمین یکجامہ بر تن داشتم

صاحب دیوان تھا جب شام سے تا وقت چاشت — گل زمین شعر میں کی تخم معنی کی جو کاشت
پرورش کی ہے سخندانی سے رکھا جسپہ نشست — ہا سیگئیہ ذوق طلب از جستجو بازم نداشت
خوشہ چین بودم بسی آخر زمیکہ خرمن داشتم

از بہر چہ سر بردہ در آغوش نشستی

پیمان ترا ای یار نہ دیکھا کبھی محکم
اس وعدہ خلافی سے جگر خون کری غم
ہو عہد ترا ہم سے وفا غیر کی اسدم
برخاست نے دل نالہ سو بیہوش شدم ہم

با غیر چرا ای وعدہ فراموش نشستی

دیدار کا شوق اپنے ہر اک چشم سے کھویا
پیغام بروں کا ہوں تیرے ندنوں جو پایا
دیدار اپنے کا گوہر ہر سکانوں ہیں دیا
سازیم ز دیدار بہ پیغام تو گویا

برخاستی از دیدہ و در گوش نشستی

صائب کا ہی اشعار کا ہر ایک ثنا خوان
فیضی و ابوالفضل کو طوطی کہیں نادان
کہتے ہیں فصیحی کہ نہیں ہے وہ زبان دان
از ہوش ربودند کہیں ہرزہ درایان

خیرست چرا این ہمہ بیہوش نشستی

شوکت جو کہو تو ہی بخارا کا سو وہ باغ
تمکین نے کیا تیرے جون لالہ مجھے داغ
بیدل ز غن ہندی و ناصر علی بکزاغ
شور ز غن و زاغ بلندست درین باغ

ای بلبل خوش لہجہ تو خاموش نشستی

مخمس دوازدہم

سمندر کو فرود آتش گل گلزار سے بھائی

محبت جب کسی کا ان عاشق میں آتی ہے ہمت	گھر کے بھول لیتی ہے حرف کو تقدر دل پکر
اگر تو عاشق صادق ہے کیجو یقین باور	محبت ہے وہ شعلہ کہ جس نے شکل ز شرار کر

بہ از یوسف بنا کر چشم میں جو بانکے دکھلائی

محبت میں نہیں جو بولی آگے زشت نا کارہ	محبت ہو تو ہوں زندگی پسر کے لب شکر پارے
نگہ میں عشق کے لگتے ہیں دونوں یکسے پیارے	جو اہر پسر چشم مرغ کو ہیں صبح کے تارے

ہے ظلمت شام کی شبپرک کی آنکھوں میں بینائی

تمیز اس میں کہاں پاوے اسیر عشق جس نے پی	وہ ہے خوب اس کی آنکھوں میں جسے چاہے کسی کا جی
سمجھنا غیر حرف اس سے اپنا نہیں ہے خودی	کشش دل کی ہے ایسی تو ہے جس سو تو پھرتی

نظر میں حسن ملوی سے تھی حسن اسرو بالائی

دل فرہاد و مجنوں لیلی و شیریں پہ شیدا تھا	حسین ان دونوں میں تھی کون کیسی ہے ہویدا تھا
ولے یکساں تھا حال ان کا آنکھوں سے پیدا تھا	جمال یار دونو نکلے دلوں میں ان پیدا تھا

محبت میں نہ خوب و زشت میں کی نکتہ پیرائی

تمیز نیک و بد وان کب تھی الفت کی جہاں جو تھی	خرد بیہوش تھی جس دم مقام عشق میں آئی تھی
نہ تھی وہ چیز جو تفریق کی دونوں کی در پہ تھی	سنا ہے ربط محمود و ایاز آخر وہ کیا شے تھی

حسن یکتا ہوا ایسا کہ نہ دیدہ و شنید | ہے گل و صبح کا جلوہ لب تا ر پدید
گرچہ یہ بات ہے فہمید خلائق سے بعید | دیکھے پایا ہوں ز زلف اسکے رخ صبح سفید

جن نے دیکھے تھوں یار و شبستان گل و صبح

کچھ بہار آگئی ان سے کبھی ہوئی رسوا تر | دیکھتا کوئی نہیں سوئے چمن بھر کے نظر
سو جب اسکا بھی کچھ ہو وہ لگا آئے باد رگر | جب سے دستار سفید اسکے سجی چہرے پہ

جلوہ نظروں میں نہیں تیرے جنداں گل و صبح

آج شادی ہے اگر دہر میں کل ماتم ہے | خوشی راحت کی عبث تجھ سے بجا غم ہے
پر وہ سمجھے ہے جو حقیقت سے کچھ محرم ہے | باغ دنیا میں سدا شادی و غم توام ہے

رو دے شبنم جو چمن میں ہو وے جو خنداں گل و صبح

ہر رہ گردی ہے فقط ہو نہ اگر شیشہ و جام | کر بھی گل گشت چمن بے مے و ساقی کس کام
ہو بھی جیسا ہے ان تو ہے پھر عیش تمام | اپنے سودا سے کہا ہوئے گو نا حق بدنام

دیکھنے باغ میں کیوں جائے ہے نادان گل و صبح

میں کہوں تجھ سے گوش سخن دل تو اگر | عیش دنیا نہیں ہے قوت لوانی اس پر
کہ چمن ہو وے بنا پر از گل تو دامان بھر | ہو جہاں بادہ گلنار بلوریں ساغر

آ ہے نزدیک ترے جلوہ کنان وان گل و صبح

اب ہوں عرض میں طرفہ مصیبت میں مبتلا	کس سے کروں میں عقدۂ دل وا کے ای خدا

دل دادۂ زلف رخ دلبر ندیدہ ہوں

آیا نہ رحم تجکو مرے حال پر کبھو	پوچھا نہ تو نے آ کے مرے چشم سے لہو
دیویگا کیا جواب خدا کے تو روبرو	کرتا ہی جا کے گل کی تسلی چمن میں تو

خون جگر سے میں بھی تو دامن کشیدہ ہوں

بسمل صفت نہیں مجھے آرام ایک پل	ہر رگ میرے دم سے نہایت ہی متصل
ملتا اگر ہی مجھسے تو ظالم شتاب چل	غافل ہو کیوں ترا ہی فرقت سے گوش دل

ای بے خبر میں نالۂ حلق بریدہ ہوں

پوچھا یوں کبھو کہ ترا رنگ کیوں ہی زرد	کہتا نہ تو کبھو یہ مجھے بھر کے آہ سرد
تو کون ہی کہ ملتا ہی چہرے سے اپنے گرد	میں کیا کہوں کہ کون ہوں سو واقعی درد

جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غم آفت رسیدہ ہوں

مخمس پانزدہم

کوئی اگر کسی کو اذیت دیا کرے	فکر اسکی ہر طرح وہ مکافات کیا کرے
تیر ستم رسیدہ یہ رو رو کہا کرے	بدلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے

فرصت چمن کی سیر کی بلبل ہمین کہان
فکر معاش و عشق بتان یا د رفتگان
اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے

ہو جسکو اس جہان مین حسب بیش و کم
سمجھا کرے وہ یار کو ہر آن مغتنم
اسکی جدائی کا ہی ہر اک شخص پر الم
تنہا نہ روز ہجر سے سودا یہ ہی ستم
پروانہ سان وصال مین ہر شب جلا کرے

مخمس نوزدہم

نہ کر عاشقون مین محبت کہان ہی
سدا ایک سی انکی الفت کہان ہی
تجھے ویسے لوگون سے صحبت کہان ہی
ترے پاس عاشق کی عزت کہان ہی
تجھے بے مروت مروت کہان ہی

مجھے آرزو ہی زمانے مین اپنی
کہون تیرے آگے کہانی مین اپنی
سناؤن تجھے جانفشانی مین اپنی
بیان کیا کرون ناتوانی مین اپنی
تجھے بات کہنے کی طاقت کہان ہی

سکے ہی مجھے کھینچکر تیغ ہر دن
نہین رہتے میرا گلا تم کیے بن
سمجھنا نہین اسقدر رنیک باطن
مین شکوہ کرون جور ظالم سے لیکن

مت پوچھ مرے دل کا سر پر سے گذرنا
منھ کر کے سیہ گھر سے ہر صبح نکل چلنا
جب رات کہ ہوتی ہے پھر شمع نمط گلنا
ہر روز کا وہ مرنا ہر رات کا یہ جلنا
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

تقدیر کے لکھے کو امکان نہیں دھونا
تقصیر نہیں دل کی قسمت کا برا ہونا
ہر چند مسلم ہے اب جی کے تئیں کھونا
لیکن مجھے آتا ہے پھر پھر کے یہی رونا
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

اس جینے سے بہتر ہے اب مت پہ دل دھرئیے
جل بجھیے کہیں جا کر یا ڈوب کہیں مرئیے
کس طور رہیں اتنی کس طرح سے دن بھرئیے
کچھ بن نہیں آتی ہے حیران ہیں کیا کرئیے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

گلشن میں مانے کے یوں عمر کٹی ساری
ہر ایک طرف پھرنا کرتے ہوئے مئے خواری
آزادگی میری بھی سر وار یہ ہے بھاری
انصاف کر دیا رو میں ہو گرفتاری
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

جو مجھ پہ گذرتی ہے مقدور نہیں سہنا
خون جگر آنکھوں سے دامان تک بہنا
جو بات کوئی پوچھے منھ دیکھ کے چپ رہنا
دینا نہ جواب اسکو کہنا تو یہی کہنا
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

[illegible]

آواز سا تی ہے جگر میں ہزار کی
ساقی خبر شتاب لے میرے خمار کی
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی

مژگان پر نگاہ ہے تصویر روز و شب
آپس میں آشنا نہیں کیسا ہے یہ غضب
حیران ہوں نگاہ کا تیری ہے کیا سبب
ظالم یہ سچ شتاب کر اب زیادہ تب
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی

گر عاشقوں کو گھر تجھے آنا ہے ننگ عار
اپنی ہی پشت بام پہ آ کر کے ایکبار
ابرو ہلال عید کے مانند تجھکو یار
ٹک دیکھ دکھا دے کر جوں طفل زار زار
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی

ظالم شتاب چل کر تغافل ہے تجھ میں بیر
اتنا ہے بس بہار ستم مژگان کا میرے
کافر ہوں میں جو تجھکو بتاؤں بغیر و گیر
الودہ نہیں ہوں کہ اشک کر دیں صبر
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی

گذری ہے ہر رات شب عدو سوا تجھ بن
کوئی گھڑی ہی ہے کہ رہوں میں یہاں
آ کہ تا کہ میں پہونچی ہے میری جان
جامے شہید اسکو نہ پہونچ کر آن آن
طاقت نہیں رہی ہے مجھے انتظار کی

حیران ہوں کیا کرے گا قرار و عدو دیا
اس تجھ ملنے کے سچ مرا کام ہی تمام

[illegible]

مخمس بسنت و ہلم

وہ مہر وہ وفا وہ عنایات ہو گئی
صحبت تو رفتہ رفتہ بہ ہیہات ہو گئی
وہ مہربان گئے وہ مدارات ہو گئی
جھڑکی تو بد تو ہون سو مساوات ہو گئی
گالی کبھو جو دی تھی سو اب بات ہو گئی

کہنا یہ آن آن مرے گھر سے تو نکل
حرمت میں سب کے مرتے سے خوش آہ گو ملل
دشنام دینی شہر دا نکل خواہ بے نکل
باقی رہی یار کہانی اب کے ہو آجکل
سن لو کے تم اسے کبھی یہ اوقات ہو گئی

رسوائے خلق خوار جہاں میں ہو چکا
ہر گز نہیں ہے پند و نصیحت سے فائدہ
بے شرم و بے حیا تجھے آفاق نے کہا
اب تو نہ چھوڑنے کا نہیں اس کو ناکہا
ہو تی جو کچھ کہ تھی قبلہ سماعات ہو گئی

رکھنا چشم خلق تجھے خوار تا گیا
نت اٹھ کے جور و ظلم جفا کار تا گیا
رہنا ہمیشہ در سے لے آزار تا گیا
بس اب تم سے در گذر اے یار تا گیا
آیا ل دل مرے کی مکافات ہو گئی

وعدہ بھی تھا ہی کہ میں آ و نگا دن ڈھلے
لیکن نہ بعد شام کے پیش از دو پہر چلے

مخمس بسنت دوم

پھرنے سے گرد شمع کے شب تار رہ گئے

فرہاد و قیس کی ہے تجھے عہد کی خبر	کیا کیا تھے جور و جفا و محبت کی یکدگر
مجنوں خوش نصیب کا ہے قدم سنگ در	تیری گلی میں مر کے دھرے حال پر نظر

جانے سے مرغ جی سوئے گلزار رہ گئے

عاشق کے سر پہ جور تو ہوتا ہے بیش و کم	لیکن ادھر تو دیکھ جفا کار یہ ستم
تو نے تو عشق ہی کو اٹھا کر دیا عدم	معشوق کو بھی چاہیے سنا کتے ہیں صنم

بت پوجنے سے بت کے پرستار رہ گئے

شہرت سے تیری مرغ چمن چھوڑ کر چلے	پروانہ بولے شمع سے کیوں کر جی جلے
رہنے کا اُسکے سایۂ دیوار کے تلے	آنے کا قصد اُنکے مصمم ہی تھا لئے

ان خوبیوں سے ہو کے خبردار رہ گئے

اک خلق کو غرور نے تیرے کیا ہلاک	کہتے ہیں تجھ سے کرکے گریباں کو اپنے چاک
کہتے ہیں تجھ گلی میں آوارہ دردناک	آئینہ سان تیرے کیوں نہ ملیں اپنے منہ کو خاک

رو دینے سے ہمیں یہ طرحدار رہ گئے

کرنے لگا ہے سبزۂ خط اُسترے سے ساز	ہے سرو قد بھی نسبت سابق کے کچھ دراز
بڑھ بڑھ کے ہر ایک رو دے ہے یہ بیت جاں گداز	اس گل میں اب تلک تو وہی ہے غرور و ناز

[illegible]

سو آرزو تھی دل میں تو یہی رہی رہی | پر غم ہاے یہ کہیں نہ ہوئی ہم سے آگہی

ہر چند کر کے تم سے ہم اظہار رہ گئے

قربی ہو کیا رقیب میں جو تجھکو بھا گیا | دلال کون سا تجھے اُس سے ملا گیا
تو کوڑیوں کے مول اُسے ہاتھ آگیا | قیمت پہ ایک دل کے تو ظالم بکا گیا

یوسف کے ہاتھ ملتے خریدار رہ گئے

شب جنمیں کی تھی بادہ خوری تمنے بیٹھکر | کہتے پھرے میں ہیں کہ وہ کیا کیا جدھر تدھر
پیارے غضب نشے کا پڑے اُسکے چھو ٹھر پر | اتنا تو سچ ہو کر کے کہیں مست بیخبر

ہشیاری سے اپنے وہ ہوشیار رہ گئے

کہتے تھے ہم زمانے کو کیا جانتے ہو تم | دُنیا کا نیک بد کہاں پہچانتے ہو تم
صندل کو اپنے ماتھے کیوں سانتے ہو تم | لیکن ہماری بات کوئی مانتے ہو تم

اپنا سا ہم تو کتنا ہی سر مار رہ گئے

ملنے کو تیرے غیر سے ہم سُن کے رہ گئے | دیکھا جو اپنے آنکھوں تو سر دھنکے رہ گئے
آتش کے بیچ رشک سے جل بھنکے رہ گئے | دیوانے ہو کے تنکوں تلک چنکے رہ گئے

کیا کیا ستم نہ سہکے ہم اے یار رہ گئے

ہی راستی تو سے کرو میں لاؤں جفا | بے غیرتی تو اتنی سمجھتے ہیں جور و فا

[illegible]

مخمس بست و سوم

ایک تاریخ جو دیکھی تو پڑھا کیا کیا کچھ
وہ تو وہ زیر فلک ثبت ہوچکا کیا کیا کچھ
کیا کہوں میں کہ مورخ نے لکھا کیا کیا کچھ
ہمسے آگے زمانے میں ہوا کیا کیا کچھ
تو بھی ہم غافلوں نے آکے کیا کیا کیا کچھ

کیا کہوں تجھسے میں نقصان کی اپنی باتیں
راہ بیچاروں نے پائی نہ کہ واں سے نکلیں
پائی بہو بچا نہ سکے جا کے انھوں کے نکلیں
دل جگر جان یہ بے منت ہی سب میں
گھر کو آتش دی محبت نے جلا کیا کیا کچھ

کیا کہوں میں کہ ترے عشق میں کیا مجھ پہ ہوا
زندگی کے غرض اسباب سے اب کچھ نہ رہا
جیسے کہتا ہے کوئی ہو ترا صفا صفا
دل گیا صبر گیا ہوش گیا جی بھی گیا
شغل میں غم کے ترے ہمسے گیا کیا کیا کچھ

ناصحا گرچہ میں چاہا بہت پر گفتار
شکر صد شکر بدرگاہ خدا بلکہ ہزار
نہ رہے عشق کی کچھ پاس متاع بازار
حسرت وصل و غم ہجر و خیال آزار
مرگیا میں یہ مرے جی میں رہا کیا کیا کچھ

عشق یا زہر ہیں ہر کیونکہ نہ ہو جانا مشتاق
کوئی جگ میں نہ رہا یچھے رفیق عشاق

جیسے ہم آئے تھے سودا ویسے ہی بنا سو گئے
دور افلاک نے یان نشو و نما دی کسے
لائق اس جا مین کسی چیز کے گویا نہ رہے
ایک محرم دم چلے میر ہمین دنیا سے
ورنہ عالم کو زمانے دیا کیا کیا کچھ

مخمس بست و دوم

مے کشو مجھکو ہو کیون مجھ دل افگار کے ساتھ
کچھ مجھے کام نہین بادۂ گلنار کے ساتھ
جو رکھو ذوق ملاقات ہین خمار کے ساتھ
جی ہین چلین تھین مرے سو گئین یار کے ساتھ
سر ٹپکتا ہون ترا اب در و دیوار کے ساتھ

کیا کیا وعدے کیے تھے تمنے کہو ہو وان
کہ شگفتہ ہے چمن جلوہ گر اور آب روان
سو تو ان چیزون مین اک چیز نہ دیکھی تو یہان
یار و کہتے تھے جو ہم لالہ و گل ہین سو کہان
سر ٹپکتے تو نہ آیا تھا مین کہسار کے ساتھ

ہمکو تو قید قفس کی نہ تھی کچھ تم سے امید
کہ ہمین دام مین لاکر کرو یون ظلم شدید
فصل گل جیف ہے جاتی ہے چمن سے بن دید
ہائے صیاد یہ انصاف ترے تھا بعید
اسقدر ظلم و ستم اپنے گرفتار کے ساتھ

عندلیبون کے لیے زمزمہ عالم کو سنبھلے
قمری کو سرو چمن لیتے ہین سایہ کے تلے

آگے ہی وہ وصول وسیاہیں تمکو کہ سنایا

ملا حاتم نے تب کہا یوں مجھہ پاس ہیں کوڑے
بیٹھا کرو جو منہہ کو دھیلے کریں گندوڑے
کرتے کے تو گلے ہیں دو تیل کے پکوڑے
تب شیخ سدو بولا سنتا ہے ای نگوڑے

بھینسا ہی لیکے چھوڑوں خاطر ہیں کیا تو لایا

وڑی ہیں منہہ کو بیٹھا تجکو ہمارے کرنا
گاے اپنے پرنہ دیکھا تخمینا ہماری پھنڑا
دو تیل کے پکوڑے آگے ہمارے دھرنا
بکرا نہ لوں نہ بھینسا لوں ہو گدھہ تو لانا

تب جانیگا تو پھڑے پیروں کو ہیں ہنایا

مخمس بیست وششم

سنتی ہوا ہی دولھن تیرا کیا بیاہ ہی
پایل بسا طیوں کے نگر کا تو را وہی
یوں کہہ کے اپنے باپ سے اسوقت واوہی
نوشہ مرے کو آرسی مصحف کہا چاوہی

عینک کی جوڑی ساتھہ منگاتے ہیں شیخ جی

دولھن نہتا آپکے پوچھ اب نکر تو ڈھیل
باقی نہیں کچھ ابھی فقط ہارہی اپیل
سر پہ نہیں ہیرا ناکھوں میں شرم کو ڈھلا ہی تیل
بھوکی دے انکی بیٹھہ کے کتنا ہی پان ویل

طعنہ ابھی اسی کا ہو جاتے ہیں شیخ جی

تحت الثرا کو پھر چلے جاتے ہیں شیخ جی

یہ تو ہیں بوڑھے خرس وہ ہی شوخ چنچلی
انکو تو جانتی ہی کہ ہیں شیخون ہیں ولی
یاری کبھو تو دھول کبھی داڑھی نوچ لی
کھلتی ہی انکے جوروکی تب اسطرح کلی

پھولے نہیں بدن میں سماتے ہیں شیخ جی

جب دیکھتی ہی وہ کہ ہی برسات کی ہوا
آتی ہی انکے پاس لیے تیل اور توا
دس بیس ان جھڑی کو ہوئے مینہ نہیں کھلا
کہتی ہی یہ نہ مانیگا آپ اسپرا

ہم تم کو شیخ ڈھونڈ و بناتے ہیں شیخ جی

جب ٹھنگ وہ پھینکے چلے ہی لنگی چال
عمامہ سر سے پھینک کے ہو جاتے ہیں نڈھال
آتا ہی شیخ جی کے تئیں اس صدا پہ حال
تب پھر بانگی سے کہتی ہی وہ چنچال

اب ہمکو اپنی چاہ جتاتے ہیں شیخ جی

اک روز شیخ جو بھی کہ جورو سی مارے
اب بیٹھ چھپی رکھو کہیں جیج کا نہ گر پڑے
کہنے لگی کہ تم ہو بڑھوں کے ہر سے بڑے
ڈرتا نہیں ہی مجھ سے تو اپھر دے منہ سر کے

کہہ دن ابھی وہ اسے ستاتے ہیں شیخ جی

ایسی ہی بے ادب خدا سے بھی وہ ڈرے
شانہ کو انکے داڑھی کے وہ یاں نہیں کرے
آکر کے شیخ جی کے مصلے پہ بک بھرے
یارب کہ وہ چھنال شتابی سے اب مرے

زن مریدی کا دکھا اس لئے ہیں ہر دن بھرنا
بیاہ کے روز یہ عمامہ سر اوپر دھرنا
پیر سے آپ کو جوں پیر کا گھوڑا کرنا
زین پر ہو گئی گردن تری جھک کر سرنا
اشکل خوگیر کے داڑھی تری چوکور بنے

کبھی ہیں پاس بیٹھی ہوئی سمدھنیاں
عیب بھی ترے پانچوں شرعی عالم پہ نہاں
داڑھی بیٹھی ہے تری شانہ کھیرا ہے میاں
دی ہے اندھیاری تری آنکھ پہ مقنع ہے کہاں
انہیں یہ بار لگے بیچ ہے گل خور بنے

کاٹے ہے زہد کو ایسا ہی تو ہے دندان گیر
کر بی ہے یہ کہ کبھو اٹھ نہ سکے چھوڑ حصیر
کہنہ لنگی نے کیا گوشۂ عزلت میں پیر
مارے کم خوری کے کھاتا نہیں کچھ غیر پنیر
بس یہ ہے تجھکو رتو نڈا مرے شبکور بنے

سہرا جب منھ پہ ترے دیکھنے بازار لگا
پان کھون پی بی کے کھانیکو تو بیمار لگا
لوگوں کی چشم گماں میں تو طرحدار لگا
کوچ کرنے سے ترے آگے ہے انبار لگا
بوڑھے گھوڑے کی نہیں تھان پہ آخور بنے

کام کا دیو تری پیٹھ پیچھے ہیں دم لاگا
جا پڑا نیری پہ تو ہیں کے سوہاگا
مارے مستی کے تجھے سوجھا نہ پیچھا آگا
چھاتی جب ان نے دولتی تو پھر ایسا بھاگا
جتنا تھا بھاشا نہ تھا ای مرے منھ زور بنے

مخمس

لفظ بے ربط ملازم کے لیے شعلے بہرین	چشم کو آہو سے ہیں شاخ پہ نسبت کرین
ابرو کو تیغ سے تشبیہ نہ دین بے صیقل	
ریش بابا جو سنی ہو کوئی قسم انگور	غنا ئہ و وسمہ ہین اسکا دو نہ لادین کہہ
ربط الفاظ کو معنی سے نہ دیتا مقدور	لف و نشر انکو ترتیب جو ہو کرنا منظور
رام پور کی پہ کتاری لکھین او رسیا پہل	
لفظون سے انکا معنی نہ ہو مفہوم کہین	آفرین کرتے ہیں قصہ ہو تو ہوں تحسین
کو ہرفی سے طلب کرتے ہیں جا کر تحسین	زلف عارض کے سواما نہین کرتے پہ یقین
شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل	
ہو عبارت میں کہیں انکے جو لفظ در و گوش	آستیں انکے نکالیں ہیں تخمین سرگوش
معنی پوچھو تو یہ جھنجلائیں کہ مخفی ہو خموش	یا وے سلطنت بھی ملکہ صاحب ہوش
الفظ لفظ انکا اگر ڈھونڈیے وہ بیکار مشتعل	
یا زن ملک بالک نہیں یا کہ گر سات ہو شہر	زلف کے واسطے مینڈھ پہ جائے بسیا سانپ کی لہر
چشم کے وصف میں گو ہو دے تو ہو گرد شش پہر	نہ تلاش انکے سخن کا سا کہ جسمین یہ قہر
باندھیں لب کو جو پیا لگر تو دہن کو منقل	
عالم ربط میں تھا نسبت تو مرا یہ معاش	جا ئی و شتاد کیا شعر سن انکا شا باش

لعنت خدا کی ہووے تف اس تجھ پہ قلتبان — حلقے کہ سو وہ لعل لب خود ہی یران

آزردہ اش ز خنجر بیداد کردہ

اگر ہم ترے چچا کو نہ دیتی تھی خلق چین — دارالامارہ آگے یہ کہتی تھی دن و رین
پھٹکار تجھ پہ واجب لعنت ہے فرض عین — کام یزید دادۂ از کشتن حسین

بیگر کرا بہ قتل کرو دل شاد کردہ

نانا ترے نے پاکے جب اہل حرم پہ دست — یون کربلا کے بن سے پھرا جون شتر پہ مست
ہر اک نے اس لعین سے کہا اے ستم پرست — پہر شجرۂ کہ خار درخت شقاوت است

در باغ دین چہ با گل و شمشاد کردہ

ہوگا فرشتگان عذاب کا جب ورود — کہتا کہیگا تو کہ مین شیعہ ہون اے یہود
دینگے وہ یہ جواب جلا کر ترے عمود — چنا مین ز شیعہ بودنت اے دیکھیے چہ سود

آخر عمل بہ سنت اجداد کردہ

لعنت ترون کو اپنی جو کرتا ہے اے لعین — ہے مومنون کی سنت خفا مدنہ پاس ہین
ایمان ہو ترے تو نہ سادات سے ہو کین — از زادہاے طبع تو معلوم شد چنین

دنیا و دین تو ہر دو برا فتاد کردہ

جیسی یہ ہجو تو نے کی پا فندکار لست — شاعر چپٹ اسکا شعر نہ دیکھا مین نادرست

جب غلون کو باپ نے منع کر تھکا	سمجھا کہ اس شکر سے نہ ہو یکس جدا
جھنجھلا کے اس غریب نے تب یون کہا	آخر بگو کہ ما سے پسران و عم تا کجا
کون را گرو کا بچہ قسمت اد کردہ	
میدان میں لگ بھرو کہا کو ٹھہرے ندید تیغ	تا لب اپنی کرے تھا بہان رسیدہ تیغ
کرتا تھا عشق تو دیکھے تھا حجاب نگہ پدیدہ تیغ	تا نصوبہ گیر پشیمانی او قت بریدہ تیغ
فی الفور قصد رستم دیلا کردہ	
کم ظرف کس قدر ہے تو اے کھو کھو [illegible]	مارے اگر سیاوش تو لگے کہنے آپ کو
مین وہ سپاہی ہون اڑدن رستم سو [illegible]	در اشنا [illegible] گر بید در اثنا ے گفتگو
شاعر شدی در مرثیہ ایجاد کردہ	
مرکب میں ہو اسپ پا ملک ہو [illegible]	[illegible] آپ [illegible] وہ جوہی [illegible]
کھینچو تو دول ہو وہ جو چاہو [illegible]	ورگرم کرد نش نفس سوختی چو [illegible]
شعر کرہ را تو کرہ سداد کردہ	
اے تو تجلے جسے پوچھے ہو سو اسے تو حرف [illegible]	کتون سے کہ اپ [illegible]
پھر کہ جو کہا یا تو نے تھوا سکی یادہ [illegible]	مانند شمع سوختن [illegible] گشتت بدا [illegible]
مدوح خلق را تو بدنام یاد کردہ	

جو کچھ کہ عرش تلک شور ہے کیا ہے کیا یہ بات
ملکی ہم سے کہی ہوا کی یہ بات کی بات

کہ اس میں ہے رو دیکھے رہے سب کچھ سب ہنر

جلوہ گر اب تو ان دو جہاں میں کیا تھا
کر سکے پیش وہ کوئی ہمسری جلا سے تھا

انکا قاصی سے جو اسلام و پائے ہوا
زاہد خشک کیے اُن سے انکار وہی کیا

مانو یا کہ ہو ان بیچ میں کچھ

دل یار ہو گیا کے سیم ہوں کے تو
زاہد خشک کے کہا کہ یہ اے کھو

ما ہو یا کہ ہو کیے کہ ہو
چھیڑ کر ان سے ان کا رکھ دیا

وہ ہے نہ ہو سو ہو دو کے ہو

سودا عشق ہو کیا ہے
وہ صدر ہے شہر او خدا سے

دل کا واسطہ یہ ہم تو
ہم بیچ میں ہر ایک کا وہ اتفاق

فا ہم چھو ہو یا رہا

مخمس میری ... دہلوی ... کشمیری

ستم یا رہی ہو ...
کس کہا ہو ... ہیں ہم کی

کیا ...
ہم ... یا وہ ... کہم

[illegible]

میں رذیل ایسے سخن کہتا ہوں اسی بخشش کو	ما ہم شعر ز دیوان [illegible]
طرح شہزادہ [illegible] بہ چہار ریختہ	
خاک کشمیری کی یہ خرطوم ہی بیہودہ	لب [illegible] دندان طمع [illegible]
جو کوئی پوچھے انشان [illegible]	[illegible]
برسر خود خاک [illegible]	
خاک تو خرطوم سے [illegible] کی تیری [illegible]	[illegible] کا دامن [illegible]
دیکھکر تیرا [illegible] یہ کہہ وہ نا [illegible]	[illegible]
پیکر [illegible] استاد [illegible]	
راہ کو سچ کرچلا جب [illegible] گمراہ	پھر دیا بولو [illegible] وہ [illegible]
میری [illegible] طرح سے [illegible]	ہم زبان [illegible]
طرح ایجاد نوا [illegible] ریختہ	
جب تو مسجد میں [illegible] آواز شدید	یار کا جور دل کی [illegible] نا پدید
لے چھری بولے وہ ملا [illegible]	چون خروس [illegible] نا پدید
خون خود [illegible] از شور بیچارہ ریختہ	
عشق کی [illegible] تیری جورو کا [illegible]	اور [illegible]

[illegible]

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنک لگام دو

پڑھتے تھے تم جو یہ غزل آگے جوان پیر کے — دیکھے تھا وان تمہین ہر ایک انکھین سی آنکھ چیر کے
کیا کرون اسکو مین جو آئی کہے ہے کہ شہر کے — کہہ رہا مین اشارہ روتے واسطے اپنے پیر کے

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنک لگام دو

وضع کو شعر خوانی کی کر بتا سیے — کبھی مین ڈال لنگری سیتے تنہا ٹہلا کیے
بزم مین شاعروں کی آئیے دن تو وان نجائیے — جائیے بھی تو آپ کے منھ پہ بھلے آئیے

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنک لگام دو

فاضلون کی تو بزم مین تم ہو ہو کہ شعر خوان — شاعروں پاس کو کہتے ہو نحو و صرف لن
دونون ہو جس جگہ کبھی بیٹھو وہان نگہ کہان — بولو جو وان تم آکر سب ہین کو تمہارا سن

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنک لگام دو

اتنا بھی جھوٹ بول دل چاہتی اور میری بات کی — بولو جو جسکو تم ہو کہتے ہین اسکو وہ جلاؤ
کا نہ کچھ سمجھ کے فارسی اپنی بہت جتاؤ — مغلون کے آگے سخن اگر نہ تم آپ کو بتاؤ

گھوڑے کو دو نہ دو لگام منھ کو تنک لگام دو

مستو کرو نہ بولنے لگا یہ وہ قبول آپ کو — انکی زبان مین شانہ کو کا سکو کہتی ہین کنگھو
بیٹھے بیٹھے نہ کیون غل ایسی بحر مین گفتگو — مغلون کے آگے بولو ابھی اسی مین آبرو

[illegible]

لشکر کے بیچ آج یہی قیل و قال ہے ۔ کھانے کی چیز کھانے کا سبکو خیال ہے
یوں دخل اور تھی مین کرنا محال ہے ۔ جو فقہ وان ہین سبکا یہ اپنے سوال ہے
اک مسخرا یہ کہتا ہے کو۔ حلال ہے

حامی انھون کے قول کا ہوویہی چاندخان ۔ اور دوسرے مین کیا کہون انکی تو ہر بیان
کچھ شک نا ہے کوے کی حلت کے درمیان ۔ ہے جو کوئی پوچھے تو ہم بھی ہین کہان
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

یارو سبو ہو تم اسی دیر خراب مین ۔ بیٹھا اٹھا کرو ہو سدا شیخ و شاب مین
حلت لکھے ہے زاغ کی سبھی کتاب مین ۔ جتنی کتب ہین فقہ کی انکے جواب مین
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

بگڑا ہے آج مجتہدون بیچ کیا یہ نیل ۔ ملا لطیف بولے کہ کھانا روا ہے چیل
کہتا ہے چاندخان کیا کن نے حرام فیل ۔ حلت پہ پنڈکی کی میان جی کو ہے دلیل
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

ہوگا اگر حلال تو کوا پہاڑ کا ۔ لیکن غضب یہ ہے کہ کہتا ہے کہ جھاڑ کا
لازم ہے کیا چھوڑنا ہر ایک ہاڑ کا ۔ زور آوری سمجھ کے غزا اپنی دھاڑ کا
اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

جس وقت یہ بدری غرض اس کو ہوا تھا
بگڑی تھی ہنسی کی ان کے جیسا کہ انکی بات

ادھر سے ڈھول بجانے لگی اور ادھر [illegible]
[illegible] ہوا اس [illegible] کا [illegible] بات

اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

لوگوں سے مار مار کے انکو دیا ستا
ایسے میں یا جیوں کی وہیں نہیں [illegible]

چپڑا [illegible] میں [illegible] کے [illegible]
لیکن میں کیا کروں کہ وہ اس بات کرتا

اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

القصہ جب سنا کہ اس بات پر اڑے
یہ ایسے میں [illegible] وہ [illegible]

[illegible] طلب کی تو لینے [illegible]
[illegible] میں [illegible]

اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

[illegible] کو [illegible]
[illegible] کہ اپنا نہیں یہ کام

[illegible]
[illegible]

اک مسخرا یہ کہتا ہے کوا حلال ہے

گذران [illegible] کو [illegible]
کوا [illegible] دل میں [illegible] آ [illegible]

[illegible] سے [illegible]
یوں [illegible] حسن [illegible]

کیا ہے چرخ بنانے میں انکے پیر ہنر
نہیں ہے انکی تجلی میں فرق ذرہ بھر
جو اور بوجھ سو تا دہ ہے لگے دو پہر
جو راہ پا نہیں آتا ہے صبح و شام نظر

سمجھے ہے غلط وہ پاتا ہوا وہ سپنے کا

نظر کرو تو کہ ذرہ بھی بے ظہور نہیں
جو ملنے سے کسی تا کسی کے ہو وہ ہے مغرور
کسی کو صحبت شعراں سے ہو کچھ نہیں منظور
ہوئی ہاتھ سے جب صنعت کری ہوئی مشہور

ہر ایک دیکھنے آتا ہوا وہ سپنے کا

فہیم ہو مرے حشمت سے پایا ہے قرآن
کبھی ہو خوشی کی بات میں ہیچ اسکی زبان
کہ جو سکھے ہوا سے کچھ نہیں ہے آسمان
جسے سمجھ کے وہ ہوتا ہے اسکو حیران

سخن جب اپنے سناتا ہوا وہ سپنے کا

کیا ہے کام میں وہ ہے جو اول اتمام
قبول خاطر وانا ہے خاص و عام
سو چکے دیکھنے آئینہ سے ہے صبح و شام
نہ ہو کچھ کہ آسے جو کچھ کیا ہے صبح و شام

مرے ہنر کو سناتا ہوا وہ سپنے کا

میں کیا رنگ ہوں اسکا لکھا سبق نظیر
جو کچھ کہ کوئی کرتا ہوں اسکی تحریر
وہ بوجھ میں نہ آنقش ہو کچھ ہا ہر
تو اسکی شکل کروں اور جاؤں کی تصویر

سعیت پیشہ ور جو آتا ہو وہ سپنے کا

رہی فقط سو بہی باتیں پر انہونکی شان — جو چاہیں اسکو نہ کچوا دیں یہ تو کیا امکان
پر انکا فکر ہے تخفیف خرچ پر ہر آن — رہیگا حال اگر ملک کا یہی تو ندان

لگے ہیں طاشا کہار و نکے پالکی ٹھ جہول

انھیں ہے اپنی امارت سے اب یہی منظور — کرہوں دو سو جہل اور ایک کا ہی سمور
نہ رسم صلح کی سمجھیں نہ جنگ کا دستور — جو آئیں قاعدہ دان کچھ ہو وہ انسے دور

قماش انکی طبیعت کا سب طرح بچھول

امیر اب جو ہیں دانا انہونکی ہے یہ چال — ہو سکے ہیں تباہ شیخ بکھیڑیا نکا حال
کبھی ہے سوز فی خو جا کر آئے علم ہر سال — حضور سمجھے ہیں انکو نہ علم اہل کمال

دھری ہے سامنے اک پیکدان واک تنبول

جو کوئی ملنے کو آیا انکے انہونکے گھر آیا — ملے یہ اُس سے گر اپنا دماغ خوش پایا
جو ذکر سلطنت آئین درمیان لایا — انہوں نے پھیر کے منہ اُدھر سے منہ یہ فرمایا

خدا کیو اسطے بھائی کچھ اور باتیں بول

جو مصلحت کیلیے جمع ہوں غنی و کبیر — تو ملک و مال کا فکر اسطرح کریں مل کر
دلوں میں جتنے کی سوجھی کچھ نہ کچھ تدبیر — کھڑا ہے اُنکے دیوان خاص بیچ وزیر

کہ شاہ سامنے کے پالنے نقرئی ہیں پل

۴۷۹

اسی خیال میں رہتی ہے عقل والوں کی ڈول

اور اب جو زعم میں آقا کے پھیلتا نا ہے | جو ہتھنی اندھی ہے آئیں تو ہاتھی کا نا ہے
نہ ٹھور چارے کا رات کو پانی ٹھکانا ہے | ہر ایک بھوک سے سوے عدم روانا ہے
اب اسکو خواہ وہ پاگل سمجھلیں چاہے مجہول

کرے ہے بھوک سے شاگرد پیشہ سب معاش | کہیں پلاؤ تو باورچی دال پکاویں آش
کریں قناتوں میں ربان پھینچ پردہ فاش | تلے سے کھینچ لے مسند کو آنکر فراش
اگر کہیں کر دیا اٹھکے چاندنی کا جھول

یہ خادمان محل کی ہے اندنوں صورت | نہ خوانچے ہوئے کشمیری میں باقی ست
نہ اٹھ کے ہلنے کی ہرگز نہ رہ گئی ہے طاقت | نہی ہے بھوک سے دربار یونکے منھ کی گت
کہ بوری بیٹھ کے جسطرح بیٹھ جاے گیول

مچا رکھی ہے سلاطینوں نے یہ توبہ دہاڑ | کوئی تو گھر سے نکل آئے ہیں گریبان پھاڑ
کوئی در اپنے پہ آوے ہے مارتا ہے کواڑ | کوئی کہے ہے ہم اسکے ہیں چھاتی پیکی پہاڑ
تو چاہیے کہ ہمیں سب کو زہر دیجیے گھول

غرض مآل ہے اس گفتگو سے یہ میرا | کہ ہے زری نے جب ایسا گھر آنکر گھیرا
تو کوئی قصد کرے نوکری کا بہتیرا | نہیں یہ فائدہ کچھ تا وہ چھوڑ کر ڈیرا

[illegible]

اور اسے دیکھ تو دل ہووے بندگی کو ادا — بجائے گل چمنوں میں اگ رہی ہے گھاس

کہیں سنبلوں پڑا ہے کہیں پڑے ہیں غول

یہ باغ کھا گئی کس کی نظر نہیں معلوم — بجائے گل کے رکھا پاں قدم وہ کون شوم

جہاں کہ سرو و صنوبر تھا واں اگا ہے زقوم — تھی جن پہ زاغ درختوں سے اب چمن میں بوم

گلوں کے ساتھ جہاں بلبلیں کریں تھیں کلول

کہیں ہیں سیہ پوش کے گروہ کے دہات — کہ سب جہاں کے تھے ہمارے یوں کے آگے بات

اور ان کے رشتہ تکلی ہے جہاں میں بکھر گئے پا — ستو وہ کے وحشت ہیں یہاں نہ آدمی کی ذات

کہیں ہیں ہر ورقے سیہ کاریاں نہ ریحاں نہ پھول

جہان آباد تو کب اس ستم کے قابل تھا — مگر کبھو کسی عاشق کا یہ نگر دل تھا

کہ یوں اٹھا دیا گویا کہ نقش باطل تھا — عجب طرح کا یہ بحر جہاں میں ساحل تھا

کہ جس کی خاک سے لیتی تھی خلق موتی رول

کیا تھا جو واں نہیں دشمن کچھ حسن جگہ فانوس — پڑے ہیں کھنڈروں میں آئینہ خانہ پا بوس

کرو دل پر از امید ہو گئے مایوس — گھروں سے یوں نکالے گئے کہ گئی ناموس

بلی نہ دلی کی آنکھیں جو تھے صاحب دل

حسینوں کے لبوں کا اندنوں ہے مشغول — وہ بی سری سر پر ہے جس کا قدم فلک پہ طول

ہے کیا سبب اس شیخ کا نہ یہ کہ حماقت		خود وہ کہ نہ عاشق ہوں کہ موجب رقابت
	دلکش بہت ہندی مری حوریں تہری نگاہ	
یہ فرض کیا ہم ہوں میں سچا ہی ترا قول صحبت مری تیری کا تو اتنا ہی ہاں ڈول		پر یہ بد مجھے کس طرح تو نظروں میں لیا تول تیں دیکھ مجھے حرز پڑھا میں دیا لاحول
	سو بھی کسی کوچے میں گلی میں گہ و بیگاہ	
اکثر تو مرے حسب میں کہتا ہے یہی بات خود اسکی نجاست کا نہیں کچھ ہے اثبات		کتو تمیں فلانی کی سب و روز ہے ملاقات لازم ہے مسلمان کرے اس سے ملاقات
	یہ چاہیے صحبت سے رہے اسکے اکراہ	
یہ سچ ہے جو کہتا ہے تو مجھ بھی یقین ہے لیکن وہ سگ نفس نجس اس سے کہیں ہے		کتے کو کہے پاک سو وہ شخص دین ہے مجھ پہ جو ہر اک لحظہ وہ ہر آن قرین ہے
	تو اسکا نہ کہنا کرے تب پاک ہے واللہ	
دنیا کے بھی جیفے کا سگ نفس ہے طالب وہ مرد ہے جو اس کو کرے توبہ تائب		شیروں پہ جو کہتے ہیں سگ اس پہ ہے غالب لے خبر ہو وہ گو اسپہ ہوا در کا قالب
	اس حرف میں نے شک عقلا کو ہے نہ اشباہ	
سمجھا ہے سگ نفس کو تو اپنے لگا رہا		اس واسطے اس ساتھ تجھے الفت ہے یاری

نہو گا پھر کبھو ای شند خوہو سو ہوا

کیے ہیں جن نے دیوانے کئی ملک یار و — دکھا کے چہرے کی اپنی ٹک جھلک یارو
ہوا ہی میرا ہی قاتل وہ ٹک پلک یارو — پہونچ چکا ہی سر زخم دل تلک یارو

کوئی سیو کوئی مرہم کرو ہوا سو ہوا

دیا ہی آپ سے تمنے جو دل کو اپنے کبھو — تو چاہیے کہ رہو ہا تھ اُس سیتی تم دھو
عبث ہی یہ کہ جو باتیں کرو ہو تم رو رو — یہ کون حال ہوا احوال تم پہ ای آنکھو

نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا

دلوں کے قتل کی تیغ لاامان ہی سودا — جنون کی فوج کا یا رو نشان ہی سودا
کیا جب اُن نے قلندر زمان ہی سودا — دیا اُسے دل و دین جب جان ہی سودا

پھر آگے دیکھیے جو کچھ کہ ہو ہوا سو ہوا

مسدس

صبحدم کو جو چمن میں ہوا سودا کا گذار — کہا اک بلبل نالان سے کہ ای عاشق زار
دیکھنا گل کا تنک آ تھہر کا وش نفار — کہ تو کیا لطف میسر ہو جو یون فصل بہار
دولت آن نست کہ بی خون دل آید بکنار — ورنہ باسعی عمل باغ جنان این ہمہ نیست

[illegible]

کریں ظاہر ہیں حیدر مصطفےٰ کی ثنا خوانی	خدا کی ہر گھڑی طاعت میں رکھیں اپنی پیشانی
قیامت ہے کہ ہوویں سیدونکو دشمن جانی	نہ ہے ایمان انکا اور نہ ہے انکی مسلمانی

اگر قحط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری

اب ان کے شمر ہونے میں کہ اب علماء دین ہینگے	سمجھتے ہیں وہ اپنے تئیں جو کچھ ہینگے نہیں ہونگے
اشد ہیں رحم ظالم نزد رب العالمین ہینگے	خدا عالم ہے سب سیدونکی ہیں مار آستین ہینگے

اگر قحط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری

کمائی واسطے کیا مسخروں نے جال ہے ڈالا	بھلا تو ان ملکے پیشانی کو سیاہ کر دیا کالا
سبھی مکار ہیں انکے لگا اونکی بستی تا اعلا	زبان اپنا خلائق میں خود نے نام ڈالا

اگر قحط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری

سمائی ہے یہ انکے دل میں یارو اب ریاکاری	خدع سے پھر مکر سے کرتے ہینگے گریہ زاری
نجات ہوگی وہاں محشر میں انکی بیش ... ری	تمہیں ہیں کینہ ایسے کریں جو حق سے عیاری

اگر قحط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری

جو انہیں اب بڑا عالم بہت اچھا عمل ہوگا	وہ اسکا علم گر دیکھو تو سارا ہی خلل ہوگا
یہ ڈالا سیدونکے حق میں سب اسکا خلل ہوگا	زیادہ سب سے غاصب سے ظالم یہ بدل ہوگا

اگر قحط الرجال افتد ازینہا انس کم گیری

[illegible]

اگر قحط الرجال فتد از نیہا انس کم گیری

اگر قحط الرجال فتد از نیہا انس کم گیری

خصوصاً اس بائیس جو وہ مرزا علی ہوگا
جہان کے اہل خطہ کو جو پوچھو تو وہ جی ہوگا
نہیں کی غاصبی جو آل احمد کیا شقی ہوگا
کہون کیا مین غرض اسکو براده آدمی ہوگا

اگر قحط الرجال افتد از نیہا انس کم گیری

دوم مرزا سعادت بادشہ سب کا کہاتا ہی
وہ غاصب حق جد ساداتؑ کا سب آپ کہاتا ہی
جو جاسے خمس کو شیعہ تو پھر اسکو دھراتا ہی
وہ یہ کہتا ہوا دلگیر اپنے گھر پھر آتا ہی

اگر قحط الرجال افتد از نیہا انس کم گیری

جہان ایسے ہی یا رو دشمن آل عبا ہووین
تحبت مین وہ اس دنیا و دین کی عاقبت کھوین
اور اپنا پیٹ بھر نعمت سے گھر مین چین سے سووین
تو یہ کرین شیعہ کیون نہ انکی جان کو رو وین

اگر قحط الرجال افتد از نیہا انس کم گیری

اضل ابلیس نے ای مومنو گھوڑا بنایا ہی
اور ان پر اس خبیث اور قائم چھایا ہی
کہ اپنی راہ مین سب اہل خطہ کو لگایا ہی
یہان ہر ایک والا کے یہ مصرع بتایا ہی

اگر قحط الرجال افتد از نیہا انس کم گیری

یہ البتہ کیا کہون بدنام ہین وہ زبان پر
بدی تا بت ہی انکی اچھا کے اہل دین پر
یہ وہ ہی ہی درفصا رہی سے لگا شہر گیل پر
کہین ہیں طرار ان قدسیان عرش مین پر

آغاز دیوان مرثیه

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بلیغی که عندلیب طبع یک گل پژمرده چمن بدایع اوست و طاوس نظر یک گلدسته بریده رنگ باغ اختراع اوست طوطی شکرخای ناطقه در محاذی آئینه عرائس معانی سرگرم اداکه گشائی ساغر تفکر را بسوی جرعه تحقیق دماغ آسمان پیمای شور عشق یک نمکدان خوان کرم و شیرینی شکر خوالجهت مضامین یک انگشت از مائده نعم قادری که عقل کل یک دانه پرتو شمع جمالش قهاری که معلم الملکوت شمع چیده مجمر جلالش بهشت یک گل بیرون نشده دیوار گلزار مهرش سقر یک گرم رو و پست برخاسته از مطبخ قهرش محیطی که دریا بیکران فیضان یا موج زنی قطره ایست از قلزم امرش جمیلی که مرات خیالات و عالم اشتیاق یکجا و دیدارش ساکنت حکمش نوشتن دیباچه کن نا تمام گذاشته و دوره افلاک و مرکز خاک

سپهر در روی کشش جام جان بخشش و عالم جرعه نوش جام وحدت آشنایش طرب افزای
خیالات سر خوشیست از ساغر هوش بالیش ساغر گل امید کونین متوقع قطره واماند
از جام مستانه او بلبل عالم علم بطون بی وقفه تحسین طلب مدیح خوان او صلوات الله علیه
و آله و اولاده دائما ابدا فی المدح المتکلم والکلام اطبع اگر اثر کلام منخواهی انصاف
را از دست مده و بیا بوصف سلطان المعانی نهنگ بحر سخندانی ابلغ البلغا و افصح الفصحا
میرزا محمد رفیع سودا که حالا اقلیم سخن بانصاف زیر نگین حکم ایشان است کلام
ایشان منصفان عالم را عزیزتر از جان است علی الخصوص شرح این مرثیه و سلام که مسمی
بسبیل هدایت است تحفه بر بلاغت روزگار میرزا محض از برای تربیت اهل صحبت
نه برای مخالفت سرانجام شده متفق علیه بلبل طبع منصفان عالم توصیفش نغمه سرا
شیرینی مضمونش گر مور چه از کاغذ پیدا کند روا است فسون بلاغتش کر را چون گل
سراپا گوش گرداند شکر خوابی حسنش هر کس را از ملاحظه بیهوش سازد از مطلعش مطلع
آفتاب پامال حیرت میشود اگر اثر تسجیع الفاظش بر خاک مرده بگوید بها ندم قیامت
میشود هر مصرعش چون سرو آزاد است از خلل سنگ بی انصافان هر بیتش باج گیرنده
از بیت ابروی خوبان بر بیاض بین السطورش دالک صبح صادق و مقابله دو
مصرع بمقابل طاق ابروی خوشان عاشق و تمثیلش رشک چهار ابروی دلبران

۴۸۴

مثنوی سودا

مرثیون کے سننے جو کتنے بند	بندش انکی نہ آوے اپنے پسند
معنی انکے تب آوین فہم کے ہاتھ	شرح لکھدے جو مرثیے کے ساتھ
جب بتکرار مین سنے یہ سخن	دل مین گذرا کہ مرثیے کا فن
ہوئیگا فن شعر سے ماہر	میر کی گفتگو ہی دال اسپر
اسکا آگاہ جو کوئی ہو خوب	سیکھیے اُس سے کہنے کا اسلوب
ماہر اس فن کے جب ہین غور	دل مین تمنا کوئی نہ ٹھہرا اور
آپ کے مرثیون کو تب اکثر	ڈھونڈھنے مین لگا ہر اک کے گھر
ہاتھ آیا مرے بسعی تمام	غرض اک مرثیہ اور ایک سلام
فہم میرا جب اُن مین در آیا	وہم اپنا بہت بجا پایا
مرثیہ کہنے کا ہی جو آئین	واقعی فن شاعری مین نہین
بلکہ وہ چیز جس سے شعر ہو رد	مرثیے مین روا رکھے ہی یہ کد
مطلب اس کام کی جدی ہی راہ	شاعر اس راہ سے نہین آگاہ
ضد کے مارے تو یون وہ کچھ ہی کہے	چاہیے ایسا کہے تو کہہ نہ سکے
شعر کے قاعدے کے موجب ہم	کہنے لاگے تھے مرثیہ کم کم
سوز بانی تمھاری ای مخدوم	ہوا اپنے تئین کو یون معلوم

شرح

متن

پہلے یہ کہیے ای کرم فرما	باطنی رتبہ ہے جو نبی کا کیا
آپ پر جسطرح سے ہو تحقیق	اپنے مخلص سے بھی کہو تحقیق
دوسری بات یہ جو کہ ڈالی	ہو تم اک نوع اُسکے بھی عالی
اور اس نوع کو بیان کیجیے	مجکو آگاہ اُس سے کر دیجیے
یا وہ جس طرح مجھپہ ہو اثبات	کہو تو عرض میں کروں وہ بات
گرچہ وہ شخص ہے امام حسین	ایکدن جب کہ وہ سید الثقلین
لگے فرمانے مجکو بتلا تو	مرتبے میں بڑا ہوں میں یا تو
تب یہ چھاتی پہ لوٹ کر بولا	کیوں یہ سر رشتہ بات کا کھولا
عرض کرتا ہوں مجکو کیجیے معاف	دل میں کر سوچکے یہ انصاف
ماں مری فاطمہ علی ہے باپ	والدین اپنے اب بتا دیں آپ
اور جس شخص کا نواسا ہوں	ادھر ہو تو اُسے بھی بتلا دوں
عرش میں جسکے ہے آیہ لولاک	پر بانی ہی خالق افلاک
سب نبی جان اُسکو مانتے ہیں	اپنے نانا کو آپ جانتے ہیں
نور چشم اپنے سے غرض سنکر	یہ لطیفہ ہوئے خوش آن سرور
متبسم ہو تب یہ فرمایا	سخن راست حق کو بھی بھایا

متن

متن

مگر نہین جانتے تو سن نواب
گر تعلق کمال کا ہوتا
منحصر کچھ نہین نسب پہ کمال
بندش الفاظ کی غلط اسکی
پیش مصرع مین لفظ سے مراد
پر نکلتا ہے اس سے یون بے کد

ساتھ اسکے ہے جسکا نام و نسب
پسر نوح باپ سا ہوتا
جس پہ ہو فضل ایزد متعال
بری ہے معنی کی نمط اسکی
آپ کو ہے بزرگی اجداد
سب تصدق پدر سے لیتا جد

متن

لامکان بھی ایک بازیگاہ طفلی ہے ترا
کوئی مکان تجھسے نہین پایا مین خالی السلام

شرح

عوض کوئی مکان جو لفظ فصیح
بولتے کوئی جا تو تھا یہ صحیح

متن

ہے گریبان گیر گردون تیرے لشکر کا دھوم
تا قیامت کم نہین ہوتی ہے لالی السلام

شرح

خون سوا ایسی جا مین لفظ لہو
اور لالی کا حرف کردو حک

نہین آیا محاورے مین کبھو
ہے یہ ثابت شفق سے جب ایک

متن

شرح

شرح

[illegible]

تو بلا شک ہی احمد بے سیم — لی مع اللہ ہین ہر زمان ہی مقیم
ہی تصوف کی راہ سب یہ درست — بندش الفاظ کی پر آپنی سست
نہین لفظون سے معنی کو کچھ ربط — سمجھے وہ ہی جسے ہو کچھ سا خبط
اور ہی راہ جو شریعت کی — وان خدا ہی خدا ہی ہی نبی
کلمہ ہی جو کہ دین کی بنیاد — مسلمین کا ہی صبح و شام اوراد
وہ نبی نے جسے پڑھایا ہی — آپ کو عبد کہ جتایا ہی
انا بشر ہی آیۂ قرآن — وحی بہر پیمبر دو جہان
مشتمل جزو ہی اس آیت کا — منفصل باندھنا نہین سمجھا
کس سبب اسکا بیان ہو شان ول — جس طرح چاہیے سوای رسول
علما وہ جنھین ہی عقل معاد — یون زبانی ہی انکے مجکو یاد
دعوت دین جب احمد مختار — لگے کرنے تو بولے یون کفار
ول چھپاتے ہین اپنے ہم اس د — ای محمد جو کچھ کہے ہی تو
نہین سنتے ہمارے گوش ہین کر — اپنے آئین کی بات ہمسے نکر
تب یہ آیت غرض بران سرور — ہوئی نازل ز خالق اکبر
عالمون سے ہین گوش دل کو دے — سنئے ہین معنی یون اس آیت کے

[illegible]

مضمون سینہ میں پیش از مرغ اسیر نہیں کہ ہو بیچ قفس کے جسوقت زبان پر آیا فریاد و بلبل ہی واسطے کوس وا ورس کے غرض جب اہل سخن کا در منصفی زینت لب ہی سررشتۂ حسن معانی کا اس کلام کی اُس سے انصاف طلب ہو اگر حقتعالے نے صبح کاغذ سپید کے مانند شام سیہ کرنیکو یہ خاکسار خلق کیا ہی تو ہر انسان کے فانوس دماغ میں چراغ ہوش دیا ہی چاہیے کہ دیکھکر نکتہ چینی کرے ورنہ گزند زہر آلود سے بے اجل کا ہیکو مرے ہر چند کلام اُستادان سلف پر بھی غلطی کا گمان ہی کسواسطے کہ انسان مرکب الخطا و النسیان ہی لیکن خدا تعالی نے جنھیں شعور کرامت کیا ہی وہ سمجھتے ہیں تاکہ اگر لکھنے کی بدری سے قدر کے زر قلب نکل آوے تو اُسکے ا خوص و غور نہیں اور خوخر یطہ طرف سے ایسا کچھ پایئے تو اُسے کہیں ٹھو نہیں پس لازم ہی ذی ہوش کو ربط الفاظ سے معنی کو سمجھ لیوے تا وبال نقصان ناطقہ اپنی گردن نہ لے چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ع دل اندیش وانگہی گفتار ٭ پای پیش آمد ست و پس دیوار ٭ انسان کہ جس فن سے آپکو کما ینبغی ماہر نہ کرے چاہیے کہ اوسمیں اپنی حد سے سخن باہر نہ کرے گفتگو سے جاہل ہیلوے عالم مورد انفعال بلکہ خموشی ہی اُسکی برابر صد فضل و کمال ع بات گر آوے تو چپ رہ کہ گمان کے نزدیک سو طرح کا ہی سخن پردۂ خاموشی میں ٭ اگر نا آگاہ جس فن کا آگاہ سے اس فن کے

متن

ماتم اک جہان اس غم سے تجھ طلب ہے
حسین علی کی پر جفا ہا ہے
زمین آسمان ہر چارون طرف شور ہا ہے شور تحفہ
[illegible]

شرح

[illegible]

متن

حسین علی کی شہادت کی شب ہے		غرض کیا کہون کس دش کا غضب ہے
	مرثیہ متن شرح	
کہ یہ ریختے کہنے والون کا ڈھب ہے		یہ مطلع جو ہے آپ کا تو عجب ہے
بجا تو کہ یہ مرثیہ تو نہین سب ہے		و لے فیض کا نا طقہ کی سبب ہے
	متن	
ہر اک گھر مین ماتم کی مجلس رچی ہے		محبون نے دل سے خوشی سب تجی ہے
کہ روز قیامت کی گویا یہ شب ہے		عجب طرح کی واے ویلا مچی ہے
	شرح	
سو وہ ہر یہ مصرع مین صورت کیان ہے		تجی کا رچی قافیہ شائگان ہے
تو یہ قافیہ ہر طرح سے کڈھب ہے		رچی اور تجی قافیہ جب کہ یان ہے
	متن	
وہ دل دیر یہ تمہین یہ غم نہوے گا		کوئی دل نہین جسکو ماتم نہوے گا
قیامت مین یہ کچھ نہوے گا جواب ہے		یہ دن تجھ قیامت سے کچھ کم نہوے گا
	شرح	

جو بیت پہلا مصرع ہو یون تجھ سے [illegible]
زمانے مین ہر سمت ہا ہے شور تحفہ
یہ تقطیع نا موزون ای بندہ پرور
زبان پہ قصیدون کو لانا غضب ہے

متن

[illegible]

شرح

[illegible]

لعینوں نے اُسکو وطن سے بلایا پھر اس جور سے اسکو مارا ہے پیاسا	مع اقربا لاکے بن بین بسایا کہ بس غم سے خورشید کے تن تپا ہے

شرح

مع اقربا نے زا فزونی پا نہیں اسمین ہرگز مرا حرف بیجا	کیا غیر موزون ہے مصرع سراپا کہ اوزان اشعار سے بے طلب ہے

متن

غرض وہ جفا اُسکو دکھلائی ظالم نہ لینے دیے اُسکو اکدم بھی سالم	کہ جسکا وہی آپ رب ہیگا عالم دیے اُسکو کیا کیا تعب پر تعب ہے

شرح

دیے ہین دیا ہے یہ کتنا روا ہے یہ جب مین حیران ہون کس بلا کا ہے	زبان جمع واحد سے یون آشنا ہے دیے اُسکو کیا کیا تعب پر تعب ہے

متن

دونون رات دن لوٹے ہر طرح بین سحر پر ہوا خون قضا کے قدح بین	بظاہر مصیبت پہ باطن فرح بین کہانی ہے شبیر تو خشک لب ہے

شرح

قصب اس سوا قسم ہی پارچہ کی	نہ اس معنی سے بھی ہوا اپنی تسلی
جگہ آپ نے جس ارادے کو بیان کی	سو لفظوں سے اسکا نکلنا عجب ہے
کہو مرثیہ یہ رولاوے گا کسکو	روئے گا سر اپنا کوئی سنکے اسکو
رولانیکی خاطر سناؤ یہ جسکو	کہو کیا جو پوچھے وہ کیا شئی قصب ہے

متن

کہا شاہ دین نے ای میرے غریبو	زمانے سے ساری عمر بے نصیبو
خزان دل باغ کی عندلیبو	عجب طرح کا تم پہ یہ فضل رب ہے

شرح

خزان دل باغ کب گوش زد ہے	خزان باغ دل کی کہو تو سند ہے
غلط گوئی کتنی غرض یان بکد ہے	اگر فرض واجب نہیں مستحب ہے

متن

ثواب ہاتھ سے تم رضا کو نہ دینا	جو آوے سر چشم پر اسکو لینا
ای میرے عیال اور مری بیٹی سکینا	تمھیں بیٹے اللہ کو سونپا اب ہے

شرح

عیال ای ملاذان سے کب ماسوا ہے	تمھیں نہ دختر و خواہر اس جا کہا ہے

شرح

[illegible]

متن

[illegible]

شرح

[illegible]

یہ پیوند شش گھڑیں کاشش یون باندھ آئی
لگی ہر بین کہنے کوٹ اپنی چھاتی

نہیں تیری فرقت سی مجھے جاتی
چلا تو بھی بھائی مرا کون اب ہی

مزاج آپ کی سچ سے جاتی ہو اکڑی
کہون کیا مین یہ مرثیہ ہی کہ پھکڑی

فراق آگ بیشک ہو لیکن نہ لکڑی
فقط قافیے کے لیے یاں جو طلب ہی

متن

ای بھائی بنی آج گویا سدھارا
علی کا ہوا داغ تازہ دوبارا

ای بھائی بھرین گے کہاں ہم اوارا
نکرنے کا جو ہر بین کیا سبب ہی

شرح

سر بیت اس بحر بین یہ نچاتا
کہ ای کا نہیں آہین ہرگز ٹھکانا

انھیں اس جگہ اُن نے موزون نما تا
جیسے شعر لقطیع کرنیکا ڈھب ہی

اوارا فقط تمنے سُننے مین آیا
کسی میر و میرزا کو کہتے نپایا

بلا مدار لسے تمکو کن نے پڑھایا
کہو ازل خطا ہی وہ یا عرب ہی

متن

ہمیں اپنے ہاتھون سے تم مار جاؤ
زمین کھود ہم سب کو یان گاڑ جاؤ

لگا ہمکو یا ایک تلوار جاؤ
ہماری بھی آخر شہادت لسب ہی

۴۹۳

شرح

[illegible]

متن

[illegible]

ادھر ہیں عین کے ہر دامن کو پکڑا
اری باباجی ہمکو یہ جینا ہی کھاتا

گریبان اپنے ہی دونوں نے پھاڑا
کھلا دو اگر زہر کی کوئی حب ہی

شرح

کوئی نظم ہیں ہی کہ اتنا ہی در پے
کردن منع ہی ہی کے کرنے کو تاکے
نہ ادھر ہی سے لفظ کا ڈھب ہے سمین
نہ بابا ہی جی کا مخاطب ہی آمین

کیا تمنے یاں ہی کوئی دوست کا ہی
تمھیں تو یہی بیٹھنا جب تب ہی
نہ صحت قوافی ہی کی اب ہی آمین
بجز ربط بے ربط جو چاہو سب ہی

متن

اری باباجی ہم پر برا دن پڑیگا
دکھاتا ہوا جگ میں لیے پھریگا

ہمیں اب عجز تحس بندی کرے گا
یہ جینا ہی سر پہ ہمارے غضب ہی

شرح

لیے کو مشدد جو تمنے کیا ہی
پڑیگا پھرے گا جو یہ کردیا ہی

سبق حاجی موئش سے شاید لیا ہی
بھلا کیسے یوں قافیہ ٹھیک کب ہی

متن

اری بابا مدینے میں ہمکو بھیجا دو

ہمیں گور پر خاطر کے بٹھا دو

[illegible]

شرح

[illegible]

بند ۴۹۵

متن

[illegible]

مین اصغر کو بھی اس گھڑی بھو لگئی ہون
کہ شب جسکو ساری ہلاتی رہی ہون

مین اسدم تو فانوس سی جل اُٹھی ہون
مرا تن بدن شمع سان ملتہب ہی

آگئے مین اُدھر عابدین نے پکارا
شر اپنے کے تئین چارپائی سے مارا

کہ بابا جی مین کیا کرونگا بچارا
مرا دل عجب طرح سے مضطرب ہی

اجی بابا اکیلا مین اب کیا کرونگا
یہ ناموس کیدھر مین لیسے پھرونگا

اجی بابا مصیبت مین کیا کیا بھرونگا
مین کیا جانون قسمت مین کیا کیا تعجب ہی

مین تم بعد احوال کسکو کہونگا
بچون کا بلکنا مین کیونکر سہونگا

اس آتشکدے مین مین کبتک رہونگا
مرا دل تو تنور سا ملتہب ہی

مجھے کیسے ناموس کیدھر لیجاؤن
یہی چاہتا ہون کہ سر کو کٹاؤن

کہان جاکے عورات کو مین چھپاؤن
کرون کیا وصیت کی پاس ادب ہی

و لیکن مین اب انکو کیدھر لیجاؤن
مین چھپنے کو انکے کدھر گھر بتاؤن

کہان سے مین اب یان مدینے کو لاؤن
یہ صحرا تو بیرون حد عرب ہی

کہا شہ نے ہر اک کو چھاتی لگاکر
کہ ای بیکسو صبر ہی ابتلا پر

بوقت مصیبت نہ آیا ت اطہر
فصبراً جمیلاً ہمین منتخب ہی

پہ فرما کے شبیر ان کو سدھارے
کھڑے ہو مخالف کے منہ پر پکارے

شرح

[illegible]

متن

[illegible]

شرح

[illegible]

۴۹۶

مرے یار جو جا ہے سو سمجھو کہ جا	یہ کیا تو ہی جا جی موش کا لہجا
کہا میں زبان سے کہ خاموش رہ جا	زیادہ نہ یک آگے جا بے ادب ہے
درست اور تو سب ہے معنی کی رو سے	تمہارا جو ہے طور اس گفتگو سے
اسے میں نہ سمجھا یہ پوچھوں کسو سے	محبت کا قربان ہونا سبب ہے

متن

پھر آئی جو اولاد حیدر کی باری	تو کیا کیسے ہر ایک نے کیا سواری
ہزاروں ہی مارے وہ مرد او ناری	پڑا لشکر کفار میں شغب ہے

شرح

دل و جان سے قائل ہیں اس نظم کا ہم	کہ یہ ہر مصرع سے خوبی ہے موزوں
مگر لفظ ہیں چند کتنے مصرع میں بیرون	بڑا معنی سے اور تو ٹھیک سب ہے

متن

غرض القرض سب نے پائی شہادت	چہ اصغر چہ اکبر گئے سوئے جنت
رہے شاہ تنہا بمیدان ہمت	کہ یکبارگی ذوالعجب کیا ادب ہے

شرح

نہیں ہر مصرع میں یاں بھی خباثت	دو جی ہی رہی کو نکلی لیکن فصاحت

۴۹۷

اسے تم سناؤ گے جس اہل دین کو	کہیگا تحسین آفرین اس یقین کو
کھونکا بجا کہتے ہو اس لعین کو	زبانی پھر ایسے کہ یہ کیا غضب ہے
علی کا اگر بولہب ہوتے قاتل	رکھے تب یہ تشبیہ اک نوع حاصل
فقط قافیے کے لیے حرف باطل	جناب الٰہی میں کیسے دور از ادب ہے

متن

تجھی کو مرا حق نے قاتل کیا ہے	یہ ابلیس کا تجھکو حصہ ملا ہے
بھلا کہ تو کیا تیرا میں نے کیا ہے	کہ میرا لہو تجھکو شہد و رطب ہے

شرح

بقول آپ کے شمر نے یوں کہا ہے	جو پہلے دو مصرع میں مضمون بندھا ہے
تو یوں کیوں کہیں ہیں ترا کیا بنا ہے	کہ میرا لہو تجھکو شہد و رطب ہے

متن

یہ سنکر ستم آیے ملیٹھا سرھانے	لگا ڈھونڈنے بار سینے بہانے
کہا شمر نے اسکو سن او دیوانے	مجھے اپنے نانا کا اسدم ادب ہے

شرح

زبانی تمھارے فقط یہ ہوا انشا	کچھ آیا نہ تھا شمر نانا کا بھیجا

کر سجدہ کبھی کرنے کی پائی نہ فرصت	اتنا قصۂ سخن مین ہوا اتنا غضب ہے

متن

وہ گھر جس مین یہ وائے ویلا مچا تھا	کہ عرش اُس گھڑی خوف سے ہل رہا تھا
تو اُس گھر مین غارت کا وہ غل پڑا تھا	کہ جسکو بیان وار کہنا ادب ہے

شرح

یہی حسن مطلع مین ہے وائے ویلا	مچا وائے ویلا یہان تمنے باندھا
مذکر مونث مین کہیے ملا ذا	اسے مشترک کہنے کا کیا سبب ہے
حقیقت سنو چوتھے مصرع کی صاحب	کہ معنی ہین الفاظ سے اسکے غائب
جو یون کہتے اسکو تو تھا یہ مناسب	بیان وار کہیے تو سوئے ادب ہے

متن

وہ خیمے کو پل مارتے مین جلایا	جو کچھ پایا رومال تک بھی چھپایا
پھر آہن کا ہار اک کو گہنا پنھایا	نہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا نسب ہے
نہ چھوڑا کہ کوئی اپنے منہ کو چھپاوے	نہ چھوڑا کہ طفلون پہ دامن اڑھاوے
نہ چھوڑا کہ اک ہوش بیمار پاوے	نہ دیکھا کہ اسہال ہے یا کہ تپ ہے
وہ سب بتلا اشترون پر بٹھائے	تھا رانکے اس ناتوان کو دلائے

اس عابد کی بندگی بھی آسو قبیلہ کر — چھوڑا ہے کہ یہ بھی برا کار رب ہے
اے شاہ نجف تمنے بیر العلم ہیں — مسلمان کیسے لاکھوں جن یکدم ہیں
ہم آئے ہیں جنات کے اب ستم ہیں — یہ کیا قوم ہے جن کا امت لقب ہے
اس امت نے ہمیں برا دن ہے ڈالا — کسی وقت کا نقص ہم سے نکالا
اے حضرت علی شیر باری تعالی — ہماری حمایت کا پھر وقت کب ہے
اے میر اس حکایت کو کوئی کیا کہیگا — یہ دو حرف ہیں اسکے جو بین ہو بولا
کوئی مہربان ہو کہے کربلا جا — کہ وان جاکے مرثیے کی دلکو طلب ہے
ہیں اسکو جو اک طول بکر ہے لکھا — غزل نہیں ہے یہ مرثیہ نام اسکا
ذرا منصفون سے ہو اب اسکا دعوے — بیان شہادت کا یہ میرے وجب ہے

شرح

تمھیں خواہش انصاف کی سیر جی ہے — سنا منصفون نے تو یہ داد دی ہے
طلب یان منصف کو انصاف کی ہے — پر اسکا ہر اک بند بنتی طلب ہے
غرض مرثیہ یہ جو تمنے کہا ہے — عجب بحر بے ربطی اسمین بہا ہے
بلاغت کا جی ناک مین آرہا ہے — فصاحت کو دیکھو تو وہ جان بلب ہے

مرثیہ چاندرات ماہ محرم

سلام

ایضاً

۵۰۰

سودا

سلام

جو عرش پر ہی مخاطب جبرئیل امین
تو وہ امام ہی جسپر نماز کے بعد از
قبول ہو نہ عبادات روزہ داروں کی
جناب قدس خالق سے روح کو تیری
رکھیں ہیں یاد سے تیری [illegible]
عرش زمین سے تا آسمان کی خلقت
تری وہ ذات مکرم ہی اے امام شہید

ہمیشہ بھیجے ہی تیرا وہ لیکے نام سلام
جو مقتدی ہو سو بھیجا کرے مدام سلام
نہ تجھ پہ جب تلک بھیجیں [illegible] سلام
ہمیشہ بھیجے ہیں [illegible] سلام
کریں ملکوں جو کریں [illegible] سلام
سبھوں پہ ہیں تری بندگی [illegible] سلام
کہ تجھ پہ بھیجیں [illegible] سلام

یہ سودا عرض بعجز و نیاز کرتا ہی
شروع مرثیہ ہو نیکو اب تمام سلام

سلام دیگر

حسین تجکو یہ عرش برین کرے ہی سلام
فقط نہ گردون ہی تسلیم میں ہی تیرے خم
وحوش خاک [illegible] ہیں [illegible] طیور
فلک تلک جو ہی سو کرتا ہی بندگی تیری

دیا ہے آن کے روح الامین [illegible] سلام
تجھے [illegible] کرے ہی سلام
جہاں [illegible] جو کوئی [illegible] کرے ہی سلام
ہر ایک ساکن روئے زمین کرے ہی سلام

[illegible]

تجھ پہ در و جب کہی ابر سیہ پوش السلام | ہو وا آتش کے ساتھ برق شعلہ پوش السلام

سہ دھر دیکھا محرم کا ادھر غم سے ترا | ہو گیا ہی تجھکو ہر دل سے ہم آغوش السلام

دیکھکر ہر آن تیرا اہل ماتم کے تئین | درد سے کہتے ہیں وے ہر بار کر جوش السلام

غم دلوں میں رات دن تسلیم کرتا ہے تجھے | بولتی ہی شادی خاطر فراموش السلام

طوطی و غنچہ بہ گلشن کے نہیں کچھ وقت پر | بولے تجھکو دیکھ ہر گویا و خاموش السلام

کچھ نہ تھا دیکھکر تجکو طواف کعبہ میں | بولتا ہی زاہد سجادہ بر دوش السلام

یاد کر تیرا جمال ای ساقی کوثر کے پور | میکدے میں کہتے ہیں سب مست و مدہوش السلام

اس چمن میں جب پڑھی سودا نے تجھ اوپر صلوٰۃ
بولا اس آواز کو کر گل نے در گوش السلام

سلام

نبی کے نور بصر پر کہو درود و سلام | علی کے لخت جگر پر کہو درود و سلام

کہے ہی عرش کے سکان جبرئیل سدا | امام جن و بشر پر کہو درود و سلام

شجر جو باغ نبی میں ہے بہتر از اشجار | اب اس شجر کے ثمر پر کہو درود و سلام

خدا کا امر ہے ملے آدمی سے تا بہ ملک | سحاب میں کہ گہر پر درود و سلام

سلام

اس نبی پیارا کو خدا کا سلام ہے
اس معدن سخا کو خدا کا سلام ہے
اس راهی رهنما کو خدا کا سلام ہے

متقی ہووے جسکی یاد سے خلق
کہ تو اس شاہ اتقیا پہ سلام

صورت مشر دیکھ شرمایا
کہ تو اس صاحب حیا پہ سلام

کہتے ہین ساکنان باغ بہشت
گل و گلزار مرتضے پہ سلام

صدق دل سے یہ کہتا ہے سودا
ہر دم اس شاہ انبیا پہ سلام

سلام

ادب سے دور ہے اسجا پہ ای محرم سلام اپنا
خدا بھیجے ہے جن اشخاص کو ہر دم سلام اپنا
دو عالم مین کچھ رتبہ وہ ایسا ہی رکھتے ہین
اگر سچ پوچھیے وان ہم تو کم خاک کہتے ہین
بچشم فہم ٹک دیکھو کہ انکا رتبہ ہے کیا کچھ
انھونکو بھیجتے ہین سب سلام اپنا ہی ایسا کچھ
جہان ہے سیدہ اسکے جھکتے ہین کورنش کا عالم
صدھر دیکھو گے تھی گل وہ تسلیم مین خم ہے

خطا اسمین ہے کہتا ہے جو وان عالم سلام اپنا
کرین جز بندگی وان عرض کیونکر ہم سلام اپنا
کہ در پر انھین کے سجدہ کو افلاک رکھتے ہین
بھیجین جا پہچو وان حضرت آدم سلام اپنا
انھین کے واسطے ہے یہ دو عالم مین جتنا کچھ
کہ جیسے بحر بیابان کو بھیجے نم سلام اپنا
جو پھل ہے شاخ پر جھکا وان سجدہ مین ہر دم کہ
کیا باغ جہان نے انکو کس موسم سلام اپنا

سلام

اس شاہ کو ہے اہل ولا کا سلام ہے

نانا ہے جسکا حضرت پیغمبر خدا
ماں جسکی ہو وے حضرت خاتون کبریا
جسکے پدر کو لحمک لحمی کہا نبی
حضرت حسین تمکو کہیں ہیں سبھی ولی
جن نے خدا کی راہ میں اسطرح سر دیا
غیر از رضائے حق نکیا اُن نے جو کیا
سو وا خموش اب کہ جگر آپ کا بہا
جس شاہ اولیا کا لکھا تو نے ماجرا

اور باپ ہے علی ولی شاہ مرتضیٰ
اُس شاہ قتل کفا کو خدا کا سلام ہے
نازل ہوا اسکو نا و علیا سے تجلی
اُس لطف لا فنا کو خدا کا سلام ہے
گذرا جو اُسکے تن پہ اُسنے صبر کیا
اُس حامل بلا کو خدا کا سلام ہے
اشک فقط بھی آنکھوں میں باقی نہیں رہا
اُس مرزا نما کو خدا کا سلام ہے

سلام

حسنین کی جناب کا جو کوئی غلام ہے
وان عرض بندگی کا مری صبح و شام ہے
کہتا ہے جبرئیل انھو نکو بصد یقین
بعد اُسکے بولے ہیں یوں با دل حزین
پیدا ہوا تمہارے لیے جنت النعیم

اُنکے غلام کا یہ غلام اب مدام ہے
جنکے جناب میں خدا کا سلام ہے
حق کی طرف سے آن کے سو بار آفرین
یا شاہ تمکو ارض و سما کا سلام ہے
اللہ نے کیا ہے وہاں نکا تمھیں مقیم

ایضاً حضرت امام حسین علیہ السلام

موسیٰ کاظم امام ہشتم ہیں جو وہ	جا کے انکے بندگی میں کر ادا میرا سلام
عرض کیجیو پہنچ کر شہر خراسان شریف	کیجیو جا کر جناب شہ سے رضا میرا سلام
بعد حضرت تقی کو کر آداب تمام	وہ بھی جو ہیں گے شاہ و اتقیا میرا سلام
عرض کیجیو پھر نقی سے با خشوع و خضوع	ہر دو عالم کا ہے جو وہ پیشوا میرا سلام
اسکے بعد اسکے بیٹے کو جا حسن العسکری	وہ جہاں کا ہے جو وہ اک رہنما میرا سلام

تجھسے کہتا ہے یہ سودا اس سخن کو دمبدم
مہدی ہادی کو کہیو صبح و مسا میرا سلام

سلام

ای محمد کی دو عالم میں نشانی السلام	وہ امام ہما حیدر کے ثانی السلام
کہتے ہیں قرآن اہل شرق کی ذات کو	اس کلام اللہ کے تم ہو معانی السلام
فخر ہو آدم کی خلقت کو تمہاری ذات سے	ایکہ مظہر راز نہانی السلام
بضعہ منی کہا خیر النسا کو مصطفے	اس جگر بند احمد کی نشانی السلام
کہتے ہیں جسکو شہادت تیرا اعلیٰ جو وہ	ای امام تیرا اعلیٰ کو بانی السلام
ہر صدقہ دنیا پہ ہو سایا ترا تا روز حشر	نور چشم شاہ ہیا ر لامکانی السلام

۵۰۵

یہ ظلم اسکی زبان کو ہے کہنے کا یارا | نبی کا قتل کیا ظالمون نے کہ سارا
جو انمین طفل تھا شش ماہہ اسکو بھی مارا | کیا نہ اسنے کچھ فرق زاہد و کلم کا
قضا کی تیغ کا جب سبکو کھا چکا جوہر | رہا نہ اُس شہ مظلوم کا کوئی یاور
زبان نکالکے بولا یہ شمر کا خنجر | کہ مین بھی اب ہون اک آشنا ترے دم کا
کہو جو تجھے ترے کنبے مین لیجاؤن | جو مرضی ہو تو والد کے پاس پہنچاؤن
ترا اخی جو ہو کہو اُسکے ساتھ ملواؤن | ملا ہے چاہیے جو تو اُس شہ مکرم کا
سخن یہ سنکے لگا کہنے وہ شہ آفاق | آکے نکلا دلکی بری استعدہ نہین فراق
رضاء حق کی ملاقات کا ہون مین مشتاق | جو ہو وہ ایسے مین تو ہو ملا ہے ہاتھم کا
خدا کی مرضی سے دلکو مری محبت ہے | جو آپ کچھ مین ہے قتل لیے کہ
جنھو نے کے ذائقہ سے و اسکی لذت ہے | اثر یہ زخم مین اُنکے ہے کرم کا
نبی تو مرے تن سے چسلا آیا | مرید کو بھی وقت ہے جام پلا آیا
اور اسکے تیغ تک آکے ہے ہاتھ کھچوایا | ہمارے واسطے احسان اسکے ہے ہم کا
خنجر شہ اسکے گلے کے لگ گیا اسوہ دیا | غبار غم جو تھا انکا شک سے دھویا
شہ اُس سے ملکے فرشتے اسطرح رویا | کہ تا ابر نکلے پردہ چشم سے نم کا
حرم کی اور کہون کیا پھر کیا نصیبونکی | گرے نکلے لخت جگر چشم سے ان کے

مرثیۂ امام قاسم

یہ وہ حسین ہے بے سر پڑا ہے جسکا تن
یہ وہ حسین ہے جسکو ملا نہ گور و کفن
چمک کے اُس سے گیے آبدیدہ ہو وہ تھا
ہر ایک خم سے یون مُنھ لگا کر روتی تھا
کہا یہ رو کے نہین سر جوا ہی پدر تیرا
علم ہے ہمر ترا سجاد ہے گھر تیرا
برہنہ و شو نیہ بیجان خواہر و مادر
چلے ہین شام کو یون چھوڑ کر نبی کا گھر
عمل کیا کیا ان اشقیا ہی امت نے
کہ فائدہ نکلا کچھ تری نصیحت نے
غرض وہ نقش بدیہہ ہے یہ حرف کہتا تھا
شفیق اُس کیلیے ایسادہ کون ہوتا تھا
اگر خوشی سے کہی غم نے یہ حکایت ہے
ہر ایک رو ویگا تا روز حشر روز و شب
زہے نصیب جو سودا رلا دیا رو دے

یہ وہ حسین ہے جن نہین ہے پیراہن
کہ جس حسین کا تو غمگسار ہر دم کا
گر اپنے اشک سے اُسکا غبار دھو دے تھا
کہ جسطرح سے گری گل پہ دانۂ شبنم
یہن کے تیری تصدق کہان ہے سر تیرا
مجھے نظر نہین آتا ملاپ باہم کا
گلے مین ڈ سکے اُترا نہ اُسکے سر چادر
بیان اُنھونکے ہی یہ صورت مجسم کا
اُنھونکو یان تئین گھیرا ہی آکی شامت نے
تجھے نواسہ سمجھے رسول اکرم کا
اور اُسکا خون دل آنکھونکی یا دہہتا تھا
لہو جو پاک کرے اُسکے دیدۂ نم کا
تو پھر جہان مین یارو خوشی رہیگی کب
بجا کریگا دما حسین کے غم کا
جز اشک نامۂ اعمال کسطرح ہو دے

معلوم ہوا تب جو براتی ہیں کیسے عوزر
کاٹا ہوا وہ سر تھا جو ساچق کا چھاوا
دولھن کیلیے آستین دولھا کی چڑھاوا
جو خوان کہ دولھن کیلیے مہندیکا آیا
دولھا کا لہو ہاتھوں میں دولھن کے لگایا
دولھن کو شب عقد جو ہیں ملکے سنوارا
جسکے لیے سب کچھ تھا گیا رن میں وہ مارا
تھکو تو اُتارا اُس سے کر و میرے حوالے
لو تھ آتی ہے اُسکی ہیں کہاں ٹیکے والی
کیا خشہ کی سواری کو لیے قصے کو باندھے
سہرے تیں سر سے کہاٹ کی باندھے
گر واسکے براتی سر صورت سے ملے خاک
فریاد و فغاں اُنکی سر گنبد افلاک
کہتا تھا ہر اک دیکھکے دولھا کی یہ گت
ماں باپ کی گرد گئی کرنی ہی کدھر ہت

رنگ کھیلنے کی جا انھیں میدان تھا رن کا
گردن کا خط زخم تھا ٹیکے کا کلاوا
ساچق کا یہ دستور ہے کہ کسکے وطن کا
تھا خنجر خونریز ہوا کا خون اسمیں جا یا
یہ رنگ ہے شادی میں زمانیکا چلن کا
بولا یہ رنڈاپا کہ خدا سے نہیں چارہ
کیا فائدہ اب اُسکے سنگار اور بڑے کا
اور خاک کہو اُسکو سر پہ میں ڈالے
اب قوت نہیں اور کسی حرف و سخن کا
بن سر لیے آئی ہیں اُسی چار کے کاندھے
اسطرح چڑھا بیاہ نہ شہزادہ دلہن کا
سب چاک گریبان کیے با دیدہ نمناک
لے اشک۔ تھا سرد کا یہ کیہ زبان کا
اُس گبرو کی شادی ہوئی ہے گور میں سنت
چھوڑیگا سہاگ اُسکا نشان اُسکے تن کا

بولی کوئی یہ کیا کہو نا یا شاد دیکھا اوگر
چھپے ہیں کلیجے کو مرے چاق کی باتیں
اور خلق سمجھتی نہیں دہری کی گھاتیں
بیٹی کا جلایا جسے کیونکر وہ بتاوں
آنکھیں کہو کسطرح میں سید سے ملاؤں
منہ دیکھا بیٹی کا مری اسکو پتنگ
شیشے سے نزاکت کے ہیں شب عقد ز سنگ
کرتے تھے جہاں نہیں عرض اسپ ور دختر
چیستا ہے کیونکیا کریں ان پانوکو گر
ستو ہوا الفراتی نے زاعمال سے جون
جس روز تمارت یہ قیامت کا ہو شور

کھینچی سر رسالت کی قیامت حسین کا
ترا شکی کر زرو بہین چھپتی ہیں
کیا شکر کروں انکی زبان اور دہن کا
بن سر تن وا دیں کس کسکو دکھا دن
اس شاہ وسی جب لڑکی اسکے نین کا
اس بیاہ میں اپنا زندگی اپنی سر دہنک
حق ادا کر کیا جس کرون اسکے تن کا
اصحاب پہ نظر آئے تھا جسکا مد محشر
ہوتا تھا جگر آب نہیں اور زمین کا
اس شیخ کے کہنے سے کہ دل میں ہے امیر
سایہ ہو سر پہ شہیدونکے چمن کا

مرثیہ

احوال روزگار ... لکھا کیا
... واقعہ کربلا کیا
کوئی پڑھا کیا اسے کوئی سنا کیا
... میں پڑھکے ملائک بکیا کیا

۵۰۰

[illegible]

اب گھیر لاؤ جا کے اسیروں کو تم شتاب
لانیکو جب حرم کے گئے سب نابکار
بولے حرم کہ مارو تم اپنے گنہگار
کاٹے ہمارے وارثونکے تمنے گلے
اب اپنے تم بتاؤ کدھر ہمکو لے چلے
گذری ہین وارثونکو ہوے آج تین دن
کانٹے ہمارے حلق مین پڑ گئے ہین شیر بن
پانی سے بھی نہ تمنے کیا آجتک سلوک
آتی ہے منہ سے بولنے مین لوہو کی بو
سمجھو یہ گناہ کہ جتنے ہین آجتک
مرنیکو تو مرینگے کبھی اسمین کیا ہے شک
لوتھین ہم اپنی گاڑ لین فرصت تم اتنی دو
آل نبی ہے اتنی تو اب مہر تم کرو
اس سے زیادہ ہمکو تم اب ایذا مت کرو
رسوا شہر کوچہ و بازار مت کرو

مین وقت اس مکان سے اب کوچ کا کیا
اونٹوں پہ بار بار کے کرنے لگے سوار
سمجھے نہین تمہارا گناہ و خطا کیا
لوٹے لٹا کے راہ مین بیٹھے ہین گھر چلے
چھوڑو ہمین کہ اپنا تم اب مدعا کیا
آنسو نہین ہمارے تھمے ہین ایک چھین
جنگل کا چار یا یہ بھی پانی پیا کیا
قطرہ تمہارے ہاتھ کا ہے ہمکو خون تھوک
اس غم مین بسکہ سینہ ہمارا کٹا کیا
جگ مین کوئی موا نہین بن موت آجتک
مرتو نہ گئے پر آپ کہ ہم ادھموا کیا
جیدھر کو چاہو پھیرین ادھر کو لیچلو
جو کچھ کہ کیجیے ہو سو تمنے بھلا کیا
چڑھوا کے اشتر پہ [illegible]
کم ہے یہ جور تمنے جو ہمپر روا کیا

[illegible]

[illegible]

بولو وہ عابدین ہے بیٹا حسین کا
سن اُسکو عابدین نے ہنسکر کیا خطاب
اکبر لڑائیو نہیں ہوا ہے وہ فتحیاب
بھائی ترے بھی آنکے میدان میں لڑے
میں انکو یکہ گرکے نہ دیکھا کیے کھڑے
عابد نے یوں جواب دیا اُسکے وہ کلام
مرضی بغیر حق کے نہ ہو ہم سے اور کام
دنیا میں گو ہیں ہمکو طمع کی دل کو
معلوم روز حشر یہ ہو ویگا خلق کو
سنکر لعین یہ کہنے لگا ہو کے زہر خند
تدبیر ہو چکے ہیں سدا ہم تو ہیں مند
عابد نے اُسکے بولے کہ سمجھے ہو جسکو سود
یاں جس طرح سے چاہیے کر لیجیے نمود
اتنا ہے بس کلام کو لکھتے ہیں راویان
تو بھی تو اُسکا پوتا ہے آخر ای نوجوان

ان سب کے اس لیے ہم نے پیشوا کیا
دادا ترا کہ کہتے ہیں سب جسکو بوتراب
تیرا پدر بھی تا دم آخر لڑا کیا
ہو کر رفیق باپ کے سب ٹکڑے ہو پڑے
تو نے تردد آسکے لڑائی میں کیا کیا
میں بھی امام اور مرا باپ بھی امام
جو کچھ کیا ہے ہمنے سو حق کو رضا کیا
کاہے کو گرکہ باپ ہمارے کی حلق کو
کس نے عمل بھلا کیا کس نے برا کیا
تقدیر اور رضا کے نہایت ہیں یا ہی خبر
جس نے تمہارے باپ کے سر کو جدا کیا
آتی ہے اُس سے نار جہنم کی بو ہو دود
نقصان ہے وہ جس سے تمہیں فائدہ کیا
بولا یزید تھا ترا دادا بھی پہلوان
کشتی سے تو بھی یکو کچھ آشنا کیا

بیٹھے سے تیر کشتی کی نسبت مجھ سے ہو گیا
خاموش ہو رہا یہ سخن کہہ کے عابدین
دیوان سے اٹھا وہ لعین ہو کے شرمگین
سودا خموش ہو کہ یہ ہے نظم دل فگار
محشر میں اس کو دیوے جزا تجھ کو کردگار

کیجیے وہ کام تا کسی کو بھی بھلا کیا
تاثیر حرف اس کے سے روتے تھے حاضرین
عابد کے حق میں کچھ نہیں معلوم کیا کیا
رو دے بہت سا عاقل و تجرید و ہوشیار
حق مرثیہ کے کہنے کا تو نے ادا کیا

مرثیہ

فلک نے کربلا میں ہر جسد پر ظلم کا چھایا
سوا پیکان کے اک قطرہ اس ظالم نے نہ پلایا
صدائے العطش فریادیں ہو رہی تھی کیا عالم
کیا پیاسے چلتے وہاں تیروں کی تھی عالم
نظر کر و کلا کو کی تھی اس سیاہی کی اندھیاری
دو دو آفت اتنی فلک ایسی جفا گاری
یہ موسم وہ حسین کو بھی جھیجوایا ہے
کوئی آفت سو چھوٹی سے بھی ظالم کھیر لایا ہے

کمان جور کو قوس قزح کی طرح چڑھوایا
کہوں کیا تیر باران نبی کے گھر کو ڈبوایا
زمین پر عنکبوت سرخ خون کی تند تھی ہر دم
کٹا میں نہ کر پلکوں کی پیر گیری کو کھلایا
سچ جل تھل ہیں دریائی جہاں ہر کھوپڑی جاری
جگر گوشے کو پیغمبر کے پیاسا ذبح کروایا
یکشہ سے تھکے چن چن گھونسلا اپنا بنایا ہے
پڑا ہے سر زمین وہ ان جاں سے سر نے سنایا

رکھا جن نے قدم تک اپنے یا چھوڑ کر لشکر
جگہ سے اپنی کوئی خوف کے مارے نہ ہلتا تھا
کوئی دیکھ اُنکی جرأت کو وہ اپنے ہاتھ ملتا تھا
جو ہیں جانا پہنچے جلو میں پانی پیش و کم لیکر
چلا پیاسا ہی والشے مشک کو سوئے علم لیکر
یہ ماری بانگ تب لشکر پہ ابن سعد ملعون نے
جو پہنچا مشک آب لیکر تو مارو نہ جانے دو
یہ سنکر فوج شام اُس پر گھٹا سی چھا گئی آکر
کیا جون عدو نے نعرہ طرح بجلی کے بل کھا کر
کہا اتمام حجت کے لیے عباس نے اُس دم
جو اس پانی کو تم دو گے تو کیا دریا ہے کچھ کم
حرم کے بیچ مستورات میری تشنہ کام ہیں
نبی کی دختریں اک قطرہ کی خاطر بلکتی ہیں
کیا بیٹھو نہ زندہ آب از جہار سو تمنے
سخن سے بے یقین ہے جانا اس مشک کو تمنے

جہنم کو اُسے تو ہین جل کے ہاتھ بھجوایا
چلے تھا نیزہ اُس جا سے جہاں سے چلتا تھا
لب دریا ملک سے تمہیں ہر طرح تو پہنچایا
بیاد تشنگان وہ رہ گیا ہے دم بھر کر
حسان کو پھیر کر سر کے دریا سے نکل آیا
کہ یہ تنہا چلا کر جائے زین سے کرور نے
اسے بھیجے دیا تمنے تو سبکو قتل کروایا
پر اُن نے بھی علم کر تیغ اُسکے سامنے جاکر
کہ بہتوں کا جگر پھٹ کر لہو آنکھوں سے تر آیا
سنو میرا سخن اے بدترین اُمت آدم
دو واسطے کو جس پانی سے تمنے سیر کروایا
زبانیں تشنگی سے سوکھ کر تالو سے چپکی ہیں
اُنکے بن پانی بیچ کر آج دن تیسرا آیا
جگر رکھتی ہیں بیچ کے دکھلا نیکو رو تمنے
جو خالی آب کی گور کو آتش سے بھر وایا

کہا اسا اژدھے نے یون جیبھ کے نہینے سے
تپش نہ پوچھ ہی سکے مر برہنے سے

گیا ہے بادیہ پیما فلک سنے کینے سے
جو نکال سکے اس ہو پسینے سے

جو چارپایہ ہی جنگل مین سب ہپا یا ہے
بگھیر دیا تو زمین پر وہ کھو کے منہ چھپاتا ہے

گھراندون کوی چیونٹی تو بھی چھپا ہے
ہوا ہے کیا یہ عمل شعر واس کینے سے

مثال آگ کے تپتا ہے کوہ اور ہامون
زیادہ آنچ سے ہی گرم اندونکی ان

سوار گھوڑی پہ یا چند کس ولہ فرزند
چلا وہ جاتا ہے خود تو چھپا پسینے سے

کجا دہ اہل حرم کے لگے ہو دو بال
مخدرات سراسیمہ و پریشان حال

نڈھال شدت گرما سے تھین وہ اطفال
کر دل جھونکو ہین نازک آنگنے سے

غبار راہ سے چہرہ تمام گرد آلود
شعاع مہر سے سانولا کو ہو گیا ہے کبود

ہوا ہے سوچ مین وہ دونجہان کا مسجود
نراس جا ہے چھوٹی ٹپ کے نیچے

تمام روز ہے اسپر تمازت خورشید
جو جا چھپا تو زمین بھی ہے تو وہ کہتا ہے مید

جہان تھا شام تو منزل کی پہر نہین تھی قید
سحر ابھی نہین جا ہے شبینے سے

غرض مین کیونکہ اس شکل سے شہ مظلوم
کرو ہو تا قطع منازل کیا نیک ملقوم

وہ کرو روان گیا آخر جہان یہ ہا محرم
تن اس غریب کا چالیس دن قرینے سی

ادا ہی شکر کیا جب وہ کربلا پہونچا
کرامر حق کا وہ لینے کو جیتا او پہنچا

عبث کرو ہو تو پانی کے واسطے منت
اگر تو نہیں چلے شام کرنے کو بیعت
سخن یہ سن کے بعد اس نے شاہ خلق پناہ
اجل کو آئی جو کچھ خویش و قوم تھے ہمراہ
اب آگے کیا ہے کہوں اسمیں آہ واویلا
برائی آپ دیا ہو خون سمیت شاہ
خبر ہے یوں وہ لعین بعد قتل آن سرور
زمیں پہ ڈال کے گھوڑے میں تن بے سر
علی نے سجدے میں تو ہو سر کا جاتا
حسین تشنہ دہاں گلے کو ہو جاتا
جفا جو گذری ہے آگے سو اب کہوں کیونکر
بڑا وہ سوجھے ہے عریاں ہو سین جسکے
ذلک کرتے تو کی سودا اگرچہ بیداد
سمجھ نہ مہر کو پالا ہے چرخ بد بنیاد
شہا تو دے مجھے توفیق گریہ و زاری

بغیر اسکے تو ہرگز نہ دیکھتے یہ صورت
کہ جسطرح سے تو آیا ہے یاں مدینے سے
خموش ہو رہے کر آسماں کی سمت نگاہ
وہیں سمجھ گئے اس بات کے قرینے سے
سوا عابد بیمار جتنے تھے ہمراہ
ہر ایک کو دیا زخم کے سفینے سے
تب سوئے شام چلے رکھکے سر کو نیزے پر
دیا کفن انہیں چار گز کرینے سے
حسن کا ریزہ الماس سے جگر پھاٹا
چڑھا ہے نیزے پہ سر اس ستم کے زینے سے
خوشی خوب ہے اظہار کرنے اسکے
خوشی تھی فاطمہ کو پیرہن کے سینے سے
پر اسکے گلے پہ چلا جب کہ خنجر فولاد
تڑپ گیا ہے مٹک ہاتھ دیا سینے سے
اور اسکے ساتھ کسی مملکت کی سرداری

۵۱۴ سودا

القصہ یہیں ویر کر قتل امام دین
کہنے لگی پھر اہم غارت کبھی چلو کر لیں
نیزہ و تیغ اور شونیہ آگے اُنکو گھر لیں
یہ مشورہ کر ملعون پھر آئے جو خیمے پہ
اُسوقت ہوا برپا ہنگامۂ صد محشر
چادر حرم میں چہرہ کو چھپائے تھا
شمشیر برہنہ کر اور اُسکو ڈرا دو تھا
ہاتھ ایک لعین ردا سر پہ مارتی تھا
کہ کہیہ عمل کرنا قسمت میں ہمارے تھا
زینب نے کہا اُس سے گر تو یہ سمجھتا ہے
بولا کہ نہیں ہنسی تم پاس تو اب شے ہے
اسطرح کیا غارت گھر اپنے پیمبر کا
چھوڑا نہ لعینوں نے کپڑا بھی بدن پر کا
لٹوا کے حرم سارا اور آگ دی خیمے کو
مقتل کی طرف لا کر کہنے لگے اب مل لو

سب سکے سجدے میں گھسنے لگی پیشانی
تھا سب کچھ اسی طرح اب سیم اور زر لیں
سر کاٹ کے مردونکا کر زندونکو زندانی
تیغونسے سر مردونکو پھاڑ ڈھے اندر
جسمانی سوئے لزاں تا عالم روحانی
ہر ایک لعین اُس سے چادر وہ چھپاوے تھا
کی اپنے پیمبر کے گھر پر یہ ستم رانی
اور پاؤں سے زینب کے خلخال اُتارے تھا
نزدیک تھا جس سے کھینچے گی پیشانی
خلخال چھپانے کے ہیں تو کس لیے دیر
بہتر ہے کہیں ہی لٹے تو یہ جانی
زیور کی جگہ ہر گز چھلا نہ رہا زر کا
کٹنے سے بچا وہ کچھ جیسے ہے پانی
ایک ایک شتر اوپر بٹھلا کر انہیں دو دو
لعشیں تمھیں شیونکی باقی ہیں پہچانی

نیزوں پہ ہماری بھی سر شام کو لیجاؤ
حیران ہوں کہ محشر میں کس طور سے آؤ گے
افعال یہ پوچھیں تو کیا بات بناؤ گے
یہ حرف سُن اکثر کے آنسو چلے تر اکر
کہتے ہیں شقی اُنمیں اس بات سے جھنجھلا کر
چاہا یہ لعینوں نے وان گھوڑونکو گراوین
عترت کو تئیں اسکی یہ ظلم بھی کھلاوین
یہ ٹھانکے وہ ملعون گھوڑونپہ چڑھے جس دم
اک شیر ہوا پیدا ہیبت مین از رستم
سن بعد کہ وان انکے چھٹکے گو مارے
اور آل محمد کے تھے قاتل جو بچارے
اس کام سے ہو فارغ پھر لیگئے وہ ملعونان
کہدر تھی غریبہ نیرون رات معیبت وان
اگر سمجھو کہ یہ قصہ کچھ ہمنے بنایا ہے
لشکر اسکے ابہی تو خاطر مین آیا ہے

خوش ہونگے ہم تجھ سے یہ بات تم جانی
عقبیٰ مین محمد کو منھ کیونکر دکھاؤ گے
لعنت کرینگے تمکو کیا اسنے کیا جانی
خاموش ہوئے سبنے دل انمین بلکھا کر
خاطر مین لگے لانے وہ سوے شیطانی
اس نعش مطہر کو سمون سے کچلوا دین
جس ظلم کو دنیا مین سبکے کہ بھلانا ہی
نزدیک تھا ہو وین اوراق فلک برہم
اس نعش مطہر کی کرنے کو نگہبانی
دے غسل و جنازہ پڑھ سوئے تہِ زمین سارے
بیدفن و کفن چھوڑے تھے انکی تن نورانی
عترت کو محمد کی کرتے ہوے سرگردان
اسکے تئیں کیا کیئے قصہ ہے طولانی
تو دیکھو کتب ابہی وان کن لیئے لکھا ہے
کچھ یہ بھی عمل ہوگا شرط مسلمانی

۵۱۶

[illegible]

کیا چرخ واژگون کا ستم اب کرون بیان سونا ہی بے مکین مدینے کا ہر مکان خورشید آسمان زمین نور مشرقین	تاریک کر دیا ہی محمد کا خاندان پیٹے ہین سر کو آج یہی کہہ کے انس و جان پروردہ کنار رسول خدا حسین

کاری ہین ڈراونی گھڑتین ہوئے ہراس
جنگل مین جا بسے ہے کوئی آس پاس

جب نہین رکھے ٹھکوڑہ سالار دین رہا آل نبی پہ ہای یہ کیسا ستم سہا کشتی شکستہ گردہ طوفان کربلا	یون ہیک غم نے آ کے وہین گھر بگھیر کیا اہل حرم بہر سبہ یہ کہتا بہا بہا در خاک و خون فتادہ بمیدان کربلا

وارثے یان نیزین کھیوٹیا کو مار
بیری بسے یاناؤ کی بیچ ٹپک کے دھار

جب تیغ آ چکی دشت بلا مین سب ہیہات کیا بیان کرون سوگ کا لقب آمد ہم فلک آتش غیرت سپند شد	خرما بدین ہانہ کوئی شیث نسب تنبوت گرد خیمے سے پوچھے وہ ادب کر بیم خصم در حرم افغان بلند شد

بیری پھانو پہچو آسکے تیری دہلی پاس
بیگ خبر لو یا ہی اب پت کی نہین آس

۵۱۷

[illegible]

لے پیرہن ابھی انھونکو کفن دیا
یا لیتنی الرسول نہ این یاد داہ

چھوتین تھو اس لعین کو توپ تیغ میں
اگو فاک اہلبیت سالت بیاد داد

جیت ویس کو پیٹیو کفن ہے ماکی ہاتھ
ہتو سنگھالی مارکے بیری دیتی ہاتھ

زہرا کا غم مجھے ہے او سے تھا غم نبی
تشنے ہیں حسین تو مصوبت نصیب کی
برخوان غم چو عالمیا را صلا زدند

عابد کو غم حسین کا اسکو غم علی
روز اول سے ہمکو مصیبت ہی دی گئی
اول صلا بہ سلسلۂ انبیا زدند

منہ پر تھی جیسی کی گیسو سیکھو شکم
جیسے آئی ہیں ہیں غم شیم کو دکھ

اس دشت پر بلا میں تیغ آبدار
پالا ان ہیں جنکے کان دھو شیر ہم سوار
تا ہیچ سفلہ بود خطا ہی حسین نکرد

لیکر چلے جوان کے تا طفل شیر خوار
عابد برہنہ پانو کے ہے ہاتھ میں مہار
بر ہیچ آفریدہ جفا ہی حسین نکرد

دیکھیں کے سنسار کی ہون دیکھ کہی
کرنے لگ میں آسے کے ایسی بیت سہی

گو کو قیامت ستم سے ہمارا بھی جان لیں
ظلم انکا اس جگہ تو کسی سے ہم کہیں

ہوئی تھی ایک شادی ایسے گھر جو سب ہوش اڑگئے	اگر کیجے بیان اسکا فلک تھرا دل اڑگئے
نہو نہ کیونکر قتل و قمع کی پھر ہوس آگئے	عجب کیا ہو سکے رو رو کے ہچکیاں لگ گئے

فلک پہ جائیگا پانی ہوا اس ذکر سے ہم سے

تھا اس شادی کا جو جو کار کن کیا شادی نہین	غضب آفت بلا رنج و تعب یان کہا دین
دگر نہ منکر و نکیر پاس کا وہ سے کیون کیا دین	کہیگا ہر کوئی یہ بات کب تھا طریق الازمین

اٹھے کب بیاہ ایسا خلقت انسا کہیں یا ہم سے

وہ شادی کیا کہوں اک جوانی کو خدائی تھی	نہ تھی وہ شادی یہ بلکہ آفت نسبت کی تھی
قضا مشاطہ ہو بنسبت کا اسکو قضا لائی تھی	مصیبت ہو کہیں نسبت جسکی آئی تھی

لگے دکھ درد و غم کہنے نسب ہیں تیری چھوٹا کم سے

نسب ہے یہ اسکا اٹھی ہے جسکی یہ شادی	حسن ہے باپ اسکا دادا علی اور نانا دادی
وہ عبد اللہ عم گرد ہیں جسکے خدا آزادی	یہ نوشہ جیا تھا ہو گئی جسکی قضا آبادی

کہ تا چھوٹے زمانیکے جفا و جور بیرحم سے

مصیبت نے سنا جسدم زیادہ فادری	یہ بولی ظلم شادی کا اسکی سر کرون باری
کہا غم دل عالم پہ کر سہندی کی تیاری	لگن لوسے کہ سر کر یہ چرخ زنگاری

وہ رونق کر نہ سکے ہو جو ابک عدم سے

۵۱۹

[illegible]

کہ لرزتی تھی زمیں ہر آن سینوں کی دھما دھم سے

دل نکلی آہ آتشبار جھپٹتا تھا اثر نکلا
جو قطرہ اشک کا ٹپکا تھا سو وہ شرار نکلا
ہوا سینہ پارہ تھا ہر ایک اُن عجب تب مار نکلا
بیان کس منہ سے کیجے اور حال اُن بیقرار نکلا
جو رم اُنکے تھے زیادہ تر بہو جلنے کی تھی دو دم

سواری جلنے کا اسلوب عجب نا حشر کا سا تھا
سر ہیں بھی تھا نیزہ پہ سر دولھا کا جاتا تھا
غبار اور گرد اُس کا بھاور ستہ کا تھا
نہ تھا کچھ یادہ آفاق میں فتنہ اک برپا تھا
کہ جسکی شادی پہ تر تھی الم سے غم سے ماتم سے

کوئی تن دیکھ کہتا تھا وہ دولھا کا کہاں سر ہے
کوئی کہتا تھا اُس کے دیکھ وہ جاتا ہے خنجر ہے
کوئی سر دیکھ کر بولا تن اس کا ہے کدھر
کوئی اس کو پاس کے ڈھونڈھ کو جاتا ہے
کوئی سوچ جدا شہ کا سر تن کیوں ہے باہم سے

کہوں میں کس زباں سے حال اُس شادی کی مجلس کا
مشابہ دیکھیں یہ مسلخ قضا ہے کس کا
پڑا تھا ٹکڑے ٹکڑے وانہ تن ہر ایک بیکس کا
زمیں ہر طرف جاری تھا خون خلق بیکس کا
یہ مجلس اور وہ مسلخ تھے آپس میں بہم خم سے

جو شربت بزم میں تھا چھپو آب تیغ قاتل تھا
غنا آواز تھی مذبوح کی رقاص بسمل تھا
گلے میں ہار سب زخم شمشیر حائل تھا
بھرا خون جو ہیں پیالہ کھانے کے مقابل تھا

[illegible]

خوشی کو اتدن کر غم کو تو پامال ہو سودا | الم سے انیز رکھ سینے کو مالا مال ہو سودا
بچاتا ہو اگر تو آپ کو نار جہنم سے

مرثیہ بجناب حضرت امام حسین علیہ السلام

جو مجھے کہتی ہین کہ مرثیے سوا کچھ اور | وہ چاہتے ہین نہ بات کہ مری سنا کچھ اور
کہو ہین تو کہو ت اسکے ماورا کچھ اور | الم سے آل محمد کے ہے بھلا کچھ اور
حدیث آتی ہو جب ہین یکی کی مجکو یاد | بغیر مرثیہ سمجھو بہوت لوا لیجا د
اس امر مین جو ہوا ہو نبی سے یون ارشاد | مخالفت ہے بھلا اسکی کفر یا کچھ اور
پہ از عزا ہی نہ ماتم ہوا جب سے خلق | وہ دل نہین ہوا ہو الم سے جسکو شرف
پہ اس ستم کو تو دیکھو کہ کانا کسکا حلق | عزا ہو لا کہ طرح کی پہ یہ عزا کچھ اور
سمجھتے ہو کہ یہ ماتم ہے واسطے کس کے | علی و فاطمہ ہین مادر و پدر جس کے
کہا نبی نے جسے ہین سید الدین لیکے | مرے حسین کو مجھسے نہ جانا کچھ اور
یہ گفتگو ہو محمد کی اس سخن پہ وال | رسول کا ہو وہ قاتل جو بجھدہ آل
گلا یہ کاٹ نبی کا کیا ہو خو نسے لال | ہین اس گلے سے گلا وہ سمجھو نگا کچھ اور
حدیث لکھ کی سے یون ہوا مفہوم | دو دو جو چاہو نبی اور علی سے معلوم

مرثیہ جناب حضرت قاسم

قصاص میں مجھیں تھے نہ جیتا چھوڑینگے
نہ منہ کو قتل سے زین العبا کے موڑینگے

تمھارے خون سے دامن کو سب نچوڑینگے
نہ منہ تسلی دل اپنی اس سوا کچھ اور

نہ کی حرم کی آنکھوں نے تشنگی پہ نظر
کہ قطرہ آب سے ہو حلق خشک انکا تر

غذا کا ذکر تو کیا ہے بغیر خون جگر
ملی نہ عابد بیمار کو دوا کچھ اور

نت اٹھکے پیاس سے اسکا بدن گیا تھا سوکھ
بغیر پانی کے ہو جیا خشک جیسے روکھ

لگے تھی جس گھڑی غربت میں اسکو بہت بھوکھ
غم پدر کی بن اسکو نہ تھی غذا کچھ اور

ہر ایک لعنتی کیا کیا نہ اس سے بکتا تھا
جو کچھ کہے تھا کوئی منہ وہ اسکا تکتا تھا

نہ نکلی اس سے وہ از بسکہ بول سکتا تھا
بغیر پانوں کی زنجیر کے صدا کچھ اور

نہ کوئی محرم حال اسکا نہ کوئی ہمراز
سخن لا سکے کا اس سے کرے نہ وہ دمساز

کہیں سے گوش تلک اسکے پہنچی آواز
نہ ان لبوں سے تعرض سوا سنا کچھ اور

سوال کر کے سوا انکا غرض وہ دشمن دین
کشاں کشاں گئے لیکر سوئے یزید لعین

لگے وہ نکال لشے اپنے دل کا کین
سوا لعن کے دنیا سے بھیجا کچھ اور

تکریں لگے تو سوا اسکے رہ خاموش
فلک کی پشت سے گذرا ہو یا سبھوں کا خروش

لہو ہر اک کے جگر کا نہ مارتا ہے جوش
کہ انکی چشم سے بجز خون جگر بہا کچھ اور

آگی بھی تو دیکھے ہین لوگونکو گھر بیاہ برات
کوئی دولھن چھپٹے اس دولھن کے قضا لاکر گئی
شادی مین اور رونکو باہم بیٹھ کھلاوین شیر و شکر
لوگ کم کر بیٹے اپنا انکے اوپر کر کو نظر
لوگونکی گھر مندھے کی نیچے بیٹھ شہانا گاتی ہین
کیسے بھی دولھن کو گھر سے یون لیکر جاتی ہین
کبھی ہیون دولھن کی مان اب کو لگی اپنے سینے کو
شربت مین دولہ کی مانگی کہانسی لاوین پینے کو
کیا کہتی ہوگی وہ جیسی مجھ گھر بیاہا اپنا پوت
وان ہیز کسے جو پوچھو ملا نہین پانی کہاں سوت
مایون بولی دکھ کی اب لہو کا انسو بہتی ہین
سانجھ پڑی جنگل کی بیچ پر چپ آ گھر بیٹھی ہین
رہ گیا ہیز اتنا کہتے ہین سب بنی کنے
کبھی ہیون سر پیٹے اپنا او گر انکے پانو نے
کیا جانو کس ٹھور پڑے ہو کو نسے ہو وہ بیاہ [illegible]

اس شادیکی ہے یاریے دیکھی سو الٹی بات
مایون لی دو دکھ کو ماتم مین لا بٹھلائی ہے
اسکی آگو لہو سین پان کٹہو ہوئی آگ ہین سر
کوئی کہے بابا ہی مرا کوئی کہتی بھائی ہے
نوحہ گر دنکو بیان بلوا کر شہ تیل چڑھاتی ہین
پشت شتر پر سالس کے پیچھو جھل ٹھلائی ہے
یہ بھی ہے کوئی زیست ہمارا جی [illegible]
اب خبر دو دولھن بابا کی پاس کہائی ہے
جوڑیکی بابا ہی کفنی گھوڑیکو بیٹے تابوت
سر دولہا کا تن دھنگا نا جیو اکا ٹھلائی
بابی ایسین کیتی دو دریکو دکھ سہتی ہے
پھر تم نہ منہ کیا ادھر بیٹھ دکھائی
لیکن وہ سمجھ چکی ہی یون رو ٹھی ہو وہ نسا
بھلا انکو مجھ دکھا کر کیا کیا بات بنائی ہے
دھوپ تمھارے تن ہی یا جنگل کی [illegible]

٥٢٣

مرثیہ بجناب حضرت امام حسین

[illegible]

دیکھکر ہمکو ہی آپسمین بولینگے وہ لوگ
کربلا جا کر بھتیجے بھائیونکا ایسے سوگ
تشنہ لب بھائی کو جسدن فوج نے مار کیا
رات پانی تمنے اُسدن پینے کی خاطر پیا
جبکہ دلبندونکی لاشین تمنے دیکھین خاک پہ
کیونکہ تم جیتی رہین وہ انکی سی شکلین دیکھکر
کیا جواب اسکا کوئی ہو جسنے یہ کہی
اتبک آنکھوں نہین تمھاری کیونکہ بینائی رہی
طعن اگر وہ یہ کرین ہم تو ہین لیکن کیا
منہ تمھارا دیکھنا ہمکو نہین یان تک روا
طعن انکی سب ہے درست ہم نہین لیکن یہ سچ
وہ کشمکش زندگی کی اتنیا ہی آیا ہے سچ
کب یقین تھا ہمکو یون جینا پڑیگا یا بہن
لیگئے کربل سے جون تا شام اسکو اہل کین
دیکھ لی کوئی رکھے ہو آجتک وہ نوجوان

کیا دلونکا آلگا یا ہے انکون نے غم کا روگ
تھی قیامت اہل شہر کیواسطے آئیان
اور بھتیجے تڑپ کر آنکھوں کے آگے جیسے پیا
جیسے تن کے کچھ جینے تمھی تم شرمایان
اور نظر آئی تمکو جا بجا گوشونکے سر
نیزون اوپر تابش خورشید سے مرجھایان
ریتمین تن تو ہی خون ایسی عزیزونکی بہی
جب فلک نے صورتین اسطرح وہ دکھلایان
بہنین جیتی آئین سب بھائی بھتیجونکا گنا
بچ چلین واللہ تھا سہی جہان آن چھایان
کہو کے وارث سب کے اک بار ہی جینے کے پیچ
ورنہ وہ کسکے جیتی جو ایذائین جو نہ پایان
پر اجل اسکی حفاظت کو ہوئی ہے یقین
جیسے تو کیا جانے کیونکر وہ جفا ہین بھایان
گردن دریا نے ہے ایک طوق ڈبیر کا نشان

٥٢٣

[illegible]

کیا کہوں آگے غرض کچھ سر انکے نیزوں پر
اور لوٹھیں انکی ساری خاک و خون میں ڈالکر
ظالموں نے یوں ستم سب کے عزیزوں پر کیے
طعنہ زن کا جرم کیا گر ایسے کو طعنے دیے
ہیں سزاوار اسکے ہم جو دیں وہ طعنہ بار بار
مرگ کو ڈھونڈھا کیے تھے دنیے ہم سر بار بار
اسطرح باہم وہ کہتی تھیں بحشم خونفشان
سامعوں میں تاب ہیں سنوا انکے بیان

حضرت خیر البشر کے جو تھے دلبند جگر
اپنے خویش و اقربا کی لاشیں سب تھیں عیان
دیکھ یہ کچھ اور وہ دنیائے فانی میں چھپے
زیست کے باتیں تعزی کی ہمیں شوا بیان
مر کے جینے میں نہیں ہے کچھ کسی کا اختیار
تن سے جی نکلا نہ اور لاکھوں نے پھاڑیں گریبان
جو جو سنتا تھا یہ باتیں اشک تھے انکے روان
ابر مژگاں سے تو بوندیں خون کی برسائیان

مرثیہ حضرت امام حسینؑ

با نوکہتی تھیں کہ زینکا قصد مت کر سائیان
ایک تو تنہا رہا جاتا ہے کیدھر سائیان
تو چلا مر کے ہمیں کسکے حوالے کر چلا
کیونکہ تجھ بن ہمکو اس جینے سے ہے مرنا بھلا
تجھ سوا کسکا ہو اس جنگل میں ہمکو آسرا

مر چکے تیرے تو سب تجھ بیش برادر سائیان
تجھ بن آفت آئیگی ہم سب کے سر پر سائیان
کاٹ ڈالے ہاتھ سے اپنے ہمارے بھی گلا
لوٹ لینگے ہمیں یاں سب ستمگر سائیان
کون ہے حامی ہمارا یاں بجز ذات خدا

۵۲۵

وہ شباہت اُسکی نانی اور لہو میں اٹکی
اُسکی حالت دیکھکر میری تو چھاتی پھٹکی
پھول سا مکھڑا ہے ایک اُسکا یون کملا گیا
کیا ہی بڑا دن ہائے مجھ بانکے تئین کملا گیا
دیکھیں آکر اپنے پیارے شیر خوار کی طرف
دیکھیں اُس معصوم کے تقصیر بابے کی طرف
ہائے اب جھولیں میں لیکر جھلاؤنگی کسے
ہائے میں دودھ پلانیکو جگاؤنگی کسے
دیکھیں اُسکی ننھی سی گردن کی ڈھلک جانے کو
دیکھیں آکر میری پھر چھاتی کی ٹوٹنیکو ہائے
ہائے وہ بالی سکینہ پیاسی ہے جان بلب
جیسے پر اُسکی ہیں کانٹے تڑپکر ہلکت ہے سب
اک طرف سانٹے کا عباس ہے خیمے کی بیچ
سخت وحشت ہے غضب ہے اس سے خیمے بیچ
مشک لیکر کیوں گیا پانی کی خاطر ہو غضب

ہائے تن سے یکایک گردن اُسکی کٹ گئی
رات دن ہے اُسکے غم میں خاک بر سر سائیان
بند بند اُسکا رنگ نیلا گل کا ہو گیا
ہائے یون مارا گیا جب وہ دلبر سائیان
دیکھیں حلق اُسکے میں پیکان گڑا ہے
دیکھیں اور گہوارے کے دو میں ہے اصغر سائیان
ہائے میں بھی شاہ کا سب بھیا ولگی کسے
ہائے کس کو کہہ پکاروں جان با در سائیان
دیکھیں اُسکے کو لہو میں نہا اُٹھکر ہائے
پاس ہائے گردی ہے اُسکی تیر کا سر سائیان
مرتی ہے پانی کی خاطر ہائے ستم ہائے غضب
ہائے کوئی ساعت کی مہمان وہ سکینہ سائیان
لاشہ اکبر کا ہے اُسکے پاس ہی خیمے کے بیچ
ایسے جینے سے تو اب بہتر ہے مرنا سائیان
کیوں نہ آیا وائے وہ جیتا ہو کے غضب

[illegible]

سجدہ کرینگی بھی نہیں فرصت تجکو اہل کین
خون تیرا اسقدر جاری ہو پڑو ہی نہیں
جب کرین وہ قوم ظالم سر ترا تن سے جدا
رکھکے نیزے پر ترے سر کو کرین قبلہ نما
داد اس ظلم و تعدی کی خدا دلوائیگا
یا وصی اُسکا علی مرتضیٰ دلوائیگا
مرحبا ہے تجکو سو وا مرثیہ ایسا لکھا
دین دنیا کی تری بر لائیں سارے تھا

چڑھکے چھاتی پر ترا سر کاٹ لی شمر لعین
جسمیں یاں پڑ کے نکلے کبوتر سا یاں
تب کرین دل میں نماز جمعہ کا قصد ادا
پھر کہیں تکبیر سب اللہ اکبر یا یاں
یا رسول پاک اُسکا مصطفیٰ دلوائیگا
فاطمہ لکھوائیگی اس خون کا محضر یاں
سنگ سے پتھر بھی جسے یکبار پانی ہو بہا
حضرت شبیر شاہ بندہ پرور سا یاں

مرثیہ بجناب حضرت امام حسین علیہ السلام

آج وہ دن ہے کہ سب اہل جہان روتے ہیں
خاک میں سر جان سمجھو تو وہ روتے ہیں
اولیا دیکھیں جو اس اور تو پیمبر عرش
سرنگون گرد محمد کے ہیں دوش بدوش
غش سے جو یہیں تو بیٹھیں ہیں پر کو پشت دلوا

جتنے ہیں زیر فلک پیر و جوان روتے ہیں
جمع ہو کر بجہان اہل جنان روتے ہیں
طاقت نالہ نہ انکو نہ انہیں تاب و توش
جسکے بیٹھے ہیں سب خورد و کلان روتے ہیں
سینے کو اپنے ملک کوٹتے ہیں باندھ کے مشت

۵۲۷

[illegible]

مرثیہ بجناب حضرت امام حسین

سانحہ عالم مین ارے عالمیان روتے ہین
شام سے صبح تلک صبح سے لیکر تا شام
لکھتے حرف بحرف [illegible] وہ مظلوم امام
اس کی اولاد پہ جو گذرا ہے سو وا یہ کلام
روز و شب جن و بشر اور بیان روتے ہین
دیدہ جن و ملک [illegible] روتے ہین

یہ بین زینب نے کہے جب اٹھا سے حسین
[illegible] نہ رہے بیکس و تنہا سے حسین
اٹھا کے سر پہ کئی [illegible] سے عزاے حسین
[illegible] سو ہے رضا ے حسین
[illegible] ہے روایت کہ بعد قتل امام
[illegible]

خنجر اس پیاسے کی گز ندہ پہ جو دھارا پونچا
حال اس دست تظلم سے ہمارا پونچا
نہ رمق باقی ہے اصغر ہین نہ اکبر ہین دم
رن مین بیجان پڑے انکے تن نازک درہم
اقربا آ چکے جتنے تھے بزیر شمشیر
دیکھو ویٹھو انکی پڑی خاک ہین ہم لوہین اسیر
بسکہ اس دشت مین اکرہ تو اپڑ سیکے
ہم مصیبت زدگان قلق انکے مین کھڑے
چرخ کی ہمسے عداوت ہے تئین تیجیے سیر
اور فرزند تمھارے جو ہین سب آب بغیر
دین کا جسکے خلائق کے تئین دعوی ہے
پوچھتا ہے جو کوئی تمپہ مصیبت کیا ہے
کربلا سے ہمین جاتے ہین لیے شام لعین
کرتے ہین خاک گئے سر اُتر کر نیزہ مین
غرض اب کہتے ہین اسطرحسے دکھ اہل حرم

پانی مشیانے سے اور نہ کھارا پونچا
دیکھ جنگل کے ہمین جانوران روتے ہین
اور قاسم کی کہین کیا جو ہوا اُسپہ ستم
دیکھکر زخمی شمشیر و سنان روتے ہین
نہ رہا ایک کبیر اُنمین سے نہ ایک صغیر
ابکی طرح پہ فریاد و فغان روتے ہین
جو زخمی ہو بدن خاک مین مبیرین پڑے
تن پہ ہر ایک کے جو نوحہ گران روتے ہین
وحش سیراب ہین جنگل مین ہوا مین ہین طیر
لب دریا وہ کھر کے تشنہ لبان روتے ہین
اُسکی اولاد کے سر پہ ستم برپا ہے
دشت غربت مین پڑے بیکس طفلان روتے ہین
ہاتھ سے ہمکو ستم کیشونکے آرام نہین
گاہ ہم چڑھکے پہ پشت شتران روتے ہین
تھرتھراتے ہین پڑے ڈرسکے جیسے لوح و قلم

[illegible]

[illegible]

مجھے ہی یاد کرا کر وہ بین اور ابراہیم
تو دیکھ دونوں کو کہنے لگے رسول کریم
کہ اسمین تم تھے لے آئے پیام کردگار قبول
تو دل مین سوچ کے اُسدم خدا کا وہ مقبول
جگر مرا ہی جلاویگا داغ ابراہیم
پھٹیگی چھاتی حسن کی یہ سنکے رب کریم
اُمور مرتبہ بس مجھپہ ہو گئے ہین تمام
ولے ہی میرے تئین اپنی بندگی سے کام
جو مجھسے پوچھو ہوا لائین دیتے سخن
کہ خلق گر کرے مجھ پر وہ ظلم ہم گردن
یہ جو کہ راہ خدا مین ہوا جدا تو ہوا
لب فرات پہ عباس جا موا تو موا
یہی پانی سے تر کرتے لب کیا نہ کیا
کہ ہی پیاسے شکوہ کوئی پیا نہ پیا
غریب بن کے وطن کی حرم چھٹا تو چھٹا

نبی کی گود مین بیٹھے تھے کر کے جا تسلیم
یہ دونوں آنکھین ہین ہی مین فدائے حسین
خدا ہی ہو کہ مرگ انہین ہے کسکو قبول
کہا کہ لے جسے چاہے تو باور اے حسین
کریگا دلکو علے کے غم حسین دونیم
کہے گی فاطمہ یون جھگڑ کے واحسین
کہ مین ہوں ت و علن مین امام ابن امام
کچھ اس لقب سے یہ کیا معنی دلمین الٰہی حسین
برب کعبہ کہے جاؤنگا یہی مین سخن
یہی ہے امر اسیطرح سے کٹا ہی حسین
گلو وہ تشنہ سے میرے لہو چوا تو چوا
کہا کہا دم آب از برائے حسین
کہو تو پانی بھی کچھ چیز ہے دیا نہ دیا
رہیگا ہے کوئی دن تشنہ اقربائے حسین
رہینگے دھوپ ہی مین خیمہ گو لٹا تو لٹا

مرثیہ حضرت امام حسین

۵۳۰

غرض کہ ایسی ہی لذت اٹھائی تیغ شہید
بنی جو داس اگر ٹوٹ کر کے تیغ یزید
مری طرف سے کر دیا کے جبریل عرض
ادا ہو دین پدر سے پسر کرنا فرض
کہا امام سے روح الامین نے ای سرور
دیت آنکی تمہیں دیوے خالق اکبر
کہا امام سے روح الامین نے پھر اُس دم
خدا کی راہ میں آکر قتیل تیغ ستم
نہ درد بیٹی کا مجکو نہ دکھ ہے بھائی کا
یہ روم روم تصدق ہے کبریائی کا
تجھے تو عین ہی راحت ہوا یہ رنج و تعب
پراس عطا سے بھی شتر پھیر تا سواد سے
یہ سن امام سے روح الامین نے پھر دم سرد
حسین جان گرامی فدا امت کرد
بحق شاہ شہیدان ذبیح تیغ ستم

یقین ہی جانیو روح الامین بحق نعیم
بجا ہو سبزہ اُسکے خاک سے فدا حسین
ذبیح تیر سے کا میں نے ادا کیا ہے قرض
دیت لی تب کی سر اپنے کو جب کٹا یہ حسین
جو عرض میں کروں ارشاد ہو یار دگر
شہید تیغ ستم وہ جو ہوے سوا حسین
دیت کے دیتے ہیں آنکے مجھے شادی و غم
اگر موئے تو موئے خویش و اقربا یہ حسین
نہ فکر بیٹی کا دل میں نہ غم بھائی کا
حسین آپ ہے فدا یہ سب فدا کے حسین
دیت ہی دیتے ہیں تو کے اگر خوشی ہے اب
تو ہو یہ امر کہ امت کو بخشوائے حسین
چلا یہ عرش کو کہتا ہوا بدرد نبرد
روا ست امت اگر جان کند فدا حسین
الٰہی غم نہ ہو سو دا کو جہت حسین کے غم

[illegible] ظالمون [illegible]

[illegible] حسین مظلوم [illegible] حسین حسین [illegible] آج [illegible]

تیر جو بیٹھا سینے اوپر جور و جفا کی جھا کرات
تیغ و تبر سے زخم نکالین جان کو کھو دیتا ہی ستم
خنجر کا کیا زخم تیاؤن ہا مصیبت وا ویلا
فاطمہ لیکر جسکو سوتین کیسے کیا قسمت کی بات
دودھ دھو پلایا جسکو فاطمہ نے پالا سال
اسی دن بیکس مارا گھر کو کیا لوٹ تاراج
برگ سے گل کی طرح ہوا کتر ہوئین ہیہات
اسکے سوا اک اور مصیبت ہوا کہ اسکا کام
نہین گذرتا اتنا ہر گز جیسا اہل شقاوت
جاتی ہین خوار و زار و ہونکی پشت بے محمل
جنہونکی جانب پاس ادب سے نہ ملا کر سکتا نگاہ
شام لیے جاتی ہین انکو اس صورت ہا ہی ستم
پر بھی جتنا دو سکا یہ ان تک پہنچے اہل عناد
کون ایسا رحم کرے جو حال انکے آئے دن
غرض جو کچھ گذری انپہ سب کسی سے سننے کی

ادہر تو سو فار یحاتا بھال سب ہی ادھر ہے
سر لیکر یا بقدم سبکے ٹکڑے ٹکڑے ہے
قہر کیا ایسا کچھ ان لوگوں نے جسکے سبب وہ بیکس
سو خاک پہ یون ہے پامال [illegible]
سو پر جسم اب تیر کا وہ ہر گیسو منبر ہے
شہ بیٹے کے سر چرخ بیٹی پر چادر ہے
پای برہنہ جاتی ہی ہر خار جنگل کا نشتر ہے
دہوپ کی شدت سے ہر کنکر [illegible] پتھر ہے
قتل کیے سب ہی باقی ایک سبط پیمبر ہے
کوئی ماں انہین ہے اسکی کوئی اسکی خواہر ہے
صورت ویسی ان کچھ کو نہ مقنع نہ چادر ہے
کوئی نہ اب نہ ہے انکا کوئی نہ انکا یاور ہے
تو یا شیر ہی انکی نالے بین فریاد ہو شور ہے
کس سے کہیں وہ [illegible] داد رس انکا داور ہے
بس خواب جا ہوش ہی سو حالت مضطر ابتر ہے

۵۳۱

[illegible] حسین مظلوم [illegible]

[illegible] آج حسین مظلوم [illegible] مارا

راوی

ایضاً

چھین آئی ہا جکی زینب [illegible]

راوی لکھتا ہے کہ جب چودہ زمین پرا
امر رخالق اکبر کے ہو راضی برضا
جسطرح سے ہو رضا حق کی تو راضی رہیو
گاہ تین حرف شکایت نہ زبان سے کہیو
آج مرضی حق سیتے الم مین رہیو
اور دعا دوستونکو سیتے دو کہن مین کہیو
جانا قسمت سیتے اگر ہووے مدینے تئین
سب حبیبونکو کیا کشتہ اعدا دین
پوچھو گر تجھ سے سکینہ کہ بابا آیا
پھر یہ کہیو جو نہ مانے وہ ترا تیلایا
کہیو زینب سے سکینہ کو کیا کیجو پیار
تم سوا اور کوئی اسکا نہیں اب غمخوار
اس وصیت سیتے ہوا بعد جو مقتول و شاد
یون زبان اپنی مین کہنے لگا وہ پھر کراہ
ہو گیا دیکھ کے محشر کا حرم مین آئین

کہا گھوڑے سے کہ جا کہہ یہ سو زین عبا
کر گیا جان فدا آج حسین مظلوم
گذرے جو سر پہ تیرے رنج و محن سب سہیو
یون تجھے کہہ کے گیا آج حسین مظلوم
جو تعدی ہو ترے سر سے سب سہیو
یہ سخن کہہ کے موا آج حسین مظلوم
یار اور دوست سے کہیو تو مرے پاس آئین
کہہ سلام اور دعا آج حسین مظلوم
کہیو مین منزل مقصد مین سے پونچایا
رہنین جا شور رہا آج حسین مظلوم
اسکے تم درپے دلدار ہی ہی سہیو ہر بار یہ
اس سیتی دور پڑا آج حسین مظلوم
پھر جبین لوہو سے لی گھوڑے نے خیمے کی راہ
گیا کٹوا کے گلا آج حسین مظلوم
کر نظر لوہو سے گھوڑے کی بھری ہوئی جبین

نہ آہ گلشن ہستی میں وہی کہ جگر لو تھا کہ ہو ہو چمن
چمن میں ہی نرگس کی آنکھیں ہیں ف ہر ایک ہی ہر حمن
صبا کھلائی ہی جن گلو نکو تو کہ زخموں کی وہی ہیں
ادھر جو دیکھو تو صحن گلشن ہیں ڈھا رہا ہے آبشار رو رو
نہیں ہی یہ جو کچھ یہ حالت خبر لو جلدی کہ آج کوئی
مجھے تو معلوم ہو لی ہیں یہ دن یہ شخص ہی جسکو حبیب
سو اسکے تن پر سو ای شمشیر و تیر و نیزہ کی زخم ہیں وہ
کنارہ دریا کی یہ ہو اظلم لو ہر ساقی کوثر ادھر
جگر کا پیوند فاطمہ کا پڑا ہوا یوں آج حوض کوثر
پڑی ہیں وہ اسکی ٹکڑے ٹکڑے جو جو ش و فرزند خاک پر
سر اسکا ان گیسوؤں سے باندھا ہی ظالموں نے سناں کی اوپر
سر اسکا ساتھ اسکے سر نیزہ و نیزہ گرد کہ لیچلے ہیں ظالم
جو ایک فرزند شیخ کے ہیں عزیز و نہیں اسکی بچ رہا ہے
جلال اسکا ہو تشنگی سے بغیر پانی قدم قدم پر
نہ ساتھ ایسا رفیق کوئی سنبھالی اسکو تا نگر

جو نعرہ قمری کا جا کے سنیے تو وہ بھی لگو فرق آہ کیا ہے
کہ یہ بھی مسطح خون ناحق کی ہو کہ حیران کوئی نہا ہے
جو ور غنچہ کہ اودھ کھلی ہیں کنے گلو نکی ہیں اشبار ہے
ادھر کنا ریسے موج جو کی حباب آبا ہیں شمار ہے
ہوا ہی پیاسا ستم کہ خنجر سے یہ دریا جا کنار ہے
رسول کہتے ہیں گو ولیکن یہ تو تصدق حسین پیارے
قیاس کیجیے تو نہ فلک پہ ہونگی اسقدر ستارے
کہ دھار پانی کی حلق اسکے گئی نہ غیر از خنجر دو دھار ہے
کہ اسکی رگ رگ سے چھٹ ہو ہیں لہو کہ مشرقدم تا بہار ہے
نہ گورا و نکو ہی کفن اب نہ تکو تابوت نہ گھوار ہے
کہ جنکو دھو دھو کی قتنا نہ کر کہ ہام نبت نبی سے پیار ہے
اسیر و تشنہ بیٹے اسکی پیچھے ہیں اہلبیت اسکی بیچار ہے
کوئی ڈراتا ہو اسکو یہ پیچھے کوئی تازیانہ سے
کہ ایک قطرہ کی واسطے جو ان ہیں انکے نہ سیا ہے
نہ ہاتھ اسکے عصا ہی ایسا چلے وہ جسکی ذریسہار ہے

۵۳۳

مرثیہ منفردہ

ستمشہ و الا ہی جن کو تھا ایسا ہی چین / بیکلی اب ہر گھڑی انکو ہوئی ہی انفعال
روز تھا ستورہ بھی کچھ کلام اور تحسین نہین / دین کا خورشید دنیا سی گیا وقت زوال
گوش تک سیہر لی کو پہونچی نہ تھی جنکی صدا / آج رو رو وہ پکارین ہین سر خاک ڈال
یا رسول اللہ وہ گیسو تھے جو آغشتہ ہین / دیکھنا جسکا غبار آلودہ تھا تجھ پر وبال
شانہ ساں انکی ہین سر نیزہ پر رکھ کر راہ ظفر / بار لایا شاخ پر باغ رسالت کا نہال
[illegible] شکست اپنی کی اسید پر پیش یزید / بیچے ہین آج ہم اس باغ کا میوہ سال
وا ودا دو ودا [illegible] تب کر نزدیک خفا / ناقہ صالح سے تھا کمتر کمین نیزی آل
ناقہ جو مرکب تھا صالح کا سو اوسکی واسطے / اسکی امت پر پڑے کے اوسکی آیا زوال
[illegible] دشت [illegible] نیزی تھا جسکے سر کو آج / کاٹ نیزے پہ رکھا اور [illegible] ڈال
اہلبیت اسکی جو ہم باقی ہو سو سب ابین / لی چلے ہین شام کو زنجیر کر بد سگال
دیکھتے ہین اونکو سب ہین اور یان معتبر / جسکی گھر سے وہ قافلہ وار ہو جائی قتال
[illegible] جو زینب کی نگہ / سر اقبہ کی طرف کرین لگی گرہ مقال
[illegible] آتی توت سے / آسمان نیچے نظر لگ جا ہیگا کر احتمال
[illegible] رشتہ [illegible] گرد خاک مین / آج تک اسکی نہین غسل و کفن کا کچھ خیال
قتلہ مین کیا فارغ البال اسکی حالت [illegible] / آج ریتی مین آ کے دیکھا اوسکو کہ ہے اسکا یہ حال

۵۳۳

[illegible]

اب تو پانی سوا انکو انہین بازرکھو
کہا مین اسلیے تم سے یہ تا نہ مرجاوین
جو پہنچین جیتے انعام تو تو ہم پاوین
زیادہ اس سے تو بھوک پیاس سہتا نہین
تمہاری نفع کی یہ بن کو مین کہتا نہین
غرضکہ لیگئے پانی حرم مین بلوزبان
لگے یہ کہنے انھون پانی کم پیاؤ میان
یہ سنکے عابد بیمار نے دیا یہ جواب
ہماری باپ کو جس نے کیا نہ سیراب
ہمارے باپ کے مرنیکو تیسرے روز
ہمین جو پوچھو تو یہ ہو نہیت جانسوز
پھر آگے اسکی مفصل خبر نہین معلوم
غرض تب بکین وہ بیچارے وہ جو تھے مظلوم
تمام جتنے وہ مظلوم تھے گرا انکو اسیر
سوار کر انھین اونٹون پہ لے چلے وہ شریر

کہ فاقہ تیسرا اس جا ہین ان پہ ہے آج
ہم انکو جیتے تو پیش یزید پہنچاوین
جہان مین یہ تو قصہ ہی مشتہر ہے آج
پھر آگے کی دوستی سو ہین یہ بات آج
سخن مرا تو یہ قابل ادب یہی ہے آج
پڑے ہی تھے غش ہو کے سب تشنگی سے خون ہے کلیج
کرم خلیفہ کی تا سب کا کم او پر ہی ہے آج
کرم ہو یہ جو پلاؤ کم اب انہین وہ آب
یہ آب ہمکو تو خوشتر یہ جگر ہی ہے آج
پریدہ حلق سی جاری ہوا اسکو خون آج
ہمارے دل پہ ہر اک قطرہ جون تیر ہے آج
ہوا الم یا ہوا اسدن انکا تیر حلقوم
کہین تھے پانی نہین ہر ... ہے آج
جدا جدا کیا ہر ایک کے تئین زنجیر
جو تنناب بہن غم ... ہے آج

کیا کہوں لیجاتی کا اہل حرم کو بین اصول
لیہ ادب کہ دور ہو گر و تبکے اوس قصے کو طول

پوچھو بھا جو راہ مین یہ کیا ہو فرزند رسول
یون کہو تھا عابد بیمار امت کیلیے

دیکھکر پانی کہو تھا دل کو یون زین العباد
کیونکہ یوبن پیاس بابا کی مجھو آتی ہو یاد

لیکن اپنی تشنگی سو مین ہون خرم بھی و شاد
جام کوثر کا ہو اپنا یار امت کیلیے

پیاسو مر بیکے فوائد پوچھو اوس مظلوم سے
حلق تر جسکا ہوا ہو آب تیغ شوم سے

قطرہ خون جو گرا مانی پس حلقوم سے
خلد مین ہوگا گل گلزار امت کیلیے

جب ہوا اوس کا روانہ کا حرب پہ سو گذار
دیکھکر نعش برادر بولین زینب آہ مار

یون پڑا ہو خاک پر تیغ ستم سے بیشمار
اس تن نازک پہ کھا کر وار امت کیلیے

ہوا گر فرصت دھوون اشکو نسی تیرے زخم خار
سوزن مژگان سے مین اسکا سیون پیراہن چاک

کیا کرون پر بس نہین چلتا مرا ای جان پاک
یون سہا یان تجھکے تو گھر بار امت کیلیے

ہای بھائی تجھ بن اب پھرتے ہین ہم دربدر
کون ہو ایسا کہ دیلوے مصطفے کو یہ خبر

کربلا کی آج بیدامین مع خویش و پسر
جو مرا وہن کا سپہ سالار امت کیلیے

غرق خون میں بدن تیرا ہوا ابن ابو تراب
یا شفق لیکر زمین پہ گڑا ہو آفتاب

تجھ سوا نکلی اس جفا سہنے کی کسکی دلکو تاب
تو ہی سہا سہل یہ دشوار امت کیلیے

جو ہو خون حلقوم سو آ کر کے ای بھائی بھی
گود خالی شہربانو کی بن اصغر کی رہی

۵۳۷

مصیبت اولیا و انبیا کی سنی کیا دیکھا
ولی دیکھا نہ وہ جو ماجرای کربلا دیکھا

تعب آدم نے کیا کھینچی ہی حوا کی جدائی سے
عداوت بھائیون کی ہی کیا یوسف نے بھائی سے

پڑی ہین تنہین کرم ایوب سے صبر آزمائی سے
بلا کو اٹھے تن ذکریا کا بھی جدا دیکھا

غم فرقت سی حوا کے یہ آدم زار و گریان تھے
کہ آب چشم سے اونکو سدا سیراب جیون تھی

او زلیخا ہجر مین یوسف کے رو نی پیر کنعان تھے
کہ اونکی چشم مین نور نظر کن نے رہا دیکھا

سنا ہوگا جو کچھ فرعون سے موسی کو لا یا تھا
بظاہر دار پر عیسی کو امت نے چڑھایا تھا

ستم کی تیغ سی صالح کا ناقہ بھی مین آیا تھا
تن یحیی سے ہر اک عضو عالم سے جدا دیکھا

نبی جو تھا رہا ہر آن مرضی الہی مین
صعوبت کھینچی کیا یونس نے جا کر بطن ماہی مین

پڑی طوفان کے باعث نوح کی کشتی تباہی مین
جو گذری اینہ سو اہل جہان نے بربلا دیکھا

خیال آتی ہین لیکن اپنی لاکھون آفات و ردی مین
کہ سختی کی زمانیکا ورد آکر ہوا کن مین

یہ سب کچھ دیکھنے پر ایک نے دیکھا نہ وہ اسمین
نبی کی آل نے جو اپنے سر پر ناروا دیکھا

تعب کس طرحکا ہر ایک عالم مین ہو گذرا
کوئی فرزند کی خاطر کوئی یاران کو رو گذرا

نہین کسنو کو قابل مصطفی کے گھر پہ جو گذرا
نہ کانو نسی سنا نے آنکھون نے وہ ماجرا دیکھا

انھو نمین کا ہیلو گذری کسیکی سی جفا سر پر
کہ ہر اک نوجہ پر بھائیکی جا اپنا کٹا دی سر

پسر کا تن نظر آیا پدر کو خاک و خون اندر
پدر کا سر پسر نے نوک نیزہ پر دھرا دیکھا

مرثیہ دیگر

بجاے پان وہاں پھل کا کٹ رہے گے جو ادیکھا
آہوں کیا آہ ای یار و نشست ایسی ہیں مجلس کی
جو کچھ صورت تھی دولھا کی مصیبت کیا کہوں اسکی
جنہوں کی شادی کچھ ہو لا و نکو غم کو کیا کسے
پھر و نکو عشق میں تا رہیں ہیں طرحدم کو کیا
پیمبر کا جگر گوشہ بر لے آپ وہاں تر سے
شفاعت پھر طلب کیجیگا عقبی ہیں پیمبر
سو یعنی زندوں کو غاک خو بہیں ہم نہالی ہے
مسلمان پھر کسا تو ہیں ہم اسکے افعالی ہے
نہ ہوا موسی پیمبر کو زیر چرخ جب پیدا
بجا ہیں ابا ابیا بپ ... ہم ہوا
علی او نکو نان خشک ہو کو سے دکھ پایا ہیں
سبھی کچھ صبح کا خطرہ جو بعد از شام ہم دیکھا ہیں
جو چشم تو وہ ہی ہو جو اس دکھ کو سن روتے
مسلمان وہ ہو کہ بچا اسی غم سے جو کھو وے

سفاہم پاندان کا ٹی سر نکو وہاں جدا دیکھا
جدا سر سو پڑی تھی خاک خو بہیں لاش جسکی
کربلا یہ جو نظر آیا تو دست وہ جدا دیکھا
جبیں ہم سے کے ایسا کچھ تو بار و نکو کیا کچھ
کیا جو غور ہم اپنے میں در از وفا دیکھا
ہیں ہم آپ سر دو بجا رکھیں اسید کو سر سے
نہایت شرم دیں سے ہم دل اپنے کو جدا دیکھا
جو ہم خاک سیہ بیٹھیں در ہم فرش قالی پہ
مروت سے نہایت آپ کو نا آشنا دیکھا
تھا وہیں بی ہم ناموس کو پردہ میں اور ہوا
کہ ہم اس امر میں سر اپکے دور اجدا دیکھا
اور ایسی ہو وا سطے ہم اطعمہ الاقسام کھو وے
غرض اس طرح کی جیتے کو ہم نے بجز ادیکھا
جو ماں ہیں ال سو کہتے ہیں جس میں دیکھو دے
تہ ہیں اب ہم ایسا کفر اس سے بھلا دیکھا

[illegible]

جسکے مرنے سے ہم بھی بیکس ہو گئے سب طرح سے او ناچار
ہو چلے جاتے ہین اشترون پہ سبھی قید مین شامیون کے زار و نزار
جسکا خادم تھا جبرئیل امین گھیرے جاتے ہین اونکو یون کفار
حیف صد حیف آج طوق گران عابدین کے گلے کا ہوا ہار
اور وہ پا برہنہ جاتا ہے آج اوس دشت مین جو ہے بیمار
نیزہ اب کھینچنے کو صد افسوس ہاتھ مین دی ہے اشترونکی مہار
ہائے اس بیکسی و غربت مین کون اوسکا ہے مونس و غمخوار
طعن و تشنیع سے لعین ہر دم کرتے جاتے ہین اوسکو دل کو فگار
باپ کے غم مین ہے وہ اتنا غرق نہین اسکے سوا اوسے سروکار
ون اسے چین ہے نہ شب آرام یونہین گذری ہے اوسکو لیل و نہار
تاب ٹک بھی نہین ہے سہنے کی خون اشکون سے رو رہے ہین حضار
ستودا اب تو ریب ہین وسکے تو عمر طبعی تلک ہو ماتم دار

مرثیہ مسدس حضرت امام در زبان پنجاب مع دوہڑہ

[illegible]

[illegible]

اک دکھ تیندی مرن دا بھاسے پینڈی نال
دوجے ساڈے ہیر پیا بنڑ دا جنجال

پتر تھا جو نیکا جیہا اصغر تیرا پیارا
اکبر دی گل کی آکھو نہیں سدا سیس اتارا

اُس لعن گودی بچ تیندی پیاسا تیرن مارا
کس کس لعن ہن ون شنا لاما رکیا سا

دل نوں اپنے سمجھا لیا مارے جے وہ لوگ
ہک ہک کھڑے جہانٹے جنم نہ کتنی لوگ

بین بین بانو اصغر دی بین لوح بولا کری
گرم نہیں سیون چھاتی تیندی جیہ وچ کیوں ہو سر دی

کیوں انکھیں ہن تیندی مینہ نیں پر کیوں جے کھڑے ہی
ٹھنڈی ہو یہ ور دکرا ور ٹھنڈی سا نہیں پھرتی

پیو نو سانوں لے گیا چن کا جیہا نال
ہنہوں وچ پل مارتے بلا کہا تیں لال

جاندیں جو کافر لینگے عہد بتی فر اگینا
بچی تیندی پالدی سیکر مزدوری اوسینا

چھڈنی وینڈی کا ہو تیو ہیرا شہر بسینا
عمر دا باقی کٹ جاندا وان نوں بچی ل سانا

یہ تو قسمہ نہ دیکھو دی اس بن ساے بیر
اکبر دی گگل ہو جہرے حلق اصغر دی تیر

پار کوھن دالا کی سر گئی کر بل وچ لکایا
دریایاں ہنیا تھا نیر پانی نا دلوایا

[illegible]

مرثیہ مسدس

بہن توساتو بچھڑی بھائی پیو نگی بھویا
جانوسی پیالل جو کیندا کاہی وچ ڈبویا
جو تو سجھے چھاو بھراو امانی اور سویا
تن تیندا ای سیین پیا ہی سرتون کنول کھویا

بچھڑسے ہون کیکی گھڑی دور و تیندی کول
مان جا کیسے بھا بیا صدکے تیندے بول

چھاڈ کے تینو کنول جاوان بیراہن گھر کھوئی
تنہائی ڈ تیندی برچھی سا دی جگر چیھوئی
غم وچ تیندی جنم جنم ہن دانگی ادروئی
ناہین کیسدا سیج ہی جگوچ وقت بری واکوئی

ایسا تجھپیر نفر کا پیا سرگ دے ہانتھ
سر تیندا تن چھاندے چلا ہو تیرے ساتھ

ہونا تیندی قسمت دا جو وطن دی وچ ہونا
پا تو پیا اساون تیندی گور گڈھی دا نانا
خاصی دا کفن پلیدا تو گاڑھا دھوتر جھونا
مینو بھی ہن چھانڈ بھرا وا ہیلو تیندی سونا

سکھ وچ تیندی بھا بیا کیتی تیندی رنگ
کیکر چھپیے دکھ ہے جنم جنم وا سنگ

موت کا تیندی بہن نے دیکھیا جگ سے چلن نرالا
ایسا فقر کسی سو سر پہ دیکھیا کسنے نہ سالا
نی بھائی تون کفن بڑی بھاوج نون ڈھما لا
گور بنا تیندی میٹھون کی کر جگ دا سیھ کا لا

جھاڑو تیندی گور دی کرونگی اپنے کیس

آرسی مصحف دیکھ کر ٹوٹی اوسکی آس
رووے گی جبتک جیئے ساس نند کے پاس

کون ہو ایسا جو کوئی اس تن سے تیر اے بیس نکالو کر
ڈال کر ... تن میں بہلاؤ اوسکو تجھکو بیاہ کے

ورنہ تیری نعش کو رن سے لیجا کر دکھلاؤ
کب تک ... کاش مجھ کو بھی ...

بیاہ نہ تھا یہ سدا رسب پل میں ہو گئے
چادر اوڑھے ملگجی بیٹھی ہیں نو لے

موت کی نیند آئی ہے تجھکو ... تو آنکھیں کھول
چپکے ہو جانے سے تیرے ہیں مجھ ... لالہ کھلو

بیٹھے ... تیری کی ... کس طرح سے
چھاتی ہیں ... ناشتہ غم کی ... تیری

قاسم کس طرح ریس کر رہا ہے بن میں سو
گھونگھٹ میں تیری دلہن جی دبوے سو رو

کہتے رو رو یاد میں تیری ... تیر نکالو
اسکی صورت دیکھ لگی ہو ... تیری ...

ٹکڑے ہو جگر کے ... لب ... اسکی ...
جی ... تن سے تیر ... لیجاؤ ...

بیٹا تو بیجان ہے یہ ہو کیا حال
کیا اب جی کر میں کروں زیست ہے وبال

تیری ... ہو اس کیا ... کیا ...
بتلائے تو اسکو ... معلوم ... اگر ...

۵۴۲

دشمن سے نہ بدی کی ہیں نہ خوشی جیسی کوئی چاؤ میں شادی کی ہیں یہ ہی اون کو کفن بنا سہرا	دولھا کی ماں بیاہ میں نہ اس لہو کو لیجئے جو اپنے میں دوکھی قسمت کا جو لکھا ہے بیاہ دو سکا ٹال سکے کوئی

بیاہ کی شب سارا الٹا سہرا پڑا اسلئے دولھا
دولھا کی چوتھی سے دن پہنچے کے ہوں بھولا

ایسی کبھی دیکھی ہی کسی کی نوشہ کی حالت ارے مصحف بھی نہ دیکھیں ہی فلک نے اتنی مہلت	مارے پڑے ہیں گرد برادری اور بھی اپنا جا بسر دیکھی نہیں یہ دولھا دولھن وصل ہو روز قیامت

دولھا کی قسمت میں مرنا بیاہ کے روز
چھوٹے دولھن جیسا ملا دولھا کا یہ سوز

کوئی بھی ماں دیکھی ہے ایسی بیٹے کو جو بیاہ نہ چاؤ کھانا جو بیاہ میں چاہے ہو خون جگر وہ اپنا کھاؤ	بدلے ہو آگے میں بیٹھے ہیں بیٹے کا تابوت کرلاؤ پانی پتا ہو تو سہرا حلق میں چھوڑ تو کی چاؤ

یہ شادی دیکھی نہیں سکتے ہوں گے لوگ
جس شادی کی رسم میں اور ہو سر پھوگ

جو جو اس دولھا کو سہرا کون پہنتا ہوگا آتش غم شادی میں اسکی دل عالم کا جلتا ہوگا	کس شہ کا سہرا یوں ان پہ جو پہنتا ہوگا پوچھتا ہوگا جو نام اسکا سننے والا آنسو بہاتا ہوگا

بیٹا تھا یہ حسن کا قاسم اس کا تا نوکن

خامہ ام حرفے حکایت می کند
عالمے را ابر غارت می کند

غم بدلہا کار آفت می کند
گریہ بے حد و نہایت می کند

برق چشمک زن اشارت می کند
بشنو از نے چون حکایت می کند

شاہ دین نے جب مدینہ چھوڑ کر
تب کہا ہر دوست سے با چشم تر

کربلا کے عزم پر باندھی کمر
حق نے یون چاہا نہ تھا قصد سفر

سب سے یہ بندہ چلا شاکر مگر
از جدا ئیہا شکایت می کند

میرے جینے کی خبر جب تک سنو
بھول جانا تم نہ دور افتادہ دل کو

در گذر خط سے لکھنے سے مت کیجیو
پر اٹھا کر جب قلم لکھنے لگو

بھر کے آہ سرد یکبارگی کہو
بشنو از نے چون حکایت می کند

چہرے کے جا مرقد پہ بولا پھر امام
دہر نے چاہا نہ یان میرا قیام

دل میں تھا زیر قدم ہو نبی تمام
شکوہ ہر چند اس سے کرنا ہے حرام

پر یہ دل آزردہ اے خیر الانام

ڈالتے تھے خاک سر پر خاص و عام		مقتدی کہتے تھے رو رو کر تمام

آگے پیغمبر کے اے یار و امام
از جدائیہا شکایت می کند

جب چلا رخصت ہو وہ عالی نسب دیکھیے پہ لے دل محنت طلب		یون کہے تھا بھر کے آہ سرد تب مر گئے ہو دوست بانگ روز و شب

خامۂ تقدیر کیا کہتا ہے اب
بشنو از نے چون حکایت می کند

آخرش جس جا نہ پایا قطرہ آب تشنگی سے جب ہوا سینہ کباب		ڈالی وان بستی مدینہ کر خراب تب کیا رو کر محمدؐ کو خطاب

سب طرح تنہا کرے بندہ بھیجا ہے
از جدائیہا شکایت می کند

آہ جس صورت سے ابن مصطفےٰ ظالمون کے ہاتھ سے مارا پڑا		کربلا کے بن بین یا چندین خطا بین مفصل کیا کہون وہ ماجرا

دیکھ آگے خامہ اب کہتا ہے کیا
بشنو از نے چون حکایت می کند

جام شربت سو پیو اور رکھو گر ایک پیالہ آنت
ای شہادت اصفا حلہ بی علی کو لیا نبات
ساقی ... شیشہ و پیمانہ بیمار کی بات
پیو ... عرش طحاں ... بیمار کی بات
لا کی ای ... بیمار کی بات
ہو کی سب یم ... جہاں ... ابرار
جلوہ تیغ پہ بیمار کی بات
قاسم ... بیمار کی بات
کاسہ تقدیر و قضا ... یہ ... باغ
بیاہ کی رات ... تخت پہ ... رنگ
واسطے ... مصحف جسم
کی گردن شادی قاسم کا ...

[illegible]

	بولے گی آگے قلم ہو سینہ چاک بشنو از نی چون حکایت می کند	
سر کے کٹنے تک نہ جا گر سے ہلی سانس بھی اس واسطے ذرہ نہ لی		تیغ گردن پر مری جب دم چلی ہیں یہ سمجھا ہے رضای حق بھلی
	تا کہے کوئی نہ یہ ابن علی از جدا ئیہا شکایت می کند	
رو رہیں بس ان کے گلے لگ زار زار پھر سدھار ہیں ہو کے محمل پر سوار		فاطمہ یہ سن کے ہو بے اختیار ولیکن آخر صبر کو دے کر قرار
	خامہ ہے ختم سخن پر اب کی بار بشنو از نے چون حکایت میکند	
کہ قلم کو اپنے کاغذ سے نہ مل آب ہو اس حرف سو تھپکی سل		سنو دا تو خاموش ہو اب یک تل اشک سو تنہا نہیں ہو خاک گل
	حال ہوا اب یہ کہ دل ہے سخت دل از جدا ئیہا شکایت می کند	

مرثیہ حضرت قاسم مسدس ترکیب بند

تاریخ ۱۲۶۰ھ

[illegible]

[illegible]

سہرا

بتو این ہمت مردانہ مبارک باشد
بکفت جو کریمانہ مبارک باشد

پاس بیٹھی تھی بانو اس لا کی جہاں
یوں لگی کہنے کہ اے جلد ہو تو تیغ زبان

دیکھ کر خصلت دوران کی وہ تیغ بیان
عیش دائم کیلیے تیری جگہ وہی نشان

حجلات گور عزیزانہ مبارک باشد
تا قیامت بتو آن خانہ مبارک باشد

تیری نوبات کا ای لال فلک کھیلیں یہ
دم بدم غم کے انگارو نہ جگر کا کھیلنا

دیکھ دیکھا اور نہی کے تیئں سر کا دھنا
نشہ پر ایک کہ دہم سے سیلی سنا

بدولت حسرت جانانہ مبارک باشد
آشنا سے ز تو بیگانہ مبارک باشد

بیاہنا کیا تیرا اس بیاہ میں ہی نادانی
چلو سہرا نگہے ہو نوشہ جو کسی پانی

جز کباب دل مہمان نہیں یان پانی
کتنی ہی بیاہ کی یوں سامنے آوے مہمانی

نام و نوش غم جانانہ مبارک باشد
بتو این خوردن شکرانہ مبارک باشد

آخر کار کہوں کیا میں ماں بیکس کے گھونٹ

دیکھ اس چہرہ کو جو بدر سے رکھتا تھا ہونٹ

[illegible]

اہلبیت اوسکے جو باقی ہیں سو ہیں آوارے
قید میں کوفوں کے جاتے ہیں وہ بیچارے
شہ انھیں چین ہو دنکو نہ انھیں رات آرام
اس مصیبت میں چلے جاتے ہیں کربل سے شام

لیے جاتے ہیں وہ جس راہ سے ہو خارستان
پابرہنہ چلیں داں زین عبا تشنہ دہان
نہیں تاب لب کو ہیں کہ کسی سے کہیں نشان
سر کھلے اور وہ اشخاص پس پشت شتران
جنکے محمل کیطرف دیکھ نہ سکتا تھا فلک
پھر وہ مہ کی نہ پڑی جن پہ نظر آج تلک

اسطرح جاتے ہیں گرد انکے چلے وہ کفار
مست و سرشار ہر اک کیف میں کھینچے تلوار
کسیکے ہاتھ میں ہو دف کسیکی ہاتھ ستار
عابدین کو تہیں جاتے تھے ڈراتے ہر بار
کیا کرے ہائے وہ اوسکا کوئی غمخوار نہیں
اب سوار و نیکے کچھ اسکو سروکار نہیں

لیے جاتی ہے جو اوسکو سپہ ظلم کی صف
پیٹ کر منھ کو یہ کہتا ہے کہ یا شاہ نجف
کوئی انہیں ہیں بیسا جو کرے انکی طرف
سر بنا یا ہو مرے باپ کا نیزے پہ ہدف
گھوڑے دوڑا کے اوسے مارتے جاتے ہیں شریر
جو کماندار تھے اُس فوج ستم میں بے پیر

۵۴۹

ایک بیمار سا لڑکا ہو کوئی عابد نام
طوق و زنجیر مین رہتا ہو وہ اب صبح و شام

سو وہ اس حال سی البتہ نہین جینے کا
چین دیتا ہو کوئی داغ اسے سینے کا

کہان مقدور رہا اب اسکو دوا پینے کا
کیا ہو وسواس تجھے ایسے کا اب کینے کا

وہ بھی حاضر ہو جو حق اسکے بین چاہو سو کر
جسطرح جاؤ ہمین مژدہ بین دو خلعت زر

سُن اُسے عابد بیمار کو یا خیل حرم
کیا کہون جیسی مصیبت وہ آئی اسدم

روبرو اپنے طلب کرینگے وہ اظلم
تا عابد کو نہ آسان تھی رکھنی قدم

سر کو پانون تلک ضعف سو وہ لرزان تھا
دیکھ پھر تکی گردنکے تنین حیران تھا

اُس یتیمی پہ کیا دیکھکے عابد کو خطاب
رو مصیبت سے مرے گھر کو کیا اپنے خراب

کیون ترا باپ لڑا گر نہ تھی لڑنیکی تاب
آپ تو جی سے گیا تجھے بھی ہوا الا ہو عذاب

ہو گلے طوق ترے پانو مین بیرسے زنجیر
دیکھتے ہین تجھے اس حال سے برنا و پیر

سنتے ہی اسکو وہ سر ولیٔ زبان پر لایا
کیا ہوا گر دشمن و وراثے جو ہین گھٹ آیا

یہ حال دیکھ شہ دین نے آہ بھر کر تب | کیا خطاب اہل حرم سے کہ زینب
کوئی نہیں ہے کہ بیمار عابدین کے سوا | کرے وہ حلق میں پانی چوانیکی تدبیر
نہیں ہا کوئی باقی کہ وہ کرے یاری | سبھوں کو مار قضا لائی ہے مری باری
سلاح دو کہ اب اپنی کروں میں تیاری | مجھے نظر نہیں آتا بغیر اسکے گزیر
میں جا کے رن میں شہادت کا اپنی ہوں جام | سکینہ پر مری شفقت تم اپنی کیجیو مدام
تمھیں میں سونپ چلا ہوں یتیم اپنی تمام | ہو یوں کہ میرے بعد یہ رہیں دلگیر
دیا جواب زینب نے رو کے اے بھائی | نہیں کبھی آچکے دن ہا ہے کیوں نوبت آئی
کہ تیرے بعد نہ ہم دیکھیں یہ رسوائی | خدا ہی جانے کہ کس کسکے ہاتھ ہونگے اسیر
تب اس گھڑی یہ کہا رو کے شاہ نے جو اس آن | کہ میرے بعد ہو کیسا ہی تم پہ جور و جبیر
کچھ اور چارہ نہ تم ڈھونڈھیو بغیر از صبر | تمھارے حق میں یہی چاہیے ہے اے ہمشیر
منگا کے پھر رکھا عمامہ رسول بسر | زرہ پہن کے حمائل کی ذوالفقار بسیر
امیر حمزہ کی پشت اپنی سر لگا کے سپر | چلے جو حرب کا کر قصد حضرت شبیر
کہ شور آہ و فغان خیمے سے اٹھا ناگاہ | وہ شور سنکے لگے کہنے یوں حرم سے شاہ
ابھی تو بس کرو اتنی فغان و واویلا | سبب کیا ہے کہ روتی ہیں ملکے جمع کثیر
کہا کہ دودھ بن اب جان بلب ہے صغر کا | ہوا ہے خشک گلو طفل نازپرور کا

کہا سکینہ نے اُس لاش کو لگا کے گلے	بہت شتاب تم اے بھائی ہمکو چھوڑ چلے
نہ ماں کی گود میں شستماہہ سے زیادہ پلے	تمہیں نہ دیکھ سکا ہای یہ فلک بے پیر
بیان یہ کرتی تھی رو رو سکینہ با دل زار	سُنے تھا جو کوئی اُسکی بھی چشم تھی خونبار
جگر ہر ایک کا مجروح اور سینہ فگار	کہے تھی وہ ہمدم اُسکی زبان کی تقریر
زیادہ اس سے نہ کر اپنو سودا طول کلام	درود بھیج شہید و پیمبر سخن کو تمام
جزا پھر دو جہان اسکی تجکو دینگے امام	سخن ترا تو رلاتا ہے نقش کا لحجر

مرثیہ دیگر

کہتا ہے غم نہین کسی ہمدم سے پوچھیے	یہ بات وہ نہین جسے عالم سے پوچھیے
گر پوچھنا ہے تو کسی محرم سے پوچھیے	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہمسے پوچھیے
نوع بشر مین ہو نسبت کا یون حصول	جو دل ہو سوز غیر سے جانیے ہو ملول
پر کیفئے جہان سے تشریف جب رسول	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہمسے پوچھیے
آدم سے جب فراق نے حوا کو رو دیا	اوسکے بھی دل کو گرچہ بہت تھا الم ہوا
پر جب علی سے فاطمہ ہونے لگی جدا	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہمسے پوچھیے
روح الامین نے جب بدر سید الانام	آکر دیا شہادت حسنین کا پیام
گریان سب اہلبیت تھی پر سنکے یہ کلام	گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہمسے پوچھیے

جب پاؤں بیچ لگا اُسکی خار راہ مین
از بسکہ ناتوانی وہ کہ تھا اُسکا تن
چلنے کو جب سوئی اما حسنت اُسی سخن
جسوقت تشنگی سے ہو خشک اُسکو لب
اور کوزہ دیکے ہاتھ لیا چھین اُس سے جب
اُس محنت و صعوبت و سختی سے وہ لعین
جب شال اٹھا وہ قتل کرو اسکی بھی تنین
حور و ملک سنکے لگے رونے کل سبغ
پھر جسگھڑی ہٹانے لگا اوسکو زیر تیغ
جسدم سر حسین کو مجلس مین وہ پلید
اور چھیڑنے لبا وسکو لگا لیکے چوب یزید
یہ حال دیکھ زینب و کلثوم نے فغان
جو کچھ کہو درست ہے یہ سنکے وہ فغان
اے مہربان خبر نہین تجکو بھی من عن
دعوا مرا غلط ہے جو کہتا ہون یہ سخن

گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہمسے پوچھیے
چلنا تھا اوسکو راہ کا ہر ایک قدم کٹھن
گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہمسے پوچھیے
مانگا جو اُن نے پینے کو پانی کسو سے جب
گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے
زین لعبا کو لیگئے پیش عدو دین
گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہمسے پوچھیے
نکلی صدا یہ سنکے بھی منہ سے وا دریغ
گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہمسے پوچھیے
لائے تو دیکھکر ستم ہوا یزید
گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہمسے پوچھیے
جسوقت کی تو کانپے زمین اور آسمان
گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہمسے پوچھیے
بیتی جو فاطمہ پہ ہوا آگاہ ذوالمنن
گذری جو فاطمہ پہ اُسے ہم سے پوچھیے

ور دکھا حشر کا روز وہ جو کیا آب طلب
تو وہ ناری یہی کہنے لگی ہنس ہنس کر سب
پیاس سے پہونچی اگر جان تمھاری بر لب
ہم نہ دین آب بجھین ہین ہمین گو ان آتش
گو وہ کا طفل طرح پھول کے مرجھاتا تھا
سینے مین اسکے کنول مان کا جلا جاتا تھا
آب کو او نہین سے وہ رحم کسی کا تھا
وہی رسالت کی جنہون نے بگلستان آتش
اون غریبون پہ شب روز یہ تہا تھا غذا
تشنگی سے جو انھون مین کوئی ہوتا بیتاب
اسکو دیتے تھی لعین بجنے کو گرم ایسا آب
جوش مین جسکی برابر ہو چندان آتش
رتبہ تھا زین عبا کا جو سجھو تکو مافوق
پیادہ وہ جاتی تھا اور گرد سوار تکو جوق
گرم پہ دھوپ کی تابش سے گلے مین تھا طوق
کہ اسے طوق کہون یا گریبان آتش
وہ لعین پڑا ایذا تھی ہر اک جا اسکے
کرتے جاتی تھی ستم سر پہ وہ کیا کیا اسکے
تھی یہ شدت سے تپ اسکو کہ ہو تھا او
خون کف پا کا یہ خار مغیلان آتش
سٹی تھی قطر چار طرف اسکی بچشم پر نم
ناگہان باپ کا سر نیزے پہ دیکھا جو علم
جوش تشنہ لبی دل اسکو نہ دیا اسدم
کر سے لگی اور دیدہ گریان آتش
بھر کے اک آہ جگر سوز کہا وا ای پدر
ای مین قربان ترے سر کے زبان سے کہہ
کچھ تمہیں حال سے میرا ہی نہیں آہ خبر
کر دی ہو غم کی دل فاطمہ پان آتش
اندنون کیے اخلاق نہ کیا ہی شہ دین
بطن سے فاطمہ کے خلق کیا تیری تسکین

چپ ہو سودا کہ ترا اب ہے اثر مین | اجرا س نظم کا دیویگا خدا محشر مین
جب محرم مین تو ماتم کو بٹھیگا گھر مین | ہوگی اس مرثیے کی سوز سے قربان آتش

مرثیہ دیگر

بنی قاسم کو منہدی کی لگانیکی نہ دی فرصت | سوای عقد سہرا بندھانیکی نہ دی فرصت
لبے کو واسطے اسکی بنانیکی نہ دی فرصت | غرض کہ آن گردش نے زمانیکی نہ دی فرصت

بنا یہ وہ ہوا پیارا دلگن کی رات کا مارا | پڑا جو دشت غربت مین وطن سے ہو کے آوارا
کسو کو اسکی شادی مین ہل دف و نقارا | فلک نے جو بسر سینہ بجانیکی نہ دی فرصت

چلا جب وان جہان سے آئے پیغام وفا ہم | نشان آستین سے پونچھ لگا وہ بہار گر جا
اجل نے یہ کیا دیکھ اسکو دلہن ساتھ سہاگا | کہ چلتے وقت چھاتی بھی لگانیکی نہ دی فرصت

کرون کیا ذکر اس نوشہ کے گھر شادی کے آنیکا | بغیر از زخم کیا مذکور تھا دان پان کھانیکا
وہ جھوٹا ہو گیا جو بیان شربت پلانیکا | کسو نے حلق مین پانی چوانیکی نہ دی فرصت

یہ شادی تھی نبی کی آل کی خانہ خرابی تھی | جو آیا او سے مین مرنیکی اسے بیتابی تھی
بجائے کیسلیے اتنی اجل کو اضطرابی تھی | کہ دولہا کو دلہن کے بیاہ لانیکی نہ دی فرصت

جو مہمان آئے تھے اس بیاہ مین کھانیکو مہمانی | نہ دی پیاس نے مار دیا جس نے بن پانی

غرض اس شادیٔ غم نے جگر آفاق کا بھونا | کروں مذکور خلعت کا جو بنّہ کو ہوا لم دونا
گئی اوزہ ذرہ گوشت بدن سب وہ ملعونا | کفن بھی اُسکی میت کو پہنانکلی ندی فرو
برات اور سیاہ ہوتی دیکھتے ہیں ناکس و کس میں | سہی فلھا دلھن ہمکو نظر آئی نہ رنگیں بنیا
رہی منہ دیکھنے کی آرزو دونوں کو آپس میں | قضائی آرسی مصحف دکھا نکلی ندی فرو
نہ ہو شادی کہ جسکی نقل سن آفاق میں سو | گریبان چاک ہو ہر مرد و ہرزن ہو پریشان
سنا اے سودا اب مرثیہ جن نے تو پھر وسکو | کبھو غم و خوشی سو دل لگا نکلی ندی فرو

مرثیہ

لگا وطن سے جو ہوئی روان حسین غریب | پیام دے تھا سو دو ستان حسین غریب
ملو تو مل لو کوئی دم ہے یان حسین غریب | پھر اوسکی بعد کدھر تم کہاں حسین غریب
گھر نے آئی یہ سنتے ہی سب زنان پیام | اکابران مدینہ با ضطراب تمام
ہوئی جو داخل مجلس لگا یہ کرنے کلام | انھوں کے ساتھ با آہ و فغان حسین غریب
تمھیں میں اسلیے ملنے کو اپنے بلوایا | کہ یہ سفر سفر آخرت نظر آیا
گیا جو وان کو پھر اوسکا نشان کچھ نہ پایا | چلا ہو ٹسے ہو رخصت جہان حسین غریب
سبھو سے کم ہیں یہ بندہ ہو راضی و خرسند | کسیکے حق میں جو اس ہو ہی بے سبب بلند
کرے معاف شودا اس نبی کی ہو سوگند | کہ جسکی آل ہوا ے مومنان حسین غریب

۵۵۵

بیان شہادت فرزندان حر

کہا یہ سنتے ہی مکر و دغا کر پیٹی رسول
لکھا ہو راوی نی یون بھی انہیں ایک اصحاب
نبی جو خانہ خدا ہے یہ پوچھے وو کی جواب
تب اس سے بولے کہ مرخص تم اسکو جانی دو
کہ ہیں جو فاطمہ اپنے محبو نہیں دیکھو
کرا وسکا قطع سخن بول اٹھا شہ مظلوم
نہ بولیں سخت بدن کاٹ کر گلا وو شوم
عبث یہ فکر کرو ہو نہیں کچھ اسکا سود
کسیکے لاش کو تکفین کیں ہیں جو وہ مردود
کبھو وو تم سے کبھو ہو نہ سرور عالم
قضا نے ڈالی ہو جب کہ بنای تیغ ستم
غرض محبوں نی ہر طرح اوسکو سمجھایا
ندان دشت بلا میں باخر یا آیا
اب اس کے آگی جو گذرا ہو وہ سپہر ستم نقب
بغیر دفن و کفن یہ تو جاتے ہیں سب

کریگا سنگ تمھارا بیان حسین غریب
یہ ہم نشینوں سے کہتے انکا چشم پر آب
ہوا رضا سے تمھاری وہاں حسین غریب
جو روز محشر یہ بدنامی اپنے سر پر لو
کھڑا ہو اکفن خون خشیان حسین غریب
خیال محض ہو بنانا مجھے کفن معلوم
انھون سے یہ نہیں کھتا گمان حسین غریب
کفن تو حشر میں تب ہو بدن خون آلود
کہاں کفن کدھر کی ہمدمان حسین غریب
ہوا سمین جرم تمھارا جو تم سے ہو بر الم
بنا ہے اسکے پی امتحان حسین غریب
ولیکن وہ کہا نہ خاطر میں وو سخن لایا
اسیر دشمنی آسمان حسین غریب
بیان کو اوسکے تو کرتا ہے منع جان
کہ خاک و خون کی رہا وہ میان حسین غریب

۵۵۶

قافلہ اس مین چلا جلد قضا آتا گام — رہ گئے پیچھے وہ معصوم گم اُنسے ہوئی راہ
ہو گئی صبح تو اک نخل مین لائی وہ شام — پیچھے اُس نخل کی اک آب کا چشمہ تھا قدیم
وارد اس جا ہوئی آ کر زن حارث کی کنیز — اُسکی بی بی رکھو تھی آل محمد کو عزیز
پانیمین دیکھ کے جو عکس کیے اُن نے تمیز — آئی وان اُسکو نظر شکل دو خورشید قدیم
دیکھکر اُنسے کہا اُن نے کہ صاحبزادو — ہوگے تم کون نشان اپنے گھر اپنا دو
کسلیے آن کے اس نخل تلے بیٹھے ہو — کونسی پیچھ کھو ایسی مصیبت ہے عظیم
سنکے بولے کہ وہ فرزند ہین مسلم کے ہم — باپ کو جنگ مین مروا گئے نہ تیغ ستم
نہ کوئی دوست ہو اسجا نہ کوئی ہے ہمدم — آسرا ہمکو کسیکا نہین جز رب کریم
تب کہا اُن نے کہ میرے مین چلو نا جان — ایک بی بی ہو مری تمپہ فدا دل و جان
چلکے تم گھر مین رہو اسکی کوئی ہم مہمان — رکھو گی تمکو نہایت بتواضع تکریم
غرض اُسجا پہ جو وہ خادمہ لائی تھی سخن — گویا آئی تھی قضا اُن کے ہوصورت زن
نیک تھی بی بی سکتے انکو بڑے وا اسن — کہا اُس نے یہ مسافر ہین کرو انکی تعظیم
پوچھا خاتون نے یہ ہین کون جو آئے ہین یہان — تب کیا جاریہ نے صورت احوال بیان
سنتے ہی بی بی قدم پہ گری ہو کر گریان — پاس لے بیٹھی اُنھین کر کے سلام و تسلیم
پھر لگی کہنے کرون آپ کو مین تمپہ فدا — ہو جو حاجت کچھ اگر تمکو تو مجھسے فرما

۵۵۷

آگے یوں راوی جانسوز کرے ہے گفتار
ایک شب میں سے جگا دوسرے کو رو کر زار
خواب میں دیکھو ہوں میں کہ رسول مقبول
کیوں کیا یہ کہ دو فرزند دل جا ملول
یہ سخن سنکے سراسیمہ ہوا ان نے بھی کہا
ایسے ایک سے گلے لگ کے رو دی بھرا
ہو برآشفتہ زن اپنی سے لگا کرنے سخن
تاکہ معلوم کروں مرد کوئی ہے یا زن
زن بیچارہ نے اوسکو نہ دیا سنکے جواب
حجرہ میں دیکھ تو دو طفل ہیں تشنہ لب
دیکھ کے انسے کیا حارث ملعون نے سوال
اس لعین کو بھی انھوں نے جو کیا وحشت خیال
قہقہا مار لگا کہنے سنا یہ جس دم
آخرش دونوں کے گیسوں میں گرہ دیکر بہم
درکو اس حجرے کے محکم کیا دیکر زنجیر

دونوں بھائی جو وہ سوتے تھے بیک حجرہ ناز
کہا آتا ہے نظر صبح پہ گردوں ہو دونیم
کہتے ہیں باپ ہمارے سے تر و دل قبول
پھریں حیران و پریشان بدبختا غنیم
خواب میں بھی یہی ہے جان برادر دیکھا
کہ ہوا خواب سے بیدار وہ ملعون لئیم
اٹھ کیا باز چراغ اٹھ کے نوکر لا روشن
کسکی آتی ہے صدا کون ہے اس گھر میں مقیم
لایا اٹھکر وہ چراغ آپ ہی باخشم عتاب
اشک آنکھوں سے رواں انکی مثال تسنیم
کون ہو تم جو دیا رحل اقامت یاں ال
بولا ہم دونوں ہیں مسلم کے ستم دیدہ یتیم
یار در خانہ و من گرد جہاں میگردم
مارا ایک ایک طمانچہ نہ خدا کا کر بیم
سو رہا اپنی جگہ آن کے پھر وہ بے بیم

٥٥٨

آگے گیا اُسکے ستم کو میں کہوں واویلا
جسطرح دونوں یتیمونکے تئیں قتل کیا

جسکا تھا نام محمد اُسے پہلے مارا
پھر جدا تن سے کیا اُن نے سر ابراہیم

راوی کہتا ہے کہ جب کاٹ لیے دونکے سر
دو ہیں دریا میں دیا ڈال تنونکو اُنکر

بیٹھ گئی چھاتی سے چھاتی کو ملا ایک دیگر
آخرالامر تہ آب وہ مظلوم یتیم

آج سودا ہیں تو خوب ولایا تو نے
دل سے ہر ایک کے شادی کو بھلایا تو نے

لکھے یہ مرثیہ جیسا کہ بٹھایا تو نے
حشر میں اسکی جزا دیوے تجھے رب کریم

مرثیہ دیگر

گردوں پر از خروش و فغاں و مصیبتا
شیبوں دروں کون و مکاں و مصیبتا

آفاق بزم ماتمیان و مصیبتا
عالم تمام گریہ کناں و مصیبتا

خلقت نے شکل جوں مہ نو خاک سے ملی
دنیا کی جیب چاک ہے جوں گل کی ہر کلی

ہر شہر کوچہ کوچہ پھرے وہ گلی گلی
واحسرتا جویاں ہے تو واں و مصیبتا

کرتے ہیں سر پہ خاک اٹھاتے ہیں یہ ملک
زیر زمیں عجب نہیں آجا ہے گر فلک

روح الامین کی خوشبو ہے آغشتہ ہر ملک
حوروں کی ہے یہ ورد زباں و مصیبتا

افلاک ہے دروں پردہ سے پر از ملال
لے فرش تا بعرش کیا غم نے پائمال

اس کام سے عجب نہیں امت نے جو کیا
بیٹھے ہوں سر جھکائے نبی پیش کبریا

ایسے چراغ دین کو بجھا تار کر دیا
عالم بچشم عالمیان وا مصیبتا

حیران ہو نہیں یہ قوم بد اعمال جو زشت تھا
غصے میں ہوگی کیونکہ محمد کے سو رہا

بیمن سے لے گیا یزید کے ابرا لے کا رو
خون اسکی بوسہ گہ سے رواں اور مصیبتا

محشر میں آہ فاطمہ جب یوں قدم دھرے
سر ہاتھ میں ہو دوش پہ کپڑے لہو بھرے

اور گود میں جگر کے وہ ٹکڑے ہوں سر بسر
تب کیا کریں یہ بے خبران وا مصیبتا

پوچھے جو مسلمین سے نبی کے وہ نور عین
مارے ہے کس گناہ پہ تم نے مرا حسین

ایمان کا پھر جو فہم ہو جو یا ہو مشفقین
اس حرف کا جواب کہاں وا مصیبتا

جس پر دیے ملک ہوئے محرمان راز
دیکھا نہ پھر وہ منہ ادھر چشم کرکے باز

ان اشتروں نے پشت پہ جنکی نہیں حجاز
بیٹھی ہیں آسپہ پردگیان وا مصیبتا

خورشید سوئے ابر چلا دیکھ وہ گروہ
کی خاک سر پہ دشت نے رو یا ہر ایک کوہ

لرزہ تمام عرش بایں شوکت و شکوہ
آئی ندا زراز نہان وا مصیبتا

منقل ہے اس گروہ نے جسدم کیا گذر
آواز ہائے ہائے گئی عرش تک ادھر

تب جبرئیل رو کے غم سے لگا کے سر
بولا کہ اے زمان وا مصیبتا

جنت کی یہ فضا سے دل سکا نیست اے اس
صورت ہے تیرہ حال کی آن اسکے پاس

۵۶۰

شاہا ہمیشہ اشک مری چشم نم میں رکھ	اپنے عزا کے تا ابقا ماتم میں رکھ
اس روسیہ کو یاں تلک اپنے غم میں رکھ	نکلے بدن سے کہتی یہ جان وامصیبتا

مرثیہ دیگر

ہاے وہ ناتی تمہارا یا نبی	فاطمہ کے من کا پیارا یا نبی
ظالموں نے کیو بچارا یا نبی	کیا کہوں کس طرح مارا یا نبی
واں موا پیاسا ترا لخت جگر	تھے جہاں سیراب حیوان سر بسر
گرچہ تھا اک نہر کے پر تاب پر	واں سے دریا کا کنارا یا نبی
گوسفندوں کا جو کاٹیں ہیں گلا	انکو بھی دیتے ہیں پانی اولا
ذبح کرتے وقت ایسے کو بھلا	نیر نہ میٹھا نہ کھارا یا نبی
شاخ سے کوئی اگر توڑے ہے پھول	دیکھنے والے کا دل ہووے ملول
اُس تن نازک سے کہہ تو کس اصول	ظالموں نے سر اتارا یا نبی
فاطمہ سے کہہ کہ ہووے داد خواہ	قتل یوں شبیر ہووے بے گناہ
وہ گلو جو تھا ترا نت بوسہ گاہ	واں چلا خنجر دو دھارا یا نبی
گر کہیں مرجاے کوئی بے وطن	اوسکو بھی ملتا ہے دس گز کا کفن

دل کے سب سمجھا رہے پر اس محل
سو بریکے سرکا یہ جھی پردہ حال
باپ نے کھینچکر ڈالی نکال
تر و تازہ ہو جہان پانی سے خلق
پانی کا آگر ہٹے وان وہ تشنہ حلق
ڈس گیا داماد کو نیزہ ہو ناگ
اقربا ہین ہین عجب میری بھی بھاگ
بخت بد کی کیا کہون ہین لوگ جھوٹ
گھر کا گھر بیرا دیا آفت مین جھوٹ
ہو وہ جس دن عرصۂ یوم التناد
حال فرزندون کا اپنے رکھیو یاد
الغرض بانو یہ جب کرتی تھی بین
ایک دل کو وان نہ تھا اک لحظہ چین
سو دا مجرم ہے بڑا اے شاہ دین
اور کسی جا گہ مفر اوسکو نہین

ہین نہ وان دامن پسارا یا نبی
تیر کی تھی حلق مین چھوٹی کی بھائی
خون کا اچھلا پھوارا یا نبی
پیاس سے بچونکو میرے تھا قلق
ہچکیان لے لے اشارا یا نبی
ملگیا ماٹی مین دولھن کا سہاگ
نحس اتنا بھی ستارا یا نبی
لگ گئی کسکی بچانے مجکو ٹوک
تو نہین جا کس کا سہارا یا نبی
لیجیے ہر مظلوم کی ظالم سے داد
بیکسون کا تم ہو چارا یا نبی
ہر طرف خونناب ل روتے تھے بین
آب تھا ہر سنگ خارا یا نبی
رو نہین ہے حشر مین جسکے سین
ہے یہ اور دامن تمھارا یا نبی

مرثیہ

اے امام زمان واویلا

۵۶۳

جہان بیٹھے نوشے لہو کا تھالا — عجب اسکے لیے مسند بچھائی
زمین و آسمان گر کوئی چھانے — نہ ان رسمون کے وہ پاوے ٹھکانے
کہین دیکھا کہ دولہا کی قضا نے — لیا ہو بیاہ سر سہرا بندھائی
گل آرایش کے بان زخم بدن ہین — کنول کے پھول چاک پیرہن ہین
برنگ لالہ خون سے سرخ تن ہین — اسے کہیے غضب یا کدخدائی
چڑھے جب بیاہ ہنسے ہزیمے بر کو — لٹا یا چرخ نے دولہن کے گھر کو
کوئی کوٹے ہے سینہ کوئی سر کو — جو نوبت ہے تو یہ نوبت دھرائی
نہ ہو شادی کہ جسمین تخت کی رات — انگا رے ہو گئی چنے مین تو بات
کہوں کیا آرسی مصحف کی مین بات — نہ پھر دولہا نے شکل اپنی دکھائی
کہین یون بیاہ مین گاوے بدھاوے — کہ ہر اک نوحہ گر نوحے کو آوے
وہ باہم سمدھیانے کو بٹاوے — الم یہ آپ سے لیوے بدھائی
کسی نے کھائے گر اس بیاہ کے پان — اجل کے سرخ ہین لوہو سے دندان
دیے ہین سمدھنونکو ہار جو یان — سو زنجیر انکی گردن مین پنہائی
ہوئے یہ بیاہ جسکی حشر تک دھوم — مرین پیاسے براتی ہوکے مظلوم
بچاری سمدھنون کو کھانا معلوم — سبھون نے رو بہی و جان اپنی کھائی

دھڑ تڑا رہین آہ تڑپے ہے — سر بنوک سنان واویلا

خون مین ڈوبا پڑا ہے گردن سے — رشک مہر جوان واویلا

کہتے ہین تجکو روکر وہ اہل حرم — اے کس بیکسان واویلا

وارث اب عابدین بن کوئی — نزہا در میان واویلا

سنھ پر اس طفل کے برستی ہی — کیا یتیمی کی شان واویلا

ہاتھ مین اسکے چھنیتون کی بہار — صورت ساربان واویلا

آج قاسم بنے کا سرخ دہن — خون سے ہو جا ہے پان واویلا

سر سے تا پا علی اکبر کا — تن ہے لوہو لہان واویلا

علی اصغر کا آب پیکان سے — تر ہوا ہے دہان واویلا

اسکے ماتم مین شہربانو کی — چشم ہے خون فشان واویلا

یاد کر دمبدم اسے اب وہ — یون کرے ہے بیان واویلا

کیا ہی تو داغ دے گیا ذلین — ہاے مادر کی جان واویلا

تیر تجھ حلق مین لگا کس کا — تھی وہ کسکی کمان واویلا

نہین چادر بھی مجھ کنے جس سے — پوچھون تیرا دہان واویلا

کاش لیجاتے ہین مدینے تجھے — رن مین میرے پران واویلا

پر کبھی روتی ہے ایسا دھاڑ مار ۔ خون دل ہوتا ہے جاری یا رسول

کہتی ہوں تک چپ ہو بابا آئیگا ۔ بی بی کی خاطر کھلونے لائیگا

ہاے کب بھول اسکے دلسے جائیگا ۔ ہیں تو اب بھیلا سکے باری یا رسول

باپ کو دیکھے گی یہ روز جزا ۔ جھوٹی باتیں ہیں بناؤں تا کجا

دل ہوا ہے آس اس سے بھی ہرا ۔ دیکھ اسکی بیقراری یا رسول

اسکو تسکیں دوں میں لیجا کر کدھر ۔ روتی ہے ذرہ بھی تھمتی ہے اگر

باپکا اسکا دکھا دیتے ہیں سر ۔ لا کے یہ ملعون ناری یا رسول

جتنا کہتی ہوں کہ اسکو مت دکھاؤ ۔ سر کو اسکے باپ کے اس سے چھپاؤ

ڈر خدا کا بھی تو اپنے دل میں لاؤ ۔ کون سنتا ہے ہماری یا رسول

چند روز اسکا رہیگا گر یہ حال ۔ پھر نہیں جینے کا اسکے احتمال

باپ کا غم جان کا اسکی ہو کال ۔ اسکو ہے اب دم شماری یا رسول

اکبر و اصغر سے ہو بیٹھی نراس ۔ عابد بیمار کی ہے کسکو آس

میرے بیمار کی بہی اک ہے پاس ۔ رہ گئی ہے یادگاری یا رسول

یہ ستم اور ظلم میں کب تک سہوں ۔ جی میں آتا ہے کہیں جا مر رہوں

ایک کہو ہو دل پہ تو اسکو کہوں ۔ زخم ہے کاری پہ کاری یا رسول

٥٦٥

اس مصیبت پہ کب ہوئی نہین … حال ہے مجھپر یہ طاری یا رسول
مہربان کرتی تھی حب بانو یہ بین … تھا عجب ارض و سما مین شور و شین
پیٹ سر گاہے کہی تھی وا حسین … گاہ رو رو کر پکاری یا رسول

مرثیہ دیگر

غم ہی مجنون حسینؑ دل عالم وادی … اشک کی فوج ہو زنجیر بپا زولادی
چاک نے پیرہن خلق کے ہو کر یا دی … چشم سے تا بقدم راہ اُسے بتلادی
غم ہو سینے مین تو کیونکر نہ کرے اشک ہجوم … طفل دیوانہ چلے آئے ہین لازم ملزوم
ملکے باہم یہ محرم مین مچاتے ہین ہوم … جبکہ وہ کیھون ہون سہ ہاتہ انکی سیہ فریادی
پھر گیا زسر تو جب سن ہجر یکا سال … شعلہ کرتے ہوئے ماہ محرم کا ہلال
دیکھکر اُسکو یہ ہو جاتے ہی اُسکا احوال … کہ نہ ویرانہ ہی چھوڑی ہو نہ پھر آبادی
آہ ہی اُسکا علم اور سر شک اُسکی فوج … آتی ہی سینے سے وہ چشم تلک مارکے موج
گریہ کو عشرت کی معا پستکی سکو اوج … تاب کیا رہ سکے دلمین جو بیر فریادی
ایکدن غمسے خوشی نے یہ کہا سن اے غم … تجھسے بیچین ہے تا حور و ملک لے آدم
کام دنیا کا تری ہاتھ ہی ہے درہم … دلکو آفاق کے تین کس لیے ایذا دی

[illegible]

وہ جو فرزند محمد کے پڑے تھا بستر
ایک کی لاش زمین کھود نہ ان دو گڑہی

تا جہل و ز بہتر تن بیجان اُس تھا لو
یون پڑی تھی کہ کہی دھوپ تھی اُس پر کہی چھاؤں

ہائے اسطرح کیا قتل نبی کا وہ گناہ
شہر اسلام میں تھی جسکے سبب آبادی

جس نے تخم ستم واسطے اونکے بویا
رہا اُس تخم کے پھل کھانیکو وہ کاہو یا

تیغ کیواسطے تھا رونا زل سو گویا
گردن آل محمد پہ خط آزادی

نہ تو سمجھے یہ لعین ذات خدا کو حاضر
نہ کیا پاس علی کا نہ نبی کی خاطر

دین سے منہ موڑ کے دریا میں لہو کی آخر
کشتی آل نبی شامیوں نے بٹھلادی

لوٹ کر لیچلے جب اہل حرم کو ہیہات
اُس مصیبت کی کیا بیان تاب کہ سکتی نا

جو سوار اشتروں کی پشت پہ تھیں مستورات
بانت بتول دشمن کسو کی تھی کسو کی داد

قصر لیجا نیکا آگے نہ کہے یہ ناکام
ہو یہ ڈر سو کوا دب یہ ہوا اسکا انجام

اہلبیت نبوی شہیوں نے پہونچا کے شام
جا کے دی اپنے خلیفہ کو مبارکبادی

عذر وہ آل نبی سے کیا شیطانوں نے
نہ جسے آنکھوں ہی دیکھا نہ سنا کانون سے

حیف کفار کے نزدیک مسلمانوں نے
کر دیا خانۂ دین بیت ہو جون بربادی

پس جو شتی از رہ انصاف کرے اسکو غور
انشقیا جب کرین مولا کو وہ عالم تجھ بن

اندنوں تجھسے مولی کہیں جیسیں کسطرح
دلمیں کسطرح سمجھو تو موجیا وی شادی

[illegible]

۵۶۷

نہین کب تک تری بن دکھ بھریگی
جو تو ہی نہین تو کیا جی کریگی

نہ بھائی ساتھ ہی تیرے مریگی
گئی ہے یہ بہت گھبرائے اصغر

وہ قوم بے حیا دور از حمیت
ستم ہی کی اگر رکھتی نہی نیت

نہین سلے کا تشنکے دیتی اذیت
روا رکھتی نہ وہ ایذاے اصغر

چھٹ اسکے کیا تھی اس بچے کی تقصیر
کہ رو رو کر طلب کرتا تھا یہ شیر

بھلا اسپر لبے یون مارتے تیر
کہ منہ کو کھول کر بہجاے اصغر

چھد اگر تیرے پیاسا گلا تو
مجھے دکھا کر اس جگ سے چلا تو

بلاؤن بول تو منہ سے بھلا تو
تری مان ڈھنگ تری چلائی اصغر

لیے تو وہین اسکو شہر بانو
کبھی پیٹے سخی سر اور گاہ زانو

کہے تھی ہاے یارب مین نہ مانو
نہ جبتک تو مجھے بلوائے اصغر

یہان اک بوند پانی کی نہ ہووے
کرے کیا اگر تری مان وان روو ے

ترسے کرتے کا لہو کیونکر دھووے
تجھے کس چیز سے نہلائی اصغر

نہ یان کپڑا بکا ٹکڑا نے کفن ہے
نہ کوئی ساتھ اپنے گور کن ہے

اٹھا تیکا ترے کہ کیا جتن ہے
کوئی کیونکر تجھے گڑوائی اصغر

جو روٹھا ہو تو میں اوسکو مناؤن
اگر جاتا رہا ہو ڈھونڈھ لاؤن

دیویگا کون اسکو وان بھر کے جام پانی | جسکو مین سوچتا ہون سو جم حسین کا ہے
سب خویش و اقربا تو اُسکے گئے ہین مارے | پانی لے آئیگو وہ کسکے تئین پکارے
بیلرب جس جگہ مین ہین وحش و طیر سارے | ہو تشنگی پہ تشنگی سو وان دم حسین کا ہے
سب پا رویا اور اسکے ماری پڑی ہین بہنین | کوئی نہین ہے اسکا اب بیکسی بن ہین
اندیشہ تک کرو تو یارو کہ چوکہ نہین | غربت سو اکوئی بھی ہمدم حسین کا ہے
جان برلب آ رہا ہو دل زندگی سے یو یاس | اندیشہ آبرو کا او فکر پاس ناموس
کوئی نہ پاس اُنسے تھا وہ جنھو نسے مانوس | مین کیا کہون کہ یہ کچھ عالم حسین کا ہے
نے دوست پاس اسکی کوئی نہ آشنا ہی | ڈالے نہ دشمن او پر ایسی فلک تباہی
آگہ نہین ہے اُسسے کوئی مگر خدا ہی | اس حال مین مجو محرم حسین کا ہے
تیغ ستم سے بھائی جا جس جگہ ہوا ہے | اُسجا بھتیجا مارا وہین پڑا ہے
بیٹا رہا سو دونو نکی لوتھ پر گرا ہے | قتل اسطرح قبیلہ بہم حسین کا ہے
صورت یہ کشت و خون کی کربلا مین آئی | تڑپے ہے یان بھتیجا وان لوٹتا ہے بھائی
یون گردن اپنی کن سے جمع اقربا کٹائی | کٹنے کا سبطر جسے عالم حسین کا ہے
جو زیر تیغ آیا چھوٹا بڑا انھو نین | کیا کیا عزیز اسکا بیجان تھا انھونین
کوئی بھتیجا کوئی ہے بھائی انھو نین | بیٹا کوئی ہے اُسکا جو غم حسین کا ہے

۵۶۹

ایضاً حضرت

شمار ۵۷۰

چرخ کی بدبختی آج ہوئی ہو اثبات | حال سو خلق کی غافل ہو شب یہ بد ذات
دین کی راہ زنوں نے ہو فراہم سہیات | لوٹی کربل ہیں مدینہ سو جو آئی تھی برات

غارت اس طرح کیا ہای پیمبر کا گھر | نہ سہرے ہیں یہ ہی چاہ در تن مرد پہ سہرے
مرنیو لے تو موی جی سو بچے جو اکثر | چاہتی ہیں کریں نوشہ کیلیو قطع حیات

گھر کو شادی کے عوض دشمنی کو آتش | ورپہ سر پیٹتی سو خلق کے نوبت باجے
دولہا دولہن کی عجب بیاہ کی ہیں رو باجے | تخت کی رات کریو ذکر قیامت کی بات

دونوں سمدھیاں کو یہ لوٹ گئی بیچ کر کو ظلمت | عوض خلعت شادی نہ ملا نوشہ کو کفن
کسکے گھر بیاہ اٹھا یا کہ ڈالا دولہا دولہن | درد سے دل کی بہم کرنے یہ پائی وہ برات

صبح سے پیٹتی ہیں سر اپنا پیر ای تا شام | شام ہو صبح تلک لی لیجیے دولہا کا نام
دیکھکر حال یہ کہتی ہیں گھر گھر خاص عام | بیاہ کا دن نہیں دولہا کا یہ روز وفات

کوئی روتا ہی کھڑا ڈال کی سر اپنے خاک | سینہ کوٹی ہو کوئی کر کے گریباں کو چاک
کسکا ماتم ہی یہ پوچھی ہی کوئی ہو غمناک | شادی کی آج تلک کچھو نہیں یہ حالات

غیر زنجیر نہ سمدھ ہیں کے گلی دیکھنا ہا | پان جو کھا وہ سو ہی سمدھی کی نہیں سو فا
اور حسرت جو پوچھو تو کروں یہ کیفیت | تشنہ نوشہ کو کیا ذبح لب آب فرات

یہ عجب بیاہ ہوا جس میں کہ ہیں تک راگ | ورنہ ہر شادی میں سب گاتی ہیں الٹی سہاگ

غرض اس شان سے لیے تا حشر بیٹھیں گے غم میں / جتنے مخلوق خدا کی ہیں اس عالم میں

روز و شب خاک بسر ہونگے اس ماتم میں / آدم و دیو پری حور و ملک اور جنات

طاقت اب سننے کی آگے نہیں نظم بیان / خون دل ہر مژہ چشم سے کیونکہ ہے روان

سودا آگے نہیں یہ جو سبھی اپنے دو کلان / ختم کر مرثیہ بھیج آل محمد پہ صلوات

مرثیہ حضرت

ہائے وہ حیدر کے پیارے کیا ہوئے / کیا کہیں ہم ان کو سدھارے کیا ہوئے

تھے وہ شہزادے ہمارے کیا ہوئے / کربلا میں کن نے مارے کیا ہوئے

فاطمہ کہتی ہین رو رو زار زار / کیا ہوئے فرزند میرے تاجدار

انکے بن دیکھے نہین مجکو قرار / کوئی اتنا جا پکارے کیا ہوئے

وہ تھے میرے چین اور نور عین / چاند سے مکھڑے تھے اور گل سے بدن

دھوتی تھی زمزم مین جنکے پیرہن / سو مری آنکھوں کے تارے کیا ہوئے

جنکو مین اتنا کیا تھا پرورش پال / شست و شو کرتی تھی جنکے سر کے بال

دیکھ نہین سکتی تھی جنکا سو وہ لال / تشنہ لب دریا کنارے کیا ہوئے

گھر مین اب مجکو نظر آتے نہین / روتی روتی غم سے یہ آنکھین نہین

کوئی تو ڈھونڈھو بھلا جا کر کہین / بیوطن بیکس بچارے کیا ہوئے

حسین ابن علی جاتا نہ رن کو
جلاتا دھوپ مین کون اوسکے تن کو
جو دشت ماریہ گلگون نہ ہوتا

نہ لگتا زہر کا پیالا حسن کو
رواں یوں ہی چشمہ جیحون نہ ہوتا
نہ ہوتی اس قدر اون پر مصیبت
نہ رو تین حضرت فاطمہ جنت
جو قاتل تھے وہ مقتول ہوتا

صفحۂ دنیا کا رو ہو سیاہ تا ب
ہائے رو جگ کے اجارے کیا ہوئے

پالنا جنکا جھلاتا جبرئیل
بہر آمرزش تھو امت کے کفیل

باپ سے دلواتی کوثر کی سبیل
ہائے دین حق کے سنوارے کیا ہوئے

ہو دل عالم کو اونکے غم کا روگ
ساکنان عرش تک ہو اونکا سوگ

جیجے لے سب قربا کہتے ہین لوگ
دین کے سالار سارے کیا ہوئے

ہائے جو تھے دین اور دنیا کے تاج
جن سے پایا ایمان نے پایا رواج

دھر پڑے ہین خاک و خون مین اونکے آج
سر تو نے ہو نیارے کیا ہوئے

اب غرض ہر ایک کرتی ہین کلام
آنکھوں سے بہتے ہین نالے صبح و شام

رو رو کر کہتا ہے عالم وے امام
حق کی نظروں کے نہارے کیا ہوئے

غم سے اونکے زار ہین سب انس و جان
سر کو اپنے پیٹے ہین کر کے بیان

اونکی ماتم مین کہے ہے مہربان
ہائے وہ حیدر کے پیارے کیا ہوئے

مرثیہ مربع

سن لے گردون اگر تو دون ہوتا
تیری گردش سے شہ محزون ہوتا

مدینے سے کبھی بیرون ہوتا
اور اوسکا کربلا مین خون ہوتا

بچانے اسطرح کو سئے کو حیدر
بلاتا ابن ملجم بھی سمجھ کر

مرثیہ مربع

شام جب اہل حرم ہو کے گرفتار چلے — چشم گریان دل بریان جگر افگار چلے
دیکھ مقتل کی طرف کہتے یہ گفتار چلے — مرنیکو تم جو چلے کیون نہ ہمین یار چلے

کس سبب کر نہیے جو ہمین تم منہ موڑا — خنجر و تیغ و تبر کا تو نہ تھا کچھ توڑا
یکہ اس دن کے لیے تم ہمین جیتا چھوڑا — اسطرح جیسکے ہمین قوم ستمگار چلے

ہم سوار اونٹو پہ ایسی کہ نہین جنکی مہار — شام سے نزدیک اجل اور سفر دور دراز
ناتوان زین عبا جس سے نہ نکلے آواز — کھینچتا انکی مہار لگے وہ بیمار چلے

پا برہنہ ہو وہ اور راہ پر از خارستان — کانٹے چبھ چبھ کے بہر آبلو سے خون روان
بسکہ ہاری ہی بدن اسکی ہوا تاب و توان — گاہ بیہوش کبھی ہو کے وہ ہشیار چلے

ظالمون نے یہ جفا اور ستم بیہ سے کیے — اسطرح عابد بیمار کو آزار دیے
جسکی ہم آرزو بین کرتی تھی جینے کیلیے — سو وہ یون گریہ کنان بیت سے بیمار چلے

ہجر کا بسکہ تمہاری ہی الم او سپہ کمال — وائے افسوس یہ روسیدم اسکا ہی ستال
راہ چلنی مین یہ اسکا ہی نقاہت سے حال — لڑکھڑاتا ہوا جون زخمی سرشار چلے

تن بدن اپنی سے اصلا نہین رکھتا ہی خبر — جابجا خاک اڑاتا وہ چلے ہے سر پر
یاد کر تم کو وہ کہتا ہی یہ آئین بھر کر — مارین ظالم تمھین ایسے نہ مرا او چلے

۵۷۶

لیتی تھی بر سینۂ اعدا بنی تھی بھال
اکبر چلا نا تیر کا تو دی یہ ہی صواب
تک منصفی سے دو مری سنا نکا جواب
دیکھا جہا نہین کا فر و دیندار کا بھی پیر
پیسے دین آل نبی سے لی تا بہ حشر و ظہیر
است ہیہ وہ کہ خانۂ دین کی ہو پاسبان
آتش برای بچنت وپر آئی تھی دہان
راوی لکھی ہی خرد و کلان نہین جب بچا
شش ماہہ طفل اصغر معصوم تک ہوا
تنہا پھر اُس زمین پہ رہا شاہ کربلا
بعد اس ستم کے خیمہ ہوا مورد بلا
خیمو مین جب گھسے وہ لعین چھاتیان لیئے
کیا ہو وی اون غریبو نسے جن پیر اپنے
تلواریں کھینچ کھینچ یہ بولی وہ بدخصال
گردن پہ اپنی جان کا اپنی نہ لو وبال

یا اوسکے سر کو کھا بنگا کہ گھر گھر کے واسطے
یا کھینچے تو وہ سینۂ ابن ابو تراب
یار و نبی کی روح مطہر کے واسطے
انکی سی پر فساد نقلبی کی بین سیر
مانع ہون ابن ساقی کوثر کے واسطے
یا لوٹ لیوے اپنے پیمبر کا خانمان
یا دینے کو وہ فاطمہ کے گھر کے واسطے
تیر نیسے اور تیغ سے سب کا لہو جوا
طعمۂ عقاب تیر ستمگر کے واسطے
اوسکا بھی تیغ ظلم سے آخر کٹا گلا
غارت گری کو نکلی ہاتھ سے نیور کے واسطے
بیٹی چھپو نتھی ماں کو ماں بیٹی کو کنے
جز بیہ کہ دین خدا و پیمبر کے واسطے
جلدی سے تم بتاؤ کدھر ہے متاع و مال
برباد زندگی کو نہ دو زر کے واسطے

گریاں تھا دست کسیکا جدا تھا پاؤن
دیکھو نہ جا پڑے نظر اُنکی جو نا گمان
زینب پکاری ہو تو ان ہاتھوں ہیں جہان
اے بیگناہ کشتہ مذبوح بے سبب
میں کیونکہ آتی دیکھوں ہاتھ پاؤن تجھکو جب
تجھ سے شام جانیکا میں کیا کہوں اصول
اس کے بالیں سے سدا تجھ رسول
نانا رواکو اپنے رکھے تیرا فرش خواب
باباکی کیفیت سبب ابن بوتراب
کس دن کے غم میں چاہیے درد میں مرون
اے نور چشم فاطمہ بتلا میں کیا کرون
زینب نے فلک و درو با واز دردناک
یہ جو نہیں وہ پڑا ہے کہ جسکے قدم کی خاک
یا مرتضیٰ علی ولی حشر کا قیام
سو اُپچھو لیو نہ تو اپنے زفیض عام

یہ شکل اور آل پیمبر کے واسطے
تاریک تیرہ ہو گیا آنکھوں میں دو جہان
بھائی جگہ دی اپنی بھی خواہر کیواسطے
پہونچی ہون تجھ تک آن کے میں بھی نقیب
پہچاننے کو سر نہو پیکر کے واسطے
لٹکے تھا نوک نیزہ سر اور پڑی تھی ہو
شانہ تھا گیسوان معنبر کے واسطے
مان نے دیے دو تن کبھو عکس آفتاب
تین خاک اختیار کی بستر کے واسطے
کفنا کے کس طرح سے تجھے گور میں دھرون
سو تو نہیں ہے چادر و معجر کے واسطے
کہتی تھیں کہ تیغ ستم سے ہوا ہلاک
سر ستی چشم خسرو خاور کے واسطے
حشر جو عرض کیجے رکھے ہے یہ غلام
دریائے العطش کے مشتا قر کیواسطے

۵۷۷

عباس کے کر قطع ستم کیشون نے بازو
جون خشکی مین ماہی ہو تڑپا کئے ہو جھکو
دل دیکھ سکینہ کے پریشان ہوئے گیسو
خبر مرگ علاج اسکا نہین کیجیے مرہم
زینب نے عرض شاہ کو اس ظلم بیان سے
بولین کہ رہا تو ہی ہے اب خورد و کلان سے
نکلا یہ سخن جس گھڑی زینب کی زبان سے
بولے کہ نہین ہے یہ جگہ مارنے کی دم
یہ کہہ کے ہوا شاہ کا میدان کو آہنگ
اور راست کیے اپنے بدن پہ سلح جنگ
اُس آن حرم بیچ قیامت کا ہوا رنگ
اکبار گیا شور لہاے پر از غم
کرتا تھا شہ دین کی کوئی منت و زاری
پیٹے تھا سر اپنے کے تئین وقت سواری
ڈھونڈھے تھا کوئی مارنے کو اپنے کٹاری

ڈالے بر لے خاک
یون عابد غمناک
جون شانہ ہے صد چاک
ہو زخم جو تن پر
سر پیٹ کے اکبار
جا رن مین شہ زنہار
سُن کر شہ ابرار
یو نہین ہے سُفذر
رخصت ہو بہن سے
ہم شکل کفن سے
فرقت کے محن سے
افلاک سے اودھر
پڑتا تھا کوئی پانون
لے لیکے کوئی تا تون
ہر طور ہر اک ٹھانون

جب نذر خدا کے خلیل اپنے پسر کو | کرنے لگے قربان
پایا نہ قبول اسکا خدائی نے کسی رو | شان انبی کے شایان
گردن کا نبی زادے کے خنجر سے نہ یک مو | کاٹا گیا اُس آن
دینے کو دیا امر الٰہی نے پھر اُس دم | زیر دم خنجر
یہ دیکھ کے احوال رو کے وہ نبی اللہ | کرتا تو فریاد
تاریک ہوا نظر دنیں لے نا ہے تا ماہ | یہ غم ہوا ر وواد
مقبول ہوا اپنے پسر حق کے بدرگاہ | تم چاہیے ہو شاد
افسوس صد افسوس کہ شادی کی جگہ غم | ہو تمسو نکے دل پہ
اُس سر کے سعادت ہے کہ جو راہ خدا میں | گردن سے جدا ہو
بندہ ہے وہی خوب جو ہر رنج و بلا میں | راضی برضا ہو
تا غور کرو آپ کو وہ جگ کی بنا میں | تم کون ہو کیا ہو
صابر برضا بیٹھو قدم گاڑ کے محکم | اے عترت اطہر
خنجر یہ وہی ہے جو گلے پر سے چلیگا | یہ تمکو یقین ہو
وقت اسکے گلے لگنے کا ذرہ نہ ٹلیگا | گو اب وہ کہیں ہو
سر قدم تلے ہرگز نہ مرا اُسکے سلے گا | لرزش نہ زمین ہو

بستر پہ جو بیمار ہی کے ہے عابد بیمار	اُس سے تو یہ کہیو
لیتا ہی جو ہو مرضی حق مین تجھے آزار	راضی ہی تو رہیو
جو ظلم و ستم تجھ پہ کرین قوم جفاکار	سر اپنے پہ سہیو
تنہا نہ مصیبت مین گرفتار رہین کچھ ہم	تجھے سارے پیمبر
جانا جو ہو قسمت سے مدینے کو تمھارا	جادیرے بربری
کہیو کہ سلام ابن علی کہ کے سدھارا	ہر دوست کو میرے
جیتک کہ لعینون نے سر اُسکے کو اُتارا	تھا یاد مین تیرے
مشتاق ملاقات رہا مرگ کے تادم	فرزند پیمبر
یہ کہکے شہ دین نے کیا گھوڑے کی رخصت	خیمے کی طرف کو
من بعد نصیب اُسکے ہوا جام شہادت	از دست جفا جو
وان سے جو گیا اسپ سوی پردۂ عصمت	مل چہرے مین لہو
پھر کیا کہون تھا حق ہی اُس حال سے محرم	گذرا جو اُنھون پہ
آیا جو نظر خانۂ زین شاہ سے خالی	مین کیا کہون اُس آن
وحشت ہوئی اک وحشت محشر سے نرالی	از نالۂ و افغان
خاک اپنی سر و شکل پہ ہر ایک نے ڈالی	کربال پریشان

گرد اسکے کھڑین زینب و کلثوم و سکینہ
کہتی تھین کہ ویران ہوا آج مدینہ
کوئی نہ بچا آل کا ڈوبا یہ سفینہ
اس بحر تظلم سے کہو کیو نکہ تریں ہم
القصہ جوا حوال حرم تھے تھا اس آن
لوہو کھڑے روتے تھے چہ انسان چہ حیوان
طاقت نہیں سننے کی بس اب آگے ہر بان
توفیق عزا کی تجھے ہر ماہ محرم

یا دیدۂ خونبار
اے احمد مختار
جز عابد بیمار
اب ہو سکے تنا ور
دیکھ اُسکے تئین کو
ہر جانب و ہر سو
خاموش ہو اب تو
دے خالق اکبر

مرثیہ حضرت

اشجار غم سے ہو گئے بے برگ و صبا
پھر کس خوشی سے کرتی ہے تو اب گزر صبا
ہے گلشن جہا نمین قیامت کی اب سحر
جا ہے عجب ملتے ہین گل گرد منھ ادھر
گلزار فاطمہ کا مین احوال کیا کہون

گل شبنم الم سے ہوئی چشم تر صبا
سیر چمن کر آج سے موقوف کر صبا
غنچے ہوے خموش گریبان کو چاک کر
بلبل کا آہ نالہ سے تڑپے جگر صبا
ہر اک سخن سے وسیدم آتی ہے بو خون

[illegible]

لکھا ہو اک کتاب میں راوی معتبر — اُس قافلے کا شام میں جس دم ہوا گذر
نیزے پہ لیگئے وہ لعین تب اُتار کر — پیش یزید طشت میں اس سر کو دھر صبا
اُس لعنتی نے سر کو چھوا بید کی چھڑی — کہنے لگا کہ دانت تو موتی کی ہیں لڑی
صف تھی جو اہل بیت کی اُن سامنے کھڑی — زینب یہ بولی اپنا سر پیٹ کر صبا
اے رو سیہ تو کوڑھ سے ہو جائیگا سفید — مارے ہے جو بوسہ گاہ نبی پہ چوب بید
بیٹے سے اپنے جب یہ کہا ہوگئے نا امید — بولا یزید پھیر کے منہ کو اُدھر صبا
اے بیوہ تو جو کرتی ہے مجھسے یہ گفتگو — پوچھیگی اپنے بھائی کے اس نانا سے تو
راوی کہے ہے ایک فرنگی نیک خو — کہنے لگا یزید کو وہ دیکھکر صبا
سن اے یزید ہم جو ہیں عیسے کے دین پہ — پوجیں ہیں اس علاقے سے نسبت سم کا جو
تو نے نبی کی اپنی نہ حرمت رکھی نظر — یہ کہہ کر اُن نے اپنی کیے چشم تر صبا
اُس حرف پہ یزید لعین نے غضب میں آ — جلاد سے کہ قتل کو دم میں لیا بلا
دیکھا جو اُس فرنگی نے اُس سر کا ماجرا — بولا اُٹھا کے طشت سے وہ شہ کا سر صبا
لے سر خدا کے واسطے ایمان کر عطا — نانا کے اپنے دین میں مجھکو تو جلد لا
القصہ نے شاہ کے کلمہ دیا پڑھا — راوی معتبر نے یہ دی ہے خبر صبا
آخر یزید لعنتی خلق کے سے گئے — تا لے لہو کے تن سے فرنگی کو وان سے

[illegible]

[illegible]

کس خوشی سینی دکھاؤ گے محمد کو منھ
پوچھینگے حشر میں نانا سے تو کیا دو گے جواب
لپٹے بیمار کے تو ان سون کو کیا پاسا دیج
ظہور تمنا کر تیں نہیں کہیں ہیں دوزخ
مہربان لوٹے ہو آئی کا فر دنیا کے لیے

فاطمہ کے یہ دیا جان کو غم کیا کیتا
مصطفےٰ کی جو بہ تھا جسم کا دم کیا کیتا
ہو گئے افسوس یہ تن خیر امم کیا کیتا
اپنے کر دینا کما یا یہ کرم کیا کیتا
کر دیا دین کو تمن آپنے عدم کیا کیتا

دیگر مرثیہ مفردہ

دیکھو چرخ کی بیدادی ہاے
ہو گئے دست ظلم سے حیف
اہل بیت نبوی بیٹھے ہین
رہنمائی کو چلے امت کی
شام کی فوج نے آکر دیکھو
مارنا صید حسن کو نہ ڈرا
گرچہ ہے ظلم ترا کام دلے
یا نبی تیری امت نے آج
سخت کی رات ماتم میں دلمن

فاطمہ آج ہین فریادی ہاے
خانۂ دین کی بربادی ہاے
شہر کو تجکے سوداوی ہاے
کربلا دین کیے جو تھے ہادی ہاے
پل میں ویرانی یہ آبادی ہاے
کیا زمانے کی ہے صیادی ہاے
چرخ اتنی ستم ایجادی ہاے
یون تری آل کو ایذادی ہاے
ہے یہ قاسم کی عجب شادی ہاے

دین کی بستی کو لوٹا دی ہاے
صفت زمان کی طرح ایک پل میں
[illegible]

دیگر مرثیہ مفردہ

[illegible]

جسکا کہ ہو الخت جگر تیغ پیاسا
وہ ساقیِ کوثر شہِ مردان کہاں ہے

پانی بھی روا شامیون نے جس پر نرکھا
کربل کے بیابان کا وہ مہمان کہاں ہے

یان پیاس کے ہاتھون سے ہو گئے شہیدان
بے آبی کا دنیا مین تو طوفان کہاں ہے

جمشید سے تھے جسکے غلامان ہزارون
بتلا تو مجھے وہ شہ شاہان کہاں ہے

اک نیزہ پہ آیا ہے یہ خورشید قیامت
پرچھی پہ سرِ شاہ نمایان کہاں ہے

جس سر کو لیے جلتے ہین نیزہ پہ لعینان
اُس سر کا بتا وہ تنِ بیجان کہاں ہے

آتا ہی شفق بیچ نظر دین کا خورشید
غرق اُس کا لہو مین تنِ عریان کہاں ہے

جس بن دو جہان چشمِ خلائق مین ہے تاریک
ہیہات کہ وہ مہرِ درخشان کہاں ہے

جسدن کہ ہوا قتل امامِ دو جہان آج
پوچھون کسے مین تجھسے وہ میدان کہاں ہے

جاتی ہین یتیم اُسکے گرفتار بزنجیر
یارو کہو والی یتیمان کہاں ہے

جاری ہے لہو اُسکے یتیمونکے نین سے
پوچھے جو وہ یہ دیدۂ گریان کہاں ہے

روتے ہین سبھی اہلِ حرم آج کے دن ہائے
کہتے ہین ہمارا وہ نگہبان کہاں ہے

کربل مین کہین جائے کوئی ڈھونڈ کے جا لن
لو ہو مین پڑا دین کا ارکان کہاں ہے

بے دیو و پری جسکے لیے تابع و مور
سر پیٹتے ہین اپنا وہ سلیمان کہاں ہے

ہر چند کباب آتشِ غم سے ہے دلِ خلق
پر فاطمہ کا سا دلِ بریان کہاں ہے

دیکھیے تو کیا مقدور

[illegible]

یہ بنت فاطمہ ہو کہ جن نے بکھیر دی خاک — خون حسین منہ پہ ملا ہائے ہائے

طعمہ تگس کا ہو وہ تن جسکا ایک عمر — رومال فاطمہ نے جھلا ہائے ہائے

جنگل میں کنکروں پہ وہ سویا پڑا ہو آج — جو گود میں نبی کے پلا ہائے ہائے

یہ ابن بوتراب ہے جسکا بغیر سر — مٹی میں تن پڑا ہے لاٹا ہائے ہائے

بویا تھا فاطمہ نے جہاں تخم صد امید — وہ کھیت کس طرح سے جلا ہائے ہائے

پانی جنھیں دیا نہ کسی نے جز آب تیغ — سو تشنگان کربلا ہائے ہائے

بے آب و دانہ تھے جو کئی روز سے حرم — دی انکو خوان غم پہ صلا ہائے ہائے

کرتے تھے برگ گل پہ کبھی جو پاؤں دراز — ہر ایک خار انمیں گلا ہائے ہائے

پوچھو تو آسیائے فلک سے کوئی کہ تن — کیسے یہ گھر کے گھر کو دلا ہائے ہائے

کر سکا ہو یہ خیال کہ دی محمل نے حجاز — جاتا ہے اشتر پہ چلا ہائے ہائے

یہ نجہ اسکے پاؤں تو اسکے گلے پہ طوق — یہ کون ہیں رسن سے بندھا ہائے ہائے

یہ طفل بیگنہ تھا کہ جسکے تیر — لگ کر گلے میں تیر پہ بلا ہائے ہائے

وہ مرتبہ سمجھ کہ جو کچھ تھا حسین کا — تاج اپنا کہ سر سے ڈھلا ہائے ہائے

ایسے نبی کے لخت جگر قتل ہو گئے — کیا کر گئے عمل جہلا ہائے ہائے

جو سر نبی کے دوش پہ تھا سو ہے نیزہ پہ — دیکھے زمانہ کی یہ کلا ہائے ہائے

[illegible]

٥٠٦

یارو کیا کہو غرض ان مظلوموں نے
تھا یہ زبان نہ دو مجھ بن آوا حسینا
روتے روتے سو گئی نادان سکینہ
کہتے تھے وہ لگ گلے کا میری سکینہ
پھوپھیاں تیری سوگ میں بیٹھی ہیں میری
ذکر و دوا و غذا کا کیا ہر ایک نے اسکو
کر سوالا خبر خدا اس رنج و بلا میں
باتیں تو سن غرض چونکی جو سکینہ
دیکھ جو حال اہل حرم سب نے رلا گئے
بولا نزاریکا سبب کیا جا کے خبر لو
بولی سکینہ خواب میں دیکھا پدر کو
تب بپا حشر کا ہے عالم اس پہ
سنکر کہا یزید نے سر اسکے پدر کا
اس ملعون نے امر سے طشت میں دھر کر
لیجا کر جب رکھدیا وہ آسگے حرم کے

کاٹی شب انکھوں ہی ان کسے چو ہاری
کاٹی پر جون سر اپنے بست بکاری
خواب میں دیکھا باپ کو ان نے اکباری
کون کریگا مجھ بن اب تیری غمخواری
عابد بھائی ہے تیرا آتش کو بیاری
چلو پانی کے لیے مست ہے واری
دل جلی کون سکی ور تیری الدار
بابا بابا کہکے وہ معصوم پکاری
سنکے وہ ملعون یزید چونکا ایکباری
کس تو آج ایسا پڑا ہے دکھ بھاری
چونک اٹھے ہے یکایک تو کیا رو رہی
دیتی ہیں اسکی پھوپھیاں بچاری
دکھلا دو لیجا اسے تا بجھے وہ زاری
کہا تکی جون تاب ہو ہو نکی تیاری
بجھے تاب طام ہے پڑے ہے ساری

لٹ گیا میرا چمن امید کا
وادریغا وادریغ
وہ مرا سرو صنوبر کیا ہوا
ہے ہے اصغر لاڈلا
پالتی تھی جس کو میں جی کی طرح
وادریغا وادریغ
سو وہ میرا ناز پرور کیا ہوا
ہے ہے اصغر لاڈلا
ساتھ لے سوتی تھی اسکو ساری رات
وادریغا وادریغ
خالی اب اس بن ہے بستر کیا ہوا
ہے ہے اصغر لاڈلا
رات دن کا تھا وہ میرا مشغلا
وادریغا وادریغ
تھا مرا دل جس سے خوگر کیا ہوا
ہے ہے اصغر لاڈلا
مرتدوں نے یہ ستم مجھ پر کیا
وادریغا وادریغ
ننھے ہو لے دین کے رہبر کیا ہوا
ہے ہے اصغر لاڈلا
ہو گئی خالی بن اسکے میری گود
وادریغا وادریغ
مجھ صدف کا کہ وہ گوہر کیا ہوا
ہے ہے اصغر لاڈلا
فخر تھا ماں ہونے سے جس کے مجھے
وادریغا وادریغ
سب کا میرے وہ افسر کیا ہوا
ہے ہے اصغر لاڈلا
دل مرا خون ہو گیا ہے جس بغیر
وادریغا وادریغ

[illegible]

آس لیکن اترکل نہیں ایک پل مجھے	وادریغا وادریغ
اب مرا وہ جان مادر کیا ہوا	ہے ہے اصغر لاڈلا
جب تلک جیتی رہونگی تب تلک	وادریغا وادریغ
یوں پھرونگی کہتی گھر گھر کیا ہوا	ہے ہے اصغر لاڈلا
کیا کرونگی جی کو اپنے میں تو رکھ	وادریغا وادریغ
ظلم دل پر حد سے باہر کیا ہوا	ہے ہے اصغر لاڈلا
مہرباں درد کے بانو جس گھڑی	وادریغا وادریغ
کہتی تھیں یوں آہ کیکر کیا ہوا	ہے ہے اصغر لاڈلا
سامنے نکلے کچھ تھے باقی حواس	وادریغا وادریغ
کہتے تھے پیٹ کر سر کیا ہوا	ہے ہے اصغر لاڈلا

مرثیہ مفرد دوہرہ بند

کہتی ہیں بنت پیمبر ہو سر دریا ہائے — لے بی کے ناز پرور ہائے سر دریا ہائے

جو کچھ تھا جسکا ڈرا کہتے مجھے رسول
لال کو میرے فاطمہ کیوں تیں کیا ملول

[illegible]

۵۸۹

دن دونے کے چاند کو مارین شامی گھیر
جگ مین دیکھا ہے کہین ایسا بھی اندھیر

بس نہین چلتا ہی نہین بیکا کچھ تقدیر سے | کیا کرون اے میرے دلبر ہای بسترا ہا

بیکس تجھکو دیکھکر روتی ہون جگ ماتھ
کیا کرون لے جاؤ سے میرا بس کچھ نا تھ

دیکھکر تجھ لاش کو کہتی گئی ہے سو شام | تیری یون مرا کے تجھ آہ مرا مشر ہای ہای

آنکھوں مین تجھ کو دیکھتے ہے جاتے ہے بیر
پر دیکھا جاتا نہین پڑا ہوا یون بے سیر

یون کیا غارت گھر کو کہ مستورات کی | سر کی بھی چھوڑی چادر ہای سترا ہا

نقد جنس سب ظلم سے یون کا اک بار
لوٹ کے لیگئے وہ کشتی چھوڑا ایک نہ تار

ظلم جو گذرا ہے تجھپر ہے نگی اسکو یاد کر | فرزند ہا تا بہ محشر ہای سترا ہا

آرا تی ہے گا سے بھی شیر جو تجھ کھا سے
رو دن نہ تجھسا پوت تیے موت کے منہ مین جا

مطلب اتنا ہے تجھ سے ہر دم حضرت خیر النسا | یہ سخن لائین زبان پر ہای ستر ہا ہای ہا

حیف سوتے ہو تم میں جاگتی ہوں اور جلتی ہوں	دودھ پینے سے میں تھا رہی گھونٹ لہو کی پیتی ہوں
	ہے ہے اصغر میرے لال
اپنی نیند کہاں سوتی ہو دودھ بھی مانگ نہ لی تم	کاندھے سے لگا لیکر پھر سو کر سو لیں ہیں تم
	ہے ہے اصغر میرے لال
سونے کو میں نہیں جان روتی ہیں ایسے بھی سوتے ہیں دیکھے	اس کروٹ پر جو سویا ہوں سکینہ کہتا ہے بچھے
	ہے ہے اصغر میرے لال
چونکتی نیند آتی ہے آنکھو میں سر با پ کی	نیند جو سوتے ہو تو تم چونکو یہ تو دوش کا ر کی
	ہے ہے اصغر میرے لال
تک تو پیار ہو کروٹ لیکر مانگی قدر تو منہ کو بسیر	ایسا کیا میں کیا تھا ا ر دو منہ سے جو آتی ہے
	ہے ہے اصغر میرے لال
حلق پیاو کھلا ہو بیٹا بکو کہہ کر بگاؤں ارشاد	سونے کو ماں نے اپنی دی ہے یاد منہا د
	ہے ہے اصغر میرے لال
ایسا گر میں سمجھتی بکو لگتی کب تو ری دے	حلق کی کی آنکھ نہیں تھا نی نیند آ و یگی ہی لیتے
	ہے ہے اصغر میرے لال
کھولکو اب انکھیاں تم اپنی کہ تو ہماں آبا ہاں	خاک کے پر مت پڑ و میری تم امید و آس

بابا تیرا اج ملول ماں دکھی سیر ہول	تیغ جفا سی تو مقتول تجھ بن آفرزند رسول
ہوئے یتیم سبھی اطفال ہائے حسینا وائے حسین	
سر تے پانوں مجروح رہین ہے تو مذبوح	پیاسی گئین تن سی روح شام تلک سے صبوح
دھوپ سے ہی تجھ تن زوال ہائے حسینا وائے حسین	
روتی ہے ہر ایک بہن پیٹ کر یہ سخن	گور نہ تجکو ہے نہ کفن عریان ہے اپنا کیں تن
سینے پیٹ کی بحال ہائے حسینا وائے حسین	
لکے جوان تا طفل صغیر موے بضرب تیغ و تیر	رہے جو ہم سو کر زنجیر لیکے چلے شامی بے پیر
تجھ بن ہمیں احوال ہائے حسینا وائے حسین	
عابد پیادہ ہم ہیں سوار دونو ہی ہاتھ اسکی ہمار	پاؤں برہنہ وہ سالار اس بن نہیں کچھ چار
لوہو اسکے لہوے لال ہائے حسینا وائے حسین	
پیاس کے مارے خشک ہاں ہی کی باہر نکلی زبان	پانی جو چاہے سو کہاں لشکر سارا دشمن جان
کس سے کرے وہ جاکے سوال ہائے حسینا وائے حسین	
دیکھ سکینہ اب سکو ماں کہی ہے تو	پیادہ چلتی اسکو نہ دو پاس تم اپنے بٹھلا لو
تا بچاؤں کرین مقال ہائے حسینا وائے حسین	
کس سے کہیں تو جا کر درد ہم سب کین بھر آہ سرد	عریان ہمکو زن اور مرد دیکھیں اپنی فرد فرد

سرتا قدم وہ دل یا جسد کی انگارے
کوئی لڑا ہو نہیں جس طرح یہ لڑے ہیں
قالین سے زیادہ ہر سمت سر پڑے ہیں
وہ شخص نہیں یارو یوں بھی ہو سوئے
اور حال سے کچھ اپنا سکو خبر نہ ہوئے
چھاتی اپر بی کی تھا وہ سٹے جو دالا
جب تک جیسے محمد باز و نعم سے پالا
گر ملال اسکے گر بیٹھتی تھی سینہ
ہر دم جگہ تھی جسکو دوش نبی سکے پہ
کیا چرخ کی جفا کو دنیا میں کوئی کم تھا
ہر ایک فاطمہ کا ان بیچ ہو تن دم تھا
ہر کیا ستم جو ہو وہ میت ہو وہ انس جنکے
سوا ب کنارہ دریا پیاسے بچھڑے انکے
بازو بھی کہیں تھے جس شخص کے پدر کو
تیغ جفا سے ظالم لیجا میں کاٹ سر کو

سوجا ہی را کہ کا یون ہر اک دلا کہو تو
کیا زخم تن پہ ابھی کھائی ہیں او سر پر تیغ
اصغر کمیت کسکا پھولا پھلا کہو تو
ہر اک غم ان ہو میں آ کے منہ دو بٹے
رو مال فاطمہ نے جسکی جھلا کہو تو
اور گود بیچ اپنی جیا کر اسکو ذرا لا
تن اسکا خاک خوں میں کیونکر تن کہو تو
سن جو الا میں کے لرزا یا تھا سو بچہ
نوک سنان پہ دو سر کیونکر چلا کہو تو
یہ خاندان عالی کب لائق ستم تھا
اسے ینکے ستم کچھ سنج و بلا کہو تو
کل وقت سا میں کو ترے طفیل سب کے
پانی ملے نہ شیرین نے ململا کہو تو
کر تشنہ ذبح یارو اس طرح کے اثر کو
رہ جا سے تن لہو یوں تلملا کہو تو

[illegible]

فرزند کس کا ہوگا فرزند مرتضیٰ سا
کس ان کا قدر و مرتبہ ہو جب مصطفا سا

ہو اقربا کسی کا احمد کے اقربا سا
انصاف سے سخن کا مرہی جواب دو تم

غم کھائیے کسو کا ایسو نکو غم کے ہوتے
دلکو الم ہو کسکا انکے الم کے ہوتے

روئی ستم جنھون نے دیکھا ختم کی ہوتے
غمگین کسو کے خاطر انکے سوا انہو تم

اس خاندان مین جو تھا سو مورد جفا تھا
جو گذری جسکے اوپر وہ تابع رضا تھا

سر تا قدم قد اوسکا اک آہ بے صدا تھا
ہندی پھر ایسے پیدا ہوونگے بھلا کہو تم

کیا چیز انکے آگے ہین اقربا ہمارے
کر یاد جنکو ہر دم ہم رو دین غم کے مارے

دنیا سے یون گئے ہین پیاسے نبی کے پیارے
احوال سن جنھونکا پانی نہ پھر پیو تم

نعمات جنکی خاطر دنیا مین خلق ہووین
اطفال ونکے راتون خاطر غذا کے رودین

جب خاک مین محبو طفل بھوکے سووین
نے پیٹ بھر کے کھاؤ نے نیند بھر کے سو تم

کسکا پدر ہے یارو ساقی حوض کوثر
کسکے چلا ہو تم بن پیاسے گلے پہ خنجر

ہر امر مین جو کوئی ایسو نکے ہو برابر
تب کیجیو چھوڑ اونکو غم اوسکے بین رو تم

تیغ ستم سے کسکا ہر اک کٹا ہو شانہ
تیر جفا سے کسکے بھائی کا سینہ چھانا

احمد کے ہی گھر مین اس ظلم کا ٹھکانا
تم بین کسی پہ یہ کچھ گذرا ہو تو کہو تم

ایسو نکے قتل سر کہ خویش و تبار ہووین
اور زخم تن پہ اونکے جب بیشمار ہووین

[illegible]

محشر میں اسطرح سے آویگی ماں کسو کی   ڈالی ہوئی سر پہ چادر بکھری لہو کی
گر فکر واں تمہیں ہے کچھ اپنی آبرو کی   دامان و آستین یاں اشکوں سے تر کرو تم
کہنی کسی کا بیٹا اس حال میں ستایا   کٹ مار چابک یوں منزلیں چلایا
جو تھک گیا تو اسکو شمشیر سے ڈرایا   اقرار گر کرو یہ تو ہو در مح گو تم
میت پہ کب ریجور چرخ کہن رہا ہے   چالیس دن کسیکا بے دفن تن رہا ہے
گھر کسکے جسم موتی دور از کفن رہا ہے   تا حشر میں دانہ و اشک کا پرو تم
کسکا وبال کن نے گردن پہ یوں لیا ہے   سر کاٹ کر کسیکا تن ٹکڑے کر دیا ہے
گھوڑونکے قصد اوپر دوڑانیکا کیا   افسوس جو نہ ایسے مظلوم پر رو و تم
سر کاٹ تم میں کسکا رکھا تنور اندر   تن پر پڑی ہیں کسکے یہ تیر و تیغ و خنجر
انصاف چاہتا ہے اس جبر کو سنکر   خونناب لیں ورد و آپ کو ڈبو تم
سمجھو ہوے عزیز و احوال ہی کسیکا   حامی روز محشر نانا ہی بے کس کا
رونا یہ وہ ہی یار و گراجر سمجھو اسکا   پھر عمر چاہیے یوں رو رو کاٹے و تم
میری زبان پہ اسدم جنکا یہ ماجرا ہے   اولاد ہے علی کی اور آل مصطفے ہے
اس دین کا فوائد و ابستہ جز سے ہے   رو رو کر اپنے دل سے اینو کے غم کو دھو تم
عرصہ میں فاطمہ جب زخم انکو آ دین   اور اشک تمہاری آنکھوں میں تم بنا دین

لٹتے آتے ہین بیکلیجے تا دہن ❊ چلتی ہی ہر چشم سے لوہو کی دھار
بیاہ دیکھا ہی غرض ایسا کہین ❊ جسمین جز ماتم خوشی قربهین
غمسے یون ہر ایک کی آنکھین ہین ❊ ہوگئے ہین سینے سنگ آبتال
سونے کو نوشہ نے خوش کی ہی تنگ ❊ چھوڑکر اپنی نویلی کا پلنگ
کھیلے ہے سارا الم لوہو سے رنگ ❊ سمدھنین روتی ہین ڈھارین مار مال
کیا کرون آگے ہین سا چق کا بیان ❊ دل پر از خون رنگ کے شیشے ہین یان
لی ہین نیزو نپر سرون کی منگیان ❊ گل ہین آرایش کے زخم بیشمار
کیا کہون اب جو کٹی مہندی کی رات ❊ صبح کی افسوس ہین مل مل کے ہات
ایسی ہی پھر دہوم سے آئی برات ❊ ہوگیا روز قیامت آشکار
جو براتی ہین گریبان چاک سب ❊ خاک سر ڈالے ہوئے پیک و جب
ستور ہو رہنے لہو ہین جان بلب ❊ گردشہ کی اوسکے زار و نزار
اسطرح لائی غرض دولھن کے گھر ❊ اک تن بے سر کو ڈالے کھاٹ پر
جب پڑی عورات کی اوسپر نظر ❊ عرش کے آواز شیون ہوئی بلند
لگ کے اوس تن کو گلے دولھا کی مان ❊ بولی اے نوشہ ترا سر ہے کہان
کیا دھنگا ہمین دیا اے میری جان ❊ سچ تو کہ کس نے لیا تن سے اتار

عابدین پیادہ چلے ہین سینہ چاک
سیس ن دولہا کا نیزے پر سوار

مان عرض نوشہ کی کرتی تھی یہین
سامنے نکلے دمبدم بھرتی تھی بین

لے زمین سے تا فلک تھا شور و شین
نالہ و فریاد مین تھی کوہسار

سودا اس مرثیہ کو اب اختتام
دیکھے بھیج آل محمد پر سلام

ہو گئے محشر مین تیرے حامی امام
سب طرح بخشے کا تجکو کردگار

مرثیہ مربع

پہونچ ای ابر کہ مرجھای شجر حیدر کے
تر ین جھڑتے ہین بستانکے ثمر حیدر کے

پیاسے تڑپے ہین پڑے نور بصر حیدر کے
خشک لب دیکھ انھین چشم ہین تر حیدر کے

گذرے اے ابر تو کہو نہین کس جا پر
گاہ تو کوہ پہ برسے ہی گئے صحرا پر

حیف صد حیف کہ ترسی مین لب دریا پر
بوند پانی کے لیے لخت جگر حیدر کے

ڈوبا ہے آب بغیر آل محمد کا گھر
یوں تجکو نہ کرو غم سے جو چشم اپنی تر

اشک کی سیل گئی فاطمہ کے سر سے گذر
موج خون پہونچی ہے آتا بگھر حیدر کے

فیض سے تم کہ زمین پر ترو تازہ ہو نبات
سبز و شاداب کہو سنگ تہی ای برسات

وای قسمت کہ جہا نہین ملے آب فرات
آب بن ہوتی ہین بے آب گہر حیدر کے

خویش و فرزند وطن سے ہوے آوارے
ظلم کی تیغ سے مارے گئے وہ بیچارے

[illegible]

نہ میں قاسم کو نہ عباس کو دیکھوں ہون آہ
نہ بڑے کو چشم اب اصغر ہے نہ اکبر بیکاہ

اسطرح سنا کسی آگہ آئین سبحان اللہ
گویا تھی ہی نہ کبھو نور بصر حیدر کے

نہ کوئی یار ہے اپنا نہ کوئی اب ہے شفیق
نہ کوئی دوست ہے اسوقت نہ کوئی ہے رفیق

جو کوئی تھے سو ہوئے رحمت حق کے وہ غریق
کوئی نہ رہ جائے یہ مرقد پے حیدر کے

ماسوا صبر کے اس وقت نہیں ہے لا کہ گوا
قسمت اپنی کہ ہوا جو کوئی پیدا نا ہوا

آہ کیا جانیے تھی کونسی ساعت کہ ہوا
آگے فرزند و نکالا اس جا یہ گزر حیدر کے

سپہ شام نے کیا کیسے تندی جو کی
خیمۂ اہل حرم کی نہیں گزرا آتش دی

کہ وہ سب سر رکھا ایک نے انداز میں جی
قتل عام آگے بپا ہو گئے حیدر کے

حق تعالی کرے اس قوم کو جلدی فی النار
سر یہ ہیں زیر فلک ہر وہ جہاں ہو گیا قمر

ان لعینوں نے خدا جانے سمجھ کیا سو
کہ بیٹی جی کو خبر ہو نہ تلک حیدر کے

یا بی نیزے پہ ہر سر کو یہ کھلاتی ہین
پھر ہیں اسم یا سم آن کی بتلاتی ہین

یون عزیزو نکو ترے شام لیے جاتی ہین
بلد پہونچو کہ عجب قہر ہوئے گھر حیدر کے

راہ چلتے ہیں کہیں پل آرام نہیں
جس کو تھے کہیں کہاں بیچاری تو ہین

پہنچکے آتا ہے وہ ملعون یہ شمر لعین
خویش و فرزند گئے او جدھر حیدر کے

تھی غرض حضرت کلثوم کی ان گیئا تھی
ہر سخن اب کرے تھا دل سنگ کو اسد

[illegible]

[illegible]

لشکر کا وعدہ کرچکا ہیں جو رکی شمشیر سے
جو کوئی کم ہیں کے باندھو مرنے پہ اپنی کمر
اُس سے ہون اضی فاقت دیویں ہیں بنا وہ
راوی کہتا ہی سن سکو بولا یون حضرت شہ خفیف
پر حرم کو ساتھ لیجاتا ہی تدبیر ضعیف
ہی صلاح وقت یون لب کہ چلا انکو نہیں
ہین ترا بھائی ہون کہنے مرنے کے یقین
پہ لگا کہنے وہ سرور سنکے بھائی کا کلام
حق کی مرضی پر کیا اتنا ہین کچھ بس کے کام
چاہیو یون سر ہراہیز کی ہو دشمن
پاس انکو ہیو عابد کی فرزند شش
اُسکی قسمت میں یون اُس سیو اسکو
چشم تر یون اتنا کے اور تشنگی ہو خشک لب
لیچلیں اس اسیں ہو کا نہو نکا فور
اسطرح سے جانے لے ہن سے کے جو

اُسکی الفا کو نہیں سکتا ہیں اپنے سر سے ٹال
سو چلو ہمراہ اور جیتے یہ ہو جسکی نظر
اُسکی جانب سے نہو ہرگز مرے دلمیں ملال
چاہیو آپ قضا کرتی ہی گر اپنے شریف
پاس گھنے کا انھو نہ مت کر یو ہرگز خیال
انکی دہجمی کے خاطر چھوڑ دیا ہیں
ساتھ لیجانا انھونکا سخت ہی تم پر وبال
یون مقدر ہی شریک حال ہو عترت تمام
اپنے کو اُنسے چھوڑون انکو یان ہی محال
اشترون پر سکے بیچ ہوین بے سینہ ریش
سو شیو اسطرح لیجاوین وہ قوم جھال
پیادہ چلنے سے ہراک منزلمین وہ کھینچ تعب
وہ نہ ہو قطرہ کرے جب وہ پانیکا سوال
پا برہنہ تشنہ ہو وے سینے کا
اسمین اے بھائی نہیں کچھ شک وطن کا احتمال

[illegible]

پدر سے سر کٹیلیے بیٹی شتاب کربلا
مطلقاً اس امر مین مارا نہین جاتا ہو ہم
جس جگہ سر کھینچتا ہے بیابانی کا علم
یہ بیانی فاطمہ کی تجکو دیتا ہون حساب
جسطرح حاضر ہوا وان جا حاضر ہو شتاب
یہ سخن کہکر گئے اپنے جگر گوشے کے پل
خاک تھی یہ قدم جتنی ہوئی لوہو سے گل
دیکھکر یہ خواب جو چونکا شہ دین و دنیا وین
یون کہا خدام سی کسکو تسلی دیتے ہین
ناقل جانسوز یون کرتا ہے آگے کو بیان
جنکو چھوڑا تھا مدینے مین وہ باآہ و فغان
چھوڑ کر ہم کو گیا ہے تم نے جو عزم سفر
یہ سخن سن شہ نے اونکو خاک دی ہنگام سحر
تم خبر اس خاک سے پاؤ گی میری من و عن
کربلا مین جسگھڑی جو جو ہوا کر بے وطن

کاندھے سے لیکر مری کملیا ہو بانیز کو بھال
گر نبوت یا امامت کے سبب فائق ہین ہم
رکھتی ہو اوسکا نبوت اور امامت کا کمال
اس سے بہتر ہی نہین حق مین ترا کچھ صواب
تا بدرگاہ خدا ہو سرخرو تیری جمال
یا سلک وہ کہ مرتکا اپنے چھوٹا بال
یون محمد سے ہوا رخصت کا اسکی اتصال
پوچھتا آنکھین سوی اہل حرم آیا وہین
ہو جو اسباب سفر وہ بیٹھ پڑ اٹھو قیل
لے حرم کو ساتھ اپنے جب لگی ہوئی روان
اس شہ دین و دنیا وہین یون لگو کرنے سوال
کیونکہ ہوچھیگی تمھارے حال کی تمکو خبر
اور فرمایا کہ رکھیو تم اسے شیشی مین ال
راوی بھی اسطرح لکھتے ہین چنانچہ یہ سخن
ہو گئی وہ خاک شیشی مین برنگ خون لال

اس غریبی سے کہا با حلقوم
اس جگر خستہ کا دو سکے معصوم
جان بلب آب بغیر از اطفال
دم بدم دیکھ انھون کا احوال
پیاس کے مارے مین ڈرتا ہون تاکے
پھیر کس کام کا اے جد جو نہ آئے
جاری دریا ہین بھری ہین تالاب
بند یہ آل نبی پر ہے آب
بجز خدا کوئی یتیمون کا نہین
پیادہ پا قید مین کر سب کے تئین
نہ کوئی دوست نہ کوئی ہمدم
کون اسوقت انھین پہونچے بہم
اس مصیبت کو کہین سو کس سے
ہم نفس کون کرین وہ جس سے
اقربا قتل ہوئے سب کے سب

رن میں بین ہائے حسین مظلوم
بیٹھیں یوں لے کے نام جگر ون
جو کوئی ہو سو عداش سے ہو نڈھال
ہے یہ عابد کا کلام آج کے دن
پانی ماند و نئے نہ کوئی مر جائے
کام مین کوثر و جام آج کے دن
صرف ہے مور تلک سب سیراب
قطرہ ہو او نپہ حرام آج کے دن
ڈھونڈ ہے روز ہین کو تو کہین
لیگیا لشکر شام آج کے دن
کہ کہین جس سے یتیم اپنا غم
دم بنی کو جو پیام آج کے دن
غم الم ونپہ ہے دونا ابس سے
درد اپنے سے کلام آج کے دن
ایک عابد سو گرفتار بہ تپ

[illegible]

ظلم اب ایسا ہوا جیسے تھے برپے زمین — لٹ گیا ایمان کا کشور وا دریغا وا دریغ
کس طرح کھینچیں نہ ہم سینوں سے آہ دردناک — بگڑیاں سر سے گئیں ننگے ہوئیں جیب چاک
آج میدان میں پڑا ہے غرق خون [illegible] — دین اور دنیا کا لشکر وا دریغا وا دریغ
کھٹتے ہیں رد کا ایسا کس کی ہے شہر کے — جنکے دیکھو تجلی میں سپہر باغ دہر کے
ہو گیا ہے خشک سب پانی کنارے نہر کے — گلشن ساقی کوثر وا دریغا وا دریغ
ظالموں کی تیغ سے سب مات آل مصطفا — دشت میں سجان پڑے ہیں اب جو جنید [illegible]
کاتب تقدیر سے لکھوا کے لائی تھی قضا — قتل کا کیا اوسکے شمر وا دریغا وا دریغ
وہ جو زیر آسمان ہیں سب دنیا کی بنا — ہر گز خاکی پہ جون اکبر سے جنکی نگاہ
گھر کو اونکے ایک پل میں کر دیا خاک سیاہ — ظالموں نے آگ دیکر وا دریغا وا دریغ
جنکے در و اسطے ہے آ کر ایک دم [illegible] فلک — بے اجازت مار سکتا تھا نہ ہرگز جنکو پاک
عمر پھر سنے اجتک کبھی نہ تھی جنکی جھلک — سو وہ عریان تشتر پہ وا دریغا وا دریغ
کیا کہوں ان پہ مصیبت تھی پھر و روز کا — کون کون اس طرح پشت شتران پر سوار
باپ جنکا وہ کوئی اتر ہی تھی جسکو [illegible] — اور ماں بنت پیمبر وا دریغا وا دریغ
یہ ستم جو ہو کہ انپر کس زبان سے ہو بیان — دین دنیا کی جو اہل حال ہیں تھیں بیبیاں
سنتے ہیں سن العبا کی ہیں انکی درمیان — کوئی ماں اور کوئی خواہر وا دریغا وا دریغ

[illegible]

یہ بھی تھا قسمت میں یوں دیکھیں ترا سر نیزے پر
یاں کہا ہے کس نے لا کر وا دریغا وا دریغ

ہائے وہ تن جو محمدؐ کے پلا بالا ہو صدر
سو پڑا یوں ماتمیں جوں ہووے غبار آلودہ بدر

سر کو جو تیغ جفا سو کاٹ لائی اہل غدر
سر تنور اندر دیا دھر وا دریغا وا دریغ

فاطمۃ الزہرا اُس سر پہ کرتی تھی بیان
عرش تک پہنچی تھی اونکی سینے کی آہ و فغان

دیدہ کا جو رو بکا سے خون دل کا تھا روان
اور تھا اونکی زبان پر وا دریغا وا دریغ

سو وا جا خموش ہو اگر نہ کہو حال تو
دیویگی ارض و سما کے پیٹ ملا یہ گفتگو

اسقدر کہنے سے بھی محشر میں ہوگا سرخرو
لیکے نام اونکا کہے گر وا دریغا وا دریغ

مرثیہ دیگر

غرق خون میں تشنہ لب ہے وہ غضب ہے وہ غضب
آل احمد کے سبب ہے وہ غضب ہے وہ غضب

یتیم ایسا بیا ہے وہ غضب ہے وہ غضب
دو جہاں کے منتخب ہے وہ غضب ہے وہ غضب

ماں ہے جسکی فاطمہ جسکا علی سا ہو پدر
دست و پا اُسکے دھڑ ہی ساتھ نہ گردن نہ سر

ریتیوں میں تھک کے آج با خویش پسر
وہ شہ عالی نسب ہے وہ غضب ہے وہ غضب

جو شہ یار و خدا کا دوست کا تھا ہوش و دم
کاٹ سر اُسکا کیے اُسکے اسیر اہل حرم

کوئی دشمن سے بھی دشمن پر کرے ہے یہ ستم
بے گناہ بے سبب ہے وہ غضب ہے وہ غضب

تن ترا یونہین زیر تیغ رہتا ہو یگا
خاک و خون میں زندہ بے سر ہو ہو غضب ہے ہو

کیون نہ روؤن لاش بیسر تری مین بیکفن ڈال خاک
تن ہو تیغ ظلم سے اس طرح ٹکڑے چاک چاک

تجکو پیٹھ کر یوں کے بن کہو روحی فداک
تھا ترا یہ کچھ لقب ہو ہو غضب ہے ہو

سر ترا نیزے پہ اور تن ترا ہو خاک مین
پھر رہی مائی تری زخمونکی ہر آک جا لاش

خون دل کیونکر نہ ٹپکے دیدۂ نمناک مین
تجھ سے پر ایسا غضب ہو ہو غضب ہے ہو

ہو ترا نانا پیمبر باپ تیرا ہے امام
جس کے مقصد مین طلب عالم کو ہو ترکا جا

تشنہ لب مارین تجھے اس طرح ظالم اہل شام
جانگر تیرا حسب ہو ہو غضب ہے ہو

او پدر تجھ بن جیا تو جینے سے آتی ہو لاج
خاک مین تو یون پڑا ہو دو جہان کے سرتاج

مصطفے اور مرتضی کی ہو فوج غم سے تاراج
خانۂ دل کا لقب ہو ہو غضب ہے ہو

فاطمہ بے پیرہن لاشین نہ زیر آسمان
سو تو اب عریان پڑا ہے خاک و خون پر سیا

واسطے تیرے کفن کے او شہ بحر و جہان
نے حریر و نہ قصب ہو ہو غضب ہے ہو

یہ سخن کہکر چلا وہ تو پیٹ کے آگے لگے
ہاے بابا تیرے مائی بھی نہ ہم تجکو چلے

کیون نہ تیرے ساتھ خاک و خون مین ہم بھی رلے
یون تجھے بیکس ہین ہے ہو ہو غضب ہے ہو

کرچلا لاشہ پہ جسکے ہری بیمار یہ بین
سنہ ہو بیکطرف وہ نبی کا نور عین

بول اٹھا است کی تیری تقضا قتل حسین
تجھمین بیعلش طرب ہو ہو غضب ہے ہو

٦٠٣

[illegible]

عرض کی وقت ... جاتے ... ایسا کچھ ... [illegible]

نظر آتا نہیں کوئی جو اس سے بیکھو چھڑوا
جو میں ہوں سو کسی حال نہیں مجھ سے ہو سکے گا
کوئی کہتا ہے سو ہو اس نے تو کی اسکی پیر باقی
کوئی بولا او رو مرے ہے جگہ ٹھہر پا باقی
کہاں تدبیر اس حال نہیں جس سے ہو علاج شب
غرض کیا کیا کہوں اسکو سبھی سے طرح نکلی
جو میں کہتا ہوں کچھ ہوا سقدر چلتے ہیں کیوں
تو کیا دکھلائینگے جا کر خلیفہ کو ہم اپنا منہ
جو میں کہتا ہوں اس حالت سے مجکو بیکھو یا
بروز بازپرس امرت میں پھر کیسے کہا
تو کہتے ہیں نہیں کیا خوف محشر میں تجھے
قیامت میں ہماری کچھ نالش ہے تو ہے
اگر منظور ہیں ہم تو ایسا کام کیوں کرتے
ہماری تیغ سے خویش و اقربا اسکے کیوں ہم
سر اپر وہ نہیں دستگاہ تو ہم نہیں جاتے

گلے سے طوق اگر دور ہو زنجیر پیر سے پا
نہ بھائی ہے نہ ہے کوئی زیادہ تنہا تنہا
کوئی کہتا ہے اسکو پیچھو جیسے ہو پانی
پھرون ہون تجھ بن بس رہ جفا جلی بجا
نہیں ملتا ہے قطرہ آب جو ترکرے بہین
اذیت دیتے ہیں پا کر مجھے اہل جفا تنہا
کہیں ہیں یہ بیان جو کیا تو پانی کی جفا تو
تجھے ہم ایسے نہیں ... العبا تنہا
محمد کو نہیں محشر میں کیا منہ دکھا
جو اس صورت سے جاؤں شام میں تنہا ہوا
سپاہی کرتے ہیں وہی جو ... کہ
بچھڑیں سب عزیزوں سے تم ہو یوں بیاتنہا
پیسے سے گو تیر و کمان ... کیوں
ہماری ساتھ پھر اسطرح تو کیوں ... تنہا
اسیر اوسکے حرم کو ... یزید جفا

٦٠٣

[illegible]

بلبل کو ترانہ کی بدل نوحہ گری ہے
اس باغ سے کیا آل محمد سفری ہے

شبنم جو رو اچاہی سو تو رو شب تار
کر یاد سحر خاک سر چشم پہ لو ہر بار

لوٹا یہ رسالت کا ستم گیشون نے گلزار
ٹہنی چمن دین میں نہ سوکھی نہ ہری ہے

جو نخل محمد کے جگر سے رکھیں پیوند
اور ساقی کوثر کے وہ لاریب ہین فرزند

پانی چمن دہر میں ہو اونکے اوپر بند
کیا چرخ ستمگر کی یہ بیداد گری ہے

تیغ و تبر جور سے جو نخل کٹا ہے
کہتے ہین وہ فرزند رسول دوسرا ہے

اوسکا جسد پاک زمین پہ جو گرا ہے
آلودہ گرد قدم رہگذری ہے

دیتے تھے نبی بوسہ سدا جنکے لبون پر
سو مثل صدف آب کے قطرے پہ ترسون

اکرم نہ ملے آب انھیں جز دم خنجر
سب جور و جفا پیشہ کی یہ بد گہری ہے

ان جور و جفا کارونکا میں کہون اب جو احوال
ہیں تاو کی دل دوزی ہر ایک پہ حال

چھاتی پہ ہو سو فار تو ہو پشت پہ بھال
ان دونوں نے پاین ہین یہان خطر ہین سہی

کسطرح کرون انکی صعوبات کی میں یاد
ایسا تو نہ ہوویگا کوئی مورد آفات

پیدا جو بلا ہو گئی ہوئے ہر دن نزاست
گویا وہ بلا واسطے انکے ہی دھری ہے

ایسا تو کبھی ظلم ہوا جب سے ہے عالم
ہو کوئی دم تیغ سے فزود ہو یہ غم

ہر زخم پہ ہوتا ہے فلک بخیہ و مرہم
زخم جگر فاطمہ دو تو سے ہری ہے

۶۰۵

دنیا کی حلاوت کا نہیں چکھا ہے ہم نے
ہوتا ہیں آج تک بستر تا جوری ہے

کیونکر نہ روو‌ین خون کے آنسو سے بھر آیا ن
کسطرح نہ بس غم سے شب و روز ہو نالان

گذرا ہے حبیب ولا د محمد پہ یہ طوفان
ماتم میں جنھوں کے ملک و جن و پری ہے

مرثیہ حضرت امام

کہتے ہیں رو رو کے زین العابدین
ہوا کدھر دادا امیر المومنین

مرتدون ذکر سند دین کو تسین
کھو دیا ہے سرنبوت کا نگین

پوچھے وہ مجھ دل ناشاد سے
جو ہوا ہے آج ہر جلاد سے

کر دیے جاک کا ر د سید اد سے
سب حروف و فقر شرع مبین

شانکی آیہ جنکی شان ہیں
حق تعالی کی قرآن ہین

انکو یہ لوٹا ہے کا اس میدان ہین
چادر او نہین ایک کے بر سر نہین

ہو گئے گل شمع دین وہ روسیاہ
پھرتے ہیں ہم وہ بدہ ہو کر تباہ

بازاو نکا گھر ہے جنکے مہر و ماہ
آ کے دروازے پہ گھستے تھے جبین

دار تو نکے سر ہیں نیزون پر روان
تن پڑے ہیں خاک و خون کے درمیان

بے سکان ہیں وہ کہ جنکو ہر زمان
سجدہ کرتے عرش اعلا کے مکین

ظالمون کے ہاتھ سے ہو بے وطن
آن کر پیاسا موا کربل کے بین

جو کوئی اس دھوپ میں پیادہ چلے
ساری منزل بیچ ذرہ دم نہ لے
درد ہر مظلوم ہو سکتا ہے غور
میری سی ہووے تعدی و ستم اور
ہووے جس کا ساقی کوثر پدر
یاد کر اوسکے تئین اس کا پسر
اب تیمی اپنی گو کوئی جتاسے
باپ میرا سا ہو جسکے سر پہ جاسے
دعوی مجھ دکھ سے اسی یکتائی کا
اسطرح دانہ ہو جیسے رائی کا
دل سے میرے پوچھیے صغرا کا درد
غم سے اکبر کے مرا چہرہ ہے زرد
دو دن کیا کوفیین دادا کو تلف
سر کیا نیزے پہ بھائی کا ہدف
ہو غرض عابد نہایت بیقرار

میری سی زنجیر ہو اوسکے گلے
اس مصیبت کی ہو قدر اوسکو تئین
پر وہی سمجھے جو کچھ ہو مجھ پہ جور
ہو وہ فرزند شفیع المذنبین
تشنہ لب تن سے جدا ہوا اسکا سر
روسکے ہو میرے ہو کر تہ نشین
وہ یتیم آفاق میں مجھسا کہا
جسکا نانا ہووے ختم المرسلین
تن ہو قیمہ جسکے باپ و بھائی کا
درد میرا مجھ سے گو ہووے یقین
آب پیکان ذکیا ہے جسکو سرد
سر کہین پیکر سے پہ جسکا دھڑ کہین
کربلا میں شکے الٹ بابا کی صفت
آفرین اس دین پر صد آفرین
کہتے جاتے تھے یہ رو رو زار زار

کچھ جو بس چلتا تو یہ تو تھا بھلا
مار بھی گر ڈالتا میرے تئین
ایسے جینے سے تو بہتر تھا کہین
درد دل سے میرے کون آگاہ ہو
بات دکھیا رونکی کب دل خواہ ہو
کوئی مجھسا ہو سو میرا سمجھے درد
چہرہ بیماری سے اُسکا ہوے زرد
ضعف کے مارے چلا اُس سے نہ جا
جب قدم آگے رکھے تب لڑکھڑاے
باپ کا سر سے پسر ہو بیکس بلکش
سامنے اوسکے ہو نہ وسکا قوم و خویش
راہ تو چلتا ہوا وسپر یون کٹھن
تازیانے سے کرین مجروح تن
راہ وہ لیجا دین جس مین ہو نہ آب
مانگ جو پانی مانگے وہ خانہ خراب

جا لپٹ جاتا گلے سے آہ مار
سامنے میرے باپ کے شمر لعین
جس مصیبت مین ہو نہین لیل و نہار
دکھ میرے کو کسکے دل مین رلا ہو
گو کسی کے سامنے کیجے ہزار
رہ گیا ہو اقربا کٹوا کے فرد
نے دوا اوسکی ہوئے تیمار دار
ہاتھ سے تھا بندھے سر زنجیر پانوے
راہ بیلوتے ہوا وسکو مار مار
اونٹون بیرنا موس تیچھے سینہ ریش
کھینچا جاتا ہو وہ اوسکی مہار
تسپہ رہبر کہے لا یعنی سخن
کھینچنے کو ٹھہرین گر تلو ون کے خار
تب چلین جب گرم ہو خورشید آفتاب
کھینچکر شمشیر اُسے دکھلا ہین دھار

اُسکا تو ایسا ہو کہا جو وہ تھا قریب | جسکے تئیں آئے فن ہو نہ کفن یا نصیب

طعمہ تیغ ستم جب کے ہوا یہ غریب | اُسکے کیسکو نہیں گو کہ کڑا ہو خیال

تیغ ستے تو عضو عضو اُسکا جدا کر دیا | سینس گئی تو دیکھیطرح تیر وفنے سکھے دیا

کاٹ کے خنجر ستے سر نیزہ پہ دھر دیا | اور تڑپتا ہوا تن گھوڑا ہو میں ڈال

سر کے تئیں کاٹ کر لیگئے جب شامیان | اُس تن بیجان پہ تیغ بہنون کی تھا

کیونکہ مرے سب پیٹ میں و آہ و فغان | موذی کا جو نشانہ ہو گیا محمد کی آل

آگئی کیا یک بیک طرفہ بلا اُسکو پیش | لیگئے سر اُسکا شام پا سر فرزند خویش

تھا نہ صفت عمر میں کیونکہ لبِ ریش | برچھی کا چھپا ہوا گیسو نکے اُسکے بال

یہ تو وہ بابک گنا ارا اُسکو وہ تن کفن | لیگئے ظالم اُتار خون بھری پیرہن

سو کھے ہیں حوصلے خاک پہ ہر بار ماں | آج وہ کالی ہوئی باغ نبی کی نہال

اہل حرم سے تئیں آکے غارت کیا | ہاتھ میں چھلے کی قسم سے کچھی رہنے دیا

جس سے پوشاک کی لباس اون کیونکر لیا | کرتلو پاک انکے ایک بچھو اڑا

گوش ملک تک گئی جسکی پہنچی صدا | زاری و الحاج پر اونکے نہ کی اعتنا

پیروے بھی باہر آئی اُسکے تئیں ساتھ | آگ دی خیمے کو پھر لوٹ کے مال و منال

ایک بھی چادر نہ دی جس کریں تھا | سر کھلے پھر ایک یون جوں سر افتاد

اُس تن بیجان نے سنکے یہ باتین کہا | کھانا نہ غم تو نور چشم تو نہین تھی خفگی کی جا

شکر کی ہو یہ جگہ ہو نہ شکایت کی جا | کسکو ہو اس امر مین لا و نعم کی مجال

تیغ ستم سے ہوا گو کہ جدا سر ز تن | اور رہی دشت مین لاش مری بیکفن

خوب ہوا جو ہوا مجھپہ یہ رنج و محن | حق کے آگے تو نہین آج مجھے انفعال

مرتبہ رکھتا ہو یہ جملہ مراتب پہ فوق | سر ہو امر اینے سے یہ نیزہ کے گلے مین ہو طوق

راہ مین حق کی مرین خویش برادر بذوق | اونٹو نپہ جاوین بیٹھ کر سب اہل و عیال

چھٹکے جو اس قید سو جاوے مدینہ کو تو | مرقد حق سے مری کہیو سب ہو بہو

لیجئے کہ تیر حسین جگ سے گیا سرخرو | نزد حق داورس خوب ہے اوسکا مآل

عابد محزون کو جب کہکے یہ رخصت کیا | اُن نے تب اُس لاش کے پانو نپہ بوسہ دیا

ساتھ جفا پیشونکے شام کا رستہ لیا | دیدہ پر از خون دل سینہ پر از صد ملال

ختم کر اے مہربان اب تو یہ نظم کلام | مرثیہ کیا خوب طرح تجھسے ہوا یہ تمام

حشر مین محشور ہو تو بجناب امام | مانگے جو کچھ اُس جگہ دینو ترا سوال

مرثیہ دیگر حضرت امام

رووے وہ آل نبی سے جسے محبت ہے | کرے وہ خاک بسر جسکو اُس سے الفت ہے

تدان شہ اسے بانو کی گود سے لیکر | بحرب گاہ گئے ہو سوار گھوڑے پر
کیا سوال ز سر گرد ہای آن لشکر | کہ کچھ بھی روز قیامت سے ہمکو دہشت ہے
کیا ہو آل محمد پہ تمنے بند یہ آب | کہ طفل ہی جو ہمیشہ کا پیاس بیتاب ہے
تم اس بچے کا تو گردن پہ اپنی لو نہ عذاب | سمجھ لو یہ کہ پھر اس کام مین ندامت ہے
اگرچہ آگے تمھارے گناہگار ہون مین | تمھارے کشتنی تیغ آبدار ہون مین
تمھارے سامنے عاصی اگر ہزار ہون مین | کہو تو اسپہ بھلا کیا گناہ ثابت ہے
خدا کے واسطے اسکو تو قطرہ پانی دو | پھر آگے قتل مجھے چاہو جسطرح کیجو
وبال مین تو گرفتار اسکے تم مت ہو | جو کچھ کہ قہر الٰہی کی تم کو غیرت ہے
دیا جواب لعینون نے شاہ دین سے نیر | کہ خوف ہمکو تو ان بانو سے ذرا بھی نہین
ابو تراب کے بیٹے یہ جان تو یقین | سخن قبول ترا اب بغیر بیعت ہے
یہ کہکر انمین سے ملت اک لعین نے او ویلا | کمان کو فاق سے سوفار تیر کا جوڑا
اور اوسکو کھینچ کر پھر سوئے شاہ دین پھینکا | کرو تو منصفو انصاف کیا قباحت ہے
وہ تیر حلق پہ اس طفل کے لگا ناگاہ | اور اسطرح کہ گیا پھوٹ اُس سے بازوی شاہ
یہ حال دیکھ کے چپ ہو رہے وہ بھر کر آہ | پھر آئی خیمہ مین لی اسکو یہ حکایت ہے
یہ حرف گود مین بانو کے دیکے فرمایا | شتاب بے کہ مین سیراب اسکو کر لایا

۶۱۱

[illegible]

پہ آب خنجر دی ہو جو کچھ پیاس کی لذت
ظاہر میں جو دیکھو تو نہ شربت تلخ ہو یہ آب
خوش طالعی اُنکی ہے یہی اُسکو جو ایسا
یا رب یہی کہتا ہے مجھے بہر جنت
زخم دم شمشیر ہے تن پہ در جنت
القصہ یہ شقی وسلے یہ کہتا تھا وہ سرور
آتے ہیں مخالف کا لبِ آب پہ لشکر
یہ سنکے خبر دار ہے بولے شہ ابرار
اُن نے کیا عرض کہ اے دین کے سالار
آگے یہ روایت ہے کہ جسوقت ہوئی شام
ہوا امر تو پہنچو یہاں با خفا شہ عظام
القصہ وہ حاضر ہوا و حکم شہنشاہ
یہ قوم ستم پیشہ تیری سخت ہو بدخواہ
جسوقت پکارا کے رہیں خیمے میں یہ
خاطر میں جو اصرار کبھی جا اُدھر کو

سمجھے یہ ہی ساقی کوثر کا جو ہو نور
شیرینی باطن ہو وہ قسمت میں نایاب
کب انکے نصیبوں میں ہو جو نعمت کہیں
اب وہی قدم تیرے ہا کو زینت
خنجر کی رگ حلق پہ ساغر کی قسم
نا گاہ خبر دار نے دی یوں خبر آکر
اس قصد پہ تا پانی کو کرتے لیے محصور
اس فوج کا تو دیکھ یہ نشان کون ہے
تبرائیں رہا جی کر اسے بولے ہے جو
بھیجا شہ ابرار کو تب حرنے یہ پیغام
کیجیے عرض مجھے خدمت عالی میں منظور
ہوا یہ تصدق ہو کہ جان بنی اسد
سمجھا یہ تحصین کے ہیں کثرت میں فرد
ابتر ہے تری حشم میں گویا نہ شہر دن ہو
ورنہ اثر جو ہو کہیں تو آج ہوت یہ مقصود

[illegible]

مرثیہ دوم حضرت امام

پیرو کی یہ بات کی لازم ہے نگاہ

بولے شہ دین آل نبی کی ہوئین چاک
آگے یہ لکھی ہین کہ جو خیمہ ہوا برپا
سمجھے اہل حرم جتنے انھین پاس بلوا
اس دشت مین اپنا ہین کردن خدا سے
ہے دوست مرادہ جو ہے اس امر مین صابر
رو رو کے یہ سن لگین زینب و کلثوم
جس روز سے ہون تم سے دیدار سے محروم
گر تو نہ ہو دنیا مین تو کیا جیکے کرینگے
ہر آن تری یاد مین رو رو کے مرینگے
بولے شہ دین اسمین بس اپنا نہ چلیگا
سر شہ سے جو کاٹیگا تو وہ نہ ٹلے گا
تمارے سر کٹنیکے بعد انھین ہونا
مت وتم ابھی سے کہ تمہین آگے ہے رونا
جیونگا سو دیکھیگا جو کچھ ہوئے باہم
سجادی کو رووگی کہ بیچینگے ہر اک دم

بہتر ہے کہ خیمہ کرین اسجا بہ دستور
اور خیمے مین داخل ہوے شہ گھڑی اسجا
بولے کہ خدا کا مجھے آیا ہے یہ منشور
جاؤ نہ مدینے کی طرف لیکے تمہین یہ
تم رہیو جدا اسکی مین سب گھر سے مسرور
وہ روز ہے جو فرصت شب و روز معدوم
اور طفل ترے تا ہم یتیمی ہی مین معدوم
ہم درد جدائی کا ترے کیونکے کہینگے
پڑ جائینگے پھر آنکھوں مین اک گنا سو
یہ امر کسو طرح سے ٹالا نہ ٹلے گا
کیسا ہی جو کاٹیگا اگر کوئی مقصود
بعد غنیہ تمہین شیشہ کے ہاتھون سے ہونا
کرنا مصیبت کو مری تا لب گور
رونیکے سبب ہین بہت اونکا جگر
وہ وقت قریب آئیکے پہنچا ہے نہین دور

[illegible]

بہت نازپروردہ نہیں چھٹی یہ رنگی
نہ طاقت ہے کہ جھیلے درشت اب سکو سہنے کی
مری فرزند اور بھائی زیر تیغ سب آ لیے
کروں گا کیا میں اب جیکر بہت تن جگر کھائے
سکینہ شکے یہ رو نکلی بابا کے لگ چھاتی
جو یہ ہوتا تو یہ دکھ کا ہیکو میں دیکھنے پاتی
سبب کیا ہے کہ جاتا ہے بہانسی پھر نہیں آتا
جو اسکا تن اٹھا لاتے سو تم تو سر نہیں آتا
جو کوئی ہے تمہارے گرد بیٹھا آج روتا ہے
مجھے ظاہر میں اس حالت سے یوں معلوم ہوتا ہے
نہوگے تم تو کیا جانے کدھر سب در بدر ہونگے
کسی کے چشم انکے حال پر کاہیکو تر ہونگے
اسی اثنا میں لے اصغر کو اپنی گود میں بانو
یہ بچا پیاس سے مرتا ہو لا پانی کہیں سے دو
یہ سن اصغر کو شہ کاندھے لگا میدان میں لے

کہاں تاب اسکو ہے کسو کی سخت کہینگی
جو اسکی سانس ہے سو لب اسکی کنارہی ہے
خدا کا امر جو کچھ تھا وہ سب ملکر بجا لائے
مجھے رخصت کرو جلدی سے تم اب کہی رہی ہے
کہاں اب بھائیونکی ساتھ ہی مجکو بھی موت آتی
عجب سو قت ال اوپر مرا احوال طاری ہے
مجھے باعث بتاؤ تم وہ کس خاطر نہیں آتا
تجھے میں دیکھتی ہوں گرد ان اسکی تن پیارہی ہے
جگر کی خون سے ہر اک مژہ اپنی ڈبوتا ہے
کہ تم باہر نجاؤ آج کا دن تم پہ بھاری ہے
خدا جانے کہ کسطرح پہ یہ اور کسکی کدھر ہونگے
یہ جو روتی ہیں تم بن کسکو انکی غمگساری ہے
لگی کہنے یہ رو رو کے اس سالار دو جگ کو
کہ اب شدت سے اسکو تشنگی کی دم شماری ہے
صف اعدا کے آگے جا زبان پر یہ سخن لائے

[illegible]

٦١٤

[illegible]

[illegible]

تری ماں رو رو کیوں پھوپھیوں کی آکے تلملاتی ہے | ترا حلق انکو ہر دم کھول کھول اسکے دکھاتی ہے
سیر اپنا کلیجہ پیٹتی ہے اور اُن کو بتاتی ہے | کبھی تم کو یہی شاید جو بابا کو آہ و زاری ہے

پکڑو را کسکا اب مجکو کہیگی ماں جھلانیکو | کسی لادینگے بدلے تیرے لوری دِ سلانیکو
گیا کیوں چھوڑ تو مجکو غم اپنے میں رُلانیکو | مجھے بھی ساتھ لیتا جا سکینہ مجکو پیاری ہے

بہن کس طرح جیویگی بتلا اے مری بھائی | تری بدلے ہے مجکو آچکے دن کیوں نہ موت آئی
کھلا دیگی کسی کو دیکھ لے اب تیری ماں جائی | ترے بن ایکدم بھی زندگی کا مجھ پہ بھاری ہے

عوض تیرے جو پھانسی آچکے دن کاش مین جاتی | تو اتنا کاہیکو غم میں ترے میں دُکھ پاتی
طرح اُنگاریکی دہکیگی میری اب چھاتی | جلایا جس نے تجھ غم میں مجھے وہ کون ناری ہے

غرض رو رو سکینہ اسکی ہمت میں کہتی تھی | سیر اپنا پیٹ کر ہر لحظہ آہ و سرد بھرتی ہے
یہ جب حالت ستم کرد لیکہ اسکو گذرتی تھی | کہ جسکی شرح لکھنے سے زبان خامہ عاری ہے

یہ تو نے مرثیہ کہکر جو اے سودا پڑھایا ہے | حدیث میں نبی کے پر کرم سبکو سُنایا ہے
نہ تنہا اپنی خاطر جنان میں گھر بنایا ہے | جگہ جنت میں سب کیواسطے تو نے سنواری ہے

مرثیہ حضرت امام

کہے ہے فاطمہ رو رو کے یا رب یہ کیا حال | کھو گیا ہے مرا کربلا میں پیارا لال

سر حسین جدا جب ہوا ہے خنجر سے
جو کوئی آدمی ترا خویش و اقربا گھر سے
جو ہو تو باپ معصوم کا بیکو لڑتے
سب غزات اس طرح پیاسے کیون مرتے
مین غم دیکھ کے اکبر کے بیقرار ہوئی
بہت مین غصے آنسو کے زار و زار ہوئی
بتا دو مجکو کہ اب ڈھونڈھنی کہان جاوٗن
سوا تمہارے کسی حال نیا دکھلاؤن
بیان کرتی ہون ہر وقت مین سمجھا کر
نہین بیٹنے کی جب تک ملین آگو پھر
اب ستم تو ستم کر چکا فلک بدخو
نہ رودون کیونکہ مین اپنے ستم سیدنکو
کہا یہ حضرت زینب نے ہائے بھائی
فلک نے کیون یہی حالت مجھکو دکھلائی
نبی کا لخت جگر اور علی کا نور العین

خطاب شہ سے تن نازک کیون پڑا ہے
یہ کیسو خستہ کے کیون ہین بکھرے بال
مدینہ سے قدم آگے نہ کبھی دھرتے
ہر ایک جا تمہیں کیون اب نکال
گلے سے تیر کی اصغر کے بیحال پڑا ہوئی
پڑی ہین دھرے فرزند زمین گل کوشمال
کہین رو رو کہ کیون ہین تم سا لاؤن
کدھر گئے وہ مرے تشنہ لب اطفال
اگر ہزار تسلی دے کوئی مجکو پہ
کسی کے کہنے سے دل ہو نہ جائیگا یہ ملال
کہ بچہ خون مین دیا کسی لہو کو ڈبو
کہ ایکبار ہوے سب وہ آل عیال
مین کیون ساتھ ترے آج قتل مین آئی
کروںگی کیونکہ بسر زندگی مین اب سال
حسن کی جان کا امن اور سید دلکا چین

پالونگا کس سےمیں کہ گھر سبط رسول اللہ کا
پوچھیگا ہر ایک مجھسے حال ابن بو تراب
کب تلک ہو دل مرا ابن آتش غمسے کباب
گرچہ مرنیوالوں سے مجھپر مصیبت ہے شدید
لیک ہین کس مصیبت مجھپے پیش زید
راہ خارستان پر وہ تیغ کے میرے پاؤن
بیٹھکر کانٹا جہان کھینچون ملی آہی چھالون
ڈالی ہر ایک ہاتھین ان ظالموں نے سنگری
طوق بھاری تھے اذیت کی تھی مجھکو اس گھڑی
ظاہری اور ایذا ان کا تھا یہ مجھپر عذاب
طعن و تشنیع انکا کرتا تھا جگر میرا کباب
تھا نہ خنجر ظالموں سے چین دلکو ایک پل
وہ مصیبت ہے میری تھی غرض انکی کی
سو طرح تھے دکھ دشمن جانی مجھے
ڈالتے تھے خاک پر کھلا کے وہ پانی مجھے

لوٹ لیکر ظالموں نے پھر دیا خیمہ جلا
سرگذشت اسکی ہی دونگا اب میں کسکو پتہ
کاش کھا جاتی مجھے بھی میں شمشیر بلا
ہاتھ سے ان ظالموں کے جو شامی ہیں پلید
پیادہ پا وحیو لیکن سو آفات کا کربلا
نے درختونکا کہیں سایہ نہ تھی گالو
لاکھ کانٹا ٹوٹکر رہ گئے تلووں میں گلا
پاؤن میں زنجیر تھے ان لعینوں نے جری
جس سے میں ایک آن لیٹ نہ سکتا تھا ہلا
باطنی ایذا جو مجھپر ہے سو اسکا کیا حساب
سو طرح سے بات انکی میں تھا دل جلا
ہر سخن سے شقیونکی جاتا تھا اسینہ جل
طرح آنکے مجھے روتے ہی تھے دن ڈھلا
تشنگی کی جسگھڑی ہوتی تھی طغیانی مجھے
مار کر پیاس اپنی رہجاتا تھا ہر دم تلملا

اُسکا ہوتا ہے تو جس تک گرد و لایا باہ
شیوۂ احسان سے اپنے نہ وہ پھر کر چلا

ختم اے سودا کر اب تو یہ کلام جانگداز
ہو دیگا کیا جانیے اس امر میں کیا چیز راز

مختصر بہتر ہے یہ قصہ نکر اسکو دراز
اس سخن سے آب ہو آنکھوں کی رہ دل یہ چلا

مرثیۂ حضرت امام

کہتی ہیں بانو یہ سر کو اصغر اسیر کر گئی لو
ہای ہای دردا و دریغا گود وہ خالی کر گئی لو

جس کا رن لاکھ طرح کی دکھ بھر بھر میں گئی لو
ہای ہای دردا و دریغا گود وہ خالی کر گئی لو

بانہ سر ہای شام سو اسکو کہتی تھی ہیں صبح ملک
اس خطر پیشیا پر گردن تکیے پر سے جا پڑی ڈھلک

یوں سوا سو میں اسکے میری پلک لاگی پلک
ہای ہای دردا و دریغا سو بچا یوں گئی لو

ایسا بیٹا جا کے جسکا نسب ہو یوں اظہار
باپ چچا میں تو اسے جیو نکا ہو سالار

ماں کا اسکے خنجر ہی سو حق کو تر کے مختار
ہای ہای دردا و دریغا وہ پیاسا مر گئی لو

آٹھ پہر تھا مجکو اسکی فکر شادی کے ہونیکا
چین عجب تھا دلکو میرے ساتھ اسکے سونیکا

فرزند شرف تھا مجکو بھی لطف سے اسکے ہونیکا
ہای ہای دردا و دریغا جیم کا اقرار گئی لو

جس کروٹ نیند آتی اسکو اس کروٹ میں سوتی تھی
ہای ہای دردا و دریغا وہ چھاتی بھر گئی لو

کیا میلا دیکھکے اسکا دل چاہی تھا روتی تھی
آب خنجر ہاتھ آئی کہیں تو مل کر بہو دیتی

اب جو چاہوں تو ہو اسکا ایسے کو پہنچوں
ہای ہای دردا و دریغا سر کی بھی چادر گئی لو

[illegible]

مرثیہ حضرت امام

کس نے مارا تیرہ ایسا کہ بول اٹھی سیکول
ہای ہای و درد او دریغا بھال نکل اودھر گیا

بو ندری تیری خاطر اور دریا میں بہتا تھا نیر
ظلم کہیں بیکھا ہی ایسا مانگتے پانی مارا تیر

تیری بدلی پیاس کے مارے پیاسے ہوا تقصیر
ہای ہای درد او دریغا کاش مین یاد رکھو لو

قسمت ہی کی تو آلی ذوآل محمد کو گھیرا
دو جہان کو جاہی کوئی ہی آب تہا بن بہترا

ڈھونڈتے تشنہ کو پانی کو پیارے پیاس کے مارے گیا
ہای ہای درد او دریغا تن سے نکل ہاہر گئے لو

کس انکھون دیکھونگی خالی بھر کے بچے مین گھر کو
کیا چھوٹ گیا ٹرے سبھی سے وداع گئی مجھ مادر کو

منہ سے سیتے اپنا بیٹھی وقتی تھی کیا اصغر کو
ہای ہای درد او دریغا سنتی ہون اکبر گیو لو

دریا دل جتنے تھے میرے کس سے کہیے یا غضب
مو تکی چڑھ کشتی پڑ ڈوبی بن پانی ہاے سب

بیٹونکی جا بنتا تھا ہی سیر و لیر یخ و تعب
ہای ہای درد او دریغا بیٹی کا شوہر گیو لو

مجھ دکھیا بن کو ن ہی دو ستم سے یون پامال
کسکے سر پر فلک نے ایسے ظلم کو تو دے ہین ڈال

بیٹونکو غم کی صورت خویش کی شادی کا چال
ہای ہای درد او دریغا سہرے کے دن گئے لو

بیاہ تیرا ایسا دیکھا ہی آگ کسو نے عالم مین
جا ہی بیا ہنیکو نہین بنی کو بھلا ماتم مین

لوگ تم کو سب کہتے ہین دور و کرون یا ہم مین
ہای ہای درد او دریغا بنرے کیا گزرے لو

ٹکڑے ٹکڑے تیغ جفا سے بیٹونکا دیکھون بدن
شادی وا مادکی گویا تو ہوے بھر کر بھری لگن

خاک اور خونکی بیچ وہ ظالم ڈالگئے سا ہی کا تن
ہای ہای درد او دریغا سیر پر تڑھر گئے لو

[illegible]

[illegible]

جو یہ جان اس میں تڑپتا ہے اسکو نہیں ہے کوئی تن
تیغ بلا سے بچا جو کوئی عریاں اسکا ہے یہ بدن
جسکو دیکھو ضعف سے انمیں جان ہے یہی الت
پیٹ بھرے ہیں کچھ میں جسے سم کھا کر اپنا خون
پشت شتر پر ہر اک دن دھوپ میں ... کا ...
انمیں بیکس پیاسے کی خاطر تڑپے ہیں جیسے بسمل
پیادہ پا جاتا ہے انمیں وہ اسکے بدن پر تپ ہے شدید
اسکے بھی جینے کی ہرگز اب کسیکو ہے امید
دھوپ میں پیادہ پا ... جاتا نہیں چلی ...
ہو لیا کچھ اس قدر کا ضعف سے ساری جان تباہ
ظالم کو اس پر جتنا کہو اس سے بھی زیادہ ہے
درد والم سے ہو رگ رگ اسکی ہر لحظہ آمادہ ہے
وہ جو ہو تو آب ہو پیادہ پیچ و تاب ہے یہ جسم
اسکے یہ حالات گرد دیکھو غضب ہے ...
چین نہ اسکو ذرا آرام نہ اسکو روز و شب

رات کو وہ شبنم میں ...
پیادہ تک ... ایک ... ساری
فاقے پر جو فاقہ انکو ... میں اب ...
اشک آبا ... جو انمیں ...
روتے طفلاں کو ... انکو ...
ہو سکے نزدیک ... جا انمیں بیماری
... بس ... اسکو ...
الغرض کیا ... وہ ...
جو ظلم آ جاتا ہے جو ...
پھر ... رنگ اسکا ہو زرد ...
شامی گھوڑوں پر ... وہ ... پیادہ ہے
تپ کی شدت اور اسکا عشق ...
جب ... خلق ہو ... ظلم ...
... کلیجوں ...
منزل چلنے کا اب ... تمام

[illegible]

مرثیہ حضرت امام

کہیں فاطمہ بنی اور بی کہو میں رو دن کیا کرون
مرے سر پہ یہ جفا کہو میں رو دن کیا کرون

زہے اسکے [illegible] کہو میں رو دن کیا کرون
مری داد دیو تا خدا کہو میں رو دن کیا کرون

ترا غم [illegible] کر گیا [illegible] کا گلا
ستم و جفا سے کربلا ستم فلک [illegible] بلا

مرا تن [illegible] جلا
مری داد دیو تا خدا کہو میں رو دن کیا کرون

کرو غور کوئی ایکدم [illegible]
حسین کا [illegible] یکہ قلم

کرون صبر اگر ایک غم [illegible]
مری داد دیو تا خدا کہو میں رو دن کیا کرون

[illegible]
بدن اسکا زخم [illegible] غضب [illegible]

اگر اشک کا [illegible] فلک سے عبور ہو
مری داد دیو تا خدا کہو میں رو دن کیا کرون

[illegible] فلک [illegible] رہا
مرے [illegible] دم ہوش [illegible] کہا

رو دن اسقدر [illegible]
مری داد دیو تا خدا کہو میں رو دن کیا کرون

نہیں [illegible] کہیں [illegible]
نہ کفن [illegible] خاک [illegible] رو دو

بدن اسکا [illegible] جگر [illegible]
مری داد دیو تا خدا کہو میں رو دن کیا کرون

اگر اسکا [illegible] جفا نہیں [illegible]
نہ گور [illegible] خاک [illegible]

کرین [illegible] اسکی [illegible]
مری داد دیو تا خدا کہو میں رو دن کیا کرون

[illegible]

[illegible]

نہ دوا غذا سے ہی کوئی تھی یہ حفا ہیں بکھیہ پیش آ کے	مری داد دے تو خدا کہو میں وہ دن تو کیا کرون
گئی بھائی ہاٹی میں اسکے بل ہوئی خاک خون سے تر لگے	کہو کس سے پر جواب اسکا دل نہیں چین اسے بھی کیا
گئی تلووں میں لپٹے جلے چھل اگر آنکھوں میں تیرے تل	مری داد دے تو خدا کہو میں وہ دن تو کیا کرون
جو میں روز و شب دا کرون تو جنت میں مشغلے کیا کرو	جنھیں دیکھ کر نظر وہ دون جہا نہیں ہے عرق
جو امید آنکھ سے رکھون کہ کچھ اور انھوں سے کام لون	مری داد دے تو خدا کہو میں وہ دن تو کیا کرون
فلک ایسی یہ جفا کرے جسم غم سے سارا ہاکرے	پس مرگ وہ بھی دا کرے اگر اسکی گل بجا کرے
سبو پہ سبو تو پر سا کرے بہی ہاتی اسکی صدا کرے	مری داد دے تو خدا کہو میں وہ دن تو کیا کرون
غرض اب میں کیا کہون کرو وہ الم کا آگے یہ ہو بیان	کہ زمین سے تا بہ آسمان سبھی پیٹتے تھے سر و جان
پدر آ گئے فاطمہ حسن تا کہیں بیٹھ کے بد خو لعن	مری داد دے تو خدا کہو میں وہ دن تو کیا کرون

مرثیہ مخمس ترکیب بند

گیا میں صبح جو با چشم اشکبار افسوس	کہا کسی نے گیا کیون ہو کے زار افسوس
میں تجھ لا اسلیے کرتا ہوں رو کے یار افسوس	نہال عمر کہ بر گشت غم سے تا بار افسوس

اگر گریہ نہ سبز صد ہزار افسوس

وہ پولا تخم عمل چاہیے جس طرح سے ہو	تو سبز ہوئے اسکے امید دل سے کہو

[illegible]

بجز خدا کے یہ بندہ دکھ اپنا کس سے کہے	اگر کہا پہ ہو دکھ مرا تو وہ نہ سہے
مین اور دیکھون کہ بیکس ترے یہ خون بہے	تری بدن پہ ترا سر تہ تیغ کین رہے

سر اپنا دیکھون تن اپنے پہ بے قرار افسوس

دکھ اپنے دل کا کہون کس سے اے پدر ہیہات	کوئی رہا ہی کہون جس سے سوز دل کی بات
کٹے گی کس طرح اس داغ سے مری اوقات	ہے قریب تری قتلگہ سے آب فرات

نہ تیرے حلق مین پانی کی پہنچی دھار افسوس

یہ زخم ناوک دل دوز ہین ترے تن پر	کہ نہ فلک پہ ہونگے اسقدر اختر
جگہ کوئی نہین ثابت جدھر پڑے ہے نظر	مین دیکھون تجھے جی اپنے ترا یہ حال پدر

کہ تجھ بدن سے ہو پیکان تیر پار افسوس

ہوئی ہی کس مصیبت زیر چرخ کہن	کہ بعد مرگ کیا ہو نہ اسکو دفن و کفن
یہ گرد و خاک مین لوہو بھرا پڑا ہے بدن	بتا مجھے تجھے یون کیونکے دیکھین یہ نین

کہ تیرے تن پہ کفن کا نہین ہے تار افسوس

ترا تو اے پدر اس دشت مین یہ پہنچا حال	دکھا دین کسکو گذرتا ہی ہم پہ جو احوال
کرو طرح کی آفت ہمارے ہے دنبال	عجب طرح کی مصیبت مین ہین ترے اطفال

نہ شامیان ستم پیشہ نا بکار افسوس

٦٢٣

مرثیہ مخمس ترکیب بند

ابرو نکو اٹھا ہے آج کس ارونکے بیچ
ساغر خون جگر چلتا ہے بچوارونکے بیچ
خاک سیر کر دی دست اشقیا رونکے بیچ
کہر گیا باغ رسالت کا وہ گل خاروں کے بیچ
یعنی ابن ساقی کوثر ستمگاروں کے بیچ

ابرو ییگا سدا جو بہن جسکے جام
ہوشیار دست سیر خاک ڈالینگے مدام
ساقی کوثر کا بن پانی ڈوبا یا گھر تمام
جیسا اہل قبلہ نے جفا در ہوا یار وہ کام
الحذر جس کام سے کرتے ہیں کفاروں کے بیچ

نور چشم مصطفی سے یہ امت کا معاش
خویش نہ فرزند ونکا اسکو پایا تن پاش پاش
بھائی کی اسکے تڑپتی ہے لہو میں پا پہ لاش
اب تنہا جس طرف کرتا ہے پانی کی تلاش
تیر باران ہے سیہ ہو سو کمان داروں کے بیچ

فاطمہ کہتی ہیں رو رو نالہ و فریاد سے
بیستم پایا ہیں بچہ نے شاہ ظالم بیداد سے
یا نبی تم نے پوچھو محشر میں اس جلاد سے
تشنہ لب مارا گیا ہے گردن اس بیداد سے
جب حسین بیکس کوئی گنہگاروں کے بیچ

ہم گواہی دیجیو جس دن ہو تجھ سے داد خواہ
داد میں کچھ نہ چاہوں بس یہ کہوں بار الٰہ

۶۲۵

صبح ہوتی ہی تو پہچا دو شہید انکو کہ سوار
راہ چلواتے ہیں پھر اُس ناتوان کو بار بار
کہتے ہیں عابد کو لے چل وہ لعین نابکار
جانتے اتنا نہیں ظالم کہ اُٹھونگی ہمار
کھینچنے کی تاب کب ہوتی ہی بیمار کو ہیچ

کر دیا ہی ایک تو بیماری نے اُسکو بسمل
جبر ہی اُسکا اب کرو مشکل کو اُسکی کو حل
قطع منزل سے نہیں ہی چین اُسکو ایک پل
کیا یہ مشکل ہی کہ وہ ملعون کہتے ہیں چل
اور چل سکتا نہیں ہی راہ وہ بیمار کو ہیچ

ایک تو تو ہی وہ بیمار مریض غریب
کیا دوا کا ذکر ہوا اور کیا ہی مکر طبیب
دوسرا اس حال پر ہو مصیبت نصیب
آہ کا قطرہ جو اُٹھتے مانگا ہے تو عجیب
کہتے ہیں ہاں سب تلواروں کی دھاروں کی پیچ

طعن و طنز اُنکی وہ سنتا جاتا ہی مجبور ہار کے
پانو کے لوہے میں اُسکے ڈوبتی ہیں خار کے
بیٹھتے دم بھر بیٹھ نہ پاتے تلے دیوار کے
کیا گذرتی ہوئیگی کہو اُس بیمار کے
جسکی بیماری کو کچھ لے لی آزاروں کی پیچ

دیکھو مستورات کو دھارس بھی لیا ہیں
جتنے وارث تھی ہوئے وہ لقمہ شمشیر ہیں
لیجلے ہیں شام عابد کو اُنہیں ایذا دیتے ہیں
بچ رہا ہی قتل سے جو شخص تنہا ہیں
سو وہ کچھ حالت ہی اُسکی اُن افگاروں کی پیچ

٦٢٦

حسینا تھا جو میرے دل کا آرام
چلے ہے اُسپہ تیغ خون آشام

یہ یہ غم ہے کہ نہوئین ہویون تمام
محمدؐ سے کی اُمت اور یہ کام

قاہا تم آہا تم آہا

سر اسکا خنجر کین سے جدا کر
وہ ظالم لے گئے نیزہ پہ چڑھا کر

لہو مین رہ گیا تن تلملا کر
کرین یہ کچھ تری اُمت کہا کر

قاہا تم آہا تم آہا

نہ تھا عالم مین کچھ پانی کا توڑا
پر اُسکو نے بہت پہنچا نہ تھوڑا

نہ قطرہ حلق مین اُسکے نچوڑا
یہ دنیا کے لیے منہ دین سے موڑا

قاہا تم آہا تم آہا

تھا اُنکو حدیث من ر آ نی
ہوئی کیا خواب غفلت کی کہانی

نہ آیا رحم دیکھ اُسکی جوانی
دیا ذرہ نہ وقت ذبح پانی

قاہا تم آہا تم آہا

نواسا جس کو پیغمبر کا جانین
کرین عضو اُسکے نیزونکے نشانین

لگین سر اُسکا آگے وہ کٹانین
مسلمان ہوکے بات اُسکی نہ مانین

قاہا تم آہا تم آہا

یہ عرف اے مہربان سرور تو جسدم
گلے آپس مین لگ از شدت غم

سنتے شیر خدا کے منہ سے پیہم
یہی کہتے تھے رو رو تشکل شبنم

قا ہا تم آہا تم آ ہا

مرثیہ مخمس ترجیع بند

دلسے جو پوچھا مین کیون نہین ہے مجکو چین
تشنہ لب مارا ہے شقیون نے نبی کا نور عین

یون لگا کہنے وہ مجسے کیا کہون تجسے مین
جسطرف دیکھا جہان مین ہے یہی شور و شین

واحسینا واحسینا واحسینا واحسین

جسکو دیکھو بھر رہی خون جگر سے ہر پلک
آج ماتم ہو رہا ہے زمین سے تا فلک

خاک سر پر کرتے ہین مومن سبھی کافر ملک
سینہ کہو کوٹتے ہین آدم و جن و ملک

واحسینا واحسینا واحسین

تن تو اُس کا رزمین ہے آلودہ گرد و غبار
اہل بیت او ڈہونڈہتے گرد اُسکے ہین بے محمل سوار

سر لیے جاتے ہین نیزے پہ لعین نابکار
ہر قدم کہتی چلی جاتی ہین رو رو زار زار

واحسینا واحسینا واحسین

اس سفر کے دیکھیے عالم ہو گیا زیادہ کا

کچھ بجز خون جگر توشہ نہین ہے راہ کا

لٹ گیا ہاتھ سے انکی سلطنت کا تاج و تخت اک یہی کہتا ہے اگر کوئی کچھ انکو ہو کر سخت	ہیں تماشائی ل خزاں میں جو چمن گل درخت بولتے ہیں یوں جگر کی آنکھوں سے بیکار بخت

وا حسینا وا حسینا وا حسینا وا حسین

کیا کروں میں اب انہوں کی بیچارگی کا بیان خواہ انکا دوست ہو خواہ دو خواہان جان	کچھ نہیں ہے فرق ہرگز نیک ہو کچھ دو بیان سامنے آجائے کوئی [illegible]

وا حسینا وا حسینا وا حسین

پھر جو ایسے پوچھی جب مقتل میں اولاد رسول خاک ڈالی سر پہ اپنے اور ملکر سینہ ہو ملول	دیکھا زینب نے سو لاش فرزند بتول پیٹ پیٹ اپنی شریعت کہا ہو کر ملول

وا حسینا وا حسینا وا حسینا وا حسین

پھر کہا یوں آ کر زینب نے شہ کے تن پہ ہیں ہائے بھائی دیکھو نہیں کن آنکھوں سے ہو تماشا	وا دریغا ہر زخم ہیں تیرے پہ [illegible] اب یہی کچھ ہو گی [illegible]

وا حسینا وا حسینا وا حسین

جس نے نانوں کو شادی ال ... کا تھا بشر شاد ہوتی تھی عرب میں دیکھ پیارے بشر	دولت کونین نہیں کے تیری کو بشر یاد کر کا حشر تک ہو لیتے ہر سو بشر

وا حسینا وا حسینا وا حسین

ہزاروں کھینچ تلواریں مقابل ہو دین تنہا ہے — اگرچہ ظلم جسپر ہو لا ساری دنیا سے

خلعت ساقی کوثر کا محمدؐ کا نواسا ہے

گیا چوپایہ گھر اپنے جنگل سیر کر سارا — پکھیرو آشیاں پہ پہنچا ہوا ہیں جبکہ بیچارا
بیاباں میں گیا اسکا ہوا ہے گھر کا گھر سارا — نہ پہنچا جو وطن اپنے وطن سے بچھڑے آوارا

خلعت ساقی کوثر کا محمدؐ کا نواسا ہے

پیمبر دو نہیں مارا کسی نانا کی امت نے — کسی نے بھی کہیں سنتے کسے نانا کی امت نے
بتا دو اسکو مارا ہو تسے نانا کی امت نے — کیا ہے قتل دنیا میں جسے نانا کی امت نے

خلعت ساقی کوثر کا محمدؐ کا نواسا ہے

کہیں ہیں روتا ہیں یہودی اور نصرانی — رہے تکفیر میں ہم تو زراہ نامسلمانی
یہ کرتب انکے ہیں جنکو ہو دعوا مسلمانی — سمجھتے ہو یہی کون آج مارا جسکو بے پانی

خلعت ساقی کوثر کا محمدؐ کا نواسا ہے

زمیں سے نقش پا کی خریدا عیسیٰ کا جسم — سر پر خاک کرتے تھے ہماری قوم کے ہمدم
کوئی پوچھے انہوں نے جا کی امت میں کیا ہو گیا غم — یہ ڈھونڈھا چاہتے ہیں جسکا تن ہے بے کفن پرہم

خلعت ساقی کوثر کا محمدؐ کا نواسا ہے

مسلماں ہیں جسکی ماں پیمبر کی جائی — عطش سے کی تڑپتے تھے بھی نہ بجھوائی

غرض ہے سو اب یہ بیگا نہ سب ہین تحقیق
ہوا افسوس ہین نہ بھی جو تھے دو دنکی امت مین
کہا کر مرثیہ حسینؑ کی دائم محبت مین
شفاعت کو ترسی کریگین روز قیامت

خلف ساقی کوثر کا محمدؐ کا نواسا ہے

مرثیۂ مخمس ترجیع بند

یہ زینب شہ سے کہتی تھی ہمارے بادشاہ ہو تم
نہ جاؤ رنگو بتیماندگان کے آسرا ہو تم
کہا اسکو اونکو نکے واسطے اب میری جا ہو تم
جنہین نانا تھا سو تو مر چکے جیتے بنا ہو تم

خدا کیواسطے زینب مرا جینا سچا ہو تم

گو اک طرح سے اسکو اپنی زندگانی ہو
کہ جسکے گھر یہ یون اہل ستم کی میزبانی ہو
وہ ہو دین قتل جو ہر اک محمدؐ کا نشانی ہو
تمہاری جا پہ مجھپر ہی اب مہربانی ہو

خدا کیواسطے زینب مرا جینا سچا ہو تم

جو میرے سیا ہے جلے گئے آکے مدینے سے
سو مر وہ خاک مین محروم ہوا انکو پینے سے
تو تیغ پین وہ پالا مین لگا کر جنکو سینے سے
کوئی یہ زندگانی ہے کہ مر جیتے ہیں جینے سے

خدا کیواسطے زینب مرا جینا سچا ہو تم

مدینے کیطرف جینا مین اب کس منہ سے جاونگا
ترے تیغ اقربا کر دا کے کیسکو منہ دکھاونگا

٦٣٠

پہونچتے ہین کوئی دم مین خیمہ جلانیکو
پھپھیکا ابھی سب ڈھونڈتے ہین گھر لٹانیکو
نہ چادر چھوڑینگے سر پر تمہارے منھ چھپانیکو
مری بانو جو ہوتی ہو تو یہ دن کہ دکھانیکو
خداکے واسطے زینب بیٹا بچا ہو تم

یقین کر جا تو ای خواہر انھیں کب ہین اقبال
تمہین سمجھا ستمگر کی یہ نیت دیکھیں کیا حال
پیادہ آگے عابد کو کرین نظارہ ہر منزل
بھلی بحرمت ہی اس کی جو ہون اس تاگنا حال
خداکے واسطے زینب مرا بیٹا بچا ہو تم

جسے تکنے دیکھنے سوا ایک پل مجھکو تھی سیری
سو اس دشت بلا مین ہو گئے وہ خاک کی ڈھیری
مجھے کیا زندگی لازم ہوا اب عمر بس بیتی
اگر تم رہ دنیا مین رکھو ہو آبرو میری
خداکے واسطے زینب مرا بیٹا بچا ہو تم

کرو انصاف تک دل مین بھلا کسطرح جیون مین
برستی دیکھ فرزندان پہ تیغ جور جیون مین
ہلاک اصغر مرا جب کر دو تو غم جیون مین
مرے دل سامنے اکبر سا بیٹا اور جیون مین
خداکیو اسطے زینب مرا بیٹا بچا ہو تم

ضیافت کی عجب گئے وہ دن یاں اہل بیتی کی
نہ دی فرصت کسیکو ایک دم پانی کے پینے کی
بچھونا اسکو بھی تھی عمر جسکی چھ مہینے کی
بھلی لکو پڑی ہے فکر جیسے کی سینے کی
خداکیو اسطے زینب مرا بیٹا بچا ہو تم

۶۳۱

یا رفیقان و عزیزان شہادت طلبی	چہ بگویم نبولے دل کہ ز قوم عربی

بادشاہے عجبی بود و سپاہے عجبی

کیا بیان کرون سب مین لا یہ غم و درد	جو جگر گوشۂ حیدر پہ ہوا روز نبرد
خویش و فرزند و رفیق اسکے گئے فردا فرد	یاد مین اسکی یہ کہتا ہو نین ہر دم سرد

بادشاہے عجبی بود و سپاہی عجبی

شہ ہفتاد و دو تن اور عدو جمع کثیر	جان شیرین دی بیعت نہ کئے اصغر و کبیر
دیکھے یون سر کو شہادت کا لیا تاج سیر	دفتر غم مین تا حشر کرین گے تحریر

بادشاہے عجبی بود و سپاہے عجبی

مرضی حق سے تو اکدم نہوا وہ باہر	سرفرازی اسے سمجھا جو ہوا نیزے پر
لذت تشنگی تھی اسکو شراب کوثر	جیسا وہ آپ غرض ویسا ہی اسکا لشکر

بادشاہے عجبی بود و سپاہے عجبی

بھوکھ مین اسکے رفیقو نکے تو ٹوٹا جا با	آب شمشیر سے پیاس ہی کو سب نے دابا
کوئی ایسا نہوا سنے یہ جسد آیا	غیر آن شہ جو کہے بیٹی نے مت بابا

بادشاہے عجبی بود و سپاہے عجبی

خواہش حق سے تو تھہ شمشیر لٹا اسکو عبید	اک ہوا ایک کی چھاتی پہ قدم کھو کو شہید

[illegible]

جب لگی کھلنے شہیدوں کی کمر سے ہتھیار ہر طرح کی جو لگا جنس کا ہونے انبار		دیدۂ صبح کا اسوقت ہوا تھا خونبار سب لگے کہنے کہ اللہ ری تیری سرکار
	بادشاہے عجبی بود و سپاہے عجبی	
آخرالامر اس اموال کو اونٹوں پہ لاد سر شہ تیز پہ تھا سب کے نکلے پیش نہاد		یا اسیران طرف شام چلے اہل عناد جہاں جاتا تھا وہ سر ہوتی وہاں فریاد
	بادشاہے عجبی بود و سپاہے عجبی	
سر شہ آگے سر نیزے کے جو سر شام چلا لرزی اس آن میں اتنی کہ تا عرش ہلا		تن پہ ہا سبکا پڑا خاک میں اور خون میں رلا ہاتھ سے ہاتھ ملا کے یہ کہے کہ ملا
	بادشاہے عجبی بود و سپاہے عجبی	
آیا اس قافلے کے جنگل میں مقتل سر راہ اشقیا کتنے جو اس قافلے کے تھے ہمراہ		بیٹھے سب اہل حرم رو کے پکارا کہ آہ وہ بھی کہنے لگے لوتھوں کی طرف کر کے نگاہ
	بادشاہی عجبی بود و سپاہی عجبی	
لاش بھائی کی زینب نے کہا رو رو زار قائم اتنک ہی سیت تھا وہ سالار		کل تلک تھا کہ وہ سب کی زبان سے اٹھا آج یوں کہتے ہیں ان سب کو جنہیں انگار
	بادشاہے عجبی بود و سپاہے عجبی	

[illegible]

طوق گردن میں ہے گو ہر چند یہ تجھے بھاری بیٹھکر تو نے وہ شمشیر برا ہمین ماری	راہ چلنے مین لہو ہو کے بہا ہے جاری عمر بھر یاد کرینگے تجھے قوم ناری

بادشاہے عجبے بود وسیاہے عجبی

ستے رہیگا مین آس سے نہین ہم ماتم پاس پیاس مین بلکہ گر اشک آنکھوں سے بستی ہے ترے	سر پہ ڈالیگا ہی اگر خاک کرین ہین یا پاس صبر اتنا وہ نہین کرتے جو دیکے یہ افسوس

بادشاہے عجبی بود وسیاہے عجبی

چپ کچھ سو وا تو نگر اب یہ بیان جانگاہ مغفرت کو تری ہے یاد شہ عالی جاہ	سنتے دانو کی لہو سے بہی آنکھوں کی راہ بس ہم اتنا ہی کرے ورد کہی سبحان اللہ

بادشاہے عجبی بود وسیاہی عجبی

مرثیہ مسدس ترجیع بند

حال اصغر کی دل اور رہین ہاے رے اصغر ابن حسین	رو رو کر تی ہین یہ بین کسکو دیکھین گے یہ نین

تجھ بن میرے نور العین
کیونکر ہو اس دل کو چین

٦٣٤

[illegible]

	بجھ بن میرے نورالعین کیونکر ہو اس دل کو چین	
کھلا کر بن گلے مین ڈال کیون اب مجھ سے تو ہو نرال		بجگوا بنی گود مین پال دھوتی تھی زلفون کے بال
	بجھ بن میرے نورالعین کیونکر ہو اس دل کو چین	
دو دھون پل کر ہوئے جوان کیا کیجے اے میری جان		تھا اس دل مین ارمان مرگ نے لیکن دی نہ امان
	بجھ بن میرے نورالعین کیونکر ہو اس دلکو چین	
کہتی تھی مین پیسر شومی کہہ مین تیرے بلہار سی		چھینک تجھے جب آتی تھی دے جب تو چھپین چی
	بجھ بن میرے نورالعین کیونکر ہو اس دل کو چین	
دودھا تھپک کر کسکو پلاؤن		رونا مین کس کو بلاؤن

[illegible]

تو مرے پاکر کے رنج و تعب زیست مجھے اب بھاوے کب	اور جیون میں ہائے غضب یہی کہوں گی روز و شب

تجھ بن میرے نورالعین
کیونکر ہو اس دل کو چین

بلبل کا دل ہووے فگار اسکو اک پل ہو نہ قرار	تجھ جاوے جیسے دم گلزار بن مرا تھا باغ و بہار

تجھ بن میرے نورالعین
کیونکر ہو اس دل کو چین

اصغر پیارے ہے ہے ہے آج سدھارے ہے ہے ہے	پیاس کے مارے ہر کر ہے ماں یہ پکارے ہے ہر ہے

تجھ بن میرے نورالعین
کیونکر ہو اس دل کو چین

بچے کو چڑھا یا جو گنوا سے دانہ پانی اسکو نہ بھاوے	جنگل جنگل ڈھونڈھنے جاوے رین بسیرے نیند نہ آوے

تجھ بن میرے نورالعین
کیونکر ہو اس دل کو چین

۶۳۶

سکھے ہیں ہم چھوڑ ہمیں سب کہاں [illegible]		اب ہم کیدھر جائیں بتاؤ کیا یار
قید ہوئیں سب بی بیاں پیاسے سب اطفال کہاں رسول اللہ ہیں دیکھیں جو یہ حال		
کرتے ہیں سب بین بی بی ہاتھ پر ہاتھ مل آن بن جنگ میں [illegible] ہمارا کیا [illegible]		ہم بھی مریں جہاں [illegible] کل بن بن سونا آج ہوا ہے تنہا
ایک نہیں چھا [illegible] لیویں نام وارث تو سب کے [illegible] کام		
بچوں [illegible] کو [illegible] آدین پوچھے جو کوئی آج [illegible]		پھر [illegible] ہیں جا [illegible] دیں کر کیا دیویں جواب [illegible]
[illegible] اب ہمیں آتا ہے افسوس بن کیا [illegible] رہ گئے [illegible] سوس [illegible]		
[illegible] ہم [illegible]		ہم بن جنگ میں کون [illegible] دل تور [illegible] کیا [illegible]
[illegible] ہی [illegible] ہوتے [illegible] [illegible] رہی [illegible] ہیں [illegible]		

وارث تو زیادہ ہیں ان ہماری جان
اب تو کوئی نہ رہا [illegible] کس [illegible]
اب تو ہیں ناچار [illegible]
[illegible]

ایضاً در زبان

ہمسائو کھپا کون ہے جگ مین دلاسے دریغ
جسکا پیاسا ہو گیا گھر کا گھر تہ دریغ

زینب و کلثوم یہی رو رو ہو پکاری — کہتی تھی ہر ایک بیت اور دکھ کی ماری
آج ہمی کہان گئی وہ زہرا مادر — لطف و کرم سے اکر سر پر ڈالین چادر

زہرا کی ہم بیٹیان بین بیسری کمائین
سر ننگے یون بیٹھین ڈھونڈون اوپر جائین

لاڈلی آج جو وہ ایک تمھاری — اور بھتیجی وہ ہم پھوپھیون کی پیاری
لے تیرا نام وہ ہر دم یہی پکاری — مرتی ہون بن نہت مین اب اُس ہو چکی زاری

گرمی کی تپین پڑے سایے کا نہین ناؤن
کپڑا بھی اتنا نہین کرین جو سر پر چھاؤن

کربلا سے شام لیے جاتی ہین شامی — اس گھر مین کون تھا ہو سبکا حامی
جگ مین لیا ہائے ہوا یا نیکا توڑا — جن نے جیتا ایک شاب بن مار چھوڑا

ہم بیکس اب کیا کرین اے دین کے سالا
ننگے کھیر مین اسطرح لیے جائین کفار

ننگے پھو سودا کسطور اب کھلین — اہل حرم کو شام تلک ان لیگیے بیدین

طرز نو

[illegible]

شام کہے بیس ہم تو چلے ہین وطن چھین | وہ اکیلی شاہ کی ہیری رہ گئی رن

پانو مین کانٹے چبھین راہ چلی نہین جات
بیری بن ہونگی بھئی آج ڈار اور پات

تمہرے پاچھے بیٹا ایسے ہم دکھ بھرتے | جو تم ہمکو مار بہل یک نین دہ
گھر مین بیری پھرین تارت سبکو گھتہ | بیرا اب کس کام ہمارا جگ میں

لیگئے بیری لوٹ کے گھر کا مال و منال
دیجے کہا لئے اب کفن گئے چھاڈ و دوشال

کھینچ کھینچ تلوار تیر بیری ہین دوین | عابد کو بستر سے بے جبر اٹھا دیں
جب دیکھو تب دیت دکھائی اب کھودو | تم بن بھائی آج مدینہ ہو گیو سونہ

بس کر او جیر ہوسے وہ آج ہماری بھانو
اب تو آئی کربلا چھوڑ مدینا گانو

مان جائے بیرت بابا کے پیارے | بچھڑ بچھڑ او دکھ ایسے کہان ہا
بیر تمہارے مرین ہتے گھر بیری لوٹین | ہے جند یوان کھو گئے کے چھوٹین

ساتھ تمہارے جو ہتے مر گئے سیس کٹا کے
شہر نیے پھر ہمین کون اب وسے پہنچا کے

[illegible]

رہوئہ کو وسیس پہ ہم ہین خیدیان
بیک چھڑا نہ پایی اہل حرم کو آن

کہ موسون سب سو واکت گہو گہوتا
خلوکت ہین لوگ ہین ہی سکیا

پور گئی ین پیرکے گھر کی بات
بن و ارث حیران ٹھہر ہین گر دکیا

رودت بشہ ان جات پھر پھر گوت ہین
کہا حیت سنا گو پیا سو پو حسین

شیشے دو وا ز دہ مع دو پہرہ

ماہ کہتے ہین یہ سب ست
جب آیا چھوڑ مدینا
پہرہ کہا را کر اب رو یا
اکبلا اصغر سا بچا تی
کیسا ہمارا چھوٹا

... ان ہین جلسے ہین حب
... آپ سا جیا
با پ چچا ...
... کہ ...
بیری سے گھر شیر ...

لکھی ہی جو کرم ہین بیٹھے منہ ہول
ہوئی ہی سو ... کا ... سو لا

نبی کے تیرا نام اب ردتی ہوں دین رین
ایسا بیری کوت تھا جن نے کھویا چین

اور علی کا میں ہوں [illegible] — چاہا ہوں اس دکھ سے [illegible]
بنت محمد جن کی [illegible] — کوئی انکے سنگ ساتھی
چھیا [illegible] کوئی [illegible] میں — چاتی ہیں [illegible] ردتی [illegible]
چاہوں کے کیسے پاتین — کوئی [illegible] اپ [illegible]
ایسا کون [illegible] — [illegible]

[illegible] پاسے کے [illegible]
اسکا بیٹا اولاد دیکھوں ان [illegible]

ساتھ حرم کے جا میں [illegible] — کافر [illegible] کیسی
جو چودہ آنکھوں سے دیکھا — اب میں [illegible] نکلیا
[illegible] کری سیدا [illegible] — کس [illegible] ساری
شام چلا میں تھا [illegible] — [illegible] کون
جا ایک [illegible] چلا دین [illegible] — [illegible]
چچا [illegible] باپ کو [illegible] — ایسا [illegible] کوئی [illegible]

۶۴۱

[illegible]

مجکو قاسم بیاہ کر کدھر گیا ہے روٹھ کے
لوگ کہیں مارا گیا میں جانوں ہوں جھوٹھ

جیتوں کی تو بھوک نہ جانی
مردوں کو بھی دیا نہ پانی
پیاس کے مارے بچے ترسیں
بوند کی خاطر بچے تڑپیں
جا کے چچا بھی بانہہ کٹا دے
تس پر پانی ہاتھ نہ آوے
پانی پر گیا کب کچھ بیتا
جو کوئی گیا نہ آیا جیتا
پانی کی ہر موج تھی کالا
وہاں جو گیا اُسے ڈس ڈالا

باپ چچا اور بھائی بھتیجے اور غمخوار
ایک ہی بار ہی مر گئے پیاسے ندی کنار

جتنے بھائی جان تھے میرے
سب وہ ان ہو گئے خاک کے ڈھیرے
ایسا کون جو مجھ تک آوے
مجھ بیکس کی پیر بٹا دے
ہیں جو حرم سو وہ بیچاری
مرتی ہیں غربت کی ماری
پھوپھیاں میری باپ کی روویں
ماں روروجی مجھ پر کھوویں
بہنیں ہیں جو سو یوں بیٹھیں
لوہو کی اُڑ اُڑ پڑتی ہیں چھینٹیں
جگ میں انکا کون ہے تم بن اے حسین
کون تسلی دے ہمیں کیونکر آوے چین

خاتمۃ الطبع

کیا کہیے اس چرخ کو ایسا ہے بے پیر
ہمسون کی بھی بپت کی ذرہ نجانی پیر

ہو جو محب ہمارا کوئی
حال ہمارے پر غم کھاوے
درد ہمارے مین جو جیوے
قطرہ آنسو کا جو ڈالے
رووے یا خلقت کو رلاوے

حق مین اُسکے ہے یہ نکوئی
جنت مین وہ بیشک جاوے
کوثر کا وہ پانی پیوے
بخشایش کا تحفہ وہ پالے
دوزخ کی آنچ اُسے نہ آوے

عالم جسکو لے سودا کے مدام امام
جگ مین تو بھی رو ئیو لے لے اسکا نام

خاتمہ از طرف مؤلف

الحمد للہ کہ بندہ غلام احمد کہ مؤلف کلیات ... المتاخرین مرزا رفیع المتخلص بسودا بشوق تمام ... جانفشانی و جانسوزی از چند جا بہم رسانید و ترتیب داد ...

تاریخہائے طبع کلیات سودا

از نتیجۂ طبع ابو ناظم جناب مولنا محمد حامد علی خان صاحب تخلص شاہ آبادی

[illegible] مطبوعہ

دیوان اول ز سودا گیا سے	[illegible]
ز تنقیح حامد سال طبعش	رقم کردہ چہ نظم دلفریبے

از نتائج کلکِ جواہر سلک منشی بالک رام صاحب [illegible]

خوش بیں شاگرد حضرت شگفتہ لکھنوی

چہ سودا شاعر نادر بیان بود کہ [illegible]	سحر کند [illegible] دل [illegible]
مصفا کرد [illegible] گہر [illegible]	[illegible]